تمہید

اٹھائی گیرا۔ لُقّا۔ لُچّا۔ شہدا۔ دغا باز۔ جعلساز۔ گرہ کٹ۔ چور۔ اُچکا۔ ڈاکو۔ بدمعاش اوباش۔ یہ سب بُرے مگر شرابی ان سب کا گرو گھنٹال ہو۔ کوئی شخص چاہے جعل بنانے مین میان حسین بخش کے بھی کان کاٹے مگر شرابی سے ہم اُسکو اچھا ہی سمجھین گے۔ حالانکہ حسین بخش نے ماشاء اللہ وہ نیکنامی حاصل کی ہو کہ اچھے اچھے جعلیے اُسکا نام سنکر اپنا کان پکڑتے ہین ڈکیتی مین کوئی کیسے ہی ظلم بپا کرے لیکن ہمارے نزدیک شرابی سے وہ پھر بھی اچھا ہی۔ بدمعاش کیسے ہی بڑے سرے کا کیون نہو شرابی پر اسکو فضیلت حاصل ہی۔ قس علے ہذا اُچکون کو بھی شرابی پر ترجیح ہی۔ شرابی یہان پر ہم اُن حضرات سے مراد لیتے ہین جو شراب کے بندے ہین اور بادہ گساری ہی کو دین و ایمان سمجھتے ہین دن رات غین۔ ہر دم سیہ مست۔ ہر وقت بادہ پرست۔ جب دیکھیے مخمور نشے مین چور یہ گرے وہ گرے۔ ع

پا بدست دگرے دست بدست دگرے

پینے سے اُنھین عار نہین۔ کلوار کی دکان پر چُسکیان اُڑانے مین اُنھین انکار نہین بازار پی کر جھومنا اور گلی کوچون مین لڑکھڑاتے ہوئے گھومنا عین وضعداری ہی۔

کبھی جام تک نہ توڑا۔ یہ وہ کالی ناگن ہی۔ جسکا کاٹا منہ سے بولے نہ سر سے لہر تک نہ آئے۔ کلوار کی دُکان پر کچّی پی اور بازار مین گالیان بکنے لگے۔ کبھی بدر مین پڑے ہین کبھی نالی مین لڑھک گئے یہ انواع واقسام کی ذلت کی کان ہی مگر شرابی کی جان ہی

شراب کہنہ کہ روشنگر روان من ست
مصاحب من وپیر من وجوان من ہست

ایک دفعہ منھ لگی بس پھر عمر بھر چھٹنا محال ہی۔ گھر جنجال ہو جائے زندگی وبال ہو جا دین ودنیا دونون کی خبر نہ رہے۔

ایسے عالی ظرف کم ہین جو لیاقت کے ساتھ پیئین اور ہوش مین رہین۔ مگر ہان کبریت احمر کا حکم نہین رکھتے۔ دن بھر خوب جم کر محنت کی شام کو دو تین جام پیئے اعضائے کو قوت پہونچی آنکھون مین لال ڈورے آگئے سرور گٹھا۔ رنگ جما محنت کی تھکاوٹ دور ہوئی۔ کسل اور ماندگی کافور ہوئی

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
بلکہ مے میشود از صحبت نادان بدنام

حق یون ہی کہ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے۔ ایسی شراب خواری کی ایسی تیسی پی اور کیچڑ مین لت پت۔ ایسے شرابی پر خدا کی مار۔ شیطان کی پھٹکار۔ شراب پی کر سرخوش وتر دماغ ہونا لازم ہی یا سیہ مست وخراب۔

اسی لت نے ہزارون گھر بٹھائے۔ سیکڑون نوجوان رئیس خاک مین ملا اچھے اچھے جوانان رعنا اس کی بدولت کفن پوش ہوئے۔ اجل سے ہم

ہوئے بھلے مانسون کا دوالا اس نے نکالا ایسی کثرت مے نوشی کا منھ کالا ۔

کیا ذکر شراب بار توبہ خادر دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے	رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خادر توبہ خادر ہزار توبہ خادر

اسی سبب سے تو ہندؤن اور مسلمانون کے مذہب مین اسکے استعمال کی قطعی ممانعت ہو اہل ہنود مین برہمن چھتری ویس اسکو نہین پی سکتے اور یون تو بڑے بڑے مولانا اور باجپئی پئین تو کیا یہ اور بات ہو۔

رسالۂ تھیوسوفسٹ مطبوعۂ جون سنہ ۱۸۸۱ء مین کسی انگریز کا ایک خط جو صاحب ممدوح نے ہندوستان مین کسی بودھ مذہب والے کے پاس بھیجا تھا پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہو۔ وہ لکھتے ہین کہ ہمارے لندن مین شراب خواری کی اس درجہ گرم بازاری ہو کہ الامان الحذر چھوٹے بڑے پڑھے بے پڑھے غریب امیر برنا وپیر سب کے ہان شرابی موجود ہین۔ ایسے وہادت پینے والے کہ بوتلون کی بوتلین اور قرابون کے قرابے خالی کرین اور ڈکار تک نہ لین آدمی کیا شراب کی بھٹی ہین اولڈھام کا پیپا ہین خدا ایسے حضرات سے پناہ مین رکھے۔ ججون اور مجسٹریٹون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ لندن مین ۹/۱۰ مقدمے ایسے آتے ہین جو خاص کثرت بادہ گساری سے تعلّق رکھتے ہین۔ جس اخبار کو پڑھیے جس رسالے کو کھولیے جس میگزین کو دیکھیے یہ ضرور پایئے گا کہ شرابیون نے اتنے آدمی حالت نشہ مین قتل کر ڈالے فلان شخص نے شراب اس کثرت سے پی لی کہ مخمور وخراب ہو کر تین آدمیون پر گولی سر کی دو زخمی ہوے اور ایک راہی ملک بقا۔ الامان۔ الامان۔ تین شرابیون نے ملکہ فلان کوٹھی مین چوری کی۔ گرفتار ہوئے تو غین تھے۔

الغرض یہ شراب ام الخبائث ہو۔ انواع واقسام کے گناہ اور جرائم اور برائیان اس سے سرزد ہوتی ہین۔

اور لطیفہ سُنیئے وہ لکھتے ہین کہ اگر وہان شراب کی دکانین اور کوٹھیان ایک

قطارین ہون تو بہتر میل جگہ اُن کے لیے چاہیئے۔ معاذ اللہ۔ توبہ توبہ بہتر میل کا فاصلہ سپاہی چوبیس گھنٹون مین طے کرتے ہین اور وہ بھی اُس حالت مین جب تیزی کے ساتھ لڑنے کے لیے فوج ڈبل مارچ کرتی جاتی ہو۔

کوئی چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ لنڈن کے کاریگرون نے ایک جلسہ منعقد کیا اور کوشش موفور کی کہ شراب خواری کالعدم ہو جائے مگر انکی سعی مشکور نہوئی پادریون نے انکی مدد نہ کی کیونکہ وہ بھی عموماً شراب پیتے ہین اور جن لوگون کو مذہب کا خیال ہو۔ اُنھون نے پادریون کے خوف سے ان بیچارون کا ہاتھ نہ بٹایا تاہم خدا کے ان مقبول بندون نے اپنی کوشش کو قائم رکھا اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اب اُنکی رائے اور اُن کی سوسائٹی پر عوام بھی کسی قدر توجہ کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ شراب خواری کے لیے کوئی ایسا قانون نافذ ہو کہ اسکی کثرت اس قدر نہ رہے جس قدر اب ہو۔ لیکن افسوس یہ ہو کہ اس کثرت شراب خواری سے سرکار کی خوب بن آتی ہو کیونکہ اس کا محصول کثرت سے آتا ہو۔

اسکے بعد لکھا ہو کہ اگر مذہب بودھ کے چند پادری یہان بھیجہ تو خوب بات ہو وہ لوگ یہان آکر ہمکو سکھائین اور بتائین کہ شراب خواری کیسی بلاے بے درمان ہو۔

بھئی واللہ بات تو خوب سوجھی۔ ادھر تو انگلستان اور امریکا سے پادری یہان آئین کہ اہل ہند کو چلکر راہ نیک بتائین اور ادھر ہمارے ملک سے ہندؤن اور بودھ کے گرو انگلستان مین جائین اور وہان کے لوگون کو اپنے خیالات کے بموجب سیدھے ڈھرے پر چلائین۔

الغرض شراب خواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین رہ سکتین کوئی فرد بشر ایسا نہین جو کثرت بادہ گساری کو پسند کرتا ہو یا اسکی توصیف مین دلائل عقلی پیش کرسکتا ہون دوا کے طریق پر پینا اور اعتدال کا ہمیشہ خیال رکھنا عمدہ بات ہو۔

اس تمہید کے بعد ہم اپنے ناظرین کو مضار شراب خواری کے ثبوت مین ایک داستان عبرت توامان سناتے ہین - اور بادہ گساری کی بے شمار خرابیون کو قصے کے پیرائے مین موبمو بتاتے ہین -

دور پہلا

امین آباد کی پریزاد دیہوڈنین

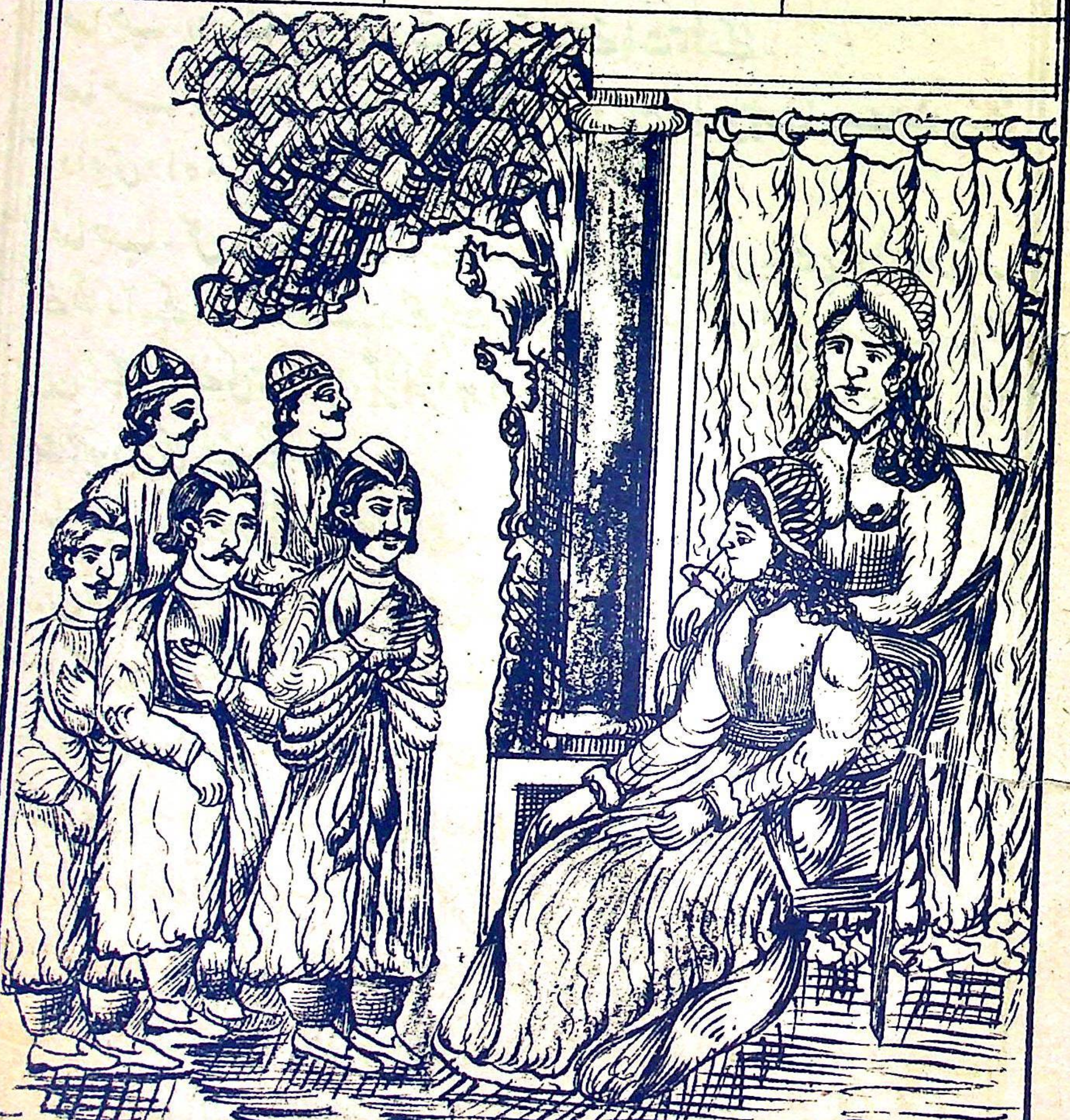

ایک مصاحب۔ سرکار آج تو امین آباد مین میلا لگا ہوا ہی۔ صدہا سفید پوش اور رئیس زادے ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے گھور رہے ہین۔

مصاحب۔ ارے میان تم بھی دیکھ آئے۔ ہم تو سمجھتے تھے ہم ہی شہر خبرے ہین۔ تم بھی جہانیان جہان گشت نکلے۔ حضور بس آج کٹا ڈُہی۔ امین آباد مین۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون۔ ہم سمجھ گئے۔ معلوم ہوتا ہی کوئی نئی ساقن پری بن کے کسی دوکان پر بیٹھی ہوگی کیون۔

مصاحب۔ اس ذہانت کے صدقے۔ حضور تین حصے بات تاڑ گئے۔

مصاحب۔ دشمنون کی آنکھون مین خاک وہ ذہن پایا ہی ہمارے حضور نے کہ واہ جی واہ۔

مصاحب۔ کل ہم سے اور حسو خان سے جھوڑ ہو گئی۔ تکرار اس بات پر ہوئی کہ مردک کہنے لگا کہ آپکے رئیس زادے روکھے پھیکے آدمی ہین شوقین نہین ہین۔ ذرا بوے ریاست نہین۔ مجھے یہ سننے کی تاب کجا۔ بگڑ کھڑا ہوا اور وہ ڈانٹ بتائی کہ آسکے حواس غائب ہو گئے بہت چین چپڑ کی لیتے تھے۔

مصاحب۔ حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے ذرا حضور صحبت مین بھی بیٹھا کرین۔

رئیس زادہ۔ اور کیا مین دن بھر گھر ہی مین گھسا رہتا ہون۔

مصاحبین۔ اے نہین خداوند۔ سرکار نے وہ مجازہ پایا ہی کہ واہ۔ بس یہی جی چاہتا ہی کہ عمر بھر حضور ہی کے قدمون کے تلے پڑے رہین۔

رئیس زادہ۔ ہان صاحب وہ امین آباد والا حال تو بتائیے۔ وہ کون ایسی پریان ہین۔ جنھون نے ہزارہا آدمیون کے دلون کو مسخر کر لیا ہی۔

مصاحب۔ سرکار دیکھنے سے بھوک پیاس جاتی رہی۔ بمبئی سے دو یہودنین آئی ہین ایسا چہرہ مہرہ نہین دیکھنے مین آیا ہی۔ بجپر حور۔ معلوم ہوتا ہی اندر کے اکھاڑے کی پریان اُتر آئی ہین۔ حق تو یون ہی کہ پریان بھی سُن پائین تو قاف سے اُڑ کر اُن کو گھورنے آئین۔ دونون بہنین ہین۔

رئیس۔ بھلا بڑی اچھی یا چھٹکی۔ شوخ کون ہی۔

مصاحب۔ خداوند بڑی چھوٹی کا حال نہ پوچھیے۔ دونون کلان ہین۔ حضور پھڑک جائیے گا۔ جناب امیر کی قسم قریب تھا کہ مجھے غش آئے۔

اتنے مین پنڈت سری چند مصاحب آئے۔ رئیس زادے نے کہا پنڈت جی آج یہ لوگ نئی خبر لائے ہین کہتے ہین کہ اہین آباد مین دو پریان آئی ہین۔ پنڈت جی نے کہا سرکار مین تو آنکھون کی دیکھی کہتا ہون۔ دونون پاتر نار سندر جیسے راجہ اندر کی سبھا کی اپسرائین۔ مانو پورنماشی کا چندرمان اُدے ہو گیا اندھیاری رات مین ہیرے کی طرح دمکین۔

یہ پنڈت جی مہاراج گو پُرانے فشن کے آدمی تھے مگر ان دونون سیمتن نسرین بدن بہو دونون کو دیکھکر ان کی بھی رال ٹپکنے لگی تھی۔ انھون نے جو اُن کے حسن گلو سوز اور جمال عالم افروز کی اس درجہ توصیف کی تو رئیس کو یقین واثق ہو گیا کہ عورتین نہین چھلاوا ہین۔ ورنہ بوڑھا پنڈت اسقدر بڑھکر تعریفین نہ کرتا۔ آنکھین سینکنے کا شوق چرایا۔ اور ٹھان لی کہ شربت دیدار سے ضرور شیرین کام ہونگے۔ مصاحبون سے کہا ٹھنڈے وقت چلین گے۔ وہ تو ادھار کھائے بیٹھے ہی تھے کہ رئیس زادے کو جسطرح ممکن ہو ضرور لیچلین۔ باچھین کھل گئین۔ کہا حضور تشریف لے چلین۔ کیا عرض کرین وہ اٹھتی جوانی ہی کہ ہائے ستم وہ چھل بل کہ ہرن اور چکارے بھی چوکڑی بھول جائین شباب پھٹا پڑتا ہی۔ اور بانکپن اور بھی غضب ڈھاتا ہی۔ ہونٹھون کی سرخی خون رولائے تو دردندان کی صفائی دیکھکر گوہر غلطان آب آب ہو جائے ہائے معلوم ہوتا ہی کہ حسن خود دونون ہاتھون سے بلائین لے رہا ہے۔ کیسی تیکھی چتون ہی کہ واہ وا واہ۔ اور نازک کمری تو اس سے بڑھکر خدا کا نام ہی۔ ؎

پائنچے جبکہ اُس پری نے اُٹھائے
مین پکارا خدا کمر کو بچائے

حضور ہم اور جھمن سرکار کے گھوڑون پر ڈُلکی جاتے تھے تو ساقن کی دوکان کے اوپر جو برج ہی چور رہا ہے کے کنگرہ پہ اُسپہ چاند کا ٹکڑا نظر آیا۔ بس قتل ہو گئے ٹکٹکی لگائے کھڑے رہے نیچے جو کٹرن بیٹھی ہی۔ اُس سے حال پوچھا۔ تو اُس نے تنک کر کہا اے میان جاؤ اپنا کام کرو۔ ہاتھی آئین گھوڑے جائین اونٹ بچارے غوطے کھائین۔ ٹرون کی تو دال نہین گلتی۔ تم کس کھیت کی مولی ہو۔ مگر برج پہ ایک بانکے کھڑے تھے اُنھون نے اشارہ کیا کہ چلے آئیے۔ ہم دونون سائیسون کو گھوڑے دیکر اوپر گئے تو اُس بانکے نے اُن حور وش پری تمثال مشتری خصال جادو جمال یہودنون سے کہا کہ یہ دونون صاحب ایک بہت بڑے رئیس زادے کے مصاحب ہین۔ مگر اُن کافرون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا بھی ہو تو یہ دونون پھوٹ جائین۔ ؎

غرور حسن باجازت مگر نداے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا نرا

رئیس زادے نے اپنی قابلیت جتانے کے لیے مصاحب کو ٹوک دیا کہ شیدا ان نہین شیدا کہو۔ وہ آداب بجا لا کر بولا (جائے اُستاد خالیست) رئیس زادے نے اظہار لیاقت کے لیے مصاحب کے شعر کے جواب مین شعر پڑھا۔

نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی مہوش
چھلک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا

مگر توبہ کر کے اور کان پکڑ کے کہتا ہون کہ اگر ایک دفعہ اینجانب کو دیکھ لین تو ہزار جان سے عاشق ہو جائین مصاحبون نے غل مچا مچا کے کہنا شروع کیا کہ پیر و مرشد گھر بار چھوڑ دین کھانا پینا چھوڑ دین مگر ایک نظر حضور کو دیکھ بھی لین۔ ابّا جان کی روح کی قسم ایک نظر غلط انداز مین لاکھون کو قتل کر ڈالین اور پھر کے بسملون کی طرف نہ دیکھین۔ ؎

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وائے بیدردی
نہ دیکھا مڑکے تونے کسطرح بسمل تڑپتے ہیں

جھمن۔ حضور کی بدولت ہم بھی دو گھڑی آنکھیں سینک آئے ورنہ ہمارا وہاں گذر کہاں بھلا۔ ہمارے سامنے ایک لکھ پتی مہاجن کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا۔

مصاحب۔ جی ہاں ایک مختار رام بھی آتے تھے۔ توند مٹکاتے قیمتی چادر حاشیہ بنارسی رومال پھڑکاتے لٹو دار پگڑی کھوپڑی پر جمائے خاصی جانگلوؤں کی وضع بنائے کھٹ بٹ کرتے اوپر چڑھ آئے آتے ہی چھوٹی بہن نے وہ ڈانٹ بتائی کہ لالہ جی کے آئے حواس اس طرح غائب غلہ ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اُس نے کہا نکالو اس کو یہ کون بدمعاش ہے بے پوچھے گھس آیا بھاگتے راہ نہ ملی۔

رئیس۔ اخاہ بڑے دماغ ہیں۔

جھمن۔ پھر حضور کیونکر نہوں۔ آج ویسی حسین کوئی دنیا کے پردے پر دکھا تو دے۔

رئیس۔ یہ نہ کہو۔ ایک سے ایک بڑھکر ہے۔ فضلنا بعضکم علےٰ بعض۔ یکتائی کا دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا۔

جھمن۔ یہ سچ مگر حضور چل کے دیکھیں تو سہی۔ دیدہ ہیں نہ شنیدہ ہیں۔

رئیس۔ ہاں یہ کہو کہ ہمنے تمنے نہ دیکھی ہو ایسی حسینہ۔ مگر یکتائی محال ہے۔ ؎

بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا
محکوم ائمہ و رسل کا نہوا
بندے کو عبث غرور یکتائی ہے
اللہ پہ اتفاق کل کا نہوا

انکا مکان گلی طرف ہے یا سر بازار۔

جھمن۔ ہمارے سرکار گو کوچۂ عشق کی راہوں سے آگاہ نہیں مگر اس ذکاوت کو تو دیکھیے۔ قسم حسینؑ کی اسے اعجاز کہتے ہیں۔

سب مصاحب۔ حق ہے۔ حق ہے۔

افیونی (چونک کر)۔ مگر کرنے والا کافر۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رئیس زادہ اور مصاحب سب ملکر ہنسے کہ اس افیونی نے اچھی ہانک لگائی اور خوب بے تکی اڑائی۔ ایک مصاحب نے پوچھا میان کیا کہتے ہو۔ اُسنے کہا کچھ نہین انھون نے کہا نہین کہ جادو برحق ہی۔ تو وہی ہین نے اسپر کہا کہ جادو برحق مگر کرنیوالا کافر۔ اسپر اور بھی قہقہہ پڑا۔ مصاحب نے تو کہا تھا کہ حق ہو۔ حق ہو۔ حضرت دربان افیم کی پینک سے جو چونکے تو سمجھے کہتا ہی جادو برحق ہی۔ معقول لہذا اپنی مشیخت جتانے کیلئے فرمایا کہ کرنے والا کافر۔ چھمن نے کہا پیر و مرشد۔ حضور کو شام کے وقت لے چلین گے کوئی کانون کان خبر تو ہوگا نہین۔ رئیس نے کہا کہ واہ فقط اور سمند جوڑی سے نہ پہچان جائینگے لوگ اُسنے کہا اچھا تو اسکا بھی توڑ کردیا جائیگا۔ اے خداوند کرایہ کی گاڑی منگوا لینگے۔ فقط۔

رئیس زادہ۔ خوب سوجھی مگر عمدہ ہو۔ چھمن نے کہا قربان جاؤن حضور بھی بھائی گاڑی لیجئے۔ پانچ سو کی جوڑی جتی ہو یہ کیا بات ہو۔ وہ کرایہ ہوا ہی کتنا کوئی بیٹھی کا ٹھاٹ ہی۔

رئیس۔ دیکھین تو کیسی آگ بھبوکا دکھاتے ہو۔ ہمکو غش آجائے تو جانین۔ ہان۔

مصاحب۔ اے تو خداوند ہماری اور حضور کی برابری ہو۔ بھلا۔

رئیس۔ اسمین برابری اور فضیلت کیسی تمکو غش آگیا جب جانین کہ ہمکو بھی غش آجاے ایسا حسین گلو سوز ہو کہ خرمن عقل کو جلادے۔ وہ نشیلی انکھڑیان ہون کہ ہم مست ہو جائین۔

راوی۔ یہ ٹیڑھی کھیر ہو۔ مگر مصاحب کی ذکاوت طبع کے صدقے وہ بات کہی کہ پھڑکا دیا واہ رے استاد کیون نہو۔

مصاحب۔ قبلہ عالم ہماری آپکی اس سبب سے برابری نہین۔ کہ ہمنے جو اُس حور وش نازک اندام پری پیکر گلفام کے جمال مبین کو دیکھا تو غش آگیا کہ ہائے ہائے یہ امکان سے خارج ہو۔ اور حضور تو بھک جامے مین پھولے نہ سمائین گے کہ چاہین تو بیاہ لین چاہین گھر ڈال لین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

رئیس۔ اُہو ہو ہو۔ واہ مرزا فرد ہو۔ کیا بات کہی۔

مصاحب۔ حضور انعام کے قابل بات کہی ہے۔

جھمن۔ واللہ انعام کا مستحق ہو گیا۔

رئیس۔ اچھا بیس روپیہ انکو دلوا دو۔

مصاحب (استادہ ہو کر) آداب۔ ہم تو ایسے قدردان رئیسون کے عاشق ہین اور وہ مردک کہتا تھا کہ ٹکا پن ہے۔ ریاست نہین۔

جھمن۔ اجی کس سور کے کہنے مین جاتے ہو وہ جانگلو کیا جانے۔

رئیس۔ سن کیا ہے اُنکا۔

مصاحب۔ حضور ہوگا کوئی برس پندرہ سولہ ایک کا۔

رئیس۔ واللہ تو یہ کہیئے ابھی عنفوان شباب ہے۔ اُمنگ کے دن۔

جھمن۔ حضور جوڑسے ہین دونون مال جوبن ہین۔

رئیس۔ ماہ الجبین کہو صاحب۔

جھمن۔ بھئی ہم ناک ناک بدتے ہین حضور کو دیکھین نہ تو پیار کرنے لگین۔

مصاحب۔ کوئی بیدھا ہی ہو جو آپ سے بدے۔ حضور پہ بھی چوک مین انگلیان اٹھتی ہین دو رویہ کمر دلن پر کٹاؤ ہوتا ہے۔

رئیس۔ واہ۔

راوی۔ واہ کے بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ اُنگلیان اُٹھنا درکنار چار ہی دن مین یہ بدمعاش انگلیون پہ نہ نچائین حضور کو تو سہی۔

جھمن۔ بیچارے حضور پر البتہ اس حور کی نظر پڑے گی اور دوسری پری کی بھی حضور ہی سے آنکھ لڑے گی اور کیون نہو دو ہزار کی فٹن۔ ولایتی پرنسے یہ چمک دمک یہ آب و تاب اور پھر جوڑی بھی وہ جو شہر بھر مین ایک کے پاس نہو تیزی اور سبک خیزی مین طاق۔ شیر طبیعت آہو شکار رشک براق۔

مصاحب۔ حضور چاہے کوئی کچھ کہے یہ سمند سیہ رانو کی جوڑی تو ملکون ایسی نہو گی

پہلے تو چوڑی ہی پر انکی نظر پڑے گی کرایہ کی گاڑی پر چلنا فضول ہو۔

رئیس۔ دونون بہنین ہمشکل ہین نا۔

چھمن۔ حضور چندے آفتاب چندے مہتاب ایک سے ایک بڑھکر۔

رئیس۔ کشیدہ قامت ہین یا پستہ قد۔

چھمن۔ حضور پستہ قد نہین قربان جاؤن جو کہین انگریزی وردی پہنا دیجئے تو معلوم ہو کہ فوج کا لفٹنٹ چلا آتا ہی دھوم مچ جائے۔ کہ کیا گبھرو جوان ہی ابھی مسین بھی نہین بھیگی ہین۔

رئیس۔ تو عورتین کیا صوبہ دار میجر ہین۔

چھمن۔ نہین پیرومرشد چھریرا بدن ہین۔

مصاحب۔ حسین عورتین تو بہت دیکھ ڈالین مگر خدا گواہ ہی ایسی نازک کمر نظر سے گذری ہی نہ تھی۔

رفیق۔ حق ہی۔ مجھے تو خوف معلوم ہوتا تھا کہ مبادا کمر لچک جائے۔

چھمن۔ حیرت تھی کہ یہ کمر ہی۔ یا تار نظر ہی۔

مصاحب۔ یون تو دن بھر بھیڑ بھڑکا رہتا ہی۔ مگر دو گھڑی دن رہے سے شانے سے شانہ چھلتا ہی۔ بس میلے کی سی کیفیت رہتی ہی۔ کہ خلق خدا ٹھٹ کے ٹھٹ جماے گھورا کرتی ہی۔ اور بت بے پیر کا کلمہ پڑھتی ہی۔ لیکن وہ نظر اٹھا کر کسی کی طرف دیکھتی بھی نہین۔ ایک حسن پرست سودائی مزاج نے کئی دن تک جا جا کر دعا مانگی کہ یا الٰہی اس وقت لب بام آئین۔ اور ذرا اپنی چھب دکھائین۔ مگر دعا پوری نہوئی تو رو رو کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

مگر صدائے برنخاست ۔۔

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی تری سب کے جواب مین

ہزارون بگڑے دل عاشق تن ساقن کی دوکان پر صبح سے شام تک ڈٹے رہتے ہین۔ انواع و اقسام کے مصائب سہتے ہین۔ اور سُنیے جبسے یہ ہیوونین انگر بنچ مین لگی ہین تب سے ساقن نے دو دو سو روپے روز پیدا کیے اور عشاق خستہ جان بڑے بڑے امرائے ذیشان نے ایک ایک گھنٹے کے دس دس اور بیس بیس دیے۔

جھمن۔ حضور اب اسکو کوئی پوچھتا نہ تھا مگر مثل مشہور ہی۔ سو برس کے بعد گھورے کے بھی دن پھرتے ہین لیجیئے دو دو سو روپے روز ملنے لگے۔

رئیس۔ بھئی جانے مین بدنامی ہی۔ اول تو ہزارون آدمی دیکھین گے کہین گے حضرت بھی پلٹے مفت کی بدنامی ہوگی اور پھر کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے۔ اور ایک بات اور بھی ہی۔ ہمسے بھی وہ اسی طرح پیش آئینگی۔ اور جو کہین اس لالہ کی طرح ہمین بھی نکلوا دیا تو بس ستم ہی ہوگیا۔ پھر ہم زہر ہی کھا لینگے اور اُس ساقن چڑیل کی خوشامد تو مرتے دم تک تو نہ ہو سکے گی۔

جھمن صدقے صدقے ساقن کے لیے دم کتنا خوب فرمایا ہی۔

رئیس۔ خیر اس ضلع جگت سے تو واسطہ نہین مگر ہم سوچتے ہین کہ اگر گئے اور کھل گیا تو غضب ہی ہو جائے گا۔ خدا جانے وہان کون کون بیٹھا ہو کدرو درضہ ورنجگے ہی ہو گے۔

مصاحب۔ کیا مجال۔ خداوندا اچھے اچھے تو گھسنے نہین پاتے کدر بچارے کس شمار قطار مین ہین حضور چلین اور ضرور چلین۔

رئیس وضع کے خلاف ہی۔

رفیق۔ اچھا تو پیرومرشد ہوا کھاتے ہوئے امین آباد کی طرف سے جاتا تو وضع کے خلاف نہین ہی۔ حضور آتے ہین نہ وہان صرف ہوا کھاتے ہوئے فٹن پر چلے چلین۔ بس۔

رئیس۔ ہان اسکا مضائقہ نہین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جھمن۔ اودھر وہان گاڑی آہستہ آہستہ جاوے ہی گی۔

مصاحب۔ خواہ مخواہ بھیڑ بھڑکے مین کہین گاڑی دوڑائی بھی جایا کی ہو۔ بس حضور کو خاصہ موقع ملے گا کہ نظر بھر کر دیکھ لین۔ لیکن دیکھتے ہی دل ہاتھ سے نہ جاتا رہے تو سہی۔

رئیس۔ خدا کرے اُسوقت سامنے کھڑی ہون۔

مصاحب۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ادھر گھڑیالی نے ٹھناٹھن چار کا گجر بجایا۔ اُدھر رفیقون اور مصاحبون نے آسمان سر پہ اُٹھایا۔ حضور چار بج گئے۔ اب تیاری کیجیے فٹن نکالنے کا حکم دیجیے حمام خانے جائیے اور بن ٹھن کر باہر آئیے۔ مگر پیر و مرشد اتنا یاد رہے کہ عمدہ سے عمدہ نکھار ہو جو دیکھے عشق کرے وہ مردانہ سنگار ہو بانکے جھک جھک کر آداب بجا لائین۔ ہوش چھپ چھپ کر گھورنے آئین۔ محبوب مطلوب سے وصال ہو۔ جیب و دامن گوہر مراد سے مالامال ہو۔ خدام باادب بخوابگاہ نازنین کے لیے کمرہ سجائین۔ خوشی کے شادیانے بجائین۔ مبارکباد کی صدا بلند ہو۔ پل پل مین مسرت دوچند ہو۔ اُودھر جام ہو ادھر گلفام ہو۔ لطف زندگی اُٹھائیے بہشتون مین آ رہئیے۔ فرمایا اچھا سیٹھ گورجمل صاحب کو بلاؤ۔ جھمن تم ابھی جاؤ۔ اور گاڑی پہ ہمراہ رکاب لاؤ۔

CC-0. Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دور دوسرا

نواب والا تبار اور سیٹھ گوجرمل ساہوکار

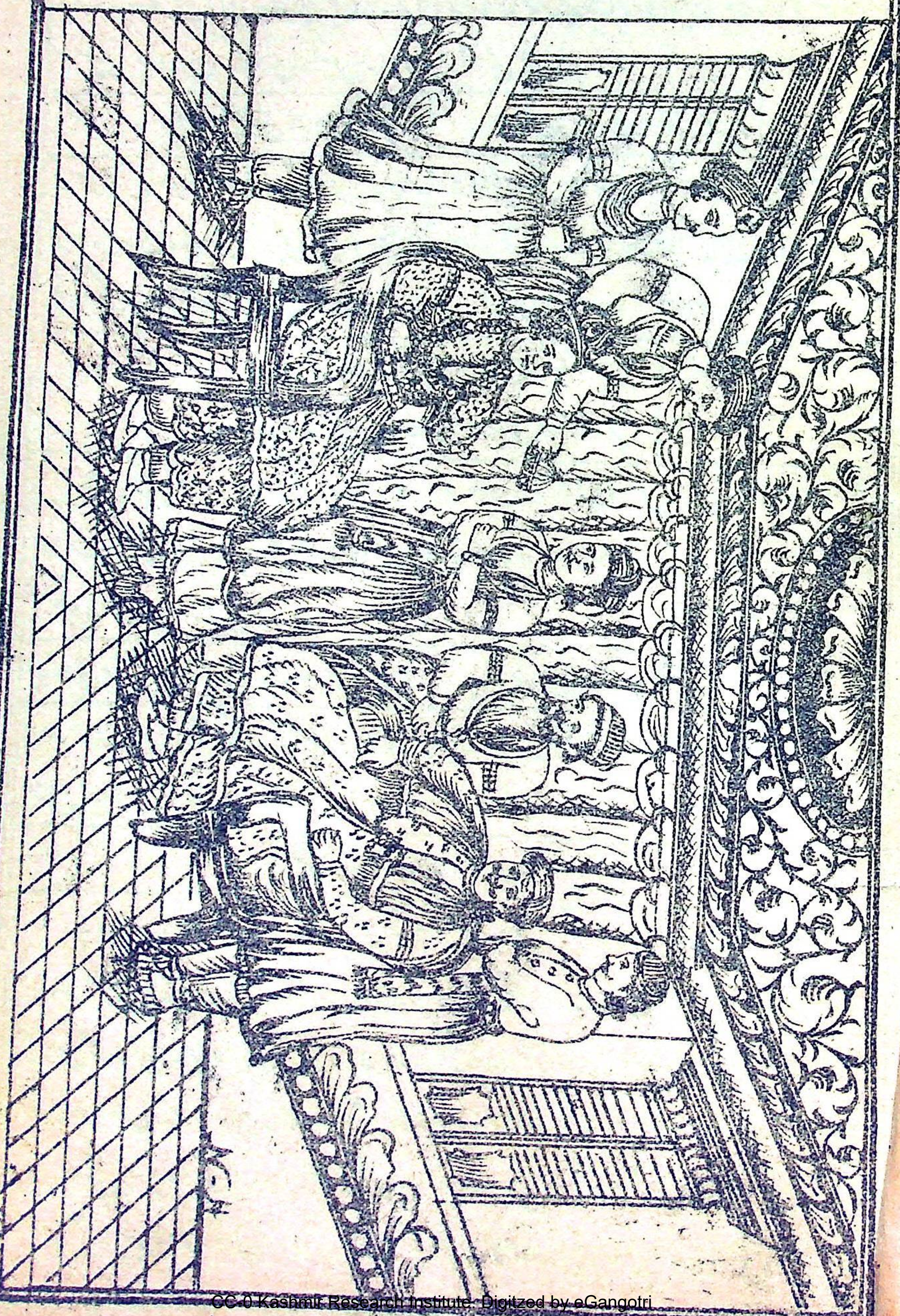

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دور اول کے ملاحظہ سے ناظرین باتمکین کو اسقدر معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک رئیس گردون مدار کے مصاحبون نے دربار مین ذکر مذکور کیا کہ محلہ امین آباد مین دو پریزاد حور نژاد یہودنین ایک کمرے مین آن کے ٹکی ہین دونون رشک حور غیرت پری ہین۔ پندرہ سولہ برس کا سن۔ مرادون کے دن رئیس زادہ نوعمر آدمی لفجواے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

کم سن پریزاد یہودنون کے حسن خود سوز کا حال سنکر عاشق زار اور تیر عشق کا شکار ہو گیا گو مصاحبون کے دل خود بھی اُن یوسف لقا معشوقون کے چاہ زنخدان مین ڈانوا ڈول تھے۔ مگر بے زر عشق ٹین ٹین ہے۔

ان بتون کو ہم فقیرون سے بھلا کیا کام ہے
یہ تو طالب زر کے ہین اور یہان خدا کا نام ہے

اس کے برعکس۔ نواب جم اقتدار اول تو نام خدا اٹھارہ اُنیس برس کی عمر دوسرے صاحب دول متمول۔ پوتر ملیون کے رئیس علاقہ دار لاکھون کا جواہرات پاس جوانی کی اُمنگین اور ریاست کی بو ہے

جو عالی مرتبہ ہین انکو یہ پست اور کرتا ہے
فرشتون کو دکھایا عشق نے منھ چاہ بابل کا

مصاحب بیچارے کیا کھا کے عشق بازی کرینگے۔ ہان نواب زادہ فلک بارگاہ کو البتہ عشق پچھاڑین دیگا۔ ع

جنکے رتبے ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہے

یہ نواب صاحب پڑھے لکھے تو واجبی تھے۔ مگر نور کی طبیعت پائی تھی۔ اگر تعلیم اچھی پائی ہوتی تو روسا کے فخر و افتخار ہوتے۔ پندرہ سولہ برس کے سن تک تو بڑے حضور یعنی انکے والد بزرگوار نے انکو صحبت بد مین نہین بیٹھنے دیا لیکن مختلف عوارض نے انکو ایسا ادھمرا کر دیا کہ دن رات محلسرا ہی مین پڑے رہتے تھے۔ ادھر میدان خالی پاکر مصاحبون اور رفیقون کو یہ سوجھی کہ رئیس زادے کو ڈھرے پر لائین خوب صحبتین گرمائین اور رئیس کو اس رباعی کے مفہوم کا مصداق بنائین۔ رباعی

صبح تو جام سے گذرتی ہی
عاقبت کی خبر خدا جانے
شب دلارام سے گذرتی ہی
اب تو آرام سے گذرتی ہی

صحبت بد نے رنگ اثر جمایا۔ خوشامد خورون نے مزاج مین بار پایا۔

بابدنشین وباش بیگانۂ او
تیر از سر راستی کمان را کج دید
در دام افتی اگر خوری دانۂ او
بنگر کہ چگونہ جست از خانۂ او

رئیس زادہ نامدار کو اب تک اپنی منکوحہ بیوی سے کہ صاحب عفت ہونے کے علاوہ صاحب جمال بھی تھین بڑی محبت دلی تھی اور انکو بھی اپنے شوہر سے کہ جوان صالح وخوبرو تھا عشق کا درجہ تھا نکاح کے روز سعید وتقریب فرخ سے آج تک اُن کے گلستان عشرت ومحبت پر نا اتفاقی یا رنج کی گھٹا نہین چھائی تھی گو نواب صاحب کے یہان جوان اور حسین حسین خادمہ تھین۔ مگر یہ کبھی نظر اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے تھے۔ مگر چند ہی روز کی صحبت سے اِنکے مزاج مین زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔ اور یہ دونون کے حسن وشباب کے تذکرے نے انکو اور بھی از خود رفتہ کر دیا۔ اور گو عشق کی بسم اللہ ہی تھی مگر ابھی سے اس شعر کے مصداق تھے احد

افسانہ سوز عشق کا مجھسے سنے کوئی
ہی ختم مجھپہ اندنون بیشک بیان عشق

اب سنیے کہ نواب صاحب نے جھمن کو حکم دیکر کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کو بھی بلا لاؤ غسل خانے تشریف لے گئے کہ نہا دھو کے لباس فاخرہ سے آراستہ ہون تھوڑی دیر مین سیٹھ صاحب موصوف اپنی ہلکی پھلکی ویگنٹ گاڑی پر جس مین ایک میانہ قامت مشکی جتا تھا۔ کوٹھی مین داخل ہوے۔

قبل اسکے کہ انکی اور نواب صاحب کی ملاقات کا ذکر خیر معرض بیان مین آئے مین مناسب سمجھتا ہون کہ سیٹھ گوجرمل صاحب کے کچھ حالات سے ناظرین کو اطلاع دون کہ یہ کون بزرگوا ہین۔ یہ بڑے مشہور ساہوکار بڑے زردار مہاجن بڑے نامی تعلقہ دار تھے۔ بہت کم سن اور مشہور حسین آدمی ہزار دو ہزار مین ایک گیتی جانتے تھے۔ اور کچھ تھوڑی ناگری اور تھوڑی سی اردو۔ مگر لڑکپن ہی سے پڑھے لکھون کی صحبت مین بیٹھنے سے شین قاف بہت درست

ہو گیا تھا۔ اجنبی آدمی کو ہرگز تمیز نہ ہوتی کہ فارسی خوان نہین ہین مزاج مین بوے امارت اس درجہ کہ ممکن کیا کسی سے دب نکلین۔ چاہے ادنی ادنی سی بات مین ہزارون بلبٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے۔ بڑا وصف ان مین یہ تھا کہ غربا اور محتاجون کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتے تھے اور اکثر مزارعین کو وقت ضرورت چار آنہ فی صدی سود اور کبھی کبھی مفت بطریق خیرات روپیہ دیتے تھے اور کسی سے کبھی ذکر تک نہین کرتے تھے اسکے علاوہ بڑے علم دوست رئیس تھے اپنی جانب سے سنسکرت کے لیے چار یا پانچ وظیفے مقرر کیے تھے اور ایک پاٹھ شالہ اپنے خرچ سے بنوا دیا تھا۔ اور انعام کے سالانہ جلسون مین ہمیشہ اپنے ضلع کے کالج اور اسکولون مین بکشادہ پیشانی زر نقد اور کتب مفید و بیش بہا بطریق انعام تقسیم کرتے تھے۔ بڑے ملنسار اور خوش خلق اور منکسر مزاج۔ مگر جہان گل ہی وہان خار ہی۔ جہان خزانہ ہی وہان مار ہی۔ اکثار شراب خواری اور کثرت عیاشی کے ہاتھون بک گئے تھے۔ ہر دم بادہ گسار جمع۔ شرابی موجود کٹنے حاضر۔ ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط منہ چڑھے۔ ڈولیون پر ڈولیان آتی تھین نت نئی عورت ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار

نواب صاحب سے اور اُن سے کئی سال سے یارانہ تھا مگر اکثر اوقات گھوڑ دوڑ کے جلسہ پہ ملاقات ہوتی تھی۔ اور مہینے مین دو ایک دفعہ گھر پہ فٹن سے اتر کر سیٹھ جی کوٹھی مین آئے اور نواب صاحب مسکراتے ہوے سلے۔

نواب۔ کہیئے کچھ بسنت کی بھی خبر ہی۔

سیٹھ۔ اے یار کچھ نہ پوچھو۔ مار ڈالا۔ کہین کا نہ رکھا۔ دونون کا فریدکیش بلا سے بے در نالش ہین۔ یہان تو بھائی صاحب پیغام بھی جا چکا ہی۔

نواب۔ واللہ خدا تم سے سمجھے۔ بھئی یہ تنہا خوری بری کیون صاحب بہر الگ ہی الگ۔

سیٹھ۔ بھئی ہم سمجھتے تھے کہ تم اس کوچے مین نہین ہو ورنہ تم سے اور اخفا لاحول۔ اب معلوم ہوا کہ حضرت نے بھی بسم اللہ کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب ۔ بھائی تو چل کے دکھا دو۔

سیٹھ ۔ اپنی جوڑی گاڑی نکلواؤ۔ اسوقت تو وہان میلا لگا ہوگا۔ اور جھاڑ سفید پوش یا گرگے مگر نواب یار میری تو جان جاتی ہی۔

نواب ۔ یا خدا کیسی پرستان کی پریان ہین کہ جسے دیکھو لوٹ ہو۔ جسے دیکھو غش جو آتا ہی۔ تعریفین ہی کرتا آتا ہو۔ اور یہان دل کی یہ کیفیت ہو کہ ادھر حسین عورت اپنے پسند اور مزاج کے دیکھی اور جان سن سے نکل گئی مصرعہ

ہم عاشق جانباز ہین مرزا نئے ڈھب کے

راوی ۔ ہان! یہ کہیے یہ کب سے۔

سیٹھ کو چل سے رائے دی کہ اسوقت گاڑی پر چلنا ٹھیک نہین ہو چلیے گھوڑون پر چلین۔ قدم کاوے اٹرن کا مزہ آئے ذرا شہسواری کا لطف بھی دکھائین۔ یہ بھی سپہ گری کا ایک جزو ہو۔ نواب صاحب تو نیم راضی ہوگئے۔ مگر ایک مصاحب نے کہا حضور کاوے اور اٹرن کا لطف تو میدان مین ہو۔ امین آباد مین اور خصوصاً اُن کے کمرے کے پاس تو وہ چار اٹرن ہی ہو جائین۔ گھوڑا اسم گام جائے کہین بھیڑ مین سکندری کھائے تو غضب ہی ہو جائے لہذا حضور بگھی ہی اچھی۔

دور تیسرا۔ سواری بادِ بہاری

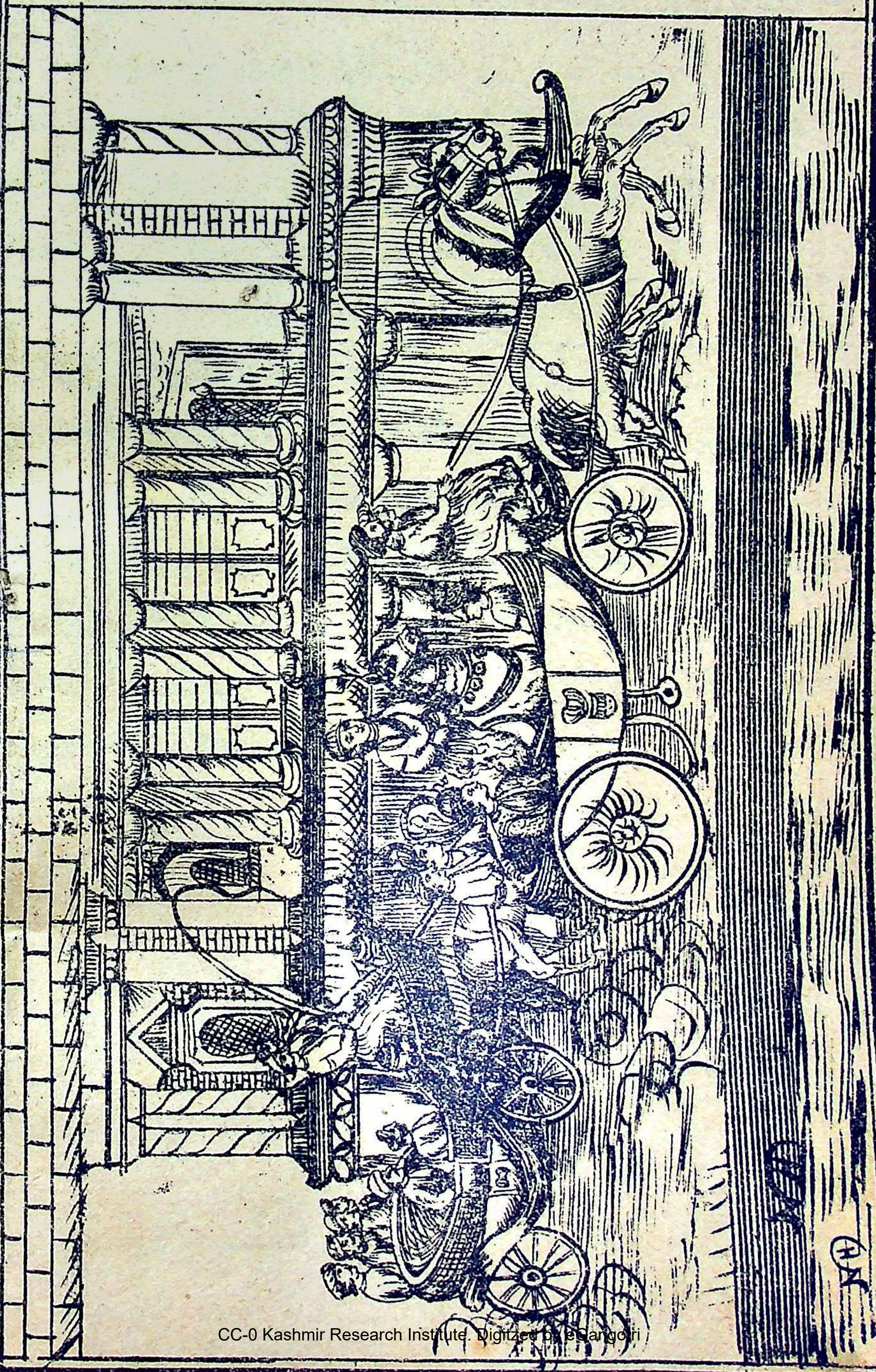

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جو ٹھسّے سے اُسدم سواری چلی
کہے تو کہ بادِ بہاری چلی

دو گھڑی دن رہے جبکہ مہر تابان کی اشعۂ زرنگار چہ لغتہ دامن کی طرح جھلملا نے لگین اور ہلال رکاب توسن گلرخان فرخار کی طرح چرخ نیلی پر نظر آیا نواب دارا دربان اور اُن کے یار طرحدار ساہوکار باغ و بہار کھلی ہوئی بیش بہا بروہم گاڑی پر بصد انداز امیرانہ و شان خسروانہ سوار ہوے اور اُن گلبدن غنچہ دہن یہودنون کے اشتیاق دید مین امین آباد چلے گھوڑیان ہوا سے باتین کرتی ہوئی زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین معلوم ہوتا تھا کہ اب اڑین اور اب اڑین - یہ گاڑی ہی یا اُڑن کھٹولا - کنوتیان بدلتی ہوئی اسطرح جاتی تھین جیسے چکارا اٹھتا ہی اور اس تیز قدمی پر ایسی تنتی ہوئی کہ شوخی قدم قدم پہ بلائین لے اور با این ہمہ مصرع -

سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

کوچمین میان گھسیٹے ایک قیمتی مندیل پہنے ہوے تھے - کارچوبی بھاری ایک اشرفی کی تیاری وردی سلطانی بانات کی خاص ایجاد شہزادہ مرزا رفیع الدرجات کی کوچ بکس پر بائین جانب چوبدار - میان نوروز امجد علی شاہ کے عہدہ مین مقرب شہریار تھا - تجربہ کار و سلیقہ شعار تھا - سامنے میان جھمن مصاحب خاص پیچھے دو سائیس (سئیسی علم دریاؤ) کے غواص - اسکے بعد سیٹھ جی کی ہلکی پھلکی نازک پرزون کی فنٹن پر تین رفقا - اس ٹھسے سے سواری چلی - نواب صاحب کا اشتیاق بڑھتا جاتا تھا - جھمّن نے کہا اسوقت اگر آکر سامنے کھڑی ہون تو واللہ اگر ہٹنے کو جی چاہے تو ٹانگ کے تلے سے نکل جاؤن - ہمنے بیڑا اٹھا لیا ہی کہ ان غیرت لعبتان چینی گیسوے عذار نازنینی کو راہ راست پر لائینگے اور عاشق و معشوق کو باہم ملائینگے -

نوابصاحب نے پوچھا بھئی دونون مین زیادہ حسین کون ہی کہا عرض کیا نہ خداوندکہ دونون بیبیان ہین - پوچھا - بھلا بڑی بہن مین آن بان زیادہ ہی - یا چھوٹی بہن مین - عرض کیا کہ پیر و مرشد کہہ دیا نا غلام نے کہ دونون کلان ہین اس پر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ دور تک آواز گئی - اتفاق سے اسوقت ایک یورپین کپتان اپنی پری پیکر نسرین بنا گوش میم کو ساتھ بٹھا

وکیٹ پر آتا تھا قہقہہ جو پڑا تو اسے سخت ناگوار گذرا۔ میم نے کہا یہ لوگ بالکل وحشی اور بہائم ہین۔ سر بازار قہقہہ لگاتے ہین۔ صاحب بولے یہ نگرز (کالا آدمی) بالکل بہائم ہوتے ہین۔ تہذیب مزاج مین بالکل چھو نہین گئی۔ اسوقت ہمارا بے اختیار جی چاہا کہ ایک چابک جمائین مگر شکل صورت سے رئیس معلوم ہوتا ہی۔ ان کی بیوی نے بھی انکی رائے سے اتفاق کیا کہ کسی امیر کا لڑکا ہی جوڑی بھی خوب ہی۔ ایسی جوڑی اسٹیشن مین نہین ہی۔ میم صاحب نے ان کالے آدمیون کی نسبت ازراہ حقارت کہا کہ یہ وحشی اس قابل ہین کہ ان سے جوڑی اور گاڑی چھین لے اور پنکھا قلی کا کام لے۔ مگر کپتان صاحب ان بیچارے وحشیون کو اس کام کا بھی نہین سمجھتے تھے میم صاحب کی رائے سے اختلاف کیا کہ ہم ان بہائم کو اتنی عزت بھی دینا نہین چاہتے کہ یہ ہماری میم صاحب کے پنکھا قلی ہون۔ دیکھ رہے ہین کہ ایک لیڈی گاڑی پر آئی ہی اور جامے سے باہر ہو کر قہقہہ لگاتا ہی۔ اتنے مین اتفاق سے جوڑی کبھی رک گئی اور کبھی تیز ہوئی اور کبھی کپتان صاحب کی گاڑی کے برابر چلنے لگی تو صاحب بہت ہی بگڑے۔ اسقدر پر غضب اور بددماغ ہوئے کہ گھوڑے کو تیز کر کے فٹن کے قریب پہونچے اور ڈپٹ کر کوچمین سے کہا کہ روک گاڑی یو بلڈی سور۔ کوچمین متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی۔ کون سی خطا سرزد ہوئی کہ یہ انگریز خونخوار ہو گیا کوچمین کے حواس غائب ہو گئے ایک چابک جو سٹراپ سے دیتا ہی تو گھوڑیان ہوا ہو گئین۔ یہ جادہ جا آگ بھبوکا عربی جانور چابک کے عادی کہان ؎

اشارے پہ چلا کرتے ہین یہ شائستہ گھوڑے ہین
کہ صورت انکی حیوانی ہی سیرت انکی انسانی

صاحب بہادر نے بھی چابک پر چابک رسید کیے گھوڑے کو اودھر اکر دیا۔ مگر گرد کو بھی نہ پایا۔ آخر کار جھلا کر ایک اکے والے پر جو قریب سے نکلا چابک دیا تو وہ بیچارہ تلملا اٹھا۔ اتفاق سے کالج کے ایک پروفیسر (اسکاچمین) اپنی ٹم ٹم پر جس مین سبزہ گھوڑا جتا تھا۔ آہستہ آہستہ آتے تھے۔ انکو اس کپتان کی یہ حرکت مجنونانہ وسفاکانہ بہت ہی ناپسند ہوئی۔ سوچے کہ انھین لوگون کی ان حرکات ناملائم سے ہم سب بدنام ہین۔ اس بیچارے غریب اکے والے نے بھلا کیا لیا تھا جو ان حضرت نے اسکی کھال اودھیڑ کے دھر دی

فوراً گاڑی روک لی اور اُس اکّے والے کے قریب گئے۔ دیکھا تو چابک ناک کے پاس اس زور سے پڑا اُٹھا کہ کھال ادھڑ گئی تھی۔ فوراً دو روپے دے کر اُسکے آنسو پوچھے ایک صاحب بہادر تو اسکے ساتھ اس سختی سے پیش آئے تھے دوسرے صاحب بہادر کے اس نرمی اور رحم سے پیش آنے سے اُسکو کمال حیرت ہوئی۔ اور شکریے کے ساتھ دو روپے لیکر فرشی سلام کیا۔

ادھر کا حال سُنیے کہ جب صاحب بالکل نظر سے غائب ہوئے تو نواب کی جان مین جان آئی رفقا بولے ۔۶۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد سیٹھ جی کی گاڑی بھی آئی میاں جھمن تھے آدمی طرار۔ اُس وقت تو ان کے بھی ہوش پیترا ہو گئے تھے مگر اب مونچھون پر تاؤ دیکر کہنے کیا ہین (قسم حسین کی جو کہین مقابلہ ہوتا تو بڑی بڑی ٹھہرتی) یہ بالائی اور قورمے چکھ چکھ کر بدن پالا ہے تو کس دن کے لیے۔ خدا گواہ ہے اچک کر گاڑی ہی پہ ہوتا۔ ہم کیا کچھ موم کی ناک ہین۔ کوچبین تو سہما ہوا تھا کہا اجی یہ صاحب لوگ بھلا کسکو مانتے ہین افراسیاب خان کی تو یہ سنتے ہی نہین۔ نواب صاحب بولے بھئی پھر راج بھی تو انھین کا ہے یہ تو سوچو۔ کوچبین نے عرض کیا ہان خداوندا ایسی ہی بات ہے۔ اور میان جھمن ایسے تو دہل کو وہ چٹنی کر ڈالتا۔ وہ داعیہ تو دیکھیے کہ گاڑی پہ پھاند گئے گوشمالی کی لینے۔ میان ایک ڈگ مین پھر کس نکال دیتا۔ جھمن مونچھون پہ تاؤ دینے لگے ہونھ! تم تو اپنا ہی سا بزدل سب کو سمجھتے ہو۔

الغرض گاڑی قیصر باغ ہوتی ہوئی نظیر آباد مین داخل ہوئی تو جھمن نے کہا میان گھسیٹے ذرا باگین روکے ہوے۔ موقع واردات آن پہونچا (موقع واردات) کا جملہ سنکر سیٹھ جی مسکرائے۔ نواب صاحب سے کہا لے بھئی اب ذرا دل کو قابو مین رکھنا۔ ہان توسن صبر کی باگین روکے ہوے گھسیٹے پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین۔ توسن صبر کیا سمجھے۔ باگ روکنے کا حکم جو سنا تو کہا پیرومرشد روکے تو ہون اور کیونکر روکون۔ جون کی چال تو گھوڑیان چلی ہی ہین

رستے رستے اسیر نواب اور سیٹھ اور جھمن نے پھر بے اختیار قہقہہ لگایا۔ واہ میاں گھسیٹے خوب سمجھے۔ دور کی کوڑی لائے۔ اب گاڑیاں محمد حسین پانی والے کی دُکان کے قریب پہونچین اور وہ برج پری منزل سامنے سے نظر آنے لگا جو امین آباد کے مشہور چورا ہے کے نکڑ پر ساقن اور کبڑن کی دُکانون کے اوپر واقع ہی۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

وہ برج حور مسکن جو قریب آیا تو

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دو پیاری پیاری صورتین نور کی مورتین ایسی نظر پڑین کہ نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا آنکھ جھپک گئی۔ دونون آگ بھبوکا۔ معلوم ہوتا تھا کہ بلور کا بہت بڑا ٹکڑا آفتاب کے رخ رکھ دیا گیا ہی۔ اور سورج کی کرن اُسپر اس طرح پڑتی ہی کہ نظر نہین ٹھہرتی ہی۔ اگر گرمی ہوتی تو لوگون کو شک کی جگہ یقین ہو جاتا کہ آفتاب سوا نیزے پر اُتر آیا ہی۔ گاڑی روکنے کا امین آباد مین حکم نہین مگر بھیڑ اسقدر تھی کہ گاڑی کا جانا محال تھا۔ یہ اسکو ہزار غنیمت سمجھے پہرے کا کانسٹبل پولیس کا ملازم ایک ہی کائیان جیتونون سے تاڑ گیا۔ سلام کر کے کہا۔ ہجور جری گاڑی یہین پر روک لین۔ بھیڑ چھنٹ لے تو گاڑی کا راستہ ہو۔ یہ تو خدا ہی سے چاہتے تھے باچھین کھل گئین۔ دعا مانگی کہ یا خدا دو دن تک ایسی بھیڑ رہے کہ گاڑی کو راستہ نہ ملے جھمن نے کانسٹبل سے کہا ڈیوڑھی پر آنا۔ بھرپور انعام ملیگا اسنے اِدھر اُدھر سے لوگون کو ہٹا کے گاڑی کے قریب کھڑا کر دیا۔ اتنے مین وہ دو صورتین ایک جھلک دکھلا نظر سے اوجھل ہو گئین تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک مشہور اور نامی گرامی جوہری کا لڑکا اشہب عربی پر سوار گاڑی کے پاس کھڑا ہی مگر ٹکٹکی اسی برج کی طرف لگائے ہوئے ہی۔ گھوڑا لمعۂ شرق۔ چشمک برق۔ سُراگائے کی مورچھل اور گلے مین ہیکل۔ بقول فصاحت لکھنوی

ترے گھوڑے کی ہیکل کیا بھلی معلوم ہوتی ہی
دلہن پہنے ہوئے چمپا کلی معلوم ہوتی ہی

نقرئی دمچی پوزی۔ علی بند زر دوزی۔ چاندی کے کڑے پاؤن مین پڑے سم اور دم تک زرق برق از سرتا پا سونے چاندی مین غرق

شہ گام اگر چلے وہ کبھی غیرت پری
غیرت سے کھائے توسن دارا سکندری

نواب صاحب سے صاحب سلامت ہوئی تو دونون مسکرائے جوہری نے پوچھا حضور یہان کہان بھول پڑے اُنھون نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ جہان آپ وہان بندہ مضمون واحد ہی۔ وہ پڑھا لکھا تو تھا ہی نہین مُسکرا کر ٹکّر لیس بک دیا وہان مجنون تو ہی معقول ! شعر گفتن چہ ضرور۔ ترکی نہ بولتے تو کیا کرکری ہو جاتی۔ اتنے مین اُن دونون مین سے ایک قتّالۂ عالم نے بال کھولے ہوئے ذرا رخ انور کی جھلک دکھائی اور بازار کے رخ سے مُنھ پھیر کر دوسری جانب دیکھنے لگی۔ اس شوخی کے صدقے۔ گوری گوری گردن اور سرخ و سفید رخسارۂ تابان اور زلف سیہ نے وہ جوبن دکھایا کہ دیدے نے کبھی آنکھون نہ دیکھا ہوگا جھمن بولے حضور یہ زلف سیاہ ہی یا وہ شب تار جسمین دین و ایمان کے رہزن دل و جان کے قافلے لوٹ لیا کرتے ہین نواب صاحب نے کہا۔ ارے یار کچھ نہ پوچھو یہ رخ گلگون پر زلف شب رنگ عرق افشان ہی یا فرنگستان پر ابر سیاہ قطرہ زنان۔

یہ اداے ہوش رُبا دکھا کر دوسری محبوبۂ ناز آفرین نے جو لباس سرخ زیب بدن کیے ہوئے تھی برج سے ذرا جھانکا اور قتل عام کر کے چل دین۔ نواب نامدار نے کہ مرغ دل ناوک ناز کا شکار اور تیر عشق کلیجے کے پار ہو چکا تھا آہ سرد بھر کر یہ شعر حسب حال پڑھا

ڈوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہی
شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے

سیٹھ گوجرمل کی نظر اُس بُرج رشک روضۂ رضوان کے ایک سیاہ تختے پر پڑی اور نواب صاحب کو بھی اُنھون نے اُس طرف متوجہ کیا۔ جھمن بھی دیکھنے لگا۔ حضور اسپر تو کچھ چھپا ہوا ہی۔ جیسے سوداگرون کے ہان دوکانون پر تختے لگے ہوتے ہین غور کر کے پڑھا تو یہ شعر تھے ؎

ہوئی جنت سے ہین آباد آگریان جو پریان اب
این آباد کو کیونکر نہ سمجھین باغ رضوان اب
اگر پریان بھی آجائین پرستاری کرین ہر دم
بجا ہی لکھنؤ کو گر کہین رشک پرستان اب

اب سُنیے کہ جتنے عرصے مین نواب صاحب گاڑی پر سوار بہانہ کر کے ٹھہرے رہے بھیڑ چھٹے تو گاڑی کو بڑھائین اتنے ہی عرصے مین تراب علی نام مصاحب اُن حوران

ماہ سیما کے پاس ہو آیا اُنسے کہا سونے کی چڑیا پھانس لایا ہون اگر طبیعت آگئی تو زر و جواہر سے مالا مال کر دینگے۔ کسی شے کی کمی نہین ہے شہزادون کی ڈیوڑھی رئیسون کا دربار ہے اُنھون تے کہا ہماری جانب سے پیغام دو کہ آپ کو بلاتی ہین۔ تراب علی نے جو یہ پیام فرحت التیام سنایا تو نواب صاحب والا تبار اور اُنکے متموّل دوست ساہوکار کی باچھین کھل گئین

نواب۔ ہم کو بُلایا ہے۔ یا سیٹھ جی صاحب کو یاد کیا ہے۔

سیٹھ۔ واہ ہم بدشکل آدمیون کو کون پوچھتا ہے۔

نواب۔ خدا کی قسم بڑے دیدارو جوان ہو تمھین کو بلایا ہوگا۔ کیون جی تراب علے کسکو بلایا ہے۔

تراب۔ سرکار یہ تو کچھ تخصیص نہین کی ہے دونون صاحب مع رفقا تشریف لیچلیے۔

نواب۔ بھئی یہ تو وضع کے خلاف ہے۔ اُنھین کو لاؤ۔

تراب۔ خداوند وہان کوئی ہے تھوڑا ہی اور اندھیرا ہو ہی گیا ہے۔ اسوقت کون دیکھیگا پرندہ تو وہان پر نہین مار سکتا۔ کیا کسیکو بار تھوڑا ہی ملتا ہے۔

نواب صاحب نے سیٹھ جی سے رائے لی وہ تو اس کوچے کی راہون سے خوب واقف ہو چکے تھے اور اس واقفیت کے ساتھ بے دھڑک بھی ہو گئے تھے فوراً اصلاح دی کہ چلیے چلیے اس تاریکی مین کون دیکھتا ہے۔ شب کہ پردہ دار عاشقانست کا معاملہ ہے۔ نواب صاحب کو کبھی پیشتر یہ اتفاق نہین ہوا تھا مگر ان دونون کا فریبکیش کی صورت زیبا و رعنا نے ایسا والہ و شیدا کر دیا تھا کہ معاً راضی ہو گئے۔ گاڑی تھوڑی دور آگے بڑھادی گئی اور وہان سب اُتر پڑے نواب فلک شکوہ مع ساہوکار و مصاحبین برج خورشید منزل مین داخل ہوئے سیٹھ جی تو مزے سے بے دھڑک کھٹ کھٹ کرتے چلے گئے مگر نواب صاحب کی پہلی ہی بسم اللہ تھی یہ اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر جلدی سے زینے پر ہو رہے برج پر جو پہونچے تو خدا جانے کیا دیکھا کہ دنگ ہو گئے۔ دونون چلبلی شوخ و شنگ دونون معدن حسن روکش پریچہرگان فرنگ دونون آگ بھبوکا۔ دونون مہ پارۂ عالم زیب عدوے صبر و شکیب طاؤس زیب۔ دونون ناز فروش ستم کوش دونون سرو قامت۔ دونون قیامت۔ دونون محشر خرام۔ دونون زیبا اندام۔ دونون سرو جویبار رعنائی۔ دونون

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تذرو کوہسار زیبائی۔ دونون طرۂ رخسار خوبی۔ دونون خال عارض محبوبی۔ دونون روکش خوبان فرخار دونون طرار وطرحدار۔ دونون نازنین ناز آفرین۔ دونون گلعذار و مہ جبین ؎

هر موے چو رشتۂ فسونے — زنجیر بگردن جنونے
چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ — صد دشنہ در آستین نہفتہ
مژگانش ز سرمہ رفتہ جا نہا — بر خاک فگندہ سرمہ دا نہا
پیشانی غمزہ ناز در ناز — ابروے کرشمہ راز در راز

نواب۔ بے پوڈر کے یہ جوبن اور یہ سرخی و سفیدی ہمنے آج تک نہین دیکھی۔

یہودن۔ پوڈر لگانا ہمارا ننگ ہی۔ قدرتی اور مصنوعی شے کا بھلا کیا مقابلہ۔ کیسی ہی عمدہ و بیش بہا ابریشم کا گلاب بناؤ قدرتی گلاب کے پھول کی سی شادابی و سرسبزی کہان نصیب ہو سکتی ہی ع

شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر ست

مصنوعی ہیرے کو لاکھ ترش ترشا کے درست کر دو وہ دمک وہ اب و تاب کہان۔ مگر ہان دو قدرتی چیزون کا مقابلہ کر کے دیکھو کہ کسکو ترجیح ہی لعل بدخشان کو ہمارے لعل شکر خا سے مقابلہ کرو تو دونون کا فرق معلوم ہو۔

سیٹھ۔ خدا کی دین اسی کو کہتے ہین۔ اس فقید المثل حسن و جمال خدا داد کے ساتھ ہی اللہ نے ذکاوت بھی رگون مین کوٹ کوٹ کے بھر دی ہی۔ اِس طبیعت داری کو تو دیکھیے۔

نواب۔ دونون اس قابل ہین کہ کسی تاجدار یا شہریار کی زیب محل ہون اور بادشاہ بیگم کہلائین۔

دوسری یہودن۔ (ہنسکر) بندگی۔ ع

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

نواب۔ ماشاء اللہ دونون بہنین حاضر جواب ہین۔

یہودن۔ چشم بد دور کا لفظ نظر بد کے لیے ضرور کہہ دیا کیجیے۔ ع۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

زچشم بد رخ خوب مرا خدا حافظ

سیٹھ - بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ ہم تو نہایت ہی مشتاق آپ کی زیارت کے تھے۔

یہودن - زہے نصیب۔ زہے طالع۔ آپ نے بڑی مہربانی کی۔

نواب - آپ کا اسم مبارک (بڑی بہن سے)

یہودن - جی میرا نام شیرین ہی (مسکراتی ہوئی)

نواب - اور آپ کا نام حضور (چھوٹی بہن سے)

یہودن - ہمارا نام لیلی ہی۔

سیٹھ - آپ دونون لیلی اور شیرین ہین - تو ہم دونون بھی مجنون اور فرہاد ہین۔

لیلی - مگر پھر آپ کو بھی یہی کہنا ہوگا کہ ؎

در دلم عشق ز لیلی کافی ست خواہش وصل ز نا انصافی ست

شیرین - اور جو صاحب فرہاد بنے ہین انکو جوے شیر کاٹ کے لانی ہوگی کوہکنی فرہا کے لیے ضروری ہی۔

نواب - کوہکنی فرہاد کو مبارک ہمارا کام جانکنی ہی۔

اس فقرے پر سیٹھ جی پھڑک اٹھے اور وہ دونون قتالۂ عالم رشک شیرین غیرت لیلی بھی اس لطیفے سے خوش ہوئین۔

نواب صاحب نے مسکرا کر کہا بھائی صاحب ہمکو آپ کو تو دونون کو سوکھا سا جواب ٹکا سا جواب مل گیا۔ لیلی کی خواہش ہی تو مجنون کی طرح خواہش وصل سے ہاتھ دھوئیے۔ ور صرف اسپر قناعت کیجیے کہ ؎

در دلم عشق ز لیلی کافی ست خواہش وصل ز نا انصافی ست

اور اگر شیرین کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونا ہی تو کوہکنی کرو۔ خیر صاحب ہم تو بندۂ حکم درم نا خریدہ غلام ہین۔ مگر شکر ہی کہ معشوق اپنی طبیعت کے موافق پائے ؎

بہت سے معشوق دیکھ ڈالے مگر یہ معشوق پن کہان ہے

ولائتی بھی حسینون کو ہم نے دیکھ لیا
نمش تری سی کہان میرزائی شکل ہی

لیلیٰ نے تنک کر جواب دیا تو یہ کہیے آپ ہزارون گلون کے بلبل رہے ہین ہر دیگی چمچے ہ

نشاید ہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش بود بلبلے

سیٹھ جی نے نواب صاحب کو چھیڑنا شروع کیا کہ واہ حضرت واہ اچھی منھ کی کھائی۔ آپ نے ہزارون معشوق دیکھے ہونگے۔ ہمنے تو صرف ایک ہی معشوق دیکھا ہے نواب سخت خفیف ہوے اور جھیپ کر بات ٹالی لیلیٰ سے پوچھا یہ سائین بورڈ کے تختے پر دونون شعر کسکے تصنیف کیے ہوے ہین۔ کہا ہمارے متحیر ہو کر کہا یہ کہیے آپ شاعر بھی ہین لیلیٰ نے مسکرا کر شوخی کے ساتھ جواب دیا شاعر تو عورتین آپ کے شہر مین ہوتی ہونگی ہم تو شاعرہ ہین۔

نواب صاحب کی زبان سے شاعر کا لفظ جلدی مین نکل گیا تھا لیلیٰ کے ٹوکنے سے اور بھی خفیف ہوے کہا کیون شیرین جان صاحب آپ بھی کچھ فرماتی ہین۔ شیرین نے شیرین ادائی کے ساتھ جواب دیا۔ جی ہم لوگ شعر شاعری کیا جانین مگر ہان کچھ یون ہی سا بکتی ہون مگر آپ اہل لکھنؤ کے سامنے زبان نہین کھول سکتی۔ سیٹھ جی انکا کلام سُننے کے ازبس مشتاق ہوے اور بڑا اصرار کیا کہ ع

کان ہین مشتاق کچھ فرمائیے

بڑے اصرار بلیغ کے بعد یہ غزل تو تصنیف بی شیرین جان صاحب نے فرمائی۔ غزل

انکھڑیون مین مری جادو ہی دوگانا جانی
ابھی زلف ڈسے جسکو نہ مانگے پانی

لن ترانی کی نہ لیتے کبھی موسیٰ ہر گز
گر دکھا دیتی مین اُنکو کفک نورانی

مرد واکوئی نظر ہی نہین آتا خوشرو
موے در گور چلے جائین یہ کاے پانی

نام ہی نیک قدم پر بڑی بھن پیری ہی
بولی حیران ہی ماما یہ موئی دیوانی

ای یہودن ترے جوبن کی ہی لندن تک دھوم
ایڑی چوٹی پہ ہون صدقے موے ہندستانی

نواب۔ ای سبحان اللہ۔ واہ بی یہودن واہ۔ اسوقت طبیعت نہایت محظوظ ہوئی۔

کیا کیا شعر نکالے ہین کیا رنگ ہی ریختی کا۔ جان صاحب کی روح وجد کرتی ہوگی۔

سیٹھ۔ اب انکو معشوق نہ بنائے تو کسکو بنائے۔

اتنے مین ایک آدمی نے جو ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھا آن کر لیلی سے کہا کہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہی چلیے کھا لیجیے۔ سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب رخصت ہونا چاہیے۔ کہا اب اجازت دیجیے تو رخصت ہون۔ شیرین نے اداے ہوش ربا کے ساتھ جواب دیا۔ ای ایسی جلدی چلی جائیے گا۔ بیٹھیے کہا اب یہ فرمائیے کہ کل اگر آپ کو تکلیف دین تو تشریف لائیے گا شیرین نے اُس ترکی ٹوپی والے پر نظر ڈالی اُسنے عرض کیا ہان سرکار حاضر ہونگی۔ کل صبح کو ذرا کسی معتمد کو بھیج دیجیے گا۔ سیٹھ جی نے چھمن کو چپکے سے سو سو روپے کے دو نوٹ دیے اور اشارے سے کہا کہ انکو دے دو۔ چھمن نے دونون نوٹ اُس ترکی ٹوپی والے کو سب کے سامنے دیے اور کہا یہ حضور نے پان کھانے کو دیے ہین۔ لیلی اور شیرین خاموش ہو رہین۔ اُس لسان یہودی نے نوٹ لیکر اُن رئیسون کو دعائین دین۔ خدا اس سے زیادہ مرتبے دے مگر اسکی کیا ضرورت تھی ہم لوگ تو محبت اور قدردانی کے بھوکے ہین۔ مین تو اصرار کرتا کہ حضور کبھی کبھی ضرور تشریف لایا کیجیے مگر اب جو کہون تو طمع پائی جائے۔ میان چھمن نے کہا کل تو سرکار کے ہان ان دونون صاحبون کو تکلیف کرنی ہوگی اُنھون نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ نواب صاحب اور سیٹھ جی اُٹھے کہا رخصت شیرین نے کہا بندگی۔ لیلی نے کہا آداب نواب صاحب جانے لگے تو زینے پر آسی جوہری بچے سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ راستے مین نواب نصرت الدولہ بہادر جو ان دونون کے دلی دوست تھے ملے۔ دو گھڑی تک دونون گاڑیان روک لی گئین۔ سیٹھ اور نواب دونون نے نصرت الدولہ سے شکایت کی کہ آپ نے آنا ہی چھوڑ دیا۔

نصرت۔ اب دو چار روز بعد حاضر ہونگا علاقے سے واپس آؤن تو ضرور ملونگا۔

سیٹھ۔ ارے یار امین آباد کی طرف بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا۔

نصرت۔ (قہقہہ لگاکر) اوچھا! یہ کہیے مگر کیا جوبن ہی سچ کہنا۔ ہمنے تو ایسی حسین عورتین آجتک نہین دیکھی تھین

نواب۔ علی ہذا القیاس۔ عجب حسن ہی واللہ۔

نصرت۔ اچھا بھئی رخصت۔ یار زندہ صحبت باقی۔

دور چوتھا

نزول اجلال بتان جادو جمال

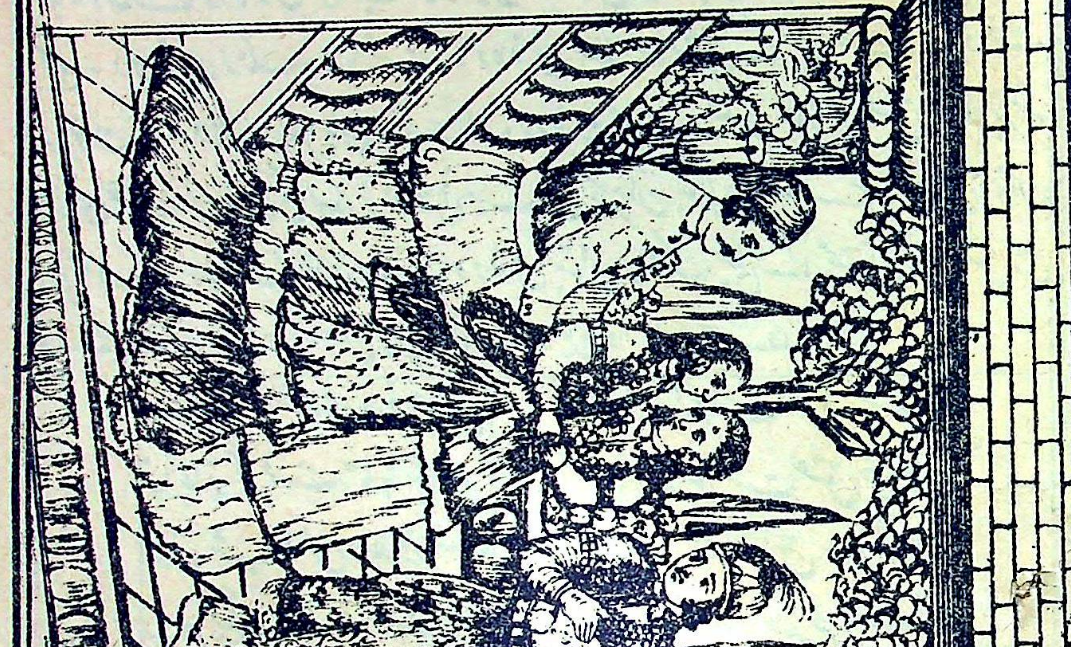

ان لعبتان چین اصنام ناز آفرین یعنے لیلی و شیرین کے پہنچاتے سے یہ قافلۂ عشاق از خود رفتہ سیٹھ گوبر مل ساہوکار کی فرح بخش کوٹھی مین آیا۔ اثناے راہ مین نواب اور سیٹھ دونون کی زبان صرف بکا و فغان تھی۔ دونون رنگ رو باختہ۔ دونون حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ دونون ہمدم و ہمراز ہمزبان و ہمساز۔ دونون صید طلسم سازی عشق۔ شکار نیرنگ بازی عشق۔ دونون کی بہار زندگانی مبدل بخزان ہوئی۔ مبتلاے بلا جان ناتوان ہوئی دونون سوختۂ تف جنون۔ دونون بتان رشک لیلی کے مجنون۔ یہ عشق بھی بلاے بے درمان ہے۔ آتش زن کالاے دین و ایمان ہے ؎

اے محرم شادی و غم عشق
نظارہ کشاے عالم عشق
ز آغاز گرفتہ تا بانجام
دانی چہ بلاست عشق خودکام
برق شب عشق دلفروزست
گر وصل و گر فراق سوزست
در ہر جگرے کہ خاست جوشش
از ہر بن مو رسد خروشش
از خانہ نشستہ سر بیازار
دستان زنیش بجار دیوار

نواب۔ سیٹھ یار ب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسوقت ان حور وشون کو ہم پھر دیکھین۔ کیا حسن ہے واللہ کہ حسن صبیح تر حسن برشتہ دونون کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ بھئی ہماری تو جان جاتی ہے بے انکے کوئی شے نہین بھاتی ہے۔

سیٹھ۔ اچھا چندو تم جاؤ اور ابراہیم یہودی کو بلا لاؤ۔ بلکہ ایک کام کرو۔ ہمارے خزانچی سے دو سو کی اشرفیان لیکر جاؤ اور انکو دو اور کہو سیٹھ جی نے آپ کو بلایا ہے۔ قدم رنجہ فرمائیے۔ عزت بخشیے۔ رتبہ بڑھائیے۔ دو سو کی کیا حقیقت ہے۔

نواب۔ اجی لاحول ولا قوۃ۔ بلکہ ہمارا کہا مانو تو پانچ سو ایک دم سے بھیج دو ابھی چلی آئینگی

کہان کا جھگڑا۔ یہان تو جان پر بنی ہی۔ روپیہ ہاتھ کا میل ہی واللہ سیٹھ اگر اسوقت اُنکے رخِ پرنور کا نظارہ نہ کیا تو جان ہی پر بنجائیگی۔ آپ روپے کا مُنہ نہ دیکھیے اِسوقت۔

سیٹھ۔ اچھا جی پانچ سو کی اشرفیان لیجاؤ۔ صدقے ہی آپ پر سے مگر چندو فٹن پر سوار ہی کرا لاؤ۔ جھمن تم بھی ساتھ جاؤ۔ کہنا کہ دو گھڑی بیٹھکر چلی آئیےگا حضور کی طبیعت بے طور آئی ہوئی ہی۔ یہ صاف صاف کہہ دینا۔ روپے کا تو کسی مردود ہی کو خیال ہو گا۔ مگر یہ سونے کی چڑیا اُڑنے نہ پائے۔

الغرض میان جھمن اور چندو اُن پری وش یہودنون کے ہان گئے تو دیکھا کہ وہی جوہری بچہ بڑے ٹھسّے سے برج مین متمکن ہی اور وہ دونون پریان اغل بغل بیٹھی گھل گھل کے باتین کرتی ہین اور جوہری بچہ ایک ایک اداے جانستان پہ جان دیتا ہی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس جوہری کے خدمتگار نے حسب الحکم آقاے نامدار سونے کی ایک جڑاؤ کڑے کی جوڑی ساخت لکھنؤ جوہری کو دی اور اُس رئیس زادۂ بلند ارادہ نے اُن مین سے ایک نازنین کی خدمت مین بطریق نذر پیشکش کی اور ہاتھ جوڑ کے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ اس نذر کو قبول کیجیے۔ اُس حورِ دراز قصور نے کڑے کی جوڑی بڑے استغنا کے ساتھ قبول کی اور کہا اسکے عوض ہم آپ کو بجز الایچی اور کیا دے سکتے ہین (چہ خوش اچھا سوکھا ٹالا) جس طرح یورپ کے شہزادے انعام مین لوگون کو چاندی یا سونے کی آلپینین و کرٹال دیتے ہین کڑے کی جڑاؤ جوڑی لیکر کھانا کھانے کے بہانے سے جوہری بچے کو بھی ٹالا۔ انکا قاعدہ تھا کہ پہلے تھوڑی سی لگاوٹ کرکے اس طرح کی رکھاوٹ اور رکاوٹ کرتی تھین کہ

ان تلون نہیل ہی نہ تھا گویا
آپ سے میل ہی نہ تھا گویا

مگر جوہری کو ناراض کرکے نہین بھیجا بلکہ رخصت کے وقت اُنسے فرمایش کی کہ کل کوئی تین چار گھڑی دن رہے ذرا اپنی گاڑی بھیج دینا۔ ہم سیر کرنے جائینگے۔ اُنکی باچھین کھِل گئین۔ ریشہ خطمی ہی تو ہو گئے۔ جب وہ رخصت ہوے تو میان جھمن نے اُس یہودی سے کہا کہ ذرا اِدھر تشریف لائیے۔ ہمارے آقا نے جو ابھی یہان تشریف لائے تھے یہ پانچ سو کی اشرفیان بھیجی ہین اور فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دونون صاحب فٹن پر بیٹھی ہوئی یہان تشریف لائین۔ دو گھڑی بیٹھکر چلی جائین یہودی نے پانچ سو کی اشرفیان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

گن ہتیائین اور کہا چلنا نہ چلنا اُن دونون کی مرضی پر ہی لیلی تیکھی چتون کرکے بولی دیکھو تم نے فرمانے کا لفظ کیا کہا کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی۔ ہم سے کوئی فرمانے والے نہین ہین۔ ہمارے ہان عرض کیا جاتا ہی) جھمن اپنے دل مین سوچے کہ اللہ رے غرور حسن۔ انکے ہان عرضی بھیجی جاتی ہی۔ تو یہہ دن کیا چکلہ دار اور ناظم بن بیٹھین۔ شان کبریائی مگر اللہ نے حسن ہی ایسا دیا ہی جتنا غرور کرین می زیبد۔ اسکے بعد شیرین نے کہا کہ اب اسوقت تو ہمین ایک رئیس کے ہان جانا ہی۔ یہی جوہری جو بیٹھا تھا۔ پھر کبھی سمجھا جائیگا۔ جھمن سوچے کہ نواب صاحب اسوقت سخت مضطر و بیقرار ہین۔ انکے نہ جانے سے آنکو بڑی ہی مایوسی ہوگی اور حوالی موالی سب ہم کو اُلّو بنائینگے کہ اشرفیان کی اشرفیان دے آئے۔ اور پھر بیرنگ واپس کہا تو حضور ایک کام کرین دونون بہنین چاند سورج کی جوڑی مزے سے فٹن پر سوار ہون۔ صدر مین آپ دونون بیٹھین۔ سامنے ہم اور یہ (یہودی کی طرف اشارہ کرکے) ہون۔ چندو رسان رسان پیدل چلے آئین۔ چندو جل مرا کہ خود تو ان پریون کے ساتھ اُڑن کھٹولے پر جاتے ہین اور ہمکو رسان رسان پیدل بھیجتے ہین۔ جل بھن کے خاک ہو گیا۔ کہا (جی ہان چندو ہی تو بہا لتو ہین) اسپر وہ دونون خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین۔ شیرین نے کہا تم جاکے اپنے آقا سے کہو کہ ہم تو اسوقت اُس جوہری کے ہان جانے کو تیار تھے آپ کے ہان سے ہوکر وہان جائینگے مگر ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھینگے۔ جھمن اسپر راضی ہو گیا اسمین آقا سے دریافت کرنے کی کیا حاجت ہی۔ حضور ایک گھنٹے سے زیادہ نہ بیٹھین۔ اور ما حضر بھی وہین تناول فرمائیے گا۔ مگر اُنھون نے اصرار کیا کہ نہین تم جاکے دریافت کراؤ۔ جھمن کو طوعًا و کرہًا جانا پڑا۔ وہان رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا کہ خداوند وہان جو گیا تو دیکھا کہ وہ جوہری بچھ ڈٹا ہوا ہی اور بڑی خاطرین ہو رہی ہین حضور وہ تو بڑا دل کا چالاک معلوم ہوتا ہی۔ بس وہ گھڑی بیٹھکر سونے کے کڑے کی جڑاؤ جوڑی کوئی دو ہزار روپے کی حوالے کر دی اب وہ دونون اسکے ہان جانے والی ہین مگر اُنسے وعدہ کر لیا ہی کہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہ ٹھہرینگے۔ مین نے بہت اصرار کیا اور پانچ سو کی اشرفیان نذر کین اور عرض کیا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کہ ہمارے آقا نے فرمایا ہی کہ اگر تکلیف نہو تو دو گھڑی کے لیے چلی چلیے۔ بس بگڑ گئین۔ کہا آپ نے فرمایا ہی یا عرض کیا ہی۔ فرمانے کا لفظ پھر کبھی استعمال نہ کیجیے گا۔ ہین اپنے دل ہین سوچا کہ اللہ رے غرور۔ چکلہ داری اور نظامت کا دم بھرنے لگین۔ خیر بہزار خرابی اسقدر منظور کیا ہی کہ یہان آدھ گھنٹہ بیٹھکر جوہری کے ہان جائینگی۔ اور کھانا بھی یہان ہی کھائینگی۔ سیٹھ جی اور نواب صاحب مارے خوشی کے جامے ہین پھولے نہ سمائے۔ حکم دیا کہ جب تک اُنکی خوشی ہو تب تک بیٹھین مگر آئین ضرور۔ ہم اُنکو خوش کر دینگے۔ اور کھانے کا عمدہ سے عمدہ بندوبست ہو جائیگا۔

چھمن چندو کو لیکر خوش خوش وہان پہونچے اور اُس یہودی سے اپنا حق السعی مانگا اُسنے بکشادہ پیشانی ایک سو روپیہ انکے حوالے کردیا۔ چلیے اِنکی تو ہنڈیا چڑھ گئی اِسمین پندرہ روپیہ اُنھون نے چندو کو بھی دیے۔

؏ مشاطگان چابک دست کی نگار بندی نے عروس حور طلعت کی آتش حسن وجمال کو اور بھی بھڑکا دیا۔ ایک تو یون ہی از سرتاپا زرق برق بحر حسن وخوبی مین غرق تھین مگر اس بناؤ چناؤ نے سونے پر سُہاگے کا کام کیا فٹن پر سوار ہوکر سیٹھ گوجرل صاحب کے دولت کدہ پر آئین مکان دیکھکر دل ہی دل مین ازبس محظوظ ہوئین کہ آدمی صرف امیر کبیر ہی نہین بلکہ شوقین بھی ہی سیٹھ صاحب اور نواب صاحب دونون نے استقبال کیا سیٹھ جی نے بی لیلی اور نواب صاحب نے بی شیرین کو فٹن سے اُتارا اور کوٹھی کے بڑے ہال (کمرے) مین لیگئے۔

لیلی۔ آپ کی کوٹھی تو خوب سجی سجائی ہی سیٹھ جی۔

سیٹھ۔ اسوقت تو یہ کوٹھی رشک پرستان ہی۔

شیرین۔ آپ صاحبون نے بڑی تکلیف کی کہ فٹن سے یہان تک ہم کو لائے۔

نواب۔ یہ تکلیف عین راحت ہی خدا کرے ایسی تکلیف ہر روز ہو۔ اور ہم تو اس تکلیف کے خوگر ہوگئے۔ بتون کی ناز برداری کے تو لڑکپن سے خوگر ہین ہم۔

اور اب تک

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نیاز خادمانہ ہی دہی فصلِ آلٰہی سے
بتون کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

اور بتون کی ناز برداری کے لیے قسمت چاہیے۔

شیرین۔ قسمت بھی چاہیے اور کلیجہ بھی چاہیے۔

نواب۔ سیٹھ جی سچ کہیے گا کیا جوبن ہی۔ واللہ پریان بھی جھینپ جائین۔ سچ سچ پرستاری کرین۔ ؎

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسنِ عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئین

سیٹھ۔ بھائی خدا گواہ ہی۔ بس کچھ نہ پوچھو۔ بلا تصنع کہتا ہون کہ کلکتے اور بمبئی اور لاہور اور کرانچی تک ہو آیا مگر جیسی ان کافرون کی صورت ہی آج تک نہین دیکھی ہم تو اپنے نزدیک خواب مین پرستان مین بیٹھے ہوے ہین۔ ہم تو بتون کے بندے ہین اور دن رات اسی کی تلاش مین رہتے ہین کہ کوئی آگ بھبوکا صورت دیکھنے مین آئے۔ خدا نے ہماری سُن لی کہ ان حورانِ بہشتی کی زیارت کی۔ ؎

ملیگا وہ پری رو مجھکو دیوانہ ہون مین جسکا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہی شکر سے

اب یہ فرمائیے بی شیرین جان صاحب کہ آپ کی خاطر تواضع کیا کیجاوے۔ ہم تو اس قابل ہین نہین۔ مگر آپ نے غریب خانے کو یہ شرف بخشا کہ قدم رنجہ فرمایا۔ اب آپ ہم سے بے تکلف ہو جائیے۔ فرمائیے کون شے پسند ہی۔ شامپین۔ شری۔ چیری۔ برانڈی۔ روز لکر۔ موزیل۔ کیورلیسو۔ جو فرمائیے۔

شیرین۔ یہ سب لیڈی ڈرنگ ہی۔ ہم کو تو شامپین سب مین زیادہ پسند ہی۔

سیٹھ۔ بہت خوب۔ اور آپ کو بی لیلی جان صاحب۔

لیلی۔ ہم کو بھی شامپین ہی سے رغبت ہی۔

سیٹھ جی ان دونون اصنام ملائک فریب اور نواب نامدار اور اپنے ایک مصاحب خاص لالہ نتھومل کو آس آراستہ اور سجے سجائے کمرے مین لیگئے۔ جہان ہر قسم کی شراب ولایتی اور انواع و اقسام کے مطعومات لذیذ میز پر بڑے قرینے اور صفائی کے ساتھ چنے ہوئے تھے۔ نواب صاحب تو تائب تھے علٰحدہ بیٹھے۔ اور ادھر شامپین کا

بوتلین دنادن کھلنے لگین۔

لیلی اور شیرین اور چھتومل نے سیٹھ جی کا جام صحت نوش جان کیا اور سیٹھ جی صاحب نے شامپین گلاس ہاتھ مین لیکر لیلی اور شیرین کی صحت کا جام پیا۔

شامپین کی پوری پوری بوتلین پی کر ان دونون گلبدنون کو ایسا سرور ہو گیا کہ تر دماغ ہو گئین۔ اور تر دماغ ہوتے ہی بے تکلف بھی ہو گئین

نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا اُلٹا ٹھوکرین کھاتی ان آنکھون کی حیا پھرتی ہی

نواب صاحب نے ان لعبتان چینی کو سرخوش اور بے تکلف دیکھکر لالہ چھتومل سے کہا بھئی واللہ یہ نسخہ تو اچھا ہاتھ آیا۔ ایک ایک بوتل مین تر دماغ ہو گئین اب نہ وہ غرور حسن ہی۔ نہ وہ ناز بیجا۔ نہ وہ تیکھی چتون۔ اب بالکل شوخی اور قدرتی ادا ہی۔ تھوڑی دیر مین سیٹھ جی بھی مخمور اور نشے مین چور ہو گئے۔ ان دونون کے ساتھ ان کا بڑا بھائی بھی آیا تھا۔ وہی یہودی جسنے پانچ سو روپے جھمن سے گنوا کر کہا تھا کہ جانا نہ جانا ان دونون کے اختیار ہی ہم تو نوکر ہین بڑا اُکھڑا ہنٹ۔ بڑا کائیان آدمی۔ بڑا گرگون کا یار۔ ایک ہی چھنچھالیسا اُسنے جو سیٹھ جی کو مخمور پایا تو لیلی کے کان مین کچھ کہا۔ اور چند منٹ کے بعد لیلی نے نواب صاحب کی کرسی کے قریب اپنی کرسی کھسکا کر کہا نواب ذری ہم کو یہ کوٹھی نہین دکھا دیتے۔ نواب نے منھ مانگی مراد پائی اور صنم عربدہ کوش کو تنہا کوٹھی عالیشان دکھانے لیچلے۔

ادھر شیرین نے جو میدان خالی پایا تو یہودی کی صلاح کے مطابق سیٹھ جی سے کہا کہ آؤ سیٹھ تم کو انگریزی ناچ سکھائین مگر تخلیے کی صحبت ہو ہم ہون اور تم ہو۔ سیٹھ جی سمجھے کہ شیرین بڑے نشے مین ہی۔ تخلیے کا لفظ اور ناچنے کی درخواست سنکر جامے مین پھولے نہ سمائے۔ فوراً کمرے کے سب دروازے بند کرا دیے اور کہا آئیے انگریزی ناچ سکھائیے اور ہمین اپنا مرید بنائیے۔ یہودن گو کم سن تھی مگر بلا کی طبیعت پائی تھی اور ہزارون کنوون کا پانی پیے ہوئے بھلا کسی کے چکمے مین کب آنے والی تھی۔ سیٹھ جی سیدھے آ اور فضول خرچ اور بامروت۔ شیرین نے پوچھا سیٹھ بھلا علم موسیقی مین بھی کچھ دخل کہا ہان کن رس ہون آپ کوئی چیز چھیڑیے۔ سیٹھ جی بہت کم عمر آدمی تھے اور سبزہ آغاز

شیرین نے انکے خوش کرنے اور اس اظہار کے سبب کہ ہمارا ابھی تم پر دل آیا ہی یہ شعر گانا شروع کیا۔ ؎

سبزہ خط گورے گالون پہ نمایان ہوگیا ... یاسمن زا صاف دیکھو سنبلستان ہوگیا

گورے گالون کا لفظ ادا کرتے وقت اُس علامۂ دہر معشوقہ شوخ و شنگ نے سیٹھ جی کے گالون پر اپنے دست سیمین پھیرے اور سیٹھ کو اس ادائے دلربا سے درم ناخریدہ غلام بنالیا۔ اور عشق سے نوبت بہ جنون رسید ؎

ای عشق چہ داشتی بجانم ... کافروختی آتش نہانم
از عشق نبود این گمانم ... کاتش فگند بمغز جانم

ان کی یہ کیفیت دیکھکر اُس زاہد فریب نے فوراً انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر کہا آؤ اب ہم تم ملکے ناچین۔ ناچ تو بجز مگر سیٹھ جی کی آتش عشق پر اس لپٹ جھپٹ نے کار روغن کیا۔ انصاف کی بات تو یہ ہی کہ ایسے موقع پر اگر عابد صد سالہ بھی ہوتا تو پارسائی بالائے طاق رکھتا اور اس بت بے پیر کا بندہ ہو جاتا۔ خود جوان عنفوان شباب اور معشوق کی بھی اُٹھتی جوانی۔ خود بھی خوشرو زیبا اندام۔ معشوق بھی نازک بدن گلفام۔ لاکھون مین لاجواب کروڑون مین انتخاب۔ پھر شامپین نے طرفین کے سمند جوش پر تازیانے کا کام کیا تھا یہ سیر مست وہ متوالی۔ وہ محو ناز یہ لاابالی۔ یہ مسرور وہ تر دماغ۔ وہ مارے خوشی کے باغ باغ۔ اور طرہ یہ کہ کمر سے کمر اور سینے سے سینہ بھڑا ہوا اور تخلیہ اسقدر کہ پرندہ تک پر نہ مارنے پائے۔ عین اسی جوش مستی اور وفور عشرت پہ مستی مین شیرین نے پھرتی کے ساتھ طرارہ بھرا تو سیٹھ جی سے دس قدم کے فاصلے پر ہو رہی۔

سیٹھ۔ کیون کیون۔ یہ دفعۃً ذ قند بھر کے اتنی دور کیون چلی گئین کیا انگریزی ناچ کی یہ بھی کوئی ادا ہی۔

شیرین۔ آج غضب ہو گیا ہمنے اپنے آپ اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری یہ نشے کی حرکتین ہین۔ بس ہمارا بڑا نقصان ہو گیا ہمنے ایک جوہری کے لڑکے سے وعدہ کیا تھا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سیٹھ جی نے جو عین سر دردستی اور دھا چوکڑی کے وقت رقیب روسیہ کا نام اپنی معشوقۂ مطلوبہ اور محبوبۂ ناطورہ سے سنا تو سارا مزہ کرکرا ہو گیا۔ اگر انکا بس چلتا تو اُس جوہری بچے کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتے۔ مگر قہر درویش بر جان درویش۔ رنج اور غصے کو بہت ضبط کر کے اُنھوں نے کہا سنو میری جانی شیرین اب اسوقت تو ہم تم کو کہیں نہ جانے دینگے۔ مگر تمھاری مرضی کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہمیں نہیں منظور ہی اُسکے ہان نہ جانے مین تمھارا نقصان کیا ہی۔ شیرین کہ ان کی بد حواسی اور غم و غصہ اور رنگ چہرہ کے پرواز پر بغور نظر ڈال رہی تھی ذرا تامل کے بعد بولی اُسنے ہم سے دس ہزار روپیے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سیٹھ جی نے کہا بس یہ کون بات ہی۔ ہم بیس ہزار دینے ہین روپیہ تمپر سے صدقے ہی۔ اُس نے کہا تم بھول جاؤگے۔ کہوگے ہم نشے مین تھے۔ اور ہمارا مفت مین نقصان ہو جائیگا۔ سیٹھ جی نے فوراً گھنٹی بجائی بجاتے ہی خدمتگار حاضر ہوا۔ حکم دیا لالہ نتھو مل کو بلاؤ۔

اب سُنیے کہ لالہ نتھو مل کو اُس خرانٹ یہودی نے پہلے ہی سے گانٹھ لیا تھا۔ اور چہارم کا وعدہ ہو گیا تھا۔ نتھو مل آئے تو یون سرگوشی ہوئی۔

سیٹھ۔ میری تو اس بچہ حور پہ جان جاتی ہی بیس ہزار روپیہ مین اِسکو اسوقت دینا چاہتا ہون تمھاری کیا رائے ہی۔

نتھو۔ (باچھین کھل گئین کہ پانچ ہزار تو وہ اُڑا لینگے) سرکار بیس ہجار اور پچیس ہزار جو دیجیے سو تھوڑا ہی۔ جو اُس جوہری بچے کے یہان پہونچین تو پھر پرچھائین بھی دیکھنے کو ترسیے گا اور روپیہ ادھر سے آتا ہی اور اُدھر چلا جاتا ہی۔ ابھی باون ہجار کا مال جہاج مین ڈوب گیا تو کیا بھیا بمبئی والے نگد سے۔ مین رام جی نے پندرہ ہجار سے چہتر ہجار دوا دیے ایسا کھرا مال ہجور پھر نہ ملیگا۔ جے یاد رہے۔

سیٹھ۔ اچھا تو پھر منیب جی کو جگاؤ اور نوٹ لاؤ روپیہ کہان باندھتی پھرینگی۔

اُسی وقت منیب جی جگائے گئے اور ایک گھنٹے تک انھین اور سیٹھ جی مین گٹ پٹ رہی وہ انکے باپ دادا کے وقت کے نوکر خیر خواہ نمک حلال آدمی بیس ہزار کی رقم

کثیر روپے سمجھے بوجھے کیونکر دیدے مگر سیٹھ جی نے نشے مین گالیان دین اور نتھو لل نے کہ یہودی سے گٹھ گیا تھا اور بھی وق کرنا شروع کیا کہ دے کیون نہین دیتے تمھاری گرہ سے کیا جاتا ہی بعد خرابی بصرہ بیس ہزار کی رقم کثیر سیٹھ جی نے نشے مین بی شیرین کے حوالے کردی یہ رقم پاتے ہی اُس نے ایک دفعہ متحیر ہوکر کہا۔ یہ لیلی کہان ہی اسپر یہودی بھی کمرے مین آگیا۔ کہا لیلی کو نواب صاحب کوٹھی دکھا رہے ہین شیرین نے کہا ہمکو بھی دکھا دو۔ سیٹھ جی اُس پری پیکر کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اُس کمرے سے دوسرے کمرے مین آئے۔ نواب اور لیلی کو ساتھ لیکر سب کمرے دکھائے تو ان دونون بہنون نے کوٹھی دیکھتے دیکھتے اشیاے ذیل پسند کین۔

دوشالہ کشمیر پُرتن	الاار
دوشالہ گلابی	مار
حقہ سیمین مع چلم و مہنال وعرق گیر وچنبر	ساعـہ
زیر انداز ودستگی	مالار
مشکی گھوڑی	عاھ
چاندی کے پائے	ماھ
مالائے مروارید	الما سر
شیشہ آلات	الحاـر

نواب صاحب سمجھ گئے کہ سیٹھ جی نشے مین ہین مگر کرین کیا اگر منع کرتے ہین تو اپنی ریاست کے خلاف اور ان معشوقون کے خلاف ہوتا ہی اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بیس ہزار کے نوٹ کا گٹھا کا گٹھا یہودی کے پاس موجود ہی۔

لیلی۔ شامپین تو سیٹھ جی نے اتنی پلائی مگر کھانا ندارد۔

سیٹھ۔ ارے۔ بالکل بھول ہی گئے تھے۔ لاحول ولا۔ نتھو لل عجب واہی آدمی ہو یار تم مرد خدا ہمکو اور انکو سب کو بھوکون مار ڈالا۔

نتھو لل نے کہا سرکار سب حاجر ہی۔ کہ اتنے مین توپ دغی۔ دھننا۔ نتھو لل نے کہا بول کالی کلیانی کی جے لیجے تڑکا ہو گیا۔ ارے! دل کی دل ہی مین رہی شیرین سیٹھ جی کو ایک کمرے مین علحدہ لیگئی اور ایک بوسہ لیکر کہا رخصت اگر بلاؤگے تو آج ہم پھر آئینگے۔ سیٹھ جی نشے مین کچھ کہنے ہی کو تھے کہ وہ کمرے کے باہر پہونچی۔ دو ہی تین منٹ مین گاڑی پر سوار ہوکر یہ جا وہ جا۔

گوجرمل مسہری پر لیٹے تو بیہوش۔ نواب صاحب نے نتھومل سے کہا بھئی یہ یہودی اُنکا بھائی بڑا بدذات آدمی ہی۔ ملعون سائے کی طرح ساتھ رہا جس کمرے کو دکھانے جاتا ہون آپ موجود۔ بڑا عیبی ہی۔ مگر بھائی ہم سے تو تین ہزار اینٹھ لیگئی۔ مہاجن کے ہان سے منگواکر دینے پڑے۔

سیٹھ جی کے بھی کوئی چار پانچ کے پیٹے گئی۔ نتھومل نے سیٹھ جی کے بیس ہزار کا ذکر نہین کیا۔ جھمن کو بھی یہ حال نہین معلوم تھا۔ حقہ پی کر نواب صاحب مع جھمن اپنے گھر تشریف لیگئے نواب نصرت الدولہ انکے ہان تڑکے ہی سے بیٹھے تھے۔

نواب۔ ہیلو! ارے یار تم تڑکے تڑکے کہان۔

نصرت۔ کیون صاحب یہ تنہا خوریان۔

نواب۔ تم تو علاقے پر جانے کو تھے۔ ہمین کیا معلوم تھا کہ حضور ابھی یہان ہی نازل ہین۔

نصرت۔ کہیے شب کا حال کہیے۔

نواب صاحب نے کہا بھئی کوئی مردود ہی شب کو سویا ہو۔ ذرا آنکھ جھپکی تک نہین۔ بھائی صاحب بڑی دور ہین مگر ایسی لگاوٹ دیکھی نہ سُنی۔ اور حسن اور نزاکت تو بس کوٹ کوٹ کر رگ و پے مین بھری ہی اور سچ تو یون ہی کہ خداوے تو جواہرات مین انکو تولے۔ تمام شب ساتھ رہا اور صرف ایک بوسہ نصیب ہوا اور وہ بھی جب بڑے دام لگائے۔ بھائی صاحب تین ہزار روپیے دیکر ایک بوسہ ملا لیلی ہمارے ساتھ تھی جب ہم نے بہت اصرار کیا تو کہا کہ ایک بوسے کے لیے کم سے کم تین ہزار روپیہ صرف ہوگا۔ ہاتھ ہی نہین لگانے دیتی تھی راتون رات منالال پنالال کی کوٹھی مین جھمن کو اُسکے بھائی کے ساتھ بھیجا۔ اُنھون نے رقعہ رکھ لیا اور کہا اسوقت رات کو روپیہ نہین دینگے کل دس بجے آؤ لے جاؤ اور سیٹھ جی کے بھی کوئی پانچ ہزار پر پانی پڑا جب جا کے کہین ایک بوسہ ملا۔ نصرت الدولہ جھلّا اُٹھے۔ پوچھا آپ کے نزدیک پانچہزار روپیے پر پانی پڑ گیا۔

ارے نادان ایسی صورتین لاکھون روپیے خرچ سے بھی نہین نظر آتی ہین کہنے لگے پانی پڑ گیا نصرت الدولہ ان دونون صاحبون سے بھی بڑھ گئے جو آتا ہی اُسکا نمبر بڑھا ہی ہوا ہی۔

نواب صاحب کی آنکھین جھکی پڑتی نہین۔ نصرت الدولہ نے کہا بھئی اب تم سو رہو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے۔ اگر نہ گئے تو شام کو ملینگے۔

بارہ بجے کے بعد سیٹھ گوجرمل صاحب کی آنکھ کھُلی تو سر مین درد۔ اعضا شکنی۔ پیٹ مین گڑبڑ۔ قلب ضعیف۔ اضمحلال طبع بدرجہ غایت۔ سُستی کی انتہا نہین۔ اُٹھے اور پھر لیٹ رہے۔ پھر اُٹھے اور گر پڑے۔ لوگون نے کہا نہا ڈالیے۔ نہانے بیٹھے تو بدن سے شعلے نکلتے تھے۔ آٹھ دس گھڑے سے غسل کیا۔ ذرا تسکین ہوئی۔ سوڈا اور ایسڈ پیا۔ کمرے مین جا کے بیٹھے پوچھا وہ سب کی بجے گئی تھین۔ سپاہی نے کہا حضور توپ دغنے کے بعد۔ پوچھا "اور نواب صاحب" کہا۔ اُنکے جانے کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد۔ پوچھا ہم بیہوش تو نہین تھے۔ کہا نہین حضور مگر بہت تیز نشہ تھا۔ یہ سُنکر سیٹھ جی کو افسوس ہوا پوچھا ہم نے کوئی بے ضابطگی تو نہین کی تھی۔ اُسنے دبے دانتون کہا جی نہین مگر منیب جی کو گالیان دی تھین۔ اسپر سیٹھ جی کے کان کھڑے ہوئے۔ کیا! منیب جی! منیب جی وہان اُسوقت کہان! کہا سرکار حضور نے بیس ہزار کے نوٹ منگوائے تھے کہ نہین۔ یہ اور بھی متحیر ہوئے۔ بیس ہزار کے نوٹ کیسے۔ یہ کہکر سیٹھ جی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ مگر چپ نہ رہا گیا۔ نتھول کو بلوایا۔ پوچھا کل شب کو یہ منیب جی کا جھگڑا سپاہی کیا بکتا ہی۔ نتھول تو خود یہودی سے گُٹھے ہوئے تھے یون جواب دیا۔

سرکار کل ہجور کی اور صاحب تمھارا بھلا کرے نواب صاحب کی کھوب کھوب جوڑ چھپکی۔ ہجور کے پاس شیرین تھین اور اُنکے پاس لیلی۔ اُنھون نے ایک بوشے کے تین ہجار دیے۔ ہجور نے ایک بوشے کے بیس ہجار دیے منیب جی نہین دیتے تھے آپ نے اُنکو گُرایا گلام نے سمجھایا ہجور نے گلام کو تھپڑ مارا۔ ابتک جے

نسان بنا ہی۔

سیٹھ جی کو کچھ یاد تو تھا ہی نہین کہ رات کو کیا ہوا کیا نہین ہوا۔ نتھول نے پہلے تو یہ گپ اُڑائی کہ ہجور مین اور نواب صاحب مین کل دکھوب کھوب جوڑ چھپکی) اور پھر اپنی خیر خواہی اور اپنے مظلوم ہونے کا حال جھوٹ موٹ یون بیان کیا کہ (ہجور نے گلام کو تھپڑ مارا) سیٹھ جی چند منٹ تک سکتے کے عالم مین رہے۔ خدمتگار نے کہا ایک بج گیا۔ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہی۔ اول تو شب بیداری اسپر نشہ بازی بھوک کہان۔ کہا کھانے ہم نہ کھائینگے۔ پالگی گاڑی نکلواؤ باہر جائینگے۔ نواب نصرت الدولہ کے ہان آئے۔ نواب صاحب سلام۔

نصرت۔ آؤ بھئی استاد مبارک باشد۔ مگر یہ تنہا خوری اچھی نہین ہی۔ کیون صاحب یہ الگ ہی الگ معاملے بھگتا نا۔

سیٹھ۔ یار کل تو ہمکو نشہ بہت تیز تھا۔ اور نشے مین ہمنے کوئی پندرہ بیس ہزار روپیہ شیرین کو دے دیا بڑا افسوس ہی۔

نصرت۔ ارے! رودے رودے۔ بس جاؤ بھی۔ بنیے ہو نہ آخر۔ لاکھ ہم لوگون کی صحبت مین بیٹھے مگر بوے ریاست نہین۔ ارے بیس ہزار کی بھی کوئی اصل و حقیقت ہی بیس ہزار انکی ایک ایک ادا پر نچھاور کر و بچہ۔ اور یہ بیس ہزار کاہے مین صرف ہوئے۔ جھاڑ کنول حقے کا جوڑ۔ مشکی گھوڑی اسی مین۔

سیٹھ (متحیر ہو کر) جھاڑ کنول کیسے اور یہ مشکی گھوڑی سے کیا مراد ہی بھئی کسی ملعون ہی کو یاد ہوگا۔ چلو نواب صاحب کے ہان۔

نواب صاحب اور یہ دونون سوار ہوئے۔ وہ اسی وقت کھانا کھاکے بیٹھے تھے۔ نواب نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ سیٹھ کو ناچنا سیکھنے تک کا حال یاد تھا وہ بیان کیا باقی جھاڑ کنول وغیرہ کی بخشش کا حال نواب صاحب نے بیان کیا مشکی گھوڑی کے جانے کا حال سُنکر انکو رنج ہوا۔ جب نوابنے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بیس ہزار روپیے کے نوٹون کا ذکر سُنا تو افسوس کیا۔ مگر نصرت الدولہ نے ڈانٹ بتائی کہ واہی ہو ایسے گلبدن معشوقون کو جو چاہے دے ڈالے۔

سیٹھ۔ خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا گر موہجی کے موہجی ہی رہے۔ ؎

نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہے بہانے مین

نواب۔ گناہ کا گناہ اور وہ بھی بے لذت اور تین کے پیٹے مین جو آگئے وہ پلیتھن۔ ؎

زاہدا ہم جانتے ہین عشقبازی ہی گناہ
گھر لُٹا یا ہی جو وحشت مین وہ کفارہ ہوا

دور پانچوان

گھوڑیون کی تیز رفتاری اور
میان گھسیٹے کی گرفتاری

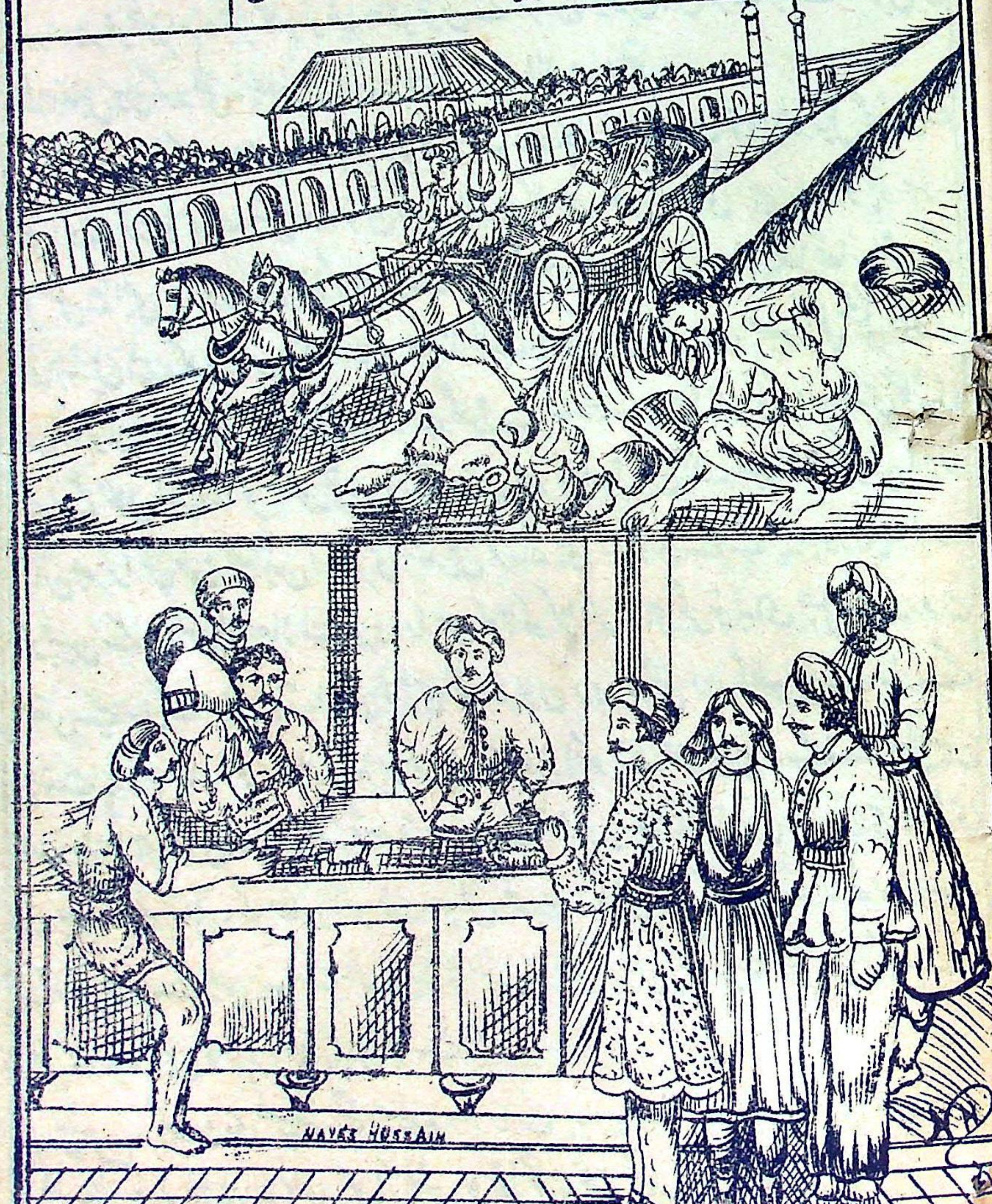

گو نواب نامدار کو خوب معلوم تھا کہ وہ عاشق کش معشوقۂ طرحدار دو دن تک لب بام نظر نہ آئیگی مگر تسلی دل اور تسکین قلب کے لیے فٹن تیار کرائی کہ برج پری منزل ہی کی سیر کر آئین اور شام کے وقت رئیس زادۂ گردون مدار مع مصاحبین بدکردار دلانئی پیش بہا فٹن پر سوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے گپین اڑاتے قہقہے لگاتے تھے۔ اور سمند خوش خرام و تیز گام نوخیز معشوقون کے مزاج کیطرح بل کرتے جاتے تھے بجلی بھی انکے مقابل مین گرد تھی۔ چھل بل مین ہرن کی گرمی بازار سرد تھی۔

جھمن نے کہا۔ حضور خدا چشم زخم حوادث سے بچائے اسوقت تو واللہ ریل گاڑی کے بھی انجر پنجر ڈھیلے ہو جائین دونون گھوڑیان چوکڑیان بھرتی جاتی ہین او ہو ہو ہو ہو۔ اہی صل علے ابھی پرسون ہی کا ذکر ہی بڑے حضور کی خواصی مین بندہ بھی بیٹھا تھا۔ پلٹن کے جو جنڈیل ہین کوئی تین ہزار روپیہ مہینا طلب پاتے ہین بس بس حضور انکی مشکی جوڑی اور دونون ویلار کوئی پانچ پانچ ہزار کے گھوڑے سامنے سے جوڑی آئی اور ہماری گاڑی کے آگے نکال لیگیا۔ ای حضور یقین مانیے۔ بس پھر تو گھوڑیان آگ بھبوکا ہو گئین اور ذقن بھر کر اس طرح جھپٹین کہ میری مندیل گرتے ہی دو گولی کے ٹپے پر ہو رہی۔ اور کوچمین کے حواس بلا اجازت قفرو۔ راس کو لاکھ کڑا کرتا ہی مگر توبہ ہی بھلی۔ کروڑون جتن کیے۔ ایک نہ چلی جنڈیل کی گاڑی تو منزلون دور رہ گئی اور انھون نے جا کے چھنٹ پر دم لیا۔ سو وہ بھی بہزار خرابی خداوند اسوقت کنوتیان دیکھنے کے قابل تھین اللہ جانتا ہی کھائی کا باپ بھی اسوقت سامنے آتا تو یہ پھاند جاتین اور ہماری کھوپڑی کے بھی ماتھے جاتی۔ مگر حضور اسوقت میان گھسیٹے نے بھی وہ کام کیا کہ لاٹ صاحب کے کوچوان سے بھی نہو سکتا اور انیلا تو منھ کے بل زمین پر آ رہتا قسم بس یہ کیفیت تھی کہ جیسے ریل کا انجن ڈبل چال جائے۔

رئیس۔ کیون جی گھسیٹے تمنے ہمسے یہ واردات بیان ہی نہ کی وہ کون فرنگی تھا۔

گھسیٹے۔ (کوچ مین) حضور کوئی پلٹن کا تھا گل مچھے رکھائے وہ جو چشمہ لگاتا ہی۔

رئیس۔ پھر تم گاڑی نکال لے گئے تھے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

گھسیٹے - ای حضور نکال لینا کیا خدا نے جان بچائی اُس دن - نہین ہم تو اپنے حساب کوچ ہی کر چلے تھے جون جون روکتا ہون وون وون وہ اور بھی تیزی کرتی ہین - فیض آباد کی سڑک تک ناکون دم آگیا ایک بڑھیا کچلتے کچلتے بچی -

رفیق - ہان اوہ ؟ ارے تو یہ خدا نے بڑی خیر کی ورنہ بُرے پھنسے تھے -

جھمن - (جھلا کر) بُرے کیا خاک پھنسے تھے - ہماری سرکار سے صاحب لوگون سے تپاک بڑھا ہوا ہی - واللہ بڑھیا مردار کے چاہے پرخچے پرخچے اُڑ جاتے مگر حضور کے نوکرون پر آنچ نہ آنے پاتی -

رفیق - خدا خدا کر بندے - ہونہہ - ای تیری قدرت - آپ اور ہمکو سکھائین مین نے تو یہ بات کہی کہ بوڑھی عورت بیچاری مفت مین کچل گئی ہوتی -

رئیس زادے نے کوچمین سے کہا کہ میان گھسیٹے جب جانین کہ اُسی دن کیطرح جوڑی کو تیز کرو گھوڑیان ہوا ہو جائین اور بات کرتے وہان پہونچ جائین کوچمین نے انعام کی طمع سے جوڑی کو تیز کیا تو ہوا سے باتین کرتی چلین راستے مین جو دیکھتا ہی کہتا ہی بگھی کیا بھونچال ہی - آندھی روگ ہی - جوڑی زورون پر تھی چلتے چلتے موڑ پر ایک کمھار برتنون کی کھانچی لیے ملا کوچمین نے للکارا سائیسون نے گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا - ہائیٹ ہائیٹ آئی یہ جانے والا موڑ پر سے ہٹ جانا آئی بے کمھار ارے موڑ پر سے ہٹ - کمھار قوت سامعہ سے بے بہرہ اور مارے بوجھ کے پسا جاتا تھا قدم اُٹھانا دوبھر - اور گھوڑیان بگٹٹ چلی جاتی تھین - موڑ پر پہونچتے ہی کمھار چپیٹ مین آگیا - برتنون کی کھانچی سر سے گری ارارادھون سب برتن چکنا چور ہوگئے - چوطرفہ تماشائیون کا ہجوم - کسی نے کہا ہاے ہاے کمھار بیچارہ مر گیا - دوسرا بولا ٹانگ پاش پاش ہوگئی تیسرے نے کہا بہرا تھا پکارتے تو جاتے تھے ہٹا کیون نہین - دو کوس سے تو بگھی کے گھڑگھڑانے کی آواز آتی تھی -

کمھار کانکھتے کانکھتے اُٹھا تو ٹانگ مین خفیف سی چوٹ بتائی - ادھر کوچمین نے کمھار کے گرتے ہی راس جو اُٹھائی تو منڈ یاؤن ہو رہا - رئیس زادہ باوقار اور

مصاحبین حماقت شعار پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے ہین کہ کوئی گرفتار کرنے تو نہین آتا رئیس زادے کا چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا۔ ہاتھ پانوٴن پھولے۔ یاد بستان طناز بھولے۔ میان جھمن کانپتے ہین۔ رفیق کا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہی اور کوچبین کی بس یہ کیفیت تھی کہ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

جب منڈیاؤن پہونچے تو فٹن کو روک کر کوچبین نے پوچھا حضور کیا حکم ہوتا ہی

رئیس۔ یہان ہوش کس نامعقول کے ٹھکانے ہین جو تمکو حکم دے۔ اُف بس اب مارے پڑے۔ غضب ہی ہو گیا۔ اُس کمہار کی تو کوئی خبر لاؤ۔

جھمن۔ حضور بھلا اسوقت تازی واردات ہوئی ہے کس کو جان بھاری ہی جو سانپ کے منھ مین اُنگلی دے۔

رفیق۔ جو جائے وہی عزت گنوائے۔

رئیس۔ گھسیٹے تم جاکے دیکھ آؤ۔

گھسیٹے۔ اور حضور جوڑی کو یہان کون سنبھالیگا اسوقت گھوڑیان بدی پر ہین۔

رئیس۔ کھول ڈالو اور جاؤ گرگٹے کی چال جاؤ اور بلی کی چال آؤ۔

گھسیٹے۔ وہ گتے بلی کی تو حضور نے ٹھیک کہی مگر ماتھے تو غلام کے جائنگی راس تو میرے ہاتھ مین تھی۔ مین جاؤن تو اسی دم دھرا جاؤن۔

رئیس۔ اچھا کسی چاکر کو بھیج دو۔

ایک چاکر۔ نا صاحب ہم کا ساڑھے تین روپیہ کی نوکریان بہت مل رہین۔

دوسرا چاکر۔ ہان ہجور چاکر ہی تو پھالتو ہین۔

رئیس۔ پھر اب ہونا کیا ہو۔ چودہ چودہ برس کو سب جائنگے ہم تو قانون داؤن جانتے نہین

جھمن نے کہا حضور ایک تدبیر غلام کو سوجھی ہی قربان جاؤن جو کبھی ہٹ پڑے۔ پوچھا وہ کیا۔ کہا حضور تو یہان اسی جگہ بستر جما دین اور غلام تراب علی کو لے کر لپکتا ہوا جائے کسی فرنگی کونسلی کے ہان۔ اور جو رائے دے اُسکے بموجب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کارروائی ہو۔ فرمایا واللہ خوب سوجھی۔ دیکھو جتنی بات ہوگی اُتنی کہینگے لگی لپٹی سے یہان نفرت ہی۔ لے بس اب تم جاؤ۔ تراب علی تم بھی اُنکے ساتھ جاؤ۔ تراب علی بولا حضور اسیدم توپ کے مُہرے پر کہیے چلا جاؤن۔ مین تو نمک پروردۂ قدیم ہون۔ غلام کو عذر کیا۔ چلو بھئی جھمن۔

رئیس زادے نے کہا دیکھو راستے مین کہین لڑ نہ بیٹھنا دونون۔ کہین باہم گلنجپا تکرار جوتی پیزار ہو تو اصل مطلب ہی غت ربود ہو جائے۔ کہا اے حضور کیا طاقت اس طرح رہین جیسے شیر و شکر۔ اسوقت جان نثاری کا موقع ہے یا گلنجپ کا۔ لاحول ولا قوۃ۔ چاہے جان جاتی رہے مگر معاملہ ٹھیک ٹھاک کیے بغیر ملک الموت کو بھی ٹتے بتائینگے۔

میان جھمن اور تراب علی پو قدمے چلے تو راستے مین یون چہ میگوئیان ہونے لگین۔

جھمن۔ گھرسے ہین اُستاد گھرے ہین۔

تراب علی۔ اجی ہماری پانچون گھی مین۔ اور تمھارا سر کڑھائی مین۔

جھمن۔ اب ایک جگہ بیٹھکر معاملے کی باتین تو کرو۔

تراب علی۔ اجی تم تو واہی ہو۔ کون بڑا لمبا چوڑا معاملہ ہے۔ چلو چل کے امین آباد والی سائن کی دکان پہ دم لگاؤ پھر ہم سب ٹھیک کردینگے۔

جھمن۔ واللہ کیا کہی ہے۔ ارے یار آؤ آج تاڑی پیین۔

تراب علی۔ بس اسی کو وحشت کہتے ہین۔ تاڑی واڑی نہین چلو کسی وکیل کے وہان چلین کوئی حقیقت اعلیٰ کا مقدمہ تو ہے نہین لاکھ دو لاکھ کی جائداد کا مقدمہ ہے نہین نہ خون کیا نہ قتل کرکے آئے ہین۔ ہم تو جانتے ہین کہ دس پانچ روپیہ جرمانہ ہو جائیگا۔

تراب علی نے کہا بس اور کیا۔ بلکن (بلکہ) اس سے بھی کم۔ بہت جرمانہ ہوا آٹھ آنے ایک روپیہ تدبیر وہ کرو جس سے یارون کے ہاتھ گرمائین اور خوب وارے نیارے ہون۔

تراب علی۔ ہم جاکے اُس کمہار کی تو خبر لائین۔

جھمن۔ خدا کرے ضرب شدید آئی ہو۔

تراب علی۔ ہان مزہ تو جب ہی ہو ورنہ کیا۔ مگر ہم اُسکو خوب بھرّے دینگے کہ اب کچھ تو سے مرہی موقع ہی۔

چھمن۔ تم الگ بہکاؤ مین الگ پٹی پڑھاؤن۔

تراب علی۔ اجی ہم تو جانتے ہین کہ اگر اس مقدمے مین سال سال بھر کے کھانے کو بھی نہ ملا تو کیا۔

چھمن نے کہالے اور پھرلے اور بیچ کھیت سلے کیونکہ میان کی سٹّی بٹّی بھولی ہوئی ہی بہت گھبرائے ہین۔

تراب علی اور میان چھمّن باتین کرتے آہستہ آہستہ قدم دھرتے امین آباد مین دن سے داخل ہوے اور سیدھے چلے ساقن کی دکان پر۔

چھمن بولے بی ساقن دمون کی خیر اُسنے کہا آپ جانتے ہوے ہین سارے جتوے۔ اک ذری سی بات نہو سکی نکھٹو۔ چھمن نے کہا اللہ جانتا ہی اگر دیٹے پر آتا تو یہی دُکان کوٹھی ہو جاتی۔ وہ بولی اونھ اونھ جو میری بکری جی کر جائے تو شیر کو پھاڑ دے۔ کہا اچھا اب جس دن چھوٹے حضور خوش ہونگے اُسدن ہم شپّہ ضرور لڑائینگے۔ اُسنے تنک کر جواب دیا۔ بس پچے دور۔ جب باوا مرینگے تو بیل بٹینگے۔ ارے اب تو دم لگواؤ۔ وہ بولی کوڑی نہ پیسا گٹے والے ہوٹ۔

تراب علی مسکرائے کوڑی نہ پیسا؟ ادر سُنیے اے بیوی اشرفیان موجود ہین۔ ساقن نے کہا مُنھ دھو آؤ بابا راج بھی کبھی اشرفیان دیکھی تھین آنکھون سے سواے وہی ڈینگ کے اور کوئی بات نہین۔

الغرض میان چھمن اور تراب علی دونون نے چرس کے دم لگائے وہ دھوان دھار کہ تو آسمان کی خبر لائے کرۂ زمہریر کو کرۂ نار بنلائے۔ جب دونون گرمائے تو دور کی سوجھنے لگی۔

چھمن۔ کہو یار چے اب کدھر کی سیدھیان ہین۔

تراب علی۔ بس اب رپاٹے بھر کے کونسلی کے ہان چلتے ہین۔

جھمن ۔ پیدل ؟

تراب علی ۔ پیدل نہین تو کیا تمھارے لیے کسی دھوبی کے ہان سے گدھا منگواؤن ۔

جھمن ۔ تم بھی وہ باتین کرتے ہو بے تکی کہ گدھون کو بھی ہنسی آئے ارے میان ایسے موقع روز روز تھوڑے ہی ملتے ہین چلو چل کے بگھی کرایہ کرین مزے سے بیٹھے ہوئے چلین ۔ کہ دینا جلدی کی غرض سے بگھی کر لی تھی ۔ کچھ گرہ سے تھوڑا ہی جائیگا ۔ ہی کہ نہین ۔

تراب علی ۔ اچھا پھر بگھی کرایہ کرو ۔

جھمن ۔ وہ کیا اڑ گڑا ہی ۔ ارے میان کوئی بگھی ہی ۔ کونسلی تک جائینگے ۔

گاڑی والا ۔ چلیے مل پھسٹ کلاس ہی ۔ پہلے گھنٹے کے بارہ آنے پھر چھ آنے گھنٹہ

جھمن ۔ جو حساب سے ہوگا وہ دینگے ۔

تراب علی ۔ جان کیون کھسکی جاتی ہی یہ تو پٹنگی ایک روپیے لو ۔ کھو پایا ۔ پرکھ لو ہان نئے ٹھن کا ہی ۔ دودھ کا دھویا ۔ گاڑی تیار ہوئی اور میان جھمن اور تراب علے کونسلی کے ہان چلے ۔

تراب علی ۔ اجی گیا کمہار اپنی ایسی تیسی مین چلو کونسلی کے ہان چلین ۔

جھمن ۔ وہ بھی اپنے دل مین ہنسیگا کہ عجیب قطع کے آدمی ہین ۔ کمہار کا پاؤن ذرا پھسل گیا اور چلے وکیل کے ہان ۔

تراب علی ۔ اب کونسلی سے آپ تو کچھ کہیے گا نہین مین بھگت لونگا ۔

جھمن ۔ بہتر ہی ۔

تراب علی ۔ ذرا تم سنتے رہنا کہ کس ترکیب سے گفتگو کرتا ہون ۔ واللہ وہ داؤن پیچ یاد ہین کہ ہارون چارون شانے چت ۔ پٹ تو پڑتا ہی نہین اجی یہ یارون کے ہتکھنڈے ہین ۔ بائین ہاتھ کے کرتب ۔

جھمن ۔ فرنگی ہین نہ وہ کونسلی ۔

تراب علی ۔ اوہ ۔ اصل فرنگی ولایت زاد خاص الخاص لندھن کے ۔

چھمن۔ رہتے کہان ہین۔

تراب علی۔ سلیمان باغ کے سامنے۔ لال جھیل کے پاس کوٹھی ہے۔

چھمن۔ چھوٹے حضور اسوقت بڑے بیاکل ہونگے۔ نہ ہم ہین نہ تم ہو۔ نہ صاحب الدولہ ہین۔ بالکل سناٹا اور ہو کا عالم ہے بھلا منڈیاؤن کی چھاؤنی مین اسوقت کون ہوگا۔ پرندہ تو پر مارتا نہین۔ اور ہوا سن سن چل رہی ہوگی۔ معاذاللہ۔

تراب علی۔ واللہ بسم اللہ ہی غلط ہوئی سر منڈاتے اولے پڑے۔

چھمن۔ اب دیکھیے پھر دن مین آتے ہین یا نہین۔ ہٹتے ہی یہ ٹوک دیے گئے ورنہ پو بارہ تھے۔

تراب علی۔ ابکی یہ پلہ پار ہو جائے تو سمجھے کہ بیڑا پار ہے ورنہ وہی ٹلّاین۔

چھمن۔ یار رنگ پھیکا نہ پڑنے پائے ورنہ واللہ ہے کہ اُستادی مین بٹا لگ جائیگا۔

تراب علی۔ تم چپکے رہو جی ہم سب سمجھ لینگے۔

چھمن۔ ارمیان گاڑی بان۔ اُٹھیے کوچین۔ میان ذرا تیز چلو سو رہے ہو کیا۔

گاڑی بان۔ میان ہم تو سوتے نہین ہمارے ٹٹو البتہ سو رہے ہین۔

چھمن۔ تو بھیا ذری جگا دو۔

گاڑی بان۔ واہ جگانے کی ایک ہی کہی۔ گھوڑے بھی کہین مرغ ہوئے کہ آدھی رات سے کوکو کا شور مچانا شروع کرے۔

چھمن۔ میان تم نرے چونچ ہی رہے۔

الغرض گاڑی صاحب کی کوٹھی مین داخل ہوگئی اور تراب علی نے بیرا کو بلایا صاحب کو اطلاع ہوئی بلائے گئے سلام کیا اور کہا۔

تراب علی۔ حضور آج فٹن پر ہمارے مالک جاتے تھے چنانچہ ایک کمہار روپے لینے کے لیے بہانہ کرکے لیٹ رہا۔ اور غل مچایا کہ کچلا کچلا۔ حضور کچلا نہین کچھ جھوٹ موٹ غل مچا دیا۔ گھوڑیان جو اُسکے غل سے ڈورین تو ہوا ہو گئین۔ بس زمین پر قدم ہی نہین رکھتی تھین لاکھ لاکھ سمجھایا غل مچایا للکارا ایُٹ ایُٹ کرتے رہے مگر سنتا کون ہے [illegible]

آخر کار گر پڑا۔

صاحب۔ کیا مر گیا؟

تراب علی۔ نہین حضور مگر آدھ مرا ہو گیا۔

صاحب۔ ہاتھ پاؤن کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ کچھ چوٹ آیا؟

تراب علی۔ سچ سچ تو یون ہے کہ ہم لوگ گاڑی تیز بڑھا کر چلدیے تھے خدا جانے اُسکی کیا کیفیت ہوئی۔

صاحب۔ ول تم سب پر سو سو روپیہ جریمانہ۔

تراب علی۔ (مسکراکر) واہ حضور اچھا فیصلا کر دیا۔

چھمن۔ (تراب علی کے کان مین) اجی صاحب فقط ہنسی مین کہتے ہین۔

تراب علی۔ ہان ہا واللہ! اجی نہین۔ عجب نامعقول آدمی ہو بھئی یہان اتنے بڑے بڑے صدہا مقدمے لڑائے آپ ہمسے مشیخت کی لیتے ہین یہ کونسلی ہین پیروکار انکو جرمانے اور سزا سے کیا سروکار۔

تراب علی۔ پھر حضور اب کیا راے ہے۔

صاحب۔ کچھ بات نہین ہے۔

تراب علی۔ گاڑی کو گھر پہنچائین یا نہین۔

صاحب۔ برابر لیجاؤ پولیس اگر تو چھین کو مانگے بھیج دو چالان ہو گا اور روپا دو روپیا جرمانہ بس۔

چھمن اور تراب علی نے زمین دوز جھک کر فرشی سلام کیا اور چلے۔ تراب علی اور میان چھمن دونون اپنے لنگوٹیے یار تھے گویا دانت کاٹی روٹی تھی۔ یہ اُنپر سے جان نثار کرتے تھے وہ انکا دم بھرتے تھے مگر دونون گرگون کے یار دونون پرلے سرے کے کائیان۔ دنیا بھر کے نیارے۔ چکمابازی مین طاق جعلسازی مین شہرۂ آفاق سب گھٹون پورے آٹھین گرن کے نٹورے۔ الغرض دونون کونسلی سے رخصت ہو کر چلے تو راستے مین بھی یون ہمکلام ہوئے۔

چھمن - مانتا ہون اُستاد تو بھی اپنے فن کا اُستاد کامل ہی۔

ترآب علی - میان ابھی دیکھتے تو جاؤ - رقم چیرنی ہی۔

چھمن - یار چنگ پر تو چڑھ گیا مگر یہ بڑی اُستاد پڑی۔

ترآب علی - بس ہم مین تم مین یہی تو فرق ہی - میان سہمنا تو جانتے ہی نہین اُستاد نے یہ سبق ہی نہین پڑھایا - ع

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

اور اتنا تو سمجھ یار عزیز کہ وہ بات ہی کیا ہی جس سے ہم سہمنے لگین۔ اجی یہی نہ کہ گاڑی کے پہیے کے تلے ایک شخص کا پاؤن آگیا - پھر خوف کا کونسا مقام ہی اگر پاؤن کچل بھی جاتا تو کون بات تھی - دو روپے نہین دس جرمانہ ہو جاتے دس نہین بفرض محال سو جرمانہ ہوتے تو کیا یہ بھی کوئی رقم ہی۔

چھمن - ارے یار تیرا بہت بڑا پیٹ ہی۔

ترآب علی - میان اپنا تو یہ مقولہ ہی کہ - ع

خاک از تودۂ کلان بردار

جب مارے روپے والے کو - غریب کے پلے کیا ہی - جو دیگا - امیر سے البتہ اینٹھنے کا موقع ملتا ہی - ہزار دو ہزار کی رقم یک مشت چیرے تو البتہ بات ہی ورنہ سو دو سو روپے کے لیے جعلسازی کرنا اپنے مذہب کے تو خلاف ہی درخت کا ایک پھل رکھوالے کی چوری سے کھایا تو کیا ہاں جڑ سے پھنگی تک چٹ کر جائے اور ڈکار تک نہ لے تب تو آدمی ورنہ جانور -

چھمن - شاباش - ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

ترآب علی - دیکھیے تو حضرت سے کیا کیا جا کے کہتا ہون واللہ وہ سبز باغ دکھاؤن کہ میان کی آنکھین کھل جائین اور ان لونڈون کو اُلو بنانا تو بائین ہاتھ کا کرتب ہی اچھے خرانٹ رئیس کو اگر چٹکیون پہ نہ اُڑایا تو نام نہین۔

جھمن - ای سبحان اللہ بھئی - ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تراب علی - مرشدا شان خدا اجی تمھارے ایسے لونڈے میری جیب مین پڑے ہین - اب ایک بات کا خیال ضرور ہی اُستاد - کہ چھوٹے حضور کو جتنا ڈرایا جائے اتنا ڈرانا مگر آن بان کے ساتھ یہ نہین کہ باتون ہی سے وہ بھڑک جائین -

جھمن - دیکھین اب یارون کو اس معاملے مین کیا دلواتے ہین -

تراب علی - اجی وہ دلوائین کہ بھڑک جاؤ -

جھمن - ہان پھر اس فن کے تم بھی بوعلی سینا ہو -

تراب علی - مگر خدا و خدا کا رسول آگاہ ہی کہ میان کے بھی ہوش وحواس غائب ہو گئے کہ یاالٰہی اب کیا ہوگا -

جھمن - وہ تو اپنے نزدیک پھانسی پہ چڑھ چکے اب ذرا بھی کسر نہین ہی مگر مین جانتے ہی وہ بھڑے دونگا کہ چڑاریشہ خطی ہو جائین - یہ بھی اتنا صاف صاف بتادو کہ ہمارے ہتے کیا چڑھیگا - یہان تو اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہی - مردہ چاہے دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین - ارے یار ایک مکان گروی رکھ دیا ہی کچھ ایسا کرو کہ اسکو چھوڑا سکون -

تراب علی - ارے مکان کا مکان چھوڑا لے اور کچھ روپیہ رکھ چھوڑنا غلہ خریدے برسات بھر کا - خوب خربوزے اور آم پہ چھری تیز کرنا مگر لازم تھا کہ اُس کمبخت کمہار کو دیکھ لیتے اور موقع ہوتا تو ہنڈیا بھی چڑھاتے آتے کہ بڑے نواب صاحب کے پاس جاکر خوب دُھائی دیتے اور دھمکاتے کہ مین صاحب کے پاس چلا جاؤنگا مجھے مرتا وہ بھی اور ہماری تو بقول شخصے ہنڈیا ہی چڑھ جاتی کسی غریب آدمی کا بھی ہمارے طفیل مین بھلا ہوتا تو کیا حرج تھا -

جھمن نے کہا - اجی حضرت زمانے بھر کے فائدے کا ٹھیکا تو اللہ میان کے ہان سے آپ لائے ہونگے یہان تو اپنا فائدہ مقدم سمجھتے ہین -

القصہ میان جھمن اور تراب علی اپنے اپنے اڈھائی چاول پکاتے باتین بناتے منڈیاؤن پہونچے۔

جھمن۔ (کھنکار کر) آن پہونچے۔

تراب علی۔ (للکار کر) کو چمین۔!

رئیس زادہ۔ کون ہی۔

چاکر۔ کوئی نہین حضور۔

رئیس زادہ۔ (جھلاکر) نہین کسی کی آواز تو آئی۔

کو چمین۔ کوئی راہ گیر ہونگے حضور۔

رئیس زادہ۔ (بے صبر ہوکر) دیکھو تو۔

کو چمین۔ چاپ تو معلوم ہوتی ہی مگر دور کی سی آواز ہی۔

اتنے مین تراب علی نے پکارا ارما گھسیٹے! رئیس نے (خوش ہوکر) کہا وہ آگئے آؤ آؤ۔ گھسیٹے بولا لبیک آئیے۔ تراب علی اور جھمن جا پہونچے۔ تراب علی نے کہا حضور فتح ہی۔ جھمن بولا خداوند مبارک ہو۔ رئیس نے پوچھا خوف تو نہین ہی یہ سینا دو مختصر طور پر۔ کہا ایک کونسلی کو کر دیا ہی۔ حضور خاطر جمع رکھین خداوند چلتے چلتے کلا پیان ورد کرنے لگین۔ جھمن نے کہا کیا خوب اب کہین برساتی نہو جائے رئیس زادے نے کہا کیا پیدل گئے تھے۔ کہا حضور گئے پیدل آئے بگھی پر پوچھا بھلا اُس کمہار کا کیا حال ہی۔ کہا پتلا۔ ہڈی مین چوٹ آگئی پڑا سسک رہا ہی۔ پوچھا جان کے لالے تو نہین ہین۔ کہا ای خداوند چودہ روپے پیر بخش نیچے والے سے قرض لیکر جراح کو دے آیا ہون اُسکے لیے کیا ہی دو جوتیان اور وہ تو چاہتا ہی کہ ٹانگ زخمی رہے جسمین سرکار سے آپکے نام ڈگری ہو جائے کہ عمر بھر اُسکو روٹیان دیے جاؤ۔ ہم کونسلی کے ہان گئے حضور اللہ رے دماغ خدا جانے فغفور چین اپنے کو سمجھتے ہین یا شہنشاہ روس کا چچا سمجھتے ہین اُف رے تیرے دماغ سیدھی بات ہی نہین کرتے۔ تب تو مین جھلا کر چلا گیا لالہ ہیرا لال اور ٹھنڈی مل کی کوٹھی۔ اُنکے نیب جی ایک ہی جھپا لیے پہلے تو کہا کہ نواب صاحب

یا چھوٹے حضور کے نام سے روپیہ قرض لو تو دین پھر جب مین نے ڈانٹ بتائی تو دو سو روپیہ دے دیا ایک سو پچاس کے دو نوٹ اور پچاس نقد۔ چھمن کو کونسلی کے پاس بٹھا آیا تھا۔ جاتے ہی روپیہ میز پر ڈال دیا اور نوٹ ہاتھ مین دیے۔ بس پھر کیا تھا روپے کی بھی کیا بُری چوٹ ہی حضور کُل باتین سُنین پہلے تو کہا کہ مقدمہ ذرا پیچیدہ ہی شاید کوئی کہ دے کہ راس نواب صاحب ہی کے ہاتھ مین تھی مگر سوچ ساچ کر بولے کہ اچھا ہم سمجھ لینگے جاندار تو ہی مقدمہ۔ اور جو ہار گئے تو اپیل مین دیکھ لینگے حضور کو سلام کہلا بھیجا ہی اور کہا ہی تشفی کر دینا کہ اس مین کچھ ہونا نہین ہی۔ خفیف مقدمہ ہی۔ ہزار دو ہزار پر تو البتہ پانی پھر جائیگا۔

رئیس زادہ۔ اوہ جی۔ عزت بچی یہی غنیمت ہی ہزار دو ہزار روپیہ گیا چولھے کی جڑ مین اب تو آبرو پر بن آئی ہی۔

چھمن۔ خدا محفوظ رکھے۔ پیر پیغمبر کا سایہ رہے۔

گھسیٹے۔ (کوچین) بھلا میان تراب علی ہمپر تو آنچ نہ آئیگی۔

تراب علی۔ تم کیون گھبرائے جاتے ہو خواہ مخواہ کے لیے۔

گھسیٹے۔ ارے صاحب ہم غریب آدمی پانچ چھ روپے کی اوقات کہین گیہون کے ساتھ گھن کی طرح پس نجائین۔

تراب علی۔ اور آخر ہم کس مرض کی دوا ہین۔

رئیس زادہ۔ آج تم بڑے کام آئے۔

تراب علی۔ قربان جاؤن پیرو مرشد۔ جہان حضور کا پسینا گرے وہان غلام کا خون گرے۔ اور کیا۔

چھمن۔ حضور کونسلی سے انھون نے وہ تقریر کی ہی کہ ہوش اُڑا دیے۔ جو خداوند وہان ہوتے تو انعام ضرور دیتے۔

رئیس زادہ۔ او وہ انعام کی کون بات ہی۔ اور اب کیا انعام نہ ملیگا۔ جسدن میان تراب علی کچہری سے آئے اور دروازے ہی پہ سے غل مچایا کہ مقدمہ جیت گئے۔ بس

اُسی دن سمجھو کہ انکا ستارہ چمک گیا۔

تراب علی نے کہا ایک انعام کی کیا بات ہی خداوند حضور کی بدولت بہت کچھ پیدا کیا برسون سے نمک کھا رہے ہین۔ اسی سرکار کے ساختہ و پرداختہ ہین خانہ زاد۔ رگ و ریشہ مین اس سرکار کا نمک پیوست ہی۔ خدا کرے جاہ و حشم روز بروز ترقی پائے۔ ہر صبح کو دولت آستان بوسی کو آئے اقبال قدم قدم پر ساتھ ہو۔ رحمت خدا کے ہاتھ مین ہاتھ ہو عزت بڑھے رتبہ بڑھے اور اسی سرکار کی بدولت تراب علی فیل نشین ہو ہاتھی پر چڑھے۔

رئیس زادے نے کہا کیا خوب دعا مین بھی مطلب نہین چھوڑتے۔ جھمن بولا واللہ اسوقت تو وہ بات کہی کہ اللہ میان بھی ہنس پڑے ہونگے۔ اسوقت فرط طرب سے سینہ باغ باغ ہی۔ اور عرش برین پر دماغ ہی تو کاہے سے۔ گئے تو تھے پژمردہ و افسردہ۔ آئے شادان و فرحان۔ جاتے وقت قدم اُٹھانا دوبھر تھا۔ آتے وقت ہوا کھاتے گپین اُڑاتے مزے مزے سے آئے۔

جھمن۔ اب چلیے حضور۔

رئیس زادہ۔ اسی فٹن پر۔

تراب علی۔ ہان ہان حضور اسی فٹن پر۔

رئیس زادہ۔ اب تو اس فٹن پر بندہ نہ سوار ہونے کا۔

تراب علی۔ فٹن سڑک پر لاؤ میان گھسیٹے۔ حضور سوار ہون غلام کا ذمہ ہی ایسی بات ہی بھلا

الغرض بعد خرابی بصرہ فٹن پر سوار ہو کر چلے مگر ؏

آہستہ خرام بلکہ مخرام
زیر قدمت ہزار جان ست

رئیس زادہ (مسکرا کر) اب تو میان گھسیٹے پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہین۔

تراب علی۔ حضور سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہی۔

جھمن۔ اور کیا دودھ کا جلا پانی پھونک کر پیتا ہی۔

گھسیٹے۔ حضور کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہی۔

تراب علی ۔ اور کیون جی اگر وہ مرجاتا تو کیسی ٹھہرتی۔

گھسیٹے ۔ واہ چھوڑ چھاڑ کر فٹن گنگا پار ہو رہتا۔

تراب علی ۔ کیا خوب انکو ابھی شاہی ہی کی باتین یاد ہین نادان ہو کون ؟ ارے گنگا پار کیا ہی پاگل ۔ وہان بھی سرکار کمپنی بہادر کی عملداری ہی۔

راوی ۔ مورخ ہم بے بدل ہستند۔

فٹن ذرا تیز چلی اور رئیس زادے نے غل مچایا۔ آہستہ آہستہ آہستہ تیز تیز نہ چلو۔ گھوڑیون نے ذرا کنوتی بدلی اور انکے ہاتھ پانوُن پھول گئے اب چاکرون کو للکار رہے ہین کہ اُتر پڑو اُتر پڑو۔ ساتھ ساتھ چلو۔ کئی مقام پر خود اُتر پڑے۔ لوگون کی ناک مین دم۔ تراب علی نے لاکھ سمجھایا۔ میان جھمن نے دلاسا دیا مگر بے سود۔ بہزار خرابی کہین فٹن در دولت پر پہونچی اور دروازے پر ایک دفعہ ہی غل مچا کہ آگئے آگئے۔ اجی دداجی بڑے حضور کو اندر اطلاع کر دیجیے کہ سرکار آگئے۔

نور اور بان نے کہا یہان کنوؤن مین بانس پڑ گئے۔ بڑے حضور گھبرا اُٹھے تھے کہ آج خلاف معمول اتنی دیر کہان ہوئی چو طرفہ آدمی دوڑے محل بھر مین کہرام مچ گیا بارے شکر ہی کہ حضور آگئے۔ بسم اللہ۔ رئیس زادہ اُتر پڑا۔ دوا فرخندہ اندر سے دوڑی آئین چٹ چٹ بلائین لے کر کہا کہ حضور بس جلدی اندر چلیے۔ بیگم صاحب کی آنکھین روتے روتے لال بیر بہوٹی ہو گئی ہین۔ اور بڑے حضور بھی بیدم ہین نصیب اعدا۔ یہ اتنی دیر آپ رہے کہان میان۔ گھر بھر مین دشمنون کے کان بہرے کہرام سا مچ گیا۔ ہوش اُڑے ہوے تھے سب کے۔ رئیس زادے نے جیسے ہی دہلیز پر قدم رکھا گھر بھر کی ماما اصیلین مغلانیان خوش خوش ہشاش بشاش لپکین۔ چھوٹے حضور آئے چھوٹے حضور آئے مبارک سلامت کی صدا چرخ ہفتم تک پہونچی۔ بڑی بیگم رئیس زادے کی مادر مہربان کی جان مین جان آئی اور فرط محبت سے لڑکے پر خفا ہوئین۔

بڑی بیگم ۔ اے غضب خدا۔ اتنا بھی خیال نہ رہا کہ بڈھیا گُڑھ گُڑھ کے اتنی دیر مین مر تو نہ جائیگی۔ بوڑھے باپ کی خدا نہ کردہ جان پر تو نہ بن آئیگی آخرش یہ اتنی دیر جو غائب غل

رہے ہے تو دل مین سمجھے کیا تھے ایک آدھ کی لاش گھر سے نکلوانے کا قصد تھا شاید چلو اوپر باپ کے پاس۔

بڑے نواب۔ بیٹا تم اب تک کہان تھے۔

رئیس زادہ۔ قبلہ کہین نہین ہوا کھانے گیا تھا۔

بڑے نواب۔ ای تو اتنی دیر۔ اتنی دیر مین نو آدمی چنہٹ کے تین چار پھیرے کر آئے۔

رئیس زادہ۔ گرمی کے سبب سے منڈیاؤن نکل گیا تھا۔

بڑے نواب۔ معقول! - بے انگریزی پڑھے ہی وحشت کی لینے لگے تو ہماری تشفی کے لیے ایک آدمی یہان دوڑا دیا ہوتا۔ بس پھر چاہے آدھی رات تک نہ آتے ہمارے قلب کی اسوقت عجیب کیفیت تھی۔

دوا فرخندہ۔ ای کئی آدمی حضور کو ڈھونڈھنے اِدھر اُدھر گئے ہین۔

رئیس زادہ۔ توبہ ایسا بھی کیا خوف تھا۔

بڑی بیگم۔ لڑکے جب سر ہلنے لگیگا تب بال بچّون کی قدر معلوم ہوگی۔

بڑے نواب۔ جاؤ اب کھانا وانا کھاؤ۔

رئیس زادہ۔ بہت خوب۔ مگر قبلہ وکعبہ یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ جہان کسی دن ذرا دیر ہوگئی اور گھر بھر مین کہرام مچ گیا۔ کنوون مین بانس پڑنے لگے یہ اصیلین مغلانیان گھر مین نوکر چاکر مصاحب باہر غل مچانے لگے۔ اتفاق ہے کسی روز ہوا کھانے صدر نکل گئے کسی روز منڈیاؤن کی طرف گئے۔ ذرا دیر ہوئی اور یہان قیامت کا سامنا۔

بڑے نواب۔ صاحبزادے تم خوب ہوا کھاؤ۔ منع کون کرتا ہے تمھین۔ فٹن پر جاؤ۔ باٹھے پر جاؤ۔ جب چاہے آؤ۔ مگر دو چار آدمیون کو ساتھ لیجاؤ اور اگر دور جانے کا قصد ہو تو ہمسے کہہ جاؤ۔ بس

رئیس زادہ۔ بہت خوب آئیندہ ایسا ہی ہوگا۔

بڑی بیگم۔ بیٹا تم ابھی اولاد کی مامتا کا حال کیا جانو کہ کن کن نذرون نیازون سے پالا

رئیس زادہ باہر آیا آتے آتے گھر مین مغلانی کی ایک نوجوان خوبرو اور ستم ظریف لڑکی نے جو ذرا بن ٹھن کے رہا کرتی تھی چپکے سے کہا کہ ہوا کھانا حضور کو مبارک ہو۔ رئیس زادہ مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ مصاحبین اور حوالی موالی سب نے سرو قد تعظیم کی ایک صاحب بولے حضور اسوقت بڑی تشویش تھی۔ دوسرے نے کہا اندر سے باہر تک کھانا پینا حرام ہوگیا تھا تیسرے صاحب نے فرمایا قربان جاؤن طرح طرح کے خیال دل مین آتے تھے مگر خیر گذشت۔

اتنے مین ایک اور مصاحب آئے روشن علی۔

روشن علی۔ آداب بجا لاتا ہون پیر و مرشد۔

رئیس زادہ۔ کہان سے آتے ہو۔

روشن علی۔ حضور ذرا پیرنے گیا تھا۔

رئیس زادہ۔ کوئی تازہ خبر۔

روشن علی۔ سب بدستور حضور۔ سُنا کہ آج گاڑی سے ایک آدمی کچل گیا چھاؤنی کی گاڑی تھی کرایہ کی۔ گھوڑے تیز جاتے تھے۔ موڑ پر شاید گولہ گنج کی چڑھائی کے وہان پر کوئی مزدور چپیٹ مین آگیا مگر بچ گیا۔

شراب علی۔ چوٹ تو نہین آئی۔

روشن علی۔ سُنا ہڈی مین کچھ یون ہی سی چوٹ آئی اچھا ہو جائیگا۔

چھمن۔ اجی ڈاکٹر چٹکی بجاتے ہڈی بٹھاتا ہے۔

ادھر چھمن اور امام الدین خان مصاحبون مین یون چپکے چپکے گفتگو ہونے لگی امام الدین خان نے پوچھا یار حال تو بتاؤ یہ ہوا کیا۔ چھمن آہ سرد بھرنے لگا۔ کہا یار یہ دنون نے مارا ڈالا ہاے مار ڈالا۔ اسکے بعد کمہار کا حال بیان کیا اور پھر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے۔

امام الدین۔ اَیَن! مین دیکھتا ہون کہ تم خود دیوانے ہو رہے ہو واہ میان۔ اب رنگ لائی گلہری۔ عقل کے ناخن لو ہوش کی دوا کرو۔ واہی ہو کون! واہ اچھے رہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جھمن۔ ؎

گرچہ بدنامیست نزد عاقلان
مانمی خواہیم ننگ و نام را

یہان ننگ و نام اور ناموس اور عقل سب کو دور سے سلام ہی ہم تو بھیا روز اُنکی صحبت گرمائینگے۔ مکھڑا دیکھتے ہی مجنون و مفتون ہو گئے اور چھوٹے حضور نوجوان و نوخیز تو ہین ہی اور وہ کافر بھی پندرہ پندرہ برس کی ہین دیکھیے طرفین سے کیسی گرم جوشی ہوئے۔ اب یارون کے ہاتھ کیسے گرماتے ہین۔

امام الدین۔ دونون ہاتھون سے لوٹو۔ مگر ہماری بھی فکر رکھنا۔

جھمن۔ تم تو شریک حال ہوے پہلے تم پھر اور کوئی۔

اما الدین۔ ہان صاحب تو منڈیاؤن مین ٹھہرے پھر سیدھے گھر چلے آئے۔ یا کہین اور گئے تھے۔

جھمن۔ وہان نواب کو چھوڑا فٹن پر ہم اور تراب علی چلے کونسلی کے ہان۔

امام الدین۔ (چٹکی لیکر) ارے ستم! تو یہ کہیے بالکل اُلّو کی دُم فاختہ ہی ہین بھلا اسمین کونسلی کا کون کام تھا! اچھے رہے کونسلی کے ہان گئے بھی تھے یا یونہین فقرہ چست کر دیا ساقن کے ہان دم لگایا ہو گا۔ اور چھوٹے حضور سے آکے کہہ دیا ہو گا کہ ہو آئے یہ کہا اور وہ کہا خوب سبز باغ دکھایا ہو گا۔

کہا تیرے سر کی قسم ساقن کے وہان بھی گئے تھے۔ مگر وہان سے پلٹ کر پہونچے کونسلی کے ہان اُس سے تراب علی سے بات چیت ہوئی اُس نے کہا ہم ایسے چھوٹے مقدمے مین وکالت نہین کرنا چاہتے۔ مگر اتنا کہے دیتے ہین کہ کوچھین کو جب کوئی تلنگا یا برق انداز بُلائے آئے تو بھیج دینا دو ایک روپے جرمانہ کی سزا ہو جائیگی۔ بس یہان آکر تراب علی نے وہ اُڑان گھائیان بتائین کہ کچھ نہ پوچھیے۔ کہا کہ پیر و مرشد کمھار کا حال دیکھا تو ٹانگ مین انتہا کا درد پایا۔ اُسنے تو آسمان سر پر اُٹھایا کہ مین نالش کرون گا اور لندن تلک لڑونگا اور بڑے صاحب کے ہان عرضی دونگا۔ آخر مین نے ایک دکاندار سے چودہ روپے قرض لیکر اُسکے حوالے کر دیے۔ اچھا چونگا کیا نا۔ ابھی سنتے

تو جائیے۔ کہنے لگے کہ پھر مین کونسلی کے پاس گیا وہ اچھی طرح مخاطب نہوا۔ مگر ایک مہاجن کی کوٹھی سے دو سو روپے قرض لیے تب جا کے کونسلی کو دیے اور اُسکی راے لی اور خدا جانے کیا کیا جھوٹ بولے۔ بس یہ سمجھیے کہ جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے اُف کچھ ٹھکانا ہی۔

امام الدین نے کہا چلو چین لکھتا ہی۔ ایک تو یہ یہودن والا مقدمہ تھا ہی دوسرا اسپر طرہ ہوا۔ اس مین بھی کچھ نہ کچھ لے ہی مرینگے۔

جھمن۔ دو سو چودہ تو دودھ پی رہے ہین۔

اب رات بھیگی تو چھنٹ چھنٹ کے تراب علی اور میان جھمن اور امام الدین خان اور نواب صاحب اور ایک افیمی مصائب الدولہ بہادر رہگئے۔

تراب علی۔ حضور امام الدین حاضر ہین۔

رئیس زادے نے کہا میان خان صاحب ہم تو بڑی مصیبت مین پڑ گئے ایک آدمی دب کے مر گیا۔ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی۔ خانصاحب نے تشفی دی پیر و مرشد کچھ نہ ہوگا کہا نہین خان صاحب بڑی بلا سے مقابلہ کرنا ہی۔

تراب علی۔ لاحول ولاقوۃ۔ بلا سے حضور کے دشمنون کا مقابلہ ہو حضور سے اس مقدمہ سے کیا واسطہ غلام تو اپنا اور گھسیٹے کا نام لکھوا آیا۔

رئیس زادہ۔ واللہ۔

تراب علی۔ حضور کے قدمون کی قسم۔

امام الدین۔ اجی وہ بات ہی کیا ہی۔ چار پانچ سو روپے کا تو خرچ ہی۔

رئیس زادہ۔ اجی خرچ ہونیکو چاہے ہزار بارہ سو خرچ ہو جائے مگر عزت پر حرف نہ آئے۔

امام الدین نے کہا کیا مجال۔ جھمن بولا کیا حقیقت ہی کسی کی رئیس زادے نے کہا ابھی دیکھو تو اونٹ کس پہلو بیٹھتا ہی ابھی تو مقدمہ ہی در پیش ہی پھر سمجھا جائیگا ابھی ہم نہ جانے کے۔ جھمن بولا خداوند رئیس لوگ عالی ہمت ہوا کرتے ہین اور حضور تو

پوتڑون کے رئیس ہین سارے شہر مین ڈگی پھر جائیگی کہ قصد کرکے پھر تشریف نہ لے گئے چلیے اور ضرور چلیے ایسے ایسے خفیف معاملون سے تو آپ کو واسطہ ہی نہ رکھنا چاہیے

چھوٹے نواب پر نئی نئی مصیبت پڑی تھی۔ ایسی اُفتاد کبھی کاہے کو پڑی تھی مگر مصاحبون نے پھڑک مٹانا شروع کیا۔ ایک نے کہا حضور اب تو مقدمہ گھسیٹے اور تراب علی کے سر پڑا۔ حضور تو تلوہ بچ گئے اب حضور سے واسطہ ہی کیا رہا۔ وہ اپنے سمجھ لینگے۔ حضور پر ذرا آنچ نہ آنے پائیگی۔ بلا کو تو ہم لوگون نے اپنے سر لے لیا۔

تراب علی۔ ہان روپے کی فکر البتہ کرنی چاہیے میرے پلّے کفن کو ٹکا بھی نہین ہے اور بے زر کارروائی معلوم۔

نواب۔ اوہ جی وہ رقم ہی کون لمبی چوڑی ہے کس قدر روپیہ چاہیے۔

تراب علی۔ اجی حضور کوئی بیس بائیس سو۔ کیون جی جھمن۔

جھمن۔ سب ملاکر تین ہزار رکھ لو۔

نواب۔ (جھمن سے) تین ہزار روپیہ لالہ سے لیکر الگ رکھو اور جب جب تراب علی مانگین بے دریغ دو۔ اب رات بھی زیادہ آئی ہے اور تم لوگون کو تکان بھی بہت ہوا ہے اب برخاست۔ کل ملاقات ہوگی نیت شب بخیر۔

صبح کو دربان نے آکر دست بستہ ایک وحشت ناک خبر سنائی شامت کی صورت مجسم سامنے نظر آئی۔ یعنی ایک برق انداز جوان طنّاز خاکی گھٹنا کالی وردی ڈاٹے سرتا سرخ پگڑی باندھے ایک رومال ہاتھ مین لیے ہوئے آن کھڑا ہوا۔ اور نواب نامدار کو جھک کر سلام کیا۔ نواب صاحب کے حواس غائب ہوش پران مصاحب لرزان و غلطان کوئی وظیفہ خوان ہوا کسی کو نادِ علی یا سورۂ جن ورد زبان ہوا۔

نواب۔ اللهم احفظنا من كل البليات۔

تراب علی۔ کہان سے آنا ہوا بھئی جوان۔

برق انداز۔ چوکی پر سے آیا ہون۔

تراب علی۔ کیون؟

برق انداز۔ وہی وہ جو گاڑی سے کمہار کچل گیا تھا نہ۔ اُسی لیے۔

نواب۔ آلہی خیر کیجیو۔ خداوندا اچھا کیو۔

جھمن۔ اچھا کہو کیا کہتے ہو۔

برق انداز۔ حضور وہ کوچوان کا چالان ہوگا۔ اُسکے تئین ساتھ کر دین۔

جھمن۔ خواہ مخواہ ساتھ کر دین۔ ساتھ کر دینے کی وجہ؟

برق انداز۔ آدمی کچل گیا ہو کہ نہین۔

جھمن۔ کس نے کچلا۔

برق انداز۔ جو کوئی وہ گاڑی ہانکتا تھا۔ اور کس نے کچلا۔

تراب علی۔ ارے میان کوئی گھسیٹے کو تو بلا لاؤ ذرا۔

میان گھسیٹے سے جو چوبدار نے جا کر کہا کہ چلیے سپاہی آیا ہو اور آپ کے چالان کا پیغام لایا ہو تو ہوش فرو ہوگئے۔ چہرے پر مردنی چھائی سمجھے کہ بس قیامت ہی آئی چوبدار کے ہاتھ جوڑے کہ بھائی للہ سپاہی سے اتنا کہ دے کہ گھسیٹے یہان نہین ہو مین اسی وقت کی ریل پر سوار ہو کر کانپور چل دونگا گنگا اُس پار۔ چوبدار نے سمجھایا کہ کیسے نادان ہو بھلا بھاگ کے جاؤگے کہان اور کیا کہین توپ لگی ہو۔ گولہ چلتا ہو مورچے پہ کوئی بچتا ہو۔ قضا کے منھ مین جاتے ہو۔ آخر ماجرا کیا ہو یہ تو بتاؤ یہی نہ کہ کچھ جرمانہ ہوگا۔ پھر؟ حضور دے دینگے۔ تمکو کیا فکر ہو۔

گھسیٹے۔ بھائی بڑا سامنا ہو آج۔

چوبدار۔ ای ہو بس چلتے ہی پھانسی کا حکم سُنایا جائیگا۔

گھسیٹے۔ اُف بُری ہوگی۔

چوبدار۔ کیا گلا گھونٹ کے کوئی مار ڈالیگا۔

گھسیٹے۔ دیکھیے کیسی گذرتی ہو۔

چوبدار۔ خدا ہی مالک ہو۔ کام تو پھانسی ہی کا کیا ہو۔ چور بے ایمان۔

گھسیٹے۔ ذرا سا ٹھنڈا پانی پلواؤ۔

چوبدار۔ (خدمتگار سے برف کا پانی منگوا کر) لو پیو۔

گھسیٹے۔ خدا سلامت رکھے۔ اُف۔

چوبدار۔ یار کہنا مانو۔ اُٹھو۔ خدا گواہ ہی جو کچھ بھی ہو۔

گھسیٹے۔ ہائے اُٹھا ہی تو نہین جاتا۔

چوبدار۔ خدا سمجھے۔

گھسیٹے۔ یہ سب اللہ میان ہی کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہین۔ اب بھی سمجھنا باقی ہے۔

چوبدار۔ او شمر۔ او کافر۔ چونچ سنبھال۔ اور سنو۔

گھسیٹے۔ اُف کیا جانے کیا حال ہو گا۔

چوبدار۔ اُلٹے ٹانگے جاؤگے عدالت کے دروازے پر۔ گو کھا کہین کا۔

گھسیٹے۔ ہان بھائی بگڑے کا کوئی دوست نہین۔

چوبدار۔ ایسی مصیبت کون تم پر نازل ہوئی کہ بس اب مرے ہی جاتے ہو۔

گھسیٹے۔ جسکے نہوئی بوائی۔ وہ کیا جانے پیر پرائی۔

چوبدار۔ (ہنسکر) اُف اوہ مار ڈالا۔

گھسیٹے۔ میان ہم آپ آدھ مرے ہین۔ کسی کو مارینگے کیا۔

چوبدار۔ اب چلتے ہو یا مچلتے ہو۔

گھسیٹے۔ ہم تو نہ جائینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔

چوبدار۔ تو پھر ہم اب زبردستی لے چلینگے۔ ای اور نہین تو کیا۔

گھسیٹے۔ یا اللہ کس مصیبت مین جان ہی۔

چوبدار۔ مصیبت کیا آج حلال ہوے بس۔

گھسیٹے۔ جو اللہ کی مرضی ہو بھائی۔

چوبدار۔ اُسکی مرضی کا حال تو وہی جانے مگر ہماری مرضی تو یہی ہی کہ تمھارا اگلا چلکے ریتین۔ واہی کہین کا۔

ادھر نواب صاحب نے تراب علی کو حکم دیا کہ بھئی دیکھو سپاہی کھڑا ہی کو چھمن کو بلادو۔ چوبدار بھی مر گیا جا کے۔ تراب علی لپکے ہوئے میاں گھسیٹے کے پاس گئے۔ ارے میاں گھسیٹے ہوت۔ چلو سپاہی آیا ہی بیٹھے کیا کرتے ہو۔ چوبدار نے کہا اجی یہ تو راگ لائے ہین اسوقت جانے کیا واہی تباہی بک رہے ہین کہتے ہین کہ اب بس پھانسی ہی ہوئی بچّون کی طرح مچل رہے ہین انکی تو کچھ عجیب باتین ہین۔ تراب علی نے کہا این! پاگل ہی کون چلو جھٹ پٹ اٹھو۔ گھسیٹے بولا غریب کی جورو سب کی بہج یہ تو وہی مثل ہوئی۔ پوچھا آخر کیا مچلنے سے بچ جاؤگے۔

میاں گھسیٹے افتان وخیزان چوبدار اور تراب علی کے ساتھ ڈرتے ڈرتے بہزار خرابی چلے۔ جب نواب زادۂ نامدار کے حضور مین پیش کیے گئے تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

نواب۔ تم بالکل نادان ہو۔

گھسیٹے۔ آپ کے دربار مین جو دانا ہو اُسی کو حضور میری عوض بھیج دین۔

نواب۔ واہ بڑے بزدل ہو۔

گھسیٹے۔ حضور یہ چھمن تو ڈنڈپیل ہین انھین کو بھیج دیجیے۔

چھمن۔ مین کہونگا کہ مجھے تو گپّی ہی نہین ہانکنا آتی۔

گھسیٹے۔ اور مین کہونگا کہ اسی سے تو آدمی کچل گیا۔

چھمن۔ گنوارپن کی نہ لو اب چلے جاؤ۔

گھسیٹے۔ آپ تو شہر کے ہین۔ پھر آپ ہی میری جگہ پہ تشریف لیجائین۔

نواب۔ ہم برق انداز سے کہہ دینگے وہ اک دو رول جاکر کشان کشان لیجائیگا۔

گھسیٹے نے کہا حضور میرا استیفا (استعفا) تراب علی بولا پھر اس سے کیا بچ جاؤگے برق انداز نے قہقہہ لگایا۔ جانو توپ لگی ہی۔ گھسیٹے بولا ہان بھائی ہنسو ہنسو تم۔ وقت ہی ہمپر ایسا آن پڑا ہی۔ اس فقرے کو کو چھمن نے ایسی بیکسی سے کہا کہ حاضرین مصاحبین سب نے زور سے قہقہہ لگایا اور گھسیٹے کو خوب ہی بنایا۔

برق انداز نے دق ہو کر پوچھا اب چلوگے یا مین چوکی پر رپٹ بولون تھوڑی دیر مین صاحب اجلاس پر آجائینگے۔ ہمپر خفگی ہوگی۔ نو بج گئے ہین گھسیٹے نے پوچھا بھلا نہ چلنے کی بھی کوئی تدبیر ہی۔

برق انداز نے کہا تدبیر و دبیر بس یہی ہی کہ تمکو کھدیڑتا لے چلے (نواب صاحب سے) غریب پرور اب ہمین کیا حکم ہوتا ہی۔ انھین زبردستی پکڑ لیجائینگے ہم۔

نواب صاحب نے حکم دیا تراب علی گھسیٹے کو زبردستی لیجاؤ۔ گھسیٹے نے کہا بھیا سپاہی یہان سے کوس بھر پر میرا گاؤن ہی۔ چمن جا کے جورو اور لڑکون سے تو مل آؤن۔ انسے تو کہون کہ مین اب جاتا ہون (روکر) ابھی آجاؤنگا۔

برق انداز نے پھر قہقہہ لگایا۔ اخاہ یہ تو جیسے مرنے جاتے ہین۔

نواب صاحب نے کہا سب سے مل کے جائینگے بیچارے۔ جھمن بولا تھے خوب آدمی میان گھسیٹے۔ امام الدین نے کہا کیا چل بسے۔ نواب صاحب نے فرمایا ابھی نہین مگر چل چلاؤ لگ رہا ہی۔ گھسیٹے نے کہا حضور اب میری بندی خلاصی کیجیے (رو رو کر) مین ایسی نوکری سے درگذرا۔

برق انداز بولا اجی نوکری گئی کھیلنے اب چلتے ہو یا مسخرہ پن کرتے ہو۔

میان گھسیٹے کو تراب علی نے گھسیٹ گھساٹ کر بہزار دقت ایک ڈولی پر لادا اور باندھکر لے چلے۔ برق انداز اور جھمن اور ایک چوبدار ساتھ ساتھ۔

گھسیٹے۔ دہائی بڑے صاحب کی۔ دہائی بڑے صاحب کی۔

برق انداز۔ کیا بید پڑ رہے ہین۔

گھسیٹے۔ یہ سارا فساد تراب علی اور جھمن کمبخت کا ہی۔

جھمن۔ بس تم صاف صاف کہہ دینا کہ حضور ہمنے غل مچایا مگر کمہار نے ایک نہ سنی۔

گھسیٹے۔ اجی دیکھیے تو کیسا صاف صاف کہہ دیتا ہون کہ آپ بھی یاد کرین۔

جھمن نے کہا آواز تو نکلیگی نہین کہنے لگے یاد کروگے۔ ہونھ؟ میان گھسیٹے گھسٹتے ہوسے عدالت کے دروازے تک پہونچے تراب علی نے ایک درخت کے سایہ مین لیجا کر انکو

بٹھایا اور سمجھایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہین کونسلی بڑا خرانٹ ہے تمکو نلوہ بچا لاتا کوئی بڑی کرامات نہین دو چار روپے جرمانہ ہو جائینگے۔ بس مرنے سے وندنا ئینگے۔

گھسیٹے کا دم فنا تھا۔ مبتلائے رنج و بلا تھا۔ لب پر آہ و فغان قضا کا نوحہ خوان۔

چوبدار۔ ارے یار تم تو اینٹھنا بھول ہی گئے۔

جھمن۔ واہ! بھولتے تمسے پاگل ہونگے یہان تڑکے تڑکے پانچ سو اینٹھ لائے۔ یہ دیکھو بندھے ہوے ہین یار لوگ کہین چوکنے والے ہین بھلا۔

چوبدار۔ اے جیو میرے شیر (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش!

جھمن۔ اب مقدمہ ہوے تو حصے بخرے ہون پھر

چوبدار۔ امام الدین خان کا بھی حق ہے بھئی۔

جھمن۔ ضرور گر روشن علی کو ایک ٹکا نہ دینگے۔

جھمن۔ اجی کس شمر کا نام لیا۔

چوبدار۔ سچ کہنا آج تمکو کیسا دھروادیا۔

جھمن۔ میان گھسیٹے کس سوچ مین ہو۔

گھسیٹے۔ میان کیا بتائین کس سوچ مین ہین۔

جھمن۔ آخر۔

گھسیٹے۔ آخر کی مان گھوڑے ملتی ہے۔

جھمن۔ واللہ مانتا ہون کہی بھی تو وہی اصطبل کی آخر کو چبان ہو نہ۔ وہ مثل نہین ہے کہ اوکھلی مین سر دیا تو پھر موسلون سے کیا ڈرنا۔ سمجھ تو چکے ہی ہین کہ پھانسی ہوتی ہے پھر اب تھوڑی سی زندگی کے لیے ہنس بول بھی نہ لین۔

گھسیٹے نے کہا بھئی ایسا نہو کہ صاحب ہمپر جریانہ کردین اور تم لوگ دل لگی باز تو ہو ہی اپنے گھر چل دو اور ہمارا مکان گانا جاکے ہمکو نقد روپیہ دے دو کہ صاحب ادھر جریانہ بولے ادھر تڑسے چہرہ شاہی گن دیے۔

تراب علی نے دس روپے گھسیٹے کو دے دیے۔

گھسیٹے کے ہوش پرّان کہ خدا جانے آج کس بلا مین مبتلا ہون کیا معلوم کمھار کمبخت کی ٹانگ ٹوٹی ہاتھ ٹوٹا سر پھوٹا کیا آفت نازل ہوئی حاکم کیا حکم سُنائے۔ کبھی تراب علی سے یہ اصرار کہتے تھے کہ بھائی جان ہمکو ذرا گھر تو ہو آنے دو۔ معقول، گویا کاٹے پانی جاتے تھے۔ کبھی درخت کے سایہ مین بیٹھکر سوچتے تھے کہ بھاگ جاؤن یا دیوانہ بنجاؤن۔ کرون تو کیا کرون۔

جھمن۔ (مسکراکر) سُنا وہ کمھار مر گیا۔

تراب علی۔ نہ جی تم اور ڈرائے دیتے ہو۔

گھسیٹے۔ ارے میان ادھ مرے کو کیا مارتے ہو۔

جھمن۔ موے پر سو دُرّے

گھسیٹے۔ خدا کرے تم بھی کسی مقدمے مین پھنسو۔

جھمن۔ پھنس چکے۔ یہان ایک نیاریے ہین۔

گھسیٹے۔ جبھی تو ہو ہی۔ کبھی نہ کبھی پھنسو ہی گے۔

تراب علی۔ اب تم سب کو پانی پی پی کے کوسنا شروع کرو۔

گھسیٹے۔ اللہ کرے سب کا بھلا ہو اور سب کے بعد ہمارا بھی بھلا ہو۔

جھمن۔ یار ابھی تک پکار نہین ہوئی۔

اتنے مین ایک پالکی گاڑی آئی اور صاحب مجسٹریٹ بہادر اُسمین سے برآمد ہوے۔

جھمن۔ انھین کے اجلاس پر مقدمہ ہے۔

گھسیٹے۔ (اُٹھکر) ہان بھلا یہ پلٹن کے صاحب تو نہین ہین۔

جھمن۔ یہ کیون۔ اسکے کیا معنی۔

تراب علی۔ اجی انصاف کرینگے ضرور ہی صاحب لوگون کے مزاج مین انصاف بہت ہوتا ہے۔

گھسیٹے۔ ارے بھائی۔ یہ سب تقدیر کے کھیل ہین بچنے والا بچ ہی جاتا ہے اور جسکو

بچنا نہین ہوتا وہ جو چاہے کچھ نہ کرے بے دجہ بچارہ پھنس جاتا ہی۔

جھمن ۔ آج تم بھی قسمت آزمائی کرو۔

گھسیٹے ۔ اللہ مالک ہی بھائی۔

تراب علی ۔ ہاے کیا یاس ہی۔ پاگل کہین کا۔

جھمن ۔ بزدلا۔ نامردا۔

اتنے مین چپراسی نے پکارا (گھسیٹے کو چبان ہاجر ہی)

تراب علی ۔ حاضر ہی۔ حاضر ہی۔

جھمن ۔ چلو بھیا۔

گھسیٹے ۔ یا خدایا میرے اللہ۔ مالک میرے بچائیو۔ میرے مولا۔

تراب علی ۔ اب چپکے چلے چلو اور جو کچھ دعا مانگنی ہو تو دل ہی دل مین مانگو بڑبڑاتے چلو۔

گھسیٹے آبدیدہ ہو گیا اگر کوئی ذرا چھیڑتا تو رو دیتا چلا تو قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا۔ پانون ڈگمگانے لگے رنگ فق چہرے سے وحشت برسنے لگی۔ چلتے چلتے صاحب مجسٹریٹ کی بگھی کی طرف گیا اور کوچبین سے یون پوچھنے لگا۔

گھسیٹے ۔ بھائی مالیکم السلام۔

کوچبین ۔ سلام بھیا۔

گھسیٹے ۔ ہمکو پہچانا۔

کوچبین ۔ ہان وہان نواب صاحب کے ہیان ہو۔ سمند جوڑی کی فٹن پر۔

گھسیٹے ۔ ہان بھائی ایک مصیبت مین پھنس گئے تھے پہیے کے تلے ایک کہار کا ہاتھ دب گیا۔

راوی ۔ اس وحشت کے صدقے کمہار کا کہار اور پانون کا ہاتھ بنایا۔

کوچبین ۔ میان یہ کار بڑا ناجک (نازک) ہی۔ جری (ذری) اچوکا اور تلوار کی دھار ہر دم آٹھون گانٹھ کمیت رہیے جب جا کے بنے۔

گھسیٹے ۔ تمھارے صاحب کا مجاز کڑا تو نہین ہی۔

کوچمین - نہین کسو سے بولتے چالتے نہین - سیدھے انگریز ہین بچارے میم صاحب تو کبھی کبھی کچھ کہتی بھی ہین - یہ بچرُو تو بولتے تک نہین -

گھسیٹے - دیکھیے ہمین کیا حکم ہوتا ہی -

کوچمین - اونھ ہونا کیا ہی - دو پیسہ دو روپیہ جرمانہ اور کیا -

کانسٹبل نے للکارا کہ چلو جھٹ پٹ صاحب خفا ہو رہے ہین -

تراب علی نے بھی ڈانٹ بتائی کہ اب چلتے ہو یا دُکھڑا لے کے بیٹھے ہو - خفگی کا لفظ جو سنا تو میان گھسیٹے کی رہی سہی عقل بھی جاتی رہی - بارے بہزار خرابی اجلاس پر پہونچے تو دونون ہاتھ باندھکر چور کی طرح کھڑے ہوے مگر بدن بھر تھر تھر کانپ رہا ہے - اور پھوٹ پھوٹ کے رونا آتا ہے - نوبت بانیجا رسید کہ صاحب نے اُنسے پوچھنا شروع کیا -

صاحب - تمھارا نام -

گھسیٹے - حضور بال بچے والا ہون - دو ننھے لڑکے ہین - ایک بیٹا پایا ہی - اور قبیلہ ہی حضور - اور دو مسیان ہین -

صاحب - اوہ ول - یہ مجرم ہی گھسیٹے - باپ کا نام ؟ -

گھسیٹے - حضور میرا نام کاغذ پر چڑھا لین مگر باپ کا نام نہ لکھین مرے ہوے مردے کیون اُکھیڑیے -

سررشتہ دار - (شاعر آدمی) مرے ہوے مردے نہین گڑے ہوے مردے -

تراب علی - یہ کوچوانی ہی خوب جانتا ہی - منطق نہین پڑھا ہی -

صاحب - باپ کا نام گڑا مردہ -

راوی - صاحب مجسٹریٹ کا قاعدہ تھا کہ جو کچھ لکھتے تھے اُسکو زبان سے بھی ادا کرتے جاتے تھے - حضرت نے جو میان گھسیٹے کے باپ کا نام گڑا مردہ لکھا تو اجلاس پر حاضرین کو بے اختیار ہنسی آئی -

سررشتہ دار - ابھی اپنے باپ کا نام نہین بتایا -

صاحب - ول تمھارے باپ کا نام کیا ہی۔

گھسیٹے - حضور میرے بال بچے بھوکون مرجائینگے (ہاتھ جوڑ کر) حضور مین مرٹونگا

صاحب - یہ پاگل ہی - کون ہی - تم کون ہی۔

گھسیٹے - حضور پاگل ہون۔

صاحب - اچھا کانسٹبل اسکو پاگل خانے لیجاؤ (مسکراکر) جاؤ پاگل خانے تم۔

گھسیٹے - حضور دن بھر گاڑی چلاؤن گا نوکری بجاؤن گا رات کو پاگل خانے مین سو رہا کرونگا۔

صاحب - (ہنسکر) باپ کا نام۔

سررشتہ دار - بتاتا نہین نامعقول گنوار۔

گھسیٹے - ہائے گجب (غضب)

صاحب - باپ کا نام ہائے گجب۔

سررشتہ دار - نہین خداوند۔

صاحب - چپ رہو - باپ کا نام ہائے گجب - دادا کا نام۔

گھسیٹے - وہ تو عمر بھر مرغ لڑایا کیے۔

صاحب - دادا کا نام مرغ - ول عمر کتنا

گھسیٹے - نصیر الدین حیدر جب گدی پر بیٹھے تو مین پائون پائون چلتا تھا۔

صاحب - سررشتہ دار - اسکا عمر کتنا۔

سررشتہ دار - خداوند ہماری طرح یہ بھی پچپن سال کے پیٹے مین آگیا۔

صاحب - عمر ۵۵ سال - رہنے والا کہان کا ہی۔

گھسیٹے - اچھی کس مپرسی ہی۔

صاحب - رہنے والا کرسی کا - تمنے گاڑی بے کابو (قابو) چلایا۔

گھسیٹے - حضور راس جھمن کے ہاتھ مین تھی۔

صاحب - (سرخ ہوکر) کیا!

گھسیٹے۔ حضور ذرا حکم دین تو استنجا کر آؤن۔ حواس ٹھکانے نہین ہین۔

سررشتہ دار۔ ارے مرد خدا جو ہوا ہو بتا دے۔ کوئی کھا نہین جائیگا۔

چھمن۔ بتا دو بتا دو۔

تراب علی۔ کہدو صاف صاف۔ ڈرتے کیون ہو۔

گھسیٹے۔ تمھین بڑے باپ کے بیٹے ہو تو کہدو کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی۔

صاحب۔ مجرم نے اقبال کیا کہ راس ہمارے ہاتھ مین تھی۔

گھسیٹے۔ حضور گلا پھاڑ پھاڑ کر چلایا کہ ہیٹ ہیٹ (بہت زور سے) موڑ پر سے بھاگ چل ہٹ۔ بچ ہٹ دور ہٹ ایک نہ سُنی اور ہمکو پھانسی دلوائی۔

کمھار۔ گوسیان جب کلّے پر گاڑی آئے گئی۔ تب پکارس کہ چل ہٹ حرامجادے جب پاؤن کچل گیا تب کہس ہمار گوڑ کاٹ ڈارس۔

گھسیٹے۔ حضور اس سے مجھسے لاگ ڈانٹ ہی۔ یہ لیے مرتا ہی۔ حضور میرے بال بچے ننھے ننھے ہین۔ کمھارن تو بھوٹے بھالے کھلونے بنا کے بیچ بھی لیگی۔ میری جورو تو سینا پرونا بھی نہین جانتی۔

صاحب۔ ہمکو تمھاری جورو سے کچھ مطلب نہین۔

گھسیٹے۔ تو خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو تو اُس سے مطلب ہی۔ اس بوڑھوتی وقت مین جورو اور انّا سب وہی ہی۔

صاحب۔ (ہنسکر) تم مسکھری (مسخراپن) کرتا۔

گھسیٹے۔ مسکھری؟ ای حضور جان پر بن آئی ہی مسکھری کسکی جورو ہی۔

کمھار۔ گوسیان ہمار گوڑ کچل ڈالس ہی۔

صاحب۔ بولو۔ وِل تمنے گاڑی تیز کیون دوڑایا۔

گھسیٹے۔ حضور چھمن نے کہا تھا۔

چھمن۔ ارے چپ بیوقوف بڑا شریر ہی بھئی۔

گھسیٹے۔ حضور مین حضور کی صورت دیکھے ڈرتا ہون۔

صاحب۔ ول تم ہمکو وولف سمجھتا کیا سمجھتا۔ ہمکو وولف جانتا۔

گھسیٹے۔ مین نہین سمجھا۔ وولف کیا۔

سررشتہ دار۔ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ تم کیا ہمکو بھیڑیا سمجھتے ہو۔

گھسیٹے۔ اللہ کرے اس کمہار کو بھیڑیا لیجائے۔

صاحب۔ گھسیٹے پر دو روپیہ جرمانہ۔

الغرض بڑی دیر تک روبکاری رہی اور آخرکار دو روپے میان گھسیٹے پر جرمانہ ہوے۔ حضرت نے دو روپے چپکے سے میز پر رکھے اور موچھون پر تاؤ دیتے ہوے چلے۔

تراب علی۔ کہو پھانسی تو نہین دی گئی۔

چھمن۔ جی چاہتا ہی ایک گدا دون پاجی کو۔ ہر سٹے ہمارا ہی نام لیتا تھا۔ راس بھی چھمن ہی کے ہاتھ مین تھی۔ اور گاڑی بھی چھمن ہی کے کہنے سے دوڑائی اور کمہار بھی کچلا تو چھمن کے سبب سے۔ اس مردود کی شیطنت کو تو دیکھیے۔

تراب علی۔ اس تو تو مین مین کو جانے دو مطلب کی دو دو باتین سن لو۔

چھمن۔ انکو اچھی طرح سمجھا دو۔

تراب علی۔ گھسیٹے۔ جو کچھ مل رہے تو کیسا۔

گھسیٹے۔ مل رہے؟ مل کیا رہے؟

تراب علی۔ اجی روپیہ مل رہے تو کیسا۔

گھسیٹے۔ ہم سمجھے ہی نہین۔ روپیہ کیا چھت پھاڑ کے ملیگا۔ کہین ڈاکا واکا ڈالنے کی نیت تو نہین ہی۔ اجی ہان۔ کہ پھر کچہری آنا پڑے۔ اور اب کی بڑا گھر ہی دیکھین۔ بھیّا۔ اب خدا یہان نہ لائے۔ باپ کا نام بتاؤ دادا کا نام بتاؤ حلف اُٹھاؤ۔ توبہ اب سے آئے گھر سے آئے۔

تراب علی۔ کتنا کوڑھ مغز آدمی ہی۔ ارے میان نواب سے اگر جھوٹ بول کے روپیہ ملے تو لوگے کہ نہین۔

جھمن۔ نہین زہر ہی۔

گھسیٹے۔ واہ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ جو لے نہ تکو تو بھی دین۔

جھمن۔ (ہنسکر) اور سینئے وہ آپ کو بھی سبق دیتا ہی۔

تراب علی۔ ع

ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے

تم اور ہمکو دو شان کبریائی مگر کچھ پیندریاپن نہ کرنا۔

گھسیٹے۔ نہین یہ کیا بات۔

جھمن۔ تم کہنا کہ ایک انگریز کونسلی ہماری طرف سے تھا۔ اُس نے خوب خوب تقریر کی۔

تراب علی۔ اور کہنا کہ کمھار نے بھی ایک ڈبلو کیا تھا۔

گھسیٹے۔ اجی ہم کہ دینگے کہ اراٹون صاحب اُسکی طرف سے تھے۔

تراب علی۔ ارے! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا۔ اراٹون تو ولایت گئے ہین۔

جھمن۔ دھرا ہی دیا تھا۔

تراب علی۔ نہین جی۔ وہان کس کو یہ فکر ہی کہ اراٹون کون ہی اور کہان۔

گھسیٹے۔ تو پھر ہمکو کیا دلواؤ گے۔ ہم پندرہ سے کم نہ لینگے۔

تراب علی۔ (جھمن کے کان مین) اچھا گو کھا پھنسا۔

جھمن۔ بھئی پندرہ دینگے مگر اس شرط سے کہ ایک روپئے کے یار لوگ دم لگائین۔

دور چھٹا

بزم شراب

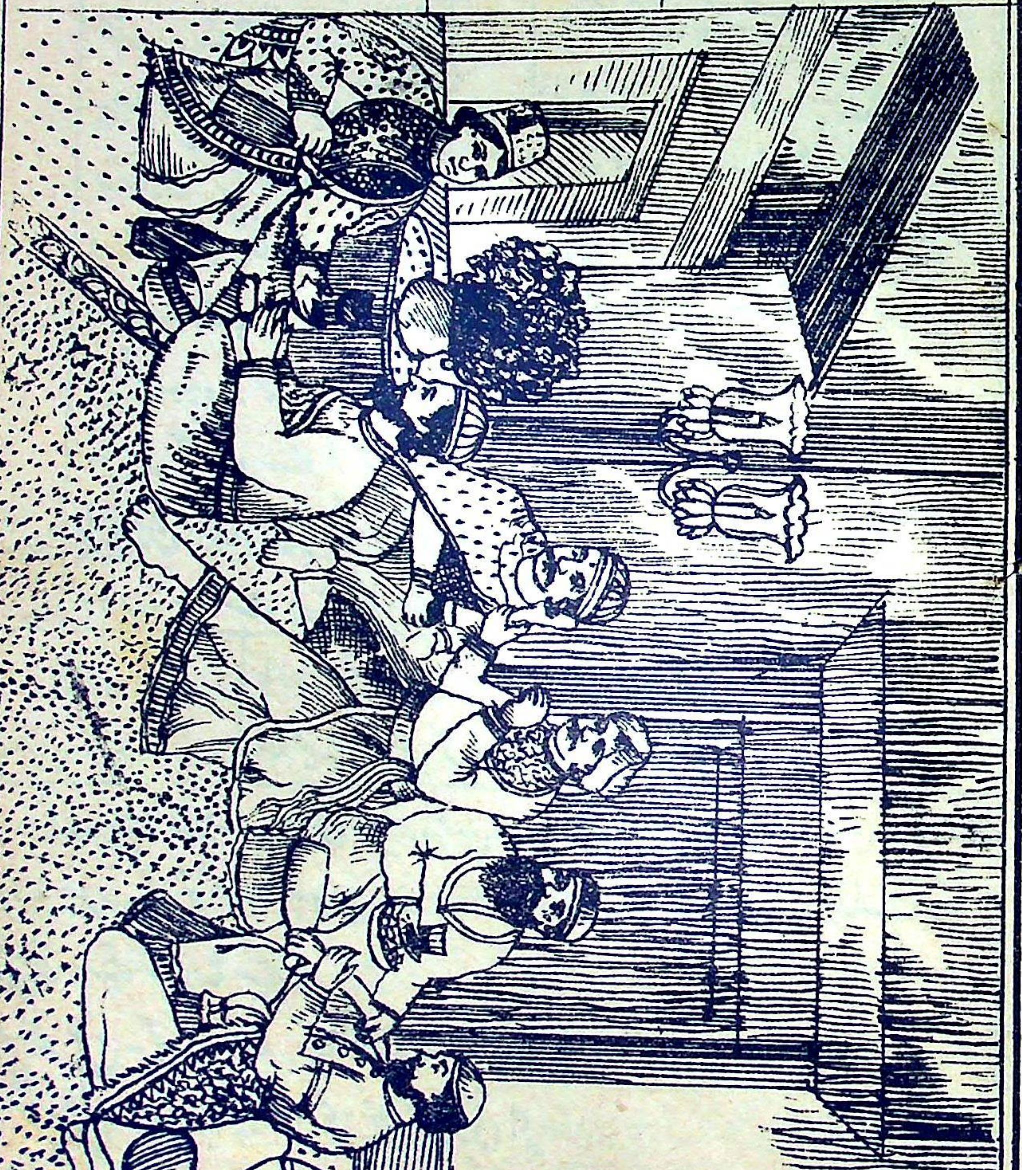

تشنہ ام جام شرابے ساقی
دم آبے دم آبے ساقی
آج آمادۂ شر ہین سب رند
رکنے سے نہ رکینگے اب رند
در مسجد پہ اڑینگے جاکر
آج واعظ سے لڑینگے جاکر
محتسب کے بھی مزے لینگے
مے گلرنگ کے چھینٹے دینگے
یہ بھلا سنتے ہین کب قاضی کی
مست ہین کرتے ہین اپنے جی کی
رند ہین آج بڑے زورون پر
کہ دو قاضی سے نہ نکلے باہر
ورنہ چھن جائیگا جامہ اُسکا
رہن مے ہوگا عمامہ اُسکا
مستعد لوٹ پہ ہین سب احباب
جس طرح پائین پئین آج شراب
جبہ تسبیح و عمامہ بک جائے
آج سب زہد کا جامہ بک جائے
موسم گل ہو مے احمر ہو
صبر پھر ہم سے بھلا کیونکر ہو
باغ مین سب ہین مچائے ہوے شور
بلبلین ہین کہین کویل کہین مور
دوب ہر سمت ہری نکلی ہے
قاف سے سبز پری نکلی ہے

بادہ خوارون کی بھی تیاری ہے
ساقیا چل کہ تری باری ہے

اب سنئے کہ جب میان گھسیٹے جھمن کے ساتھ نواب صاحب کی کوٹھی سے روانہ ہوئے تو مصاحبون نے باہم سازش کرکے بھولے بھالے رئیس کو چھینٹے دینے شروع کیے۔

امام الدین - کیون حضور کیا نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہے۔

روشن علی - چہرے پر اُداسی چھائی ہوئی ہے۔

امام الدین - بھئی اُداسی تو چھایا ہی چاہے کتنی بڑی بدنامی کا مقدمہ ہے۔

حاتم علی - اجی ہمارا کونسلی بھی خوب لڑیگا۔

امام الدین - بھائی جان جنگ و دسر ہلدے سرکاری وکیل بھی بلا کا مقرر ہے۔

حاتم علی - اجی خدا مالک ہے۔

روشن علی۔ حضور کا چہرہ دیکھکر مجھے وحشت ہوتی ہی۔

امام الدین۔ انتہا کا رنج اور قلق ہی بھائی۔ آج لکھنؤ بھر مقدمہ دیکھنے اُمنڈ آئیگا۔

روشن علی۔ خداوند نعمت تشدد دل کو مضبوط رکھیے۔ یار و غم دور کرنے کی بھی کوئی تدبیر ہی۔

نواب۔ اسوقت واقعی ہمارا پتلا حال ہی۔

مصاحبین۔ ای حضور خدا نکرے۔ خدا نکرے۔ حضور کے دشمنون کا پتلا حال ہو۔

رفیق۔ پھر آؤ بھئی چکا ہی اُڑے یا چوسر ہی کی دو ایک بازیان ہو جائین۔

روشن علی۔ کھیلا کس سے جائیگا۔ چہرے کی کیفیت نہین دیکھتے۔

امام الدین۔ حضور غم غلط کرنے کی ایک وہ تدبیر ہی کہ سارا رنج منٹون دور ہو جائے۔

روشن علی۔ کیا کیا ہم بھی سنین۔

نواب۔ بتاؤ پھر بتاؤ نہ۔

امام الدین۔ حضور جان بخشی ہو تو غلام عرض کرے۔ پیر و مرشد تخلیے مین چلکر عرض کرونگا۔

امام الدین مصاحب نمبر اول نے کونے مین لیجاکر نواب نامدار سے آہستہ آہستہ کچھ کہا۔ نواب نے کہا ابھی نہین لاحول ولا قوۃ۔ امام الدین بولا حضور کو اختیار ہی۔ مگر رنج کے لیے تو اکسیر ہی اکسیر۔ نواب نے کہا کھل جائیگا اُس نے کہا ای خداوند کیا مجال۔ کھل جائے تو وہ سزا دیجیے جو چور کی ہوتی ہے ایسی بات ہے بھلا۔ ہم حضور کے بدخواہ تھوڑا ہی ہین۔ کچھ جان نثارون سے بھلا یہ اُمید ہو سکتی ہی۔

بپروردگان خود را بیفزاے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ عذر

حضور مین ذمہ دار۔ جو ذرا کسی کے فرشتہ خان کو بھی خبر ہونے پائے۔ روشن علی سے بھی مشورہ لے لیجیے۔ اشارے سے روشن علی کو بلا کر۔ حضور ایک امر مین مشورہ چاہتے ہین روشن علی نے کہا مین سمجھ گیا۔ پوچھا پھر کیا کہتے ہو۔ کہا بسم اللہ کیجیے۔ نواب صاحب نے کہا لائیگا کون

امام الدین بولے مین ابھی اسی دم۔ یہ کون بات ہی۔ نواب صاحب نے حکم دیا اچھا لاؤ بھی۔ دیکھین توسہی۔

حضرات ناظرین! آپ کچھ سمجھے بھی۔ جی! یہ راز و نیاز کی باتین ہین۔ سنئے مصاحب بدمعاشون نے آپس مین سکوٹ کر لی تھی کہ جب گھسیٹے دفان ہو تو سب کے سب مل کے نواب سے کہین کہ حضور کا چہرہ بہت اُتر گیا ہی۔ اُس وقت ایک کہے دوسرا تائید کرے تیسرا کچھ بیان کرے اسی طرح وہ وہ فقرے چست ہون کہ وہ خود بیمار بن بیٹھین۔ تب امام الدین خان چھیڑین کہ حضور غم غلط کرنے کے لیے جام شراب ناب کافی ہی۔ خوب ہی بھرتے دین۔ اور بادۂ گلگون کی بڑھ بڑھ کے تعریفین کرین۔ اگر اس رنگ مین آئے تو سبحان اللہ۔ پھر کیا پوچھنا ہی روز لنڈھا کرے۔ اور پھر یاران بادہ نوش سرشار ہو جائین بڑی دیر تک کمیٹی رہی آخر کار باتفاق راے یہی تجویز قرار پائی کہ رئیس زادہ مانے یا نہ مانے چھیڑو ضرور جوان آدمی ہی شاید بادۂ احمر کا شوق چرائے۔

خیر نواب صاحب نے تھوڑی دیر غور کر کے آخر کار منظور ہی کر لیا۔ امام الدین خان مصاحبون بھر مین سب سے زیادہ خرّانٹ تھے اور پرلے سرے کے بادہ گسار۔ دائم الخمر۔ سوچے کہ اگر برانڈی ہی سے بسم اللہ ہوئی تو سب بنا بنایا معاملہ بگڑ جائیگا۔ لہذا ابتدا مین وہ پلواؤ کہ نواب صاحب کو شراب سے عشق ہو جائے۔ پھر سمجھا جائیگا۔ جاتے کہان ہین۔ ادھر نواب صاحب سے منظوری حاصل ہوئی۔ اُدھر امام الدین خان نے دیوان جی کے پاس جا کر سو روپے رئیس کے حساب مین لکھوا کر مانک جی کی کوٹھی کا راستہ لیا۔

امام الدین۔ مانک جی بندگی عرض ہی۔

مانک جی۔ (بہت ہی خوش ہو کر) بندگی بندگی آپ اتنے روز کہان رہا۔

امام الدین۔ طبیعت کچھ بے لطف تھی۔

مانک جی۔ وہ تو ہوا چاہے۔ جب دس دس دن شراب نہ پیو تو کہان سے رہ سکے

امام الدین ۔ لائیے پھر اسوقت تو پلائیے۔

مانک جی ۔ بولیے کیا حکم ہی۔

امام الدین ۔ ڈنس مونی برانڈی اور سوڈا اور برف ۔

مانک جی ۔ (پارسی زبان مین) بیراجی ۔ ڈنس مونی اور سوڈا اور برف آپ کو پلاؤ بہت جلد ۔

بیراجی نے کہا ۔ اخاہ کہان رہے اب تلک ۔ کہا کہان تبائین یار کچھ پوچھو نہ بیراجی نے کہا ایک دن ہم نے آپ کو کہین دیکھا تھا ۔ پوچھا کہان ! کہا امین آباد پوچھا کسکے ہان ۔ کہا بس سمجھ جاؤ تم لوگ بڑا بدمعاش ہی ۔ یہو دنون کے پاس کیا کرنے گیا تھا کہا ہان وہ (ہنسکر) تم بھی خوب ٹوہ لیے رہتے ہو ۔ بیراجی نے کہا لیجیے صاحب پیجیے واہ کیا برانڈی ہی ۔ بڑھاپے جوان ہو جاے اہو ہو ہو شراب کیا قدرت خدا ہی ۔

امام الدین خان نے سوڈا کے ساتھ برانڈی کے دو جام پیے ۔ جب سرور خوب گٹھے تو بیراجی اور مانک جی سے باتین کرنے لگے ۔

امام الدین ۔ ہمین کچھ بوتلون کی ضرورت ہی ۔ اور کچھ اور سوڈا خریدینگے ۔

بیراجی ۔ لیجیے ۔ اب تو آپ کچھ خریدتے ہی نہین ۔

امام الدین ۔ (فہرست نکالکر) ان اشیا کی قیمت بتاؤ ۔ ڈنس مونی برانڈی ایک بوتل لمن سیرب دو بوتل (شراب لیمون) پک می اپ دو بوتل ۔ آرنج بٹرز دو بوتل ۔ آیا پانا ۱۲ بوتل ۔ سوڈا واٹر ایک درجن ۔ لیمونیڈ ایکدرجن ۔ ٹمبلر ۱۲ عدد ۔ دائین گلاس ۱۲ عدد اسپون ۱ عدد ۔ نورک ۱ عدد چینی کی تشتریان ۲۰ عدد ۔ چینی کی پلیٹین ۱۰ عدد ۔ چاے دان ۲ عدد ۔

بیراجی ۔ پونے تین اور تین پونے چھ ہوے اور سوا ۔ سات ہوئے اور سوا ۔ سوا آٹھ اور تین ۔ سوا گیارہ اور عمدہ آیا پانا کی بوتلین پانچ ہی پانچ روپے آئینگی ۔

امام الدین ۔ اجی دامون کا خیال نہ کرو اعلی سے اعلی دو ۔

بیراجی ۔ اچھا تو سوا گیارہ ۔ اور دس ۔ اکیس روپے چار آنے اور دو روپے تیئیس چار آنے ۔ ٹمبلر عسہ کے ہوے ۔ لعہ اکیاون روپے اور چار پچپن ہوئے

سو دس روپے پینسٹھ اور بارہ معلیہ ستاسی اور عــہ ستانوے اور سات روپے - ایک سو چار کا مال ہوا سب -

اما الدین - اسکے دو سو دس روپے سات آنے لکھو -

بیراجی - ہان ! کیا لائے رنگ پہ چین کر دیں -

بیراجی نے کل سامان وحشت مزدورون کے سر پر لادکر انکے ساتھ بھیجدیا امام الدین سوچے کہ اگر بڑے پھاٹک کی طرف سے لے چلے تو خدمتگار سپاہی دواجی سب کی نظر پڑیگی لہذا دوسرا دروازہ کھلواکر چپکے سے لے گئے اور مصاحب تو سب گٹھے ہوئے تھے ہی کسی غیر کو کانون کان خبر ہی نہونے پائی -

رفیق - (نواب سے) پیرو مرشد - سب سامان آگیا -

نواب - سامان کیسا !

رفیق - وہی جو امام الدین خان لینے گئے تھے -

نواب - ہان ! اُس مین سامان ہی کیا تھا - ایک بوتل ہی نہ ہو ؟ -

رفیق - حضور وہ تو درجن بھر مزدورون پہ لادکر لائے ہین -

نواب - سب چیزین یہان اُٹھوا لاؤ - اور کوٹھی کا دروازہ بند کرادو - آہا ہا ہو بھئی واللہ کیا کیا چیزین ہین - خدا گواہ ہے جی خوش ہو گیا -

امام الدین - حضور سب حاضر ہین - جو کہیے اس مین سے پھیر دون -

نواب - واہی ہو کچھ پھیرنا یہ کیا معنی - ہے سب سامان کوئی ڈھائی سو کا ہے -

روشن علی - ای اس مین کیا شک ہے خداوند -

رفیق - بلکہ اور زیادہ کا ہو گا -

امام الدین - حضور کوئی اہلا جاتا تو تین سو سے کم کو نہ لاتا - اور اگر حضور جاتے تو حضور سے پانچ ہی سو لیتے - مگر غلام دو سو گیارہ روپے اور سات آنے مین سب لایا ہے - حضور تراب علی کو بھی کچہری بھیجیے - جمن اکیلے گھبرائینگے تراب علی آداب عرض کرکے رخصت ہوئے -

اتنے میں ابر سیہ نے عشرت صحبت رندان کی آگ اور بھی بھڑکائی قبلہ کے رخ سے جھومتی ہوئی کالی کالی گھٹا آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام گلستان عالم پر چھاگئی ۔ ؎

برق چشمک زن ز طرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

آمد فصل بہاری ہے آج
شور پر شور گھٹا اٹھی ہی
کیا گھٹا ٹوپ ہی چھایا بادل
جس طرف دیکھو گھٹا ہی چھائی

جوش پر رحمت باری ہی آج
کیسی گھنگھور گھٹا اٹھی ہی
چاروں جانب سے گھر آیا بادل
آج چلتی ہے ہوا چوبائی

خوب دکھلا رہی ہے زور گھٹا
کیے دیتی ہے شرابور گھٹا

اب سُنیے کہ برسات کی رت سہانا سمان ۔ در و دیوار نور افشان ۔ کوٹھی عالیشان لطافت کی روح نزہت کی جان ۔ سامنے خانہ باغ ۔ زینت و فرحت کا چشم و چراغ اشجار ہرے بھرے ۔ گلبن پھولے پھلے ۔ گل بوٹے پُر بہار خضارت آگین ۔ ایک ایک شاخ بہار آفرین ۔ سبزان چمن کا دھانی لباس ۔ پھولوں کی مست کرنے والی بوباس نرگس شہلا کی ۔ نظارہ بازی سوسن آزاد کی زبان درازی ۔ برگ گل کی رنگ آمیزی ۔ نسرین و نسترن کی نکہت بیزی ۔ شگوفہ حجرہ نشین ۔ کہیں سمن کہیں یاسمین جو پھول ہے خندہ رو کشادہ جبین ۔ نازک اندام نازک آئین ۔ نوعروس بہار کا نکھار قابل دید ہے ۔ شاہدان چمن پردہ عالم ہے کہ دید ہے نہ شنید ہے ۔ سنبل روکش طرۂ تابدار محبوبان پری تمثال ہی ۔ نیشان صبح نفس و دقیقہ رس تحریر و روشن ضمیر سے صفت سنبل ہمرنگ محال ہی ۔ گل اور نگ ۔ رشک نگارخانہ ارژنگ الغرض جو روش ہی اس درجہ غالیہ بار ہی کہ مشام جان رشک طبلۂ عطار ہے ۔ موج ہوا شانہ کش جعد خوبان فرخار ہی ۔ تختہ بجائے خود گلزار ہی ۔ نسیم عنبر بار کی مستانگی

اور نگار بندی سے سبزہ سبز بخت ہی۔ موسم گل اور بادہ نوشی کا وقت ہی۔ ہر سمت تماشاے نظر فریب۔ گلبدنون کا حسن بلیغ آتش زن کالاے صبر و شکیب۔ نونہالان چمن کی چہرہ افروزی اور باد نوروزی نے ستم ڈھایا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر سیہ جھوم جھوم کر آیا۔ چمن بہین نمونۂ قدرت بیچون ہی موسم جوش جنون ہی۔ ہ

عشرت سے بلبلون کو قفس کا نہین خیال
از خود شگفتہ ہوگئے غنچون کا ہی یہ حال
گلچین سے اب گلون کو نہ مطلق رہا ملال
بھوے ہوے ہین کبک دری اپنی چال ڈھال
ہر برگ بوستان جہان کا نہال ہے
شمشاد جھومتے ہین خوشی کا یہ حال ہے

باد نسیم رقص کنان ہی چمن چمن
مہکی ہوئی ہی چار طرف بوے نسترن
پھوے نہین سماتے ہین جامے مین گلبدن
یہ گل نئے کھلے ہین کہ سوسن ہی خندہ زن
ہر خار پر گلون سے سوا کچھ بہار ہے
بلبل کا ذکر کیا رگ جان بیقرار ہے

اُدھر کالی کالی گھنیری گھٹا چھائی۔ ادھر رندان بادہ نوش نے محفل جمائی مصاحبون کی بن آئی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ امام الدین مصاحب نمبر اول کے بادہ گسار درجہ اعلیٰ کے میخوار۔ مغبچون کے پیر۔ بدمستون کے دستگیر۔ فن مے نوشی کے مسلم الثبوت اُستاد۔ سیہ مست مادر زاد۔

روشن علی مصاحب نوآموز۔

میر گلباز۔ اجونی مین چورون کے گرد گھنٹال تھے۔ صاحب مال و منال تھے شراب پینے مین طاق۔ سیہ مستی مین شہرۂ آفاق۔

لالہ حسین بخش۔ ہر دم کچے گھڑے کی چڑھی رہتی تھی۔

افیونی مصاحب۔ چنیا بیگم کے عاشق زار مگر شراب سے عشق نہ تھا۔

الغرض یہ پانچون مصاحب چھوٹے نواب صاحب کے محرم راز ہوے۔ ہمدم وہمراز ہوے۔ میان امام الدین ساقی بنے۔ دور چلنے لگا۔ امام الدین نے ڈنس مونی

برانڈی کی بوتل کھولی - اور ڈرتے ڈرتے آدھا وائین گلاس ٹمبلر مین ڈالا- تھوڑی سی بٹرز ملائی- لیمونیڈ کا کاگ دن سے اُڑایا- اور لمن سرب- (عرق لیمون) ملا کر چھوٹے حضور کو پلایا- ؎

ای دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

نواب نا مدار والا تبار بادہ گسار تو تھے ہی نہین جھجکتے ہوئے آپ نے دس دس بیس بیس قطرے نوش جان فرمائے تو لمن سرب کے ذائقے اور بو باس سے ایسے مسرور ہوے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے - اور عین حالت سرور موفور مین خواجہ مبرور کا یہ شعر زبان پر لائے - ؎

کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

امام الدین باغ باغ - مصاحبون کا عرش برین پر دماغ-

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت ۔۔ عبیر ملائک در آن مے سرشت
بیا ساقی آن مے کہ تیزی کند ۔۔ بباغِ دلم مشک بیزی کند
بیا تا بنوشم بیاد کسے ۔۔ کہ ہست از غمش در دلم خون بسے
بیا ساقی آن جام یاقوت وش ۔۔ کہ بر دل کشاید درِ وقت خوش

مصاحبون کے منھ مین پانی بھر آیا- ساقی لاابالی کی تندرستی کے لیے سب نے دست دعا اُٹھایا- ؎

بیمثل گوہر حسن مین ساقی سبزہ رنگ ۔۔ دینے مین ایک جام کے اللہ رے درنگ
محفل مین اب تو لوگ ہین سب زندگی سے تنگ ۔۔ شیشے اُٹھا کے منھ سے لگا لین یہ ہے اُمنگ

اب تاب ضبط کی نہین بے قرار ہین
ہم بچپنے سے دختر رز پر نثار ہین

امام الدین خان نے ایک ایک جام برانڈی سب کو پلایا- اور ایسا چھکایا کہ سب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پرست اور جنون پرست ہوگئے۔ اُدھر ابر سیہ اور باد بہاری ادھر بادہ نوشون کے جمگھٹے اور سیہ کاری۔ بادہ خوار غزل خوان اور مطرب کوش ہین۔ ساقی ہی ہی جام ہی اور بادہ نوش ہین۔

امام الدین ؎ یا الٰہی حلال ہون واعظ ٭ دخت رز کو حرام کرتے ہین۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا کہا ہی۔ اہو ہو ہو یہ کس کا کلام ہی۔

امام الدین۔ ای حضور ملک الشعرا امیر وزیر صبا کا شعر ہی۔

نواب۔ خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ۔ کیا روزمرہ ہی۔ واللہ کیا بول چال ہی۔

امام الدین۔ حضور جبھی تو مشہور ہوا کہ نسیم اور صبا نے آتش کو بھڑکا دیا۔

روشن علی۔ نسیم کون یہ پنڈت دیاشنکر۔ اجی کن دھوتی بندون کا ذکر کرتے ہو۔

نواب۔ کیا! دھوتی بند!!! سخت متعصب ہو تم۔ (چین بہ جبین ہوکر) قسم قرآن کی یکتا تھا بےمثل تھا۔ دیاشنکر نسیم خواجہ صاحب کا ناز اور فخر تھا۔ گلزار نسیم مین قلم توڑ دیے ہین اور اسکے کیا معنی کہ ہندو کا کلام اچھا ہو تو تعریف نہ کرے اور صبا تو خود نسیم کے مداح تھے۔ ؎

چل بسے ہین نسیم جسدن سے
ای صبا وہ ہوا ے باغ نہین

امام الدین۔ پیر و مرشد وہ ایسا سخن سنج و نکتہ دان تھا کہ بعد مرگ کشمیری پنڈت کہتے ہین ہندو اور مسلمان کہتے ہین مسلمان تھا۔ اب چار دن مین سن لیجیے گا عیسائی کہینگے کہ کرسٹان تھا۔ حق یون ہے کہ وہ فخر بنی نوع انسان تھا۔ سچ ہی۔ ؎

چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

نواب۔ ہاے واللہ مصرعے کیا قند و نبات کے ریزے۔ جواہرات کے ٹکڑے ہین۔ (چٹکی لیکر) ؎

انگلی لب جو پہ رکھ کے شمشاد
تھا دم بخود اُسکی سنکے فریاد

خدا گواہ ہی نور کے مصرعے ہین جنکو آپ زمزم سے دھوئے۔

روشن علی۔ (شراب کے نشے مین) لاحول ولا قوة کافر کے کلام کی اور یہ تعریف۔

لالہ حسین بخش۔ (امام الدین کو خالی جام دکھا کر)۔ ے

صاف قلقل سے صدا آتی ہی آمین آمین	اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہین

نواب۔ ے

دی اُسنے دعا کہا بصد سوز	فرخ ہون تمہا مین ابن فیروز
گل ہون تو کوئی چمن بتاؤن	غربت زدہ کیا وطن بتاؤن
گھر بار سے کیا فقیر کو کام	کیا لیجیے چھوڑیے گانون کا نام
پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت	پوچھا کہ طلب کہا قناعت

امام الدین۔ ای سبحان اللہ حضور کوزۂ دریا نوش اسی کو کہتے ہین۔

نواب۔ قائل و دل اسے۔ ذرا سنیئے گا۔ ے

بے طرح گلون کی ہی تو شیدا	گلچین نہ ہوا ہو کوئی پیدا

میر گلباز۔ آہا ہا۔ (چٹکی لگا کر) ہان حضور دو چار شعر اور پڑھیے گا۔ حضور کی زبان سے اور بھی بھلے معلوم ہوتے ہین۔

امام الدین۔ حق ہی۔

لالہ حسین بخش۔ ہم کہنے ہی کو تھے۔

نواب۔ (جام اٹھا کر)۔ ے

بولی وہ پری بصد تامل	کیون جی نہین لے گئے تھے وہ گل
بیٹی کی طرف کیا اشارہ	جھلاّ کے کہا کہ خام پارہ
عزت مین لگایا داغ تونے	لٹوائی بہار باغ تونے

امام الدین۔ حضور دور چلتا جائے ایسی شعر خوانی نہو کہ پینے مین فرق آئے

میر گلباز۔ پینے کے اب دن گئے۔

نواب۔ (مسکرا کر) بجا ارشاد ہوا۔

میر گلباز۔ حضور اسوقت کا کہنا سننا معافی کے قابل ہی۔ ے

کیفیت شراب مین ہو بے تکلفی	پاس ادب مجالس رندان سے دور ہی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب ۔ اجی اسوقت سرور ہی۔

کاگ دنادن اُڑنے اور آسمان کی خبر لانے لگے ۔ رندان بدمست جام پر جام لنڈھانے لگے ۔ ؎

دور چلے دور چلے ساقیا
اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین پھوہار نے بہار کی آگ کو اور بھی بھڑکایا ۔ ترشح نے خوب ہی رنگ جمایا ۔ ؎

لاکھون مین تھی چھپی ہوئی وہ محفل طرب
ہر شخص تاک مین تھا کہ ہے بادۂ عنب

میر گلباز ۔ (امام الدین سے) ؎

یان خوف کچھ نہین ہی حساب و کتاب کا
دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا

امام الدین ۔ یار و ذرا سمند جوش کی باگین لیے ہوئے ۔ ایسا نہو کہ ہُلڑ مچا دو۔

نواب ۔ ارے میان اتنی تو پیے کہ غین ہو جائین ؎

موے تو نشۂ الفت اُتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نرہا

گلون پر خون ٹپک رہا ہی ۔ باغ بوے عنبر بار سے مہک رہا ہے ۔ آب آتش لباس کا جام مروق چھلک رہا ہی ۔ ہوش کجا فکر کجا ۔ ؎

قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی
سُن رہے ہین خبر راز نہان واعظ

اپنے رندون کی مین ہو حق کا ہون سننے والا
یا الٰہی نہ سُنانا سخنان واعظ

میر گلباز ۔ یہی بات ہی حضور ۔ ؎

لطف مے تجھ سے کیا کہون زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

لالہ حسین بخش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ۔ امام الدین کی آنکھ چوکی اور حضرت نے بوتل منھ سے لگائی اور چوتھائی لنڈھا گئے تو انکھڑیان خون کبوتر کی سی سرخ ہو گئین ۔ اپنے آپے مین نرہے لگے غل مچانے ۔ ؎

مقراض موج دامن دریا کتر گئی
کشتی کا بادبان مسریا کتر گئی

روشن علی ۔ (تعل مچاکر) حضور دیکھا۔ دھوتی بند کا کلام سُنا سُنا حضور سُنا دھوتی بند ہین جی اور کیسا۔ صاحب تمھارے کیسا ہیننگ تھی۔ سُنا حضور یہ دھوتی بند جی۔ کیسا کہا۔

امام الدین ۔ پیر و مرشد انکی تو خبر آگئی۔

نواب ۔ (قہقہہ لگاکر) ہان اب یہ تو چل بسے۔ اچھے آدمی تھے بیچارے۔

روشن علی ۔ (رُک رک کے) نہین۔ حضور۔ مین۔ مین۔ مین۔ مین نے کیا کہا۔ ہان مین نشے مین نہین ہون۔ سُنا حضور۔ یہ دھوتی بندون کا۔ کیا کہتا تھا مین۔ مگر خداوند نشے مین نہین ہان۔ ہان سمجھے۔ لوگ۔ مین نشہ نہین۔

نواب ۔ (ہنسکر) ہان ہان سب سمجھے۔

امام الدین ۔ میان روشن علی اب نہ پینا بھائی۔

روشن علی ۔ یہ۔ یہ۔ یہ دل لگی بازی اچھی۔ نشہ نہین ہین مین کو۔

امام الدین ۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) مین کو؟ خاصے۔

نواب ۔ اجی حضرت مجھکو یا مین کو۔

روشن علی ۔ (لیٹ کر) جی حضور میکو لہار کا نام ہی۔ مگر سُنا دھوتی کا اشعار۔

نواب ۔ (مسکراکر) ہان دھوتی بند کا اشعار سُنا۔

امام الدین ۔ آپ نے بھی کوئی اشعار یاد کیا۔ آپ بھی تو فصحا اور علما ہو۔

میر گلباز ۔ چڑھ گئی۔

امام الدین ۔ عین ہی جی۔ اب ہوش مین تھوڑا ہی ہی اپنے۔

نواب ۔ کچھ اور پلاؤ جی امام الدین۔

امام الدین ۔ ابھی خداوند آیا پانا کی بوتل اُٹھاکر) پیر و مرشد زاہد کے داداکو پلائے تو واللہ شراب طہور بھول جائے۔ ہاے کیا شراب ہے۔ آب حیات ہی واللہ آب حیات ہی۔

بدہ ساقی آن تلخ شیرین گوار
کہ شیرین بود بادہ از دست یار

اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش
چو نوشی دمے بادہ آئی بہوش

حضور لسان الغیب حافظ شیراز نے یہ اسی شراب ناب کی تعریف مین کہا تھا۔

نواب۔ (ایاپانا کا جام پی کر) واہ۔ میان یہ تو شربت قند و نبات ہے۔ شراب کیا آب حیات ہے۔ اہاہا (پھر چسکی لگاکر) واہ۔ صوفی اُسکو ام الخبایث کہتے ہین۔

راوی۔ دیکھیے رفتہ رفتہ قلعی کھُل جائیگی۔ گھبرائیے نہین ذرا۔

امام الدین۔ جی ہان حضور۔ اسی کو زاہدون نے حرام کر دیا ہے۔ ایمان سے کہیے گا کیا چیز ہے۔ واللہ ہی جو سو برس کا بڈھا پیے تو از سر نو جوانی عود کر آئے۔

روشن علی۔ سُنا حضور (کروٹ بدلکر) دھوتی بند ہین یہ۔ آپ —— ہان کیسا اوہ۔ (آنکھین کھول کر) یہ کس کا مکان ہے جی۔ ہائین۔ ہمارا کھپریل کہان ہی۔

لالہ حسین بخش۔ (گلا پھاڑکر) مار لیا۔ مار لیا۔ مار لیا ہی۔ ہم نے کام دیو کو مار لیا ہی۔

نواب صاحب نے کہا ارے یہ تو غُل مچانے لگے۔ توبہ توبہ خدا ہی خیر کرے امام الدین خان نے اُٹھکر سب دروازے بندکر دیے۔ اور خدمتگار سے کہا کہ خبردار کسی کو یہان آنے نہ دینا۔ جو آئے اُس سے کہو کہ نوابصاحب سوار ہو گئے۔

روشن علی۔ ار میان امام الدین۔ ذرا۔ ہان لاؤ۔ جام لاؤ۔ ہم ابھی اور پینگے سُنا ہم ہم کچھ اور ہم —— لانا ایک بھر کے جام۔

نواب۔ دونون بگڑے ہوئے ہین۔ پھر اب علاج کیا کرین جی۔

میر گلباز۔ خداوند کیا عرض کرون۔ مگر گھبرائیے نہین۔ مین اِت دونون کا بندوبست کرونگا۔ دونون اسوقت چور ہین بدبخت بالکل از خود رفتہ۔

نواب۔ (چسکی لگاکر بھئی واقعی یہ آیا پانا شربت قند و نبات ہی۔ سچ مچ آب حیات ہی۔

راح روح ہی۔ کیمیاسے فتوح ہی۔ شکر لبون کے لب لعل گون کے بوسے کا مزہ آتا ہی۔ ایک جام روح کو وجد مین لاتا ہی۔ لطف زندگانی ہی تو یہ ہے۔ لطف جوانی ہی تو یہ ہی۔ ؎

خوشدلم گرد سر شیشہ سلامت باشد
دختر رز کہ مرا کرد جوان پیر شود

امام الدین۔ خداوند اسکا لطف یہ ہی کہ گلزار سراپا بہار ہو۔ اور نگار گلعذار ہو۔ ساقی نوش لب ہو۔ اور بنت العنب ہو۔ مینھ رم جھم برسے۔ زاہد صد سالہ بھی رندون کی مستیان دیکھکر ترسے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین سن سن چلتی ہو لب مینا سے قلقل کی صدا نکلتی ہو۔ مہوشون اور خوش گلو ارباب نشاط کی نازک آوازی اور مطرب خوش نوا کی ناخن بازی۔ آتش عیش کو اور بھی بھڑکائے صوفی صافی آب آتش خواص سے طہارت کرنے آئے۔ چہل ہو دل لگیان ہون سرور جمین مستیان ہون۔ دنیا سے الگ تھلگ بستر جمائین۔ رندون کے جمگھٹے ہون قلاوزیے (قل اعوذیے) آنے نہ پائین۔ گلبدن غنچہ دہن معشوق بھر بھر کے جام مے پلائین۔ فکر قریب پھٹکنے نہ پائے۔ چُلو مین الّو ہو جائے۔ ؎

زان می خورم شراب کہ بیہوشی آورد
وزانچہ غیر اوست فراموشی آورد

روشن علی۔ خداوند سنا کلام۔ مین اسوقت نشے وشے مین نہین ہون کچھ۔

امام الدین۔ ہان ہان معلوم ہی۔ بس چپکے پڑے رہو غل نہ مچاؤ۔

روشن علی۔ غول کیسا۔ چپ سور۔ غول! غول!!! اُٹھون پھر۔

نواب۔ اخاہ یہ تو بلوہ کرنے پر آمادہ ہین جی۔ خدا خیر کرے۔

روشن علی۔ ساقی حدیث سرو گل ولالہ — (اُٹھکر) خداوند ہوت۔

امام الدین۔ روشن علی۔ بس لیٹ رہو۔ (چپکے سے) بھائی کیون نکلوانے کی فکر مین ہو للہ بس لیٹ رہو چپکے سے ورنہ راز افشا ہو جائیگا۔

روشن علی۔ (لڑکھڑا کر گرے) کیون بے گرا دیا ہمین۔ بھلا۔ حضور ہم ہم۔ سمجھے ہم۔ کیا سمجھے اجی ہم کچھ صاحب نا شے (نشے) مین تھوڑا ہی ہین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب ۔ ہان ہان بھئی نشے مین نہین ہو۔ کہتا کون ہی کہ نشے مین ہو۔

امام الدین ۔ میان روشن علی واسطے خدا کے اُلّڑ نہ مچاؤ۔

روشن علی ۔ نواب کہان ہی۔ کدھر چھپ رہا۔

امام الدین ۔ کچھ خیر ہی۔ تم تو مین دیکھتا ہون جامے ہی سی گذرے جاتے ہو جی۔

روشن علی ۔ تو کیا ہم کچھ کوچھ۔ کوچہ نشے مین تھے۔ کیا تھے۔

نواب ۔ توبہ توبہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتا ہی۔

اتنے مین میان روشن علی کا خدمتگار آیا۔ تہور سے کہا کہ میان سے کہ دو آپ کا آدمی کرم علی حاضر ہی۔ آم گھر پر دے آیا۔ کہیے بیٹھون کہیے چلا جاؤن تہور (دروازے پر جاکے) شیخ جی۔ شیخ جی۔ شیخ جی۔ صاحب دروازہ کھولیے۔

میر گلباز ۔ کون ہی۔

تہور ۔ حضور مین ہون تہور۔

امام الدین ۔ کیا یہان آؤگے۔ کام بتاؤ۔ کچھ کہنا ہی۔

تہور ۔ جی میان روشن علی کا آدمی گھر سے آیا ہی۔ کرم علی۔

روشن علی ۔ بلاؤ سامنے۔ ادھر بلاؤ ہمارے روبرو۔ آیا کہ مر گیا۔

امام الدین ۔ تہور آنے دو بھئی مگر خبردار اور کوئی نہ آنے پائے۔

تہور ۔ نہین حضور کیا مجال۔ (کرم علی سے) چلو جی بلاتے ہین تمھین۔

میر گلباز نے دروازہ کھولا۔ مگر ایک ہی پٹ اور تہور کے کان مین چپکے سے کہا کہ یہان شراب لنڈھائی جاتی ہی دور چل رہا ہی۔ خبردار کسی کو کانون کان خبر نہونے پائے سمجھے ار میان یہان سب کے سب شرابین پی رہے ہین۔ جام پر جام چسکی پر چسکی۔ سب مست ہین مگر کوئی سننے نہ پلئے۔ اتنا خیال رکھنا۔ تہور نے کہا (اجی ہان میان جانتا ہون) مین نے ہی تو بوتلین اُٹھا اُٹھا کے رکھی تھین مجھ سے آپ کیا کہتے ہین۔ میر گلباز نے نشے کی ترنگ مین پھر کہا کہ میان تہور یہان ہم لوگ دروازہ بند کرکے برانڈی کی چسکی لگا رہے ہین۔ تم کسی سے کہوگے تو نہین۔

تہور سمجھا کہ یہان سب کو کچے گھڑے کی چڑھی ہی مسکرا کر خاموش ہو رہا۔ مگر میر گلباز نے اُسکے کان مین پھر یون کہا۔

میر گلباز۔ یار چے آج اسوقت ابھی ابھی یہان ولایتی عرق انگور کا دور چل رہا ہے ارے جسکو تم نیچ قوم کے لوگ شراب کہتے ہو۔ وہ سب پی رہے ہین۔ مگر تمکو رازدان کیا۔ کسی سے کہنا نہ سننا۔ بس ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم۔ اور جو کہا تو کم ظرفی

تہور۔ اب آپ چپکے سے اندر ہی بیٹھ رہین + باہر نہ نکلیے گا۔

میر گلباز۔ تم سمجھے نہین ہم نے کیا کہا۔ بھئی ہم کہتے ہین کہ ہم سب شراب لنڈھا رہے ہین۔

تہور۔ (ہنسکر) مین خوب سمجھا۔ مگر آپ گھڑی گھڑی دُہراتے کیون ہین۔

میر گلباز۔ اچھا بتاؤ تم کیا سمجھے۔ جو سمجھے ہو وہ بتاؤ ہمین کہ یہ سمجھے۔

تہور۔ آپ نے کہا کہ کمرے کے دروازے بند کرکے سب شرابین پی رہے ہین۔

میر گلباز۔ کبھی نہین۔ کبھی نہین۔ ہم نے یہ نہین کہا۔ ہم نے یہ کہا کہ اسوقت یہان اسوقت شراب اُڑ رہی ہی۔

تہور۔ (پھر ہنسکر) ہان اب سمجھ گیا بس۔

کرم علی۔ ذری ہمکو میان سے ملنے دیجیے۔

امام الدین۔ ارے میان گلباز۔ کیا باتین کر رہے ہو آہستہ آہستہ تہور سے۔

تہور۔ حضور وہ کرم علی کھڑا ہی بھیج دون۔

امام الدین۔ ہان بھیج دو۔ اُس سے کچھ پردہ تھوڑا ہی ہے۔ وہ تو رازدان ہی۔

کرم علی۔ (کمرے مین جاکر) کیا سوتے ہین میان یا پی بہت گئے۔ آپ لوگ اُنکو زیادہ نہ دیا کیجیے۔

امام الدین۔ کچھ پوچھو نہ بھئی یہ پی تو مارے ہو کے بہت جاتے ہین مگر پھر اپنے آپے مین نہین رہتے۔

کرم علی۔ میان۔ میان۔ مین حاضر ہون۔

روشن علی ۔ (اُٹھکر) ابے پاجی تو یہان کہان ۔ ہائین ابے تو یہان کہان بولتا ہے کہ دون یک ۔

کرم علی ۔ اجی آپ نے بلایا تھا کہ نہین ۔

روشن علی ۔ تو ہم نے نواب صاحب کے ہان بُلایا تھا کہ یہان بلایا تھا ۔ یہان کیون آیا تو ہم نے تو نواب کے ہان آنے کو کہا تھا ۔ تو یہان کیون آیا پاجی یہان آیا کیون ۔

کرم علی ۔ حضور نواب صاحب ہی کا تو مکان ہی یا کسی اور کا ۔

روشن علی ۔ (چانٹا لگاکر) لے اور لیگا ۔ اور دون ۔ (ایک اور دھپ لگاکر) حرامزادے یہان کیون آیا ہم نے تو نواب صاحب کے مکان پر بُلایا تھا ۔

امام الدین ۔ بیٹھو بیٹھو ۔ از برائے خدا بلوہ نہ مچاؤ ۔ بھائی نواب صاحب کی ڈیوڑھی پر بُلایا تھا نہ تمنے ۔ پھر نواب صاحب ہی کی تو کوٹھی ہے یہ ۔ یہین تو وہ بھی آیا ۔ پھر اُسکو جو تم نے بے وجہ چانٹا لگایا تو یہ نشے کی حرکت تھی یا نہین اور اوپر سے کہتے ہو کہ مجھے نشہ نہین ہے ۔ ہوش کی باتین یہی ہین کہ چانٹا دے بیٹھے ۔ اور بے سبب بے قصور ۔

روشن علی ۔ (آہستہ سے) بھائی جان ۔ ہمارا حکم تھا ۔ کہ نواب صاحب کے ہان آنا اسنے عدول حکمی کی یا نہین ۔

امام الدین ۔ تم اسوقت کہان بیٹھے ہو ۔

روشن علی ۔ سنو لیا ساقن کی دکان پر اور کہان بیٹھے ہین ۔

اس فقرے پر نواب نامدار اور ستھور خدمتگار اور کرم علی اور میر گلباز چارون کو بے اختیار ہنسی آئی ۔

نواب ۔ یہ سنو لیا ساقن کی دُکان نہین ہی حضرت یہ خاکسار کا جھونپڑا ہی ۔

روشن علی ۔ (چونک کر) ہان ! دیکھون تو ۔ واہ ۔ کہین ہو نہ آپکا مکان آپ کا مکان ہوتا تو چھوٹے نواب صاحب نہ ہوتے یہان ۔ ہم کیا کچھ اندھے ہین یا نشے مین ہین

روشن علی - اور باتین کس سے کر رہے ہو (نواب کی طرف اشارہ کرکے) یہ کون ہین

روشن علی - یہ سنو لیا ساقن کے بھائی ہین - چھٹن - اسپر پھر قہقہہ پڑا اور نواب صاحب کسی قدر جھیپے کہ مردک نے ساقن کا بھائی بنایا -

روشن علی - ارے! یہ تو ہمارے حضور ہین -

راوی - جی ہان یہ وہی ہین جنکو سنو لیا ساقن کا بھائی بناتے تھے آپ - بارے خیر اتنی دیر بعد آپ کو ہوش آیا -

نواب - پھر تمنے بے قصور کرم علی بچارے کو کیون پیٹا بھلا -

روشن علی - کون کرم علی - ہمارا نوکر - وہ اسوقت یہان کہان ہی -

امام الدین - یہ کیا کھڑا ہی - آنکھین کھول کر دیکھو وہی ہی یا کوئی اور -

روشن علی - ہان واللہ خوب بتایا - کرم علی ہی سچ مچ جیسے کرم علی ہی ہی -

نواب - (قہقہہ لگاکر) سچ مچ جیسے کرم علی کی ایک ہی کہی - اسکو تم نے اسوقت بے خطا مارا کچھ یاد ہی - ؟

روشن علی - بھیا کرم علی کیا تمکو ہمنے پیٹا تھا اسوقت - سچ کہنا دیکھو لگی لپٹی کی سند نہین -

کرم علی - کھوپڑی بھنا گئی آپ کے نزدیک دل لگی ہی -

روشن علی - ہان! کھوپڑی بھنا گئی - توبہ توبہ - اچھا تو پھر جو ہم کہین وہ کرو (اپنے سر سے ٹوپی اتار کر) تمھین قسم ہی ہمارے باپ کی - تم بھی زناٹے سے ایک دھپ لگاؤ - چوکنا نہین -

کرم علی - واہ آپ کا نمک کھاتے ہین - یہ کیا بات - آپ چاہے اور دو ایک چپتین لگا لین -

روشن علی - (ہاتھ جوڑ کر) بھائی - تمھین ہمارے نمک ہی کی قسم ایک دھپ تو ضرور لگاؤ -

امام الدین - کچھ خیر ہے خدمتگار سے کہتے ہو کہ دھپ لگا - لیٹ رہو لیٹ رہو -

روشن علی - کبھی نہین - کرم علی تم ہمارا حکم نہ مانوگے - ہمین اسوقت پیٹو - زور سے ڈھول جماؤ -

نواب - روشن علی اسوقت کہان ہو تم -

روشن علی - (جھومتے ہوے) ہین کہان - جہان تم وہان ہم -

نواب - ہم اور تم کہان ہین -

روشن علی - ہم تم دونون سنویا کی دکان پر دم لگا رہے ہین - دمون کی خیر رہے - آلہی دمون کی خیر -

امام الدین - اُف - بہت نشہ چڑھ گیا -

نواب - بالکل غین ہی جی - ذرا ہوش نہین -

روشن علی - کیا مجال - ہم نشے مین نہین ہی - ہم ہوش کی باتین کرتا ہی چرس کے ایک دم مین ہم نشہ نہین ہوتا - تم کس مافق (موافق) بات زبان سے نکلتا ہی اول ہم بول دیا صاف صاف -

لالہ حسین بخش بھی غین بڑے ہوئے تھے - مگر یہ چہ میگوئیان سنتے ہی کلبلا کے اُٹھ بیٹھے -

لالہ حسین بخش - ارے سیودنوا (شیودین انکے کہار کا نام تھا) او سیودنوا ارے بولت ناہین - مر گوا سُسُر - چپائی مارے پڑا ہی -

امام الدین خان کو جو دل لگی سوجھی تو حضرت نے آواز بنا کر شیودین کی طرف سے یون جواب دیا - کہو لالہ کا دکھت ہوا یہین تنک آنکھ لگی اور جگائے دیہو - کاؤ کہی ناک مان دم آئے گوا - لے اب حاجر ہون کچھ کہیو -

لالہ - ارے خسرال مان جاے کے ہمری خوشدامن سے سندیسا کہو - کہ للّا کی والدہ شریفہ کا بر سبیل استعجال ٹھیے دین - یہی ساعت لے آؤ - تنک توقف ہوئی تو فرقدان پر یاک (ایک) بال نہ نجرائی دہے - سنیو کہ ناہین گوش ہوش سے سنو -

نواب نے ہنسی کو بہت ضبط کیا مگر پھر بھی نہ رُک سکی۔ امام الدین خان مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔ اور میر گلباز بھی مسکرائے۔ تہور اور کرم علی باہر چلے گئے اور دروازہ بدستور بند ہوگیا۔

امام الدین (آواز بگاڑ کر) لالہ کھسدامن کہکا کہت ہین ہو۔

لالہ حسین بخش۔ ارے سُسُر نیئن جاہل ہی رہا۔ کہت راہون کہ تھوڑی سی منطق پڑھ لے نہ مانس۔ کھسدامن ناہین خوشدامن۔ بڑے سخے سے سسری کا پارسی مان کہت ہین۔

امام الدین۔ (پھر آواز بدلکر) لالہ تم تو جاے کے اپنی کبیلا کا بلاے لاؤ اور ہم جاے کے اپنی مہرارو کا لے آئی۔ سمجھو سُسر سمجھتے ناہین اس جھلی ہی۔

لالہ۔ (دھوتی سنبھال کر) کاہے رے سار کے سار یہ سُسر تین کس کا نالیس ہی۔؟۔

امام الدین۔ لالہ تم کا ناہین کہت ہون۔

لالہ۔ پھر کنکی شان شریف مان یون کلمات سخت و ناملائم زبان سے نکالس رے۔

امام الدین۔ لالہ تم کا ناہین کہیون۔ تمھرے باپ کا کہیون۔

لالہ۔ ہان وہ سار کا کہیو۔ ہم کا کہیو تو قلمندان فرقدان پر کھینچ مرہیون کہ دندان دو و سی (۳۲) حلق مان گھس جائی۔ ارے سیودنوا تنک دارو دور پلائی د

امام الدین۔ دارو اب نہ پیو۔ ناہین ابہی کا پلو اپکے لاگوگے۔

لالہ۔ یہ جون اُس تمازت شمس ہی کہ بس کچھ نہ پوچھو بھائی رے بھائی غلیواز و زغن بیضہ چھوڑت ہے۔ تنک بادکش تو دست سیمین سے ڈلا دو للا کی مہتاری۔

امام الدین۔ (عورت کی آواز بنا کر) واہ اور سُنو ہم کا وکچھ بارن ہین انکا گرمی لاگت ہی پنکھا ڈلاؤ۔ ڈلاے چلی تمھرے ہاتھ ناہین ہین۔

لالہ۔ للا کی مہرارو۔ وہ۔ توبہ توبہ۔ مہتاری مہتاری تم سمجے (غمزے) بھل کرت

ہداب ذرا ذرا دن بدن کالی پڑت جات ہو۔

امام الدین ۔ (آہستہ سے) خداوند یہ سب سے بڑھ گئے۔

نواب ۔ اُف ۔ یار مارے ہنسی کے بُرا حال ہی۔ بھئی سیٹھ جی کو تو بلاؤ۔ کل سے ملاقات نہین ہوئی۔

خدمتگار ۔ سرکار وہ گانون گئے ہین کل آئینگے۔

میر گلباز۔ حضور اسوقت یہان سب نے شراب پی ہی۔

نواب ۔ این! یک نشد دو شد۔

امام الدین ۔ من چہ فش ام برادر فلان من بسیار فش ست۔

میر گلباز ۔ خداوند۔ غل نہ مچنے پائے۔ ہُلّڑ نہو۔ (بہت آہستہ سے) قسم قرآن کی یہان سب پیے ہوے ہین۔

نواب ۔ سچ کہو۔ تم پیے ہوے ہوگے۔ ہم نے تو نہین پی دی۔

میر گلباز۔ (آگے کھسک کر) خداوند حضور نے بھی پی ہی۔

نواب ۔ اجی خدا خدا کرو۔

میر گلباز ۔ (اور آگے بڑھکر) قسم قرآن کی آپ نے برانڈی پی ہی۔

نواب ۔ واسطے خدا کے جھوٹی قسم تو نہ کھاؤ۔

میر گلباز۔ (اور کھسک کر) حضور کے قدمون کی قسم مین نے اور آپ نے اور ان دونون نے اور تہور نے۔ نہین تہور نے نہین ۔ سب نے پی ہی۔ اور یہ دیکھ لیجیے نہ بوتل ہی سامنے رکھی ہی۔

نواب ۔ واہ یہ تو سرکے کی بوتل ہی جی۔

میر گلباز۔ (اور آگے کھسک کر) اچھا سونگھیے (بوتل اُٹھا کر) سونگھیے حضور۔

نواب۔ اب خدا کے لیے بہت آگے تو نہ کھسکتے آئیے۔ تمکو بھی نشہ چڑھ گیا۔

میر گلباز۔ (پیچھے ہٹکر) کیا طاقت خداوند۔ غلام نشے وشے مین نہین ہی۔

امام الدین ۔ مرد خدا یہ حرکت نشے ہی کی ہی یا کچھ اور کہ آگے کھسکتے کھسکتے کلّے تک

پہونچے اور بار بار کہتے جاتے ہو کہ یہان اسوقت سب پیے ہین کون نہین جانتا کہ سب پیے ہین۔ مگر اتنا ہوش ہی حضور کہ تہور نے نہین پی یہی غنیمت ہی۔ میان گلباز کالمبران دونون سے کم ہے یہ تو بالکل مدہوش ہین۔

نواب۔ واللہ مجھے رہ رہ کے ہنسی آتی ہی کہ تڑ سے ایک چانٹا جمایا کہ نواب کے ہان بلایا تھا وہان کیون نہ آیا یہان کیون آیا۔ اُف۔ اچھا لطیفہ ہی اپنے حساب سنو لیا ساقن کے ہان موجین لے رہے تھے۔

امام الدین۔ جی ہان اور لالہ کی باتین بھی یاد رکھنے کے قابل ہین۔

تہور۔ (دروازے کے پاس آن کر) حضور ذری آہستہ باتین کیجیے۔ ٹھورن دو تین دفعہ آچکی ہی۔

نواب۔ مجھے ٹوہ لینے آتی ہی۔ صلاح ہو تو ذری گھر ہو آؤن۔

امام الدین۔ نا صاحب۔ کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا معًا چھوٹی بیگم صاحب بھانپ لین گی۔ مانا کہ حضور نشے مین نہین ہین۔ مگر اس کمبخت برانڈی کی خوشبو گل کی طرح مہکتی ہی۔

نواب۔ ہمین نہین معلوم ہوتی۔

امام الدین۔ بس گئی نہ اب ہمین اور آپ کو کیا معلوم ہو گی۔ کوئی باہر والا آئے تو اُسے برابر لپٹین آئین۔

نواب۔ اچھا تہور سے کہو کہ چھوٹے حضور گلوریان مانگتے ہین ڈیوڑھی پر کہہ دے کہ اندر سے گلوریان بنکر آئین۔ جس مین اُنھین یہ خیال نہو کہ کہین گئے ہین۔

امام الدین۔ بہت خوب۔ مگر نئی بات ہو گی۔ حضور سوچ لین ذرا ایسا نہ ہو خواہ مخواہ شک گذرے۔ ہی کہ نہین۔ کیونکہ آج تک حضور گلوریان کبھی گھر سے بنکے آئین نہین پس خواہ مخواہ شک ہو گا کہ کیون منگوائین اور خداوند ہزار بات کی ایک بات یہ ہے کہ چور کی داڑھی مین تنکا اسوقت بادۂ گلگون کا شغل نہوتا تو یہ خیال کبھی نہ جا مگر وہی چور کی ڈاڑھی مین تنکا اسوقت جانے دیجیے۔

لالہ حسین بخش۔ (چونک کر) ارے کوؤ ہی تنک للاّ کی مہرارو کا پٹھے دیو۔

امام الدین۔ للاّ کا ابھی بیاہ تو ہوا ہی نہین مہرارو کہان سے آئی۔

لالہ۔ مہرارو ناہین ارے ہمری مہرارو قبیلہ للاّ کی مہتاری کا کہت ہے۔

امام الدین مسکرائے اور نواب صاحب نے بے اختیار کئی بار قہقہہ لگایا۔

روشن علی۔ ؎
بہار گائیو مطرب جہان گلستان ہے
پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہے

نواب۔ سوجھنے لگی دور کی۔

روشن علی۔ ؎
لپٹ لپٹ کے مزے خوب بادہ کش لوٹین
کہ شاخ تاک لپٹنے مین عشق پیچان ہے

امام الدین۔ اسوقت تو میان روشن علی ہوش کی سی باتین کر رہے ہین۔

روشن علی۔ ؎
بجائے بادہ ٹپکتی ہے تاک سے مستی
پیالہ دیجیو ساقی کہ دور مستان ہے

نواب۔ کہو اب ہوش آیا۔ یا ابھی سنو لیا ساقن ہی کی دکان پر دم لگا رہے ہو۔

امام الدین۔ اب ساقن کو چھوڑا ساقی کی طرف چلے۔

روشن علی۔ ؎
بے زبان کہتا ہے کوئی کوئی بیہوش مجھے
باتین سنواتے ہین کیا کیا لب خاموش مجھے

میر گلباز۔ حضور بے کباب کے شراب کا مزہ نہین۔

نواب۔ اتنی دیر مین ایک ہی بات تو ہوش کی کہی تمنے۔

امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ مجھے بھی کچھ خیال نہ رہا واقعی کباب کے بغیر لطف نہین۔

نواب۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی کو بلائے۔

امام الدین۔ بہت خوب حضور (دروازہ کھولکر) تہور۔ غلام دستگیر سے کہو کہ باورچی سے جاکر کہے کہ حضور یاد فرماتے ہین ابھی حاضر ہو۔

تہور۔ غلام دستگیر کو تو مین نے ٹہلا دیا اور اسوقت باورچی کو یہان نہ بلوائیے

جو کہیے حکم دیدیا جائے ۔

امام الدین ۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش کیا بات کہی ہی اچھا تم بس اتنا کہدو کہ کوئی سیر بھر قیمہ منگوا کر دو طرح کے کباب پکائے ۔ بگر جلد ہتھیلی پر سرسون جائے ۔ لیکن استاد اچھے ہون ۔ یا کہو تو نواب صاحب سے حکم دلوا دون ۔

تہور ۔ حضور آپ تو اول لمبر کے مصاحب ہین ۔ ابھی ابھی تو جا کے کھڑکھڑاتا ہون ۔ اسی دم پکوائے لاتا ہون ۔ یہ کیا بات ۔ جیسا آپ کا حکم ویسا چھوٹے حضور کا حکم ۔

امام الدین ۔ ارے میان ہم تم دونون اسی سرکار کا نمک کھاتے ہین ۔

تہور ۔ مین ابھی پکوائے لاتا ہون ۔ مگر شیخ جی کسی وقت حضور کی چوری سے ہمین بھی ایک چلّو پلوا دیجیے گا ۔

امام الدین ۔ (بہت خوش ہو کر) اوہ یہ کہیے ۔ اچھا تمکو بھی دینگے مجھے تو تم سے خوف تھا کہ مبادا پردہ فاش کر دو اب تسکین ہوئی ۔ لے کباب تو پکوا لاؤ جھٹ پٹ ۔

تہور ۔ (باورچی خانے مین جا کر) آج تمھارا امتحان ہی ۔ اسی وقت دم کے دم مین سیر بھر قیمہ خوب باریک کٹا ہوا منگواؤ اور دو طرح کے کباب پکاؤ ۔

باورچی ۔ اچھا ! کون مانگتا کون ہی ۔

تہور ۔ چھوٹے حضور کا حکم ہی ۔ لیکن یار جلدی کرو اب دیر نہ لگاؤ نہین تو خفا ہونگے بڑی تاکید کی ہی ۔

باورچی ۔ اچھا نمک بھیجے دیتا ہون ایک کنکڑی ڈال کے کوٹ دیگا ۔

غلام دستگیر ۔ ہم بتائین ۔ حاجی صاحب کے ہان پڑوس مین آج کئی من سالن کٹا ہی کئی بکرے حلال ہوے ہین جا کے دو طرح کے کباب آدھ آدھ سیر انکے ہان سے لے آؤ انکا باورچی تو تمھارا بھانجا ہی وہ نہین ضرورت کے وقت چپکے سے لے جاتے ہان صاحب حاجی کو نہ معلوم ہونے پائے ۔

باورچی۔ خوب سوچے۔ اچھا جاتا ہون۔

باورچی جاکر حاجی صاحب کے باورچی سے جو اسکا بھائی تھا آدھ سیر گرما گرم شامی کباب نہایت خوب پکے ہوے اور کسی قدر دو پیازہ لے آیا اور تھوڑی دیر کے بعد میان تہور خدمتگار کو دے آیا۔

باورچی۔ بولے آیا اب انعام دلواؤ داروغہ جی۔

تہور۔ داروغہ امام الدین خان ہین ہم تو خدمت دار ہین اچھا تو جاؤ انام (انعام) دلوائینگے۔

باورچی۔ جیتے رہو۔ مین نے دو پیازہ چکھا تھا۔ بھئی واللہ خوب پکا ہے۔

تہور۔ (دروازے کے پاس جاکر) کباب لایا ہون۔

نواب۔ اَین اتنی جلد۔ سچ سچ ہتھیلی پر سرسون ہی جما لائے۔

امام الدین۔ لاؤ۔ اخاہ۔ یہ تو کئی چیزین ہین بھئی۔ واہ میان واہ اسوقت انعام کا کام کیا۔

نواب۔ تہور کو دو روپے اور باورچی کو چار روپے دیے جائین۔

تہور۔ خدا حضور کو سلامت رکھے۔

امام الدین۔ غنیمت جانو اس سرکار کو بے مانگے انعام ملتا ہے حق تعالے حضور کو قیامت تک شاد وبا مراد رکھے کیا دم ہے خدا کی قسم الٰہی ایسی ہی توفیق خیر رئیسون کو عطا فرمائے۔

میر گلباز اور امام الدین خان اور تہور تینون نے ملکر نواب گردون مدار جم اقتدار کو دعائین دین۔ نواب نے ہاتھ بڑھایا اور ایک کباب کھایا۔ میر گلباز نے بھی خوب ہتے لگائے اور امام الدین خان نے بھی کئی کباب کھائے۔

امام الدین۔ حضور بے دور کے اسکا لطف نہین حکم ہو تو گلاس مین تھوڑی سی دون۔

نواب۔ بھئی ہے تو ایسا ہی مگر کہین مین بھی ان دونون کی طرح بیہوش

نہ ہو جاؤن۔

میر گلباز۔ نہین خداوند ایک گلاس کچھ بہت تھوڑا ہی ہی۔

نواب۔ اچھا پہلے آدھا گلاس دو۔

امام الدین۔ بہت خوب یون ہی سہی۔

امام الدین نے ایاپانا کا آدھا گلاس اپنے آقاے نامدار کو دیا اور لوینڈ کی پوری بوتل اُس مین اُنڈیل دی۔ اور لمن سرب کے کوئی تیس چالیس قطرے ملاکر ایک بہت بڑا ٹکڑا برف کا ڈال دیا۔

امام الدین۔ لے حضور اب نوش جان فرمائین۔

نواب۔ کیون میر صاحب اجازت ہی۔

میر گلباز۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔

نواب۔ (چسکی لگاکر) آج تک جو ہمکو یہ معلوم بھی ہو کہ شراب اس قدر شیرین ہوتی ہے۔ ے

ساقی ار بادہ ازین دست بجام اندازد
عارفان راہمہ در شرب مدام اندازد
بادہ با محتسب شہر ننوشی **حافظ**
کہ خورد بادہ ات و سنگ بجام اندازد

امام الدین۔ (برانڈی کا پورا گلاس پی کر۔) ے

گلبن عیش می دمد ساقی گلعذار کو
باد بہار می وزد بادۂ خوشگوار کو

لالہ۔ (آنکھین کھولکر) یہ کون گاتا تھا واہ کیا اچھی ٹھمری ہی۔ آہو ہو ہو۔

امام الدین۔ ٹھمری کی ایک ہی کہی مانتا ہون۔

روشن علی۔ (اُٹھکر) ذرا باہر جائینگے ہم۔ ابھی جاتا ہون خداوندا اور ابھی آتا ہون خداوندا۔

نواب۔ معاذ اللہ ارے میان خداوند کہو خداوندا نہ کہو۔

روشن علی۔ (بیٹھکر)۔ ے

یارو خطا معاف کرو مین نشے مین ہون
شیشے مین می ہی می مین نشہ مین نشے مین ہون

بھگ ینا گنڈھی گندی تیرا ڈیرا کہان (چٹکی بجاکر) ارے بھنگ ینا گنڈی گنڈی تیرا ڈیرا کہان ہے (تالیان بجاکر) گوریا نے مارا برہ بان گوریا نے مارا برہ بان۔

لالہ۔ اوہو ہو ہو ہو ہو ہو

روشن علی۔ سنو لیا ذری ایک تان تو لگاؤ دمون کی خیر دمون کی خیر۔

میر گلباز۔ (آہستہ سے) پیر و مرشد غلام ناک ناک بدتا ہے قسم خدائے شریف کی یہ اسوقت پیے ہوے ہے

نواب نے زور سے قہقہہ لگایا۔ اور امام الدین بھی خوب ہی ہنسے۔

نواب۔ خدائے شریف یہ جملہ سنا آپ نے۔

امام الدین۔ جی ہان خداوند۔ اور واللہ کس مزے سے آپ فرماتے ہین کہ یہ اسوقت پیے ہوے ہے۔ گویا کسی کو معلوم ہی نہین اور کان مین کہتے ہین چپکے سے جس مین کوئی سن نہ لے واللہ عجب دل لگی ہے (کباب کھاکر) حضور دو پیازہ تو نوش فرمائین۔ میر صاحب آپ نے تو ہاتھ ہی کھینچ لیا مگر واسطے خدا کے چپکے سے کھائیے گا۔ ہان ایسا نہو کہ دلی یا بدخشان مین کوئی سن پائے تو پھر غضب ہی ہو جائے۔

نواب۔ (مسکراکر) ہے تو معاملے کی بات۔ مگر یار بہت آہستہ آہستہ کھاؤ۔

امام الدین۔ اُف۔ واللہ پھڑکا دیا۔

میر گلباز۔ (آہستہ سے) خوب پکے ہین۔ حضور ہاتھ کاٹ لے باورچی کے۔

نواب۔ ایَن! معقول! تعریف کرنے پر آئے تو ہاتھ ہی کاٹ ڈالے بیچارے کے۔

امام الدین۔ میر گلباز نے اسوقت وہ چوٹی کی بات کہی کہ جی چاہتا ہے انکی زبان کاٹ ڈالون۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ واللہ اچھا جواب ترکی بہ ترکی فرمایا۔

تہور۔ (دروازے کے پاس آکر) شیخ جی۔ حضور ایک بھدری آیا ہے کہتا ہے چھوٹے نواب کے سالے نے رحیم آباد سے حضور کے پاس بھیجا ہے کیا حکم ہوتا ہے۔ بھیجون یا کہون کل آؤ۔

امام الدین۔ خداوند آنے دیجیے دو گھڑی دل لگی ہوگی۔ دیکھئے تو کیسے اینڈے

بنیڈے سوال کرتا ہون کہ پوتھی دو تھی بغل مین دبا کے بھاگتے ہی بن پڑے۔ مگر باہر بٹھائیے چق کے اُدھر۔

بھڈری ۔ سلام ہجور سلام ہجور۔

امام الدین ۔ بندگی بڑے بھائی۔

لالہ حسین بخش ۔ (کروٹ بدلکر) تیرے بھائی کو آگ لگائی کھولا کی مہتاری بھی آئی یا نہین آئی۔

نواب ۔ امام الدین۔ اب کی غل مچائے نہ تو پیٹ چلو۔

امام الدین ۔ حضور اس بھڈری کی طرف مخاطب ہون اُسکو بکنے دیجیے۔

نواب ۔ (امام الدین خان کے کان مین) اس سے پوچھو کہ ظہورن سے جو ہمنے کہا ہے اُسکا وہ کیا جواب دیگی۔

امام الدین ۔ (مسکراکر) واہ حضور۔ ہم سے تو ذکر بھی نہ کیا آپ نے۔ یہ اندر ہی اندر ہانڈیا پک رہی ہی۔

نواب ۔ تم سے کہا تو تھا کہ ایک معاملے مین پیروی کرنی پڑیگی۔

امام الدین ۔ یاد آیا۔ یہ کہیے۔ ہاں تو اچھا ہی حضور۔

نواب ۔ نکاح ہو تو لطف ہی۔ اچھا مہراج سے پوچھو تو۔

امام الدین ۔ مہراج بتاؤ حضور۔ دریافت کرتے ہین کہ ہمارا مطلب کب حاصل ہوگا۔

بھڈری ۔ (تھوڑی دیر پوتھی کے ورق اُلٹ کر اور جھوٹ موٹ کچھ بڑبڑا کر) پرمیشر چاہی تو آج کے آٹھوین دن چاندی سے بھیٹ ہو۔ یہی حکم آوت ہی چاہے لکھ رکھو۔

نواب ۔ واہی ساہی۔ سوال دیگر جواب دیگر۔ کہین کھیت کی سنین کھلیان کی۔

امام الدین ۔ حضور وہ جواب دیا ہی کہ واہ جی واہ۔

نواب ۔ اجی جاؤ بھی چاندی سونے سے ہمارے سوال کو کیسا تعلق ہے بھلا۔ فرمائیے۔

امام الدین - خداوند چاندی کو فارسی مین سیم کہتے ہین کہ نہین - اور طہورن سیم بدن ہے - یا نہین کہیے ہان - پھر بتا تو دیا بیچارے نے کہ آٹھوین دن سیم بدن ملے - اب اور کیا صاف صاف چاہتے ہین حضور -

نواب - واہ واہ - شاباش امام الدین شاباش - واللہ تم تو چھپے رستم نکلے -

میر گلباز - (بہت ہی چپکے سے) غل یہان بہت مچتا ہی - مگر ہم کہے دیتے ہین کہ سب کے سب پیے ہین -

امام الدین - حضور یہ قاعدہ ہی کہ جو دُھن سمائی وہ سمائی - بس انکو یہی دھن ہے کہ سب پیے ہین - پوچھیے انکار کون کرتا ہی - مگر پوچھے کس سے دس پانچ منٹ کے بعد ایک ہانک ضرور لگا دینگے کہ حضور سب کے سب پیے ہوے ہین - اسکا علاج کیا ہی - مگر شکر ہے کہ ہُلّڑ نہین مچاتے - یہ اچھی سوجھی کہ آہستہ آہستہ بولے یہان تک غنیمت ہی -

میر گلباز - تو کیا مین جھوٹ کہتا ہون کچھ سنتے ہین سب نہین ہین بھئی ہو کچھ کچھ -

امام الدین اور بڑے حضور اور حسین بخش اور روشن علی اور تہور - نہین نہین تہور نہین - سب نے پی ہی -

نواب - بڑے حضور نے بھی پی ہی -

میر گلباز - ہمین نہین معلوم کہہ دیا سمجھا دیا کہ ذرا غل نہ مچاؤ - مانتے ہی نہین بڑے حضور نے کیا نہین پی ہی -

امام الدین - مرد خدا بڑے حضور تو محلسرا مین ہین -

میر گلباز - بڑے حضور کا کون ذکر کرتا ہی جی - چھوٹے حضور کو کہتا ہون مگر مین نشے مین نہین ہون -

نواب - ہرگز نہین کہتا کون ہی کہ آپ نشے مین ہین کیا طاقت -

تہور نے بھڈری کو چپکے سے رخصت کر دیا - بھڈری پھاٹک تک بھی نہین

پہونچنے پایا کہ ایک گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی داخل ہوئی تہور کا رنگ فق ہو گیا کہ خدا خیر کرے ایک مصیبت کو ٹالا۔ تو دوسری سے مقابلہ ہوا۔ گاڑی پر سے ایک سبزپوش اترا اور تہور سے آنکر پوچھا کہ نواب صاحب ہین ہون تو کہدو میرزا محمد آغا صاحب تشریف لائے ہین۔

تہور۔ نواب صاحب تو کوئی آٹھ بجے سے سوار ہو گئے ہین۔ ابھی تک آئے نہین۔

سبزپوش۔ تو آتے ہونگے پھر۔ آخر کھانا کھاکے تو گئے ہی نہونگے کچھ۔

تہور۔ کھانا تو کھا گئے ہین۔ اب وہ کوئی چار بجے آئینگے۔

سبزپوش۔ اللہ اللہ۔ تو ہم جاتے ہین کہدینا کہ محمد آغا صاحب تشریف لائے تھے۔

تہور۔ (سلام کرکے) بہت خوب۔ اطلاع کر دونگا۔

گاڑی واپس روانہ ہوئی۔ نواب اور امام الدین دروازے کے پاس کھڑے ہوکر تہور اور سبزپوش کی گفتگو سنتے تھے۔ کانپ رہے تھے کہ ایسا نہو کہین کمرے مین چلے آئین۔ تو قلعی کھل جائے اور شہر بھر مین نکّو بنین کہ کل تک تو مولویت کی لیتے تھے۔ آج بادہ گسار ہو گئے۔ امام الدین الگ دعا مانگ رہے تھے کہ یا خدا اس بلا کو دور کر۔ کہان سے کمبخت مرے پٹے ہماری جان کے دشمن اسوقت دھوپ مین آئے۔ بارے بخیر گذشت تہور خدمتگار تو ایک ہی خرانٹ تھا وہ بھرے دیے کہ گاڑی واپس ہی کرادی۔ ورنہ نواب صاحب کی عزت خاک مین مل جاتی۔

نواب۔ تہور آج تمنے عزت رکھ لی۔

امام الدین۔ واللہ بڑا کام کیا۔ خدا کی قسم کار نمایان کیا۔ خداوند خدام باادب نہین کو تو کہتے ہین۔ تجربہ کار آدمی۔ اسوقت تو ایسی بات بنائی کہ جی خوش ہو گیا۔

تہور۔ اے حضور مین تو ہکا بکا ہو گیا تھا کہ اب کرون تو کیا کرون بڑی

مشکل پڑگئی تھی۔ بارے اللہ نے بچا دیا۔ وہ جو آپ سے بات کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ برانڈی پیے ہوئے ہین اللہ نے عزت رکھ لی۔

روشن علی۔ ارمیان یارو ایک آدھ کباب تو کھلواؤ۔ کتنے روکھے پھیکے لوگ ہو۔ شراب پلائی اور کباب ندارد۔

میر گلباز۔ ارے چپ۔ ہُلڑ مچاتا ہی۔ جس مین زمانہ بھر تاڑ جاے۔ لاحول ولاقوۃ ای لاحول۔

امام الدین۔ تم اپنی تو کہو میر صاحب۔ اب کچھ سرور کم ہوا کہ نہین۔

میر گلباز۔ آہستہ آہستہ پوچھو تو جواب دون۔ گلا پھاڑ پھاڑ کے مت چیخو۔

امام الدین۔ اچھا روشن علی کو ایک کباب تو دو۔

روشن علی۔ (اُٹھکر) حضور اسوقت اتنا نشہ ہی کہ گرا پڑتا ہون۔

امام الدین۔ انکھڑیان بھی تو لال لال ہین جیسے خون کبوتر۔

نواب۔ اب یہ بتاؤ کہ بیہوش تو نہین ہو آپے مین ہو۔ یا نہین۔

روشن علی۔ حضور اب ہوش ذرا آتا جاتا ہے حکم ہو تو ایک کباب غلام بھی کھائے۔

نواب۔ سینئے۔ حکم کی کیا ضرورت ہی۔ کھاؤ میان۔

روشن علی۔ (کباب کھاکر) خداوند آپ تو ہم پیالہ وہم نوالہ ہوے۔ بیہوشی مین بھی ایک بات یاد رہی۔ پوچھیے وہ کیا تو کہ چلون حضور اسکی بڑھیا ڈھڈھو البتہ قتل کر ڈالنے کے قابل ہی اور وہ تو خود قاتل ہی۔

امام الدین۔ کیا! این۔ کیا خوب اور تس پر اپنے نزدیک ہوش کی باتین کرتے ہین۔ خیر ا۔

نواب۔ یہ تم بکے کیا۔ اچھی بے تکی سُنائی بڑھیا کون اور ڈھڈھو کون تم ہو کہان۔

امام الدین۔ یہ؟ یہ سنو لیا ساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔

روشن علی۔ اسکے کیا معنی۔ سنو لیا کا یہان کیا ذکر تھا۔

امام الدین۔ تمھین کچھ ہوش بھی ہی۔

نواب۔ کرم علی کو تمنے چانٹا دیا تھا۔ یاد ہی۔

روشن علی۔ نہین حضور۔

نواب۔ اُس سے تمنے کہا کہ ابے ہمنے تو نواب کے ہان بلایا تھا تو یہان کی کرنے آیا۔ بس اسی پر اُس بیچارے کو ایک چانٹا آپ دے بیٹھے اور بے وجہ اور بے قصور۔ تم اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے سنتے کسکی تھے

روشن علی۔ لعنت بکار شیطان۔

امام الدین۔ واللہ مارے ہنسی کے بُرا حال تھا۔ گھڑی گھڑی اُس سے کہین کہ بولا تھا نواب کے مکان پر جاؤ۔ تم سور یہان کسواسطے آیا۔ یہان تم آیا کیون اسپر نواب صاحب نے پوچھا کہ تم اسوقت ہو کہان آپ نے فرمایا ہین کہان۔ سنو لیا تساقن کی دکان پر دم لگا رہے ہین۔

روشن علی۔ لاحول ولا قوۃ۔ حضور کے سامنے آج کمال خفیف ہوا۔

نواب۔ اجی تمنے ہمکو کب چھوڑا۔ ہمکو بھی صلواتین سنائین۔

امام الدین۔ ہوش مین تو تھے نہین جو زبان پر آیا بک دیا۔

روشن علی۔ (نواب کے قدمون پر ٹوپی رکھکر) خداوند قصور معاف ہو غلام سے بیجا حرکتین ہوئین۔

نواب۔ (ٹوپی اُٹھاکر) اجی نہین اسکا کسکو خیال ہی۔ وہ وقت ہی اور تھا۔

روشن علی۔ نہین حضور زبان مبارک سے فرماوین کہ ہمنے معاف کیا تو میری تسلی ہو۔

نواب۔ اچھا ہمنے معاف کر دیا۔

روشن علی۔ (استادہ ہو کر تین بار سلام کیا) جان مین جان آئی حضور۔

امام الدین۔ حضور تو اُسوقت ہنس رہے تھے۔

نواب ۔ ہان جی ہین جو ذرا بھی ملال ہوا ہو تو قسم لو۔

روشن علی ۔ حضور رئیسون کو ایسا ہی لازم ہی۔

امام الدین ۔ تم رنج کیون کرتے ہو اتنا۔ ارے بھئی تم کچھ جان بوجھ کے تھوڑا ہی کہتے تھے۔

روشن علی ۔ اسوقت عرق انفعال کے سیکڑون گھڑے ہمپر پڑ گئے۔ توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ۔

اتنے مین لالہ حسین بخش صاحب کلبلا کر اُٹھے اور چلے تو دروازے کے دو شیشے چکنا چور کر ڈالے۔ امام الدین نے اُٹھکر ٹکڑے اُٹھائے اور حسین بخش کو ایک ڈانٹ بتائی کہ نامعقول کیا رسواے دہر کریگا سب کو۔ بیٹھ یہان کونے مین مار کے شیشے توڑ کے دھر دیے ایسے جامے سے گذر جاتے ہو۔ آپے ہی مین نہین رہے اپنے۔ حسین بخش لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے تو برانڈی کی بوتل لڑھک گئی۔ فرش سب شرابور۔ میر گلباز اور روشن علی نے ملکر اُٹھایا۔ امام الدین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کمرے کے ایک کونے مین لیجا کر لٹایا۔

نواب ۔ یہ تو بہت بے کیف ہین۔ انکا کچھ علاج کرنا چاہیے۔

امام الدین ۔ نہین دیکھیے ہم ایک علاج کرتے ہین۔ ابھی ابھی زمین و آسمان کا فرق ہو جائے۔

یہ کہکر امام الدین خان نے سوڈا کی ایک بوتل کھولی اور لالہ حسین بخش کے سر اور دماغ پر خوب زور سے بوتل کو اونچا کر کے تڑتڑا دیا۔ اس کے بعد سوڈا کی دوسری بوتل کھولی اور لالہ صاحب کو پلا دی۔ تھوڑی دیر مین پھر ایک بوتل پانی سر پر ڈالا کوئی آٹھ منٹ مین لالہ نے آنکھ کھولی اور کہا کہ سر مین انتہا سے زیادہ درد ہی۔ آنکھین نکلی پڑتی ہین اور پیاس کی کمال شدت ہی امام الدین نے اُسی وقت سوڈا کی ایک بوتل پھر کھولی اور برف ملا کر لالہ حسین بخش کو دی۔ اُنھون نے ٹھنڈا ٹھنڈا سوڈا جو پیا تو کسی قدر تسکین ہوئی۔ اور جان مین جان آئی۔ نواب صاحب نے پوچھا کہ اب

کچھ تسکین ہے آہستہ سے بولے کہ جی ہان کچھ کچھ تسکین معلوم ہوتی چلی - پیاس کی اب وہ شدت نہین ہے آج ہم بڑے بڑے پھنسے -

امام الدین - اجی اک دو گھڑی مین خاصے بھلے چنگے ہو جاؤ گے - گھبراؤ نہین -

میر گلباز - اُنھون نے تو ایسی کچھ پی بھی نہین تھی مگر اتفاق -

امام الدین - نہین پی تو خوب - مگر برانڈی کے ساتھ سوڈا ملایا نہ لمونیڈ تو وجہ کیا ؟ عمر بھر ٹھرا پیا کیے - انکو برانڈی اور سوڈا سے کیا سروکار - خالی برانڈی پی اور پی کثرت کے ساتھ دماغ پر گرمی چڑھ گئی بس لگے تنکے چننے یہی تو اس مین خرابی ہے - جب پیے ترکیب کے ساتھ -

نواب - تم بھی واللہ اسکے نقاد ہو - ہمیشہ کیل کانٹے سے درست رہتے ہو -

امام الدین - اے خداوند کیا جانے کسوقت کیا افتاد پڑے -

نواب - ہماری تو راے یہ ہے کہ پیے اعتدال کے ساتھ -

میر گلباز - جی ہان اعتدال کو تو خدا نے عجب برکت بخشی ہے -

نواب - بس دائرۂ اعتدال سے قدم باہر رکھا - اور گیا گذرا آپ بھی کسی قدر تجاوز کر گئے تھے -

میر گلباز - نہین حضور مین تو بیہوش نہ تھا -

نواب - ہان صاحب وہ ڈھڈھو والا فقرہ میان روشن علی نے بیان کیا -

روشن علی - وہی حضور جب آپنے ظہورن کا نام لیا تھا - بس سمجھ جائیے -

نواب - بڑے بدمعاش ہو - اور سب باتون کے لیے بیہوش تھے اسبات کے لیے ہوش آگیا -

روشن علی - (مسکرا کر) کبھی کبھی ہوش آ جاتا تھا -

ظہور - (دروازے کے پاس سے) ذرا باتین کم کیجیے بڑے حضور باہر تشریف لائے ہین -

نواب - (دنگ ہو کر) ارے ! ابا جان آگئے -

امام الدین۔ اُف۔ غضب ہوا۔

میر گلباز۔ حضور دروازے نہ کھولیے گا۔ ہرگز ہرگز۔ اتنا کہنا مانیے نہین غضب ہی ہو جائیگا۔

تہور۔ اس طرف نہین آتے اصطبل کی طرف تشریف لے گیے ہین۔ چھپے بیٹھے رہیے ہین بات بنا لونگا۔

نواب۔ سُن سے جان نکل گئی۔ اب آج سے توبہ کی کہ گھر پہ ہرگز ہرگز نہ پینیگے۔

امام الدین۔ حضور اسکا تو بس وہی لطف ہی کہ باغ مین مینھ برس رہا ہو جھولا پڑا ہو۔ ساقی سیم ساق و آئینہ زانو اور مطرب صافی مذاق وغیرہ موہو اور دَور چل رہا ہو۔

روشن علی۔ اور کیا کمرے بند کرکے لطف مے نوشی نہین۔

نواب۔ آج کسی پر افشائے راز نہو تو ایک دن باغ بھی چلین۔

امام الدین۔ حضور افشائے راز کیونکر ہو سکتا ہی بھلا۔ کمرے مین آپ اور دروازہ بند اور تہور تعینات۔ پھر بھلا بھید کیونکر کھلیگا۔ بتائیے آپ مطمئن رہین۔ ایسی احتیاط کی جاے کہ بات پھوٹنے نہ پائے۔ اور اب یہ لالہ حسین بخش اور روشن علی بھی ذرا ہی ذرا پایا کرینگے۔

نواب۔ بڑے حضور کیا کرتے ہین۔ ادھر آنے کا تو قصد نہین ہی۔

تہور۔ کنکوے کے پیچ دیکھ رہے ہین۔

امام الدین۔ ہان! بڑے حضور کو پتنگ کا شوق بہت ہی۔

نواب۔ اُف کچھ ٹھکانا ہی۔ شوق سا شوق۔ جوانی مین اشرفی پیچ بد بد کے لڑائے ہین۔ مگر اب بجز یاد الٰہی دنیا و مافیہا سے واسطہ نہین۔

روشن علی۔ ایسا ہی چاہیے۔

امام الدین۔ بڑھاپے مین ہم بھی توبہ کر لینگے۔

نواب۔ واللہ بڑا احسان اللہ میان پر کیجیے گا۔ بڑھوتی وقت کی توبہ قبول نہین ہوا کرتی۔

خدا سے بھی شرارت !!!

اب سنیے کہ میان گھسیٹے افتان وخیزان جھمن اور تراب علی کے ساتھ کوٹھی مین داخل ہوے۔ نواب سے خدمتگار نے عرض کیا حضور گھسیٹے آگئے۔ فرمایا جلدی بیان کرو کیا روبکاری ہوئی۔ اُسنے کہا خداوند دو روپے دے کے میان عذاب سے چھٹے تراب علی نے کہا حضور اسوقت تو شکیزے کا شکیزہ ہو تو پی جاؤن۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلوائیے۔ مرمٹے آج۔

امام الدین خان بولے اجی پانی کیا پیوگے۔ بادۂ گلگون پیو۔

تراب علی۔ آج تو خلاف معمول بوے خوش سے کمرہ بسا ہی۔

جھمن۔ گلابیان نہین دیکھتے۔

نواب۔ رنگ ہی رنگ ہی بھئی واللہ۔ اور میان لطف زندگی بھی یہی ہے مرگئے کچھ بھی نہ تھا۔

ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

محفل ہی خورد و نوش کی بیٹھے ہین گلعذار
باد نسیم جھومتی آتی ہے بار بار

چھایا ہی ابر چار طرف ہے عجب بہار
کوکو سے قمریون کی ہر اک دل ہی بیقرار

طاؤس رقص مین مے عشرت پیے ہوے
ہین بلبلین بھی شاد گلون کو لیے ہوے

تو پھر لاؤ امام الدین خان ہمکو بھی شریک کرو (نواب سے) کیا حضور عرصے سے اسکا شوق کرتے ہین۔

نواب۔ اجی توبہ۔ آج ہی تو بسم اللہ ہوئی۔

تراب علی۔ اعجاز ہی حضور اعجاز ہی۔ واللہ جو بات چیت یا چال ڈھال سے ذرا بھی معلوم ہوتا ہو کہ شراب پی ہی۔

جھمن۔ واللہ مین کہنے ہی کو تھا۔

امام الدین۔ اجی یہ کم ظرفون کا کام ہی کہ پی اور بازار مین داند مچانے لگے۔ حضور

عالی ظرف ہین بوتل کی بوتل پلا دیجیے ذرا تو معلوم نہو -۶

ایسے کم ظرف نہین ہین جو بہکتے جائین

تراب علی - مگر خداوندا گھڑیون مین تو لال لال ڈورے آگئے -

جھمن - ہان واللہ مین کہنے ہی کو تھا -

امام الدین - (برانڈی کا جام دیکر) بسم اللہ

تراب علی - خداوندا اجازت ہی -

نواب - نوش جان - اور جھمن کو تو دو -

جھمن - نہین حضور مجھکو تو معاف ہی کیجیے - مین نے کبھی جام نہین دیکھا -

نواب - اجی تو مٹی کا جام نہ سہی - (مسکراکر) یہ جام جہان نما تو دیکھو -

جھمن - اعجاز - اعجاز - اعجاز - حضور اعجاز -

تراب علی - خدا جانتا ہی کیا کہی ہی -

امام الدین - اور برجستہ - آورد کا نام نہین - سبحان اللہ -

میر گلباز - اصل مین دیکھیے تو ہی بھی جام جہان نما ہی -

تراب علی - (کئی بار چسکی لگاکر) ؎

پی گئے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیے
دیکھنا تھا رادہ وہ گلگون قبا برسات کی

پھر جھوم جھوم کر ؎

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہی آج کل
میکدے کو دوڑی جاتی ہی گھٹا برسات کی

نواب - اور جھمن کو پلانا پھر بھول گئے -

تراب علی - (اپنا گلاس دیکر) تو میان تو حور اور شراب طہور کے پھیر مین نہ پڑو ؎

گویند بہشت و حور و کوثر باشد
وانجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پر کن قدحِ بادہ و در دستم نہ
نقدی ز ہزار نسیہ بہتر باشد

جھمن - نہین اس خیال سے نہین - واللہ کوئی مذہبی خیال مانع نہین ہی اسوقت -

نواب - ہائین بے ادب - ہمارا حکم نہین مانتا -

چھمن ۔ پیر و مرشد معاف ہی کیجیے ۔

نواب ۔ پچھاڑ کے پلاؤ ۔

گو میان چھمن آدمی بد معاش اور اوباش پرے سرے کے گرُگے تھے مگر شراب سے طبیعت نفور تھی ۔ سوچے کہ اگر اب بھی انکار کیا تو کھڑے کھڑے نکالے جاینگے اور شراب پینے کو جی نہین چاہتا ۔ بُرے پھنسے ۔ شرابیون سے حجت کرین تو مفت مین پٹین ۔ روزگار الگ جائے کوئی ٹکے کو نہ پوچھے ۔ جاے ماندن نہ پاے رفتن ۔ تھوڑی دیر غور کرکے کہا کہ حضور کا حکم ہو تو باہر جاؤن ابھی حاضر ہوتا ہون ۔

میر گلباز ۔ واہ آپ چکے ۔ حضور یہ گئے تو پھر نہ آئینگے ۔

نواب ۔ جانے دو ۔ یا پیین ۔ یا اُٹھ جائین ۔ ع

یک کار ازین دو کار می باید کرد

چھمن ۔ اسی دم حاضر ہوا ۔ حضور کے قدم مبارک کی قسم ۔

نواب ۔ جایئے جایئے ۔ وہ نہ آئیے گا تو کیا ہو جائیگا ۔ خود پچھتایئے گا ۔ یہان کسی کا کیا جائیگا ۔

میر گلباز ۔ پیر و مرشد یہ سچ ۔ مگر باہر جاکر بدنام کرنے کو تو بہت ہین ۔

چھمن ۔ کیا تقریر چھانٹتے ہین ۔ کوئی جانے بڑے بقراط کی دم بنے ہین ۔

میر گلباز ۔ ہان ! ہمارے محاورات اور طرز کلام پر اعتراض ہے

بت بھی لینے لگے خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

چھمن ۔ آپ دراصل ہین ۔

میر گلباز ۔ (کھلکھلا کر ہنس پڑے) دراصل ہین ۔ کیون صاحب دراصل مین حضور فی الحقیقت کے پیچ مین میان چھمن بھی اپنے وقت کے دوسرے خواجہ صاحب ہین ۔

نواب - پیو جی -

جھمن - لائیے - خداوندا رحم کیجیو - (ایک گھونٹ آیا پاتا کا پی کر) اُہو ہو ہو آنکھین کھل گئین وہ کباب چکھ جاؤن (کباب کھاکر) واہ واللہ کیا پکاتا ہے اور لطف یہ کہ مُربا اور حلوا سوہن اور سوہال تک اور حضور پکوان تک ایسا پکاتا ہے کہ ہندو کیا پکائینگے - اور پلاؤ قورمے کا تو بادشاہ ہی - ہمہ دان ہی -

تراب علی - اچار اسکے ہاتھ کا کھایا ہی کبھی -

جھمن - اچار والے کا لونڈا بھی بولا -

نواب - پیتے ہی چڑھ گئی -

تراب علی - اب سب کو رخصت کیجیے تو حال بیان کرون -

نواب - امام الدین خان تم تو ٹھہرو اور سب کو دفان کرو -

اب کمرے مین نواب صاحب اور تراب علی اور امام الدین خان کے سوا پرندہ پر نہین مار سکتا - میان تراب علی دوزانو ہوکر یون گپ اُڑانے لگے

تراب علی - خداوند یہان سے چلے تو گھسیٹے راہ مین کوئی سو بار مچلا ہوگا - نکدم کر دیا خداوند تنتو تھمبو کرکے سمجھاتے بجھاتے لے چلے جون تون کرکے کچہری پہونچے ہمنے میان مٹھو کو پڑھانا شروع کیا - کونسلی نے کہا کہ اگر جواب بہت ہی خاصے) ہم سمجھائینگے تو بدنامی ہماری اس مین ہی - ہم تمکو جو بتاوین وہ تم سکھاؤ ہم پڑھ پڑھ کے آتے تھے اور انکو بتاتے تھے اور یہ میان توتے کی طرح گردن ہلا ہلا کر سنتے سب کچھ تھے - مگر دھیان جورواہی کی طرف تھا -

امام الدین - حضور نے خوب کیا کہ دو دن کی چھٹی دے دی جاکے بیوی سے مل آئیگا -

تراب علی - اے بس حضور سب سُن لے اور اس کان سے سُنے اُس کان سے اُڑا دے جان عذاب مین کہ کیونکر سمجھاؤن - کبھی تو مین جھلا اُٹھتا تھا

کبھی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کبھی بھیّا بابا کرکے سمجھاتا تھا۔ خیر صاحب پکار ہوئی۔ صاحب اجلاس پہ بیٹھے تو پھر تو حضور۔ بس کچھ نہ پوچھیے بس حضور۔

نواب ۔ امام الدین خان یہ بھی لڑھکے۔ ایک لفظ کہینگے اور بیس بار بس حضور۔

امام الدین ۔ اجی اب صاف صاف کہ دونا جھٹ پٹ۔

تراب علی ۔ بس حضور۔

نواب ۔ پھر وہی بس حضور۔

تراب علی ۔ (چسکی لیکر) آپ تو کہنے نہین دیتے۔

نواب ۔ اور سنیے اب ہمکو ڈپٹنے لگے آپ۔ خیر صاحب فرمائیے۔

تراب علی ۔ بس پھر پہونچے۔ اجلاس پر صاحب پوچھتے ہین باپ کا نام کہتا ہی خداوند میرے بال بچے بہت ہین۔ دو ننھے ننھے لڑکے ہین۔ اور کیا معلوم کیا کیا بکتے رہا۔ صاحب بھی بہت ہی ہنسے۔ اتنے مین کونسلی نے مجھے بُلایا اور کہا مقدمہ بلٹا جاتا ہی حضور مین سیدھا سادہ مسلمان مین سمجھا کہ کونسلی بہکاتا ہے مجھے جس مین کچھ اور دے نکلون۔ مین نے کہا واہ صاحب تو ہنس رہے ہین اور آپ کہتے ہین مقدمہ بلٹا جاتا ہے۔ اُنھون نے کہا۔ تم نہین سمجھتا یہ بات صاحب جس سے ناراض ہوتا ہے ہنس دیتا ہے۔ بس ہنسے اور مقدمہ گیا۔ رنگ بُرا ہے اب۔ دو چار باتین کان مین کہدین مین نے گھسیٹے کو ایک ترکیب سے اجلاس ہی پر سمجھا دیا۔ تب تو میان گھسیٹے لگے فرائے اُڑانے پھر کیا تھا بنگئی بات۔ مگر واہ رے کونسلی دور ہی سے وہ وہ باتین بتائی ہین کہ واہ جی واہ۔

نواب ۔ دور سے! کیا اجلاس پر تمھاری طرف سے جوابدہی نہین کی۔

تراب علی نے کہا اے خداوند بھلا ایسے ایسے خفیف مقدمون مین کہین ولایتی کونسلی اجلاس پر جایا کرتے ہین۔ حضور انکے بڑے دماغ ہین۔ ہزارون کی آمدنی ہے ہزارون کی۔ بڑے خرچ۔ وہ کیا کسی کو کچھ سمجھتے ہین۔

توبہ توبہ آخرش صاحب مجسٹریٹ نے دو دو روپے جرمانہ کر دیے میں نے کھن سے پھینک دیے۔ اور حضور ایک محرر نے کئی بار دھمکایا کہ نواب صاحب کی گواہی ضرور ہونی چاہیے۔ اُنکے نام سمن جاری ہو۔

نواب صاحب نے کہا اُف غضب ہی ہو جاتا مگر کم جرمانہ ہونا بھی ذلت ہی۔ اب کونسلی کو شکرانہ بھی دینا ہوگا۔ کل جاکے دے آئے۔

امام الدین خان سے تراب علی نے کہا کیون بھئی بس ایک ہی جام پلاکر رہجاؤگے ؏

کہینگے ساقی مہوش سے آج اے سرشار
کہ ایک جام کے امیدوار ہم بھی ہین

اسکے بعد جلسۂ طرب برخاست ہوا۔

دور ساتوان

یہودنون کی پریشانی اور حضرات پولیس کی کارستانی

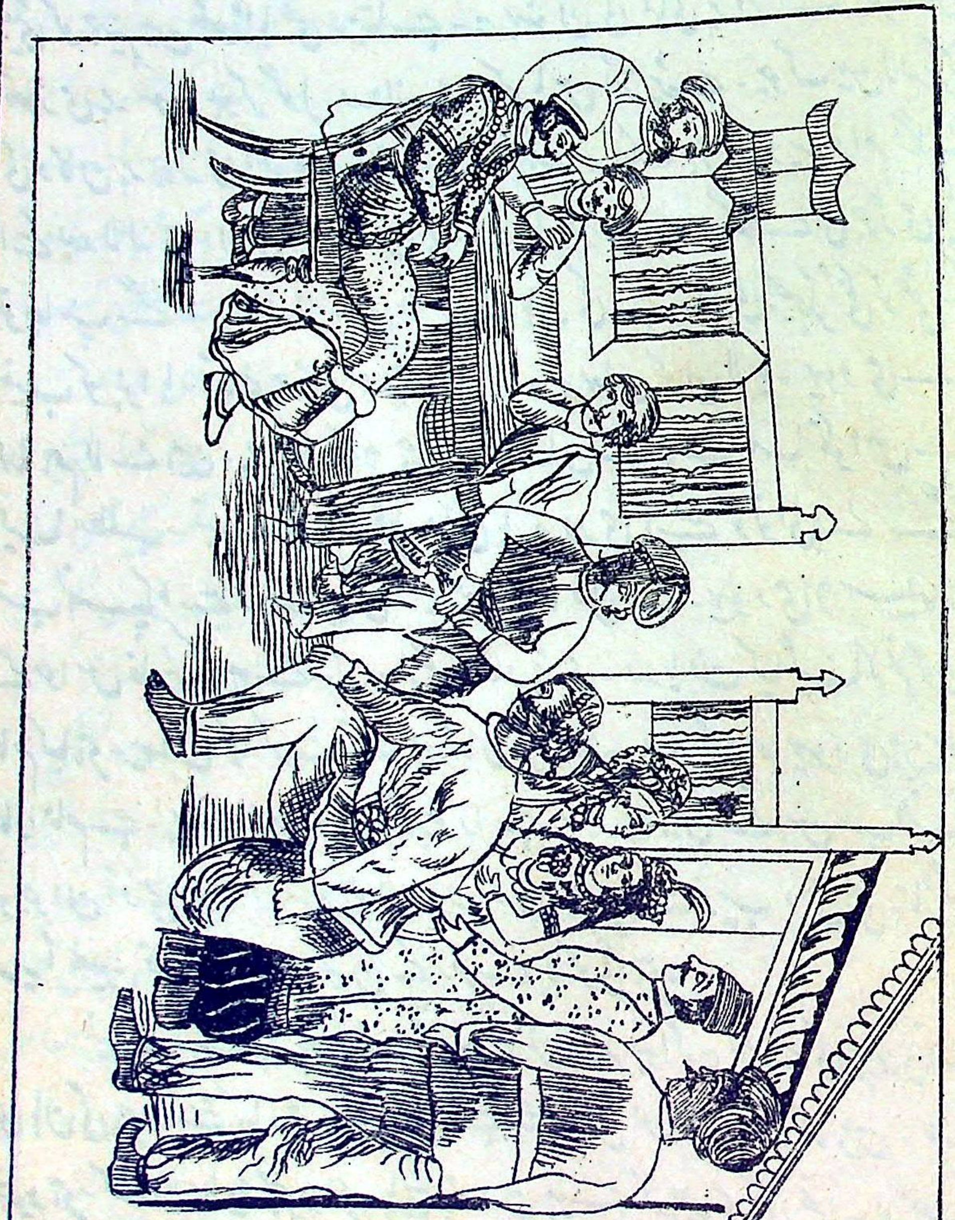

اُن مہوش لالہ رو سیم بدن عنبر مو یہودنون کے بھائی نے جو قیمتی جڑاؤ کڑے کی جوڑی پائی تو سوچے کہ ذرا بازار مین چل کے انکوائین تو کہ کتنے کی مالیت ہے۔ سیٹھ جی کی مشکی دو رکابہ گھوڑی پر جو بی شیرین لے آئی تھین سوار ہوے کوئی بیٹی کو جہیز مین گھوڑا بھی دیتا ہے۔ یہ بہنون کی کمائی پر اتراتے پھرتے ہین گھوڑی پر سوار ہو کر گول دروازے کے پاس اُتر پڑے۔ چوک مین لالہ ہرکچند کی دکان پر جوڑی انکوائی۔ اُنھون نے آنک کر ایک ہزار روپیہ دام لگائے۔ اسکے بعد لالہ نیم داس کی دکان پر آئے۔ اُنھون نے جو کڑے کی جوڑی دیکھی تو بھانپ گئے کہ یہ لالہ ایشری داس کے ہان کی ہے۔ آدمی بھیجکر اُنکی کوٹھی کے منیب کو بلوایا۔ اُسنے جوڑی دیکھتے ہی کہا۔ یہ یہان کون لایا۔ یہودی نے کہا ہم لائے ہین۔ پوچھا تم یہ جوڑی کہان سے لائے کہا تمکو اس سے کیا مطلب۔ منیب جی انکو پچھلی والی بارہ دری (یعنے کوتوالی) لے گئے سب انسپکٹر سے رپٹ کی گئی کہ یہ چوری کا مال ہے۔ یہودی (سلیمان) کے حواس غائب ہوگئے۔ کہ یہ اچھی افتاد پڑی۔ دریافت کیا گیا کہ تم کون ہو نام کیا ہے۔ یہان کیا کرنے آئے ہو کہان فروکش ہو۔ کہا ہم یہودی ہین سلیمان ہمارا نام ہے۔ یہان امین آباد کے چوراہے پر برج بن ٹکے ہین سب انسپکٹر نوجوان آدمی اور خوش رو جوان۔ وردی اسپر بہت زیب دیتی تھی۔ تاڑ گیا کہ یہ اُنھین قتالۂ عالم یہودنون کے زمرے کا کوئی ہے۔

منیب جی سے پوچھا لالہ یہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ یہ کڑے کی جوڑی تمھارے ہی ہان کی ہے۔ اُسنے کہا ہجور سنار موجود ہے جسنے بنائی اور کئی اور گواہ ہین۔ مینا کار موجود ہے۔ کندن ساج موجود ہے۔ پانچ چھ دن ہوے کہ چوری گئی تھی۔ پوچھا روزنامچے مین رپٹ لکھائی ہے۔ کہا ہان لکھا دی ہے۔ سلیمان سے دریافت کیا تم نے یہ جوڑی کہان پائی۔ کس سے بنوائی۔ کس سے مول لی سب کے جواب مین اُسنے کہا صاحب ہمارا مال ہے۔ اب کیا یاد ہے کب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بنوائی تھی - اور ہمارے پاس ہزارون روپیہ کا زیور ہے - کچھ یہی کڑے کی جوڑی تھوڑا ہی ہے - سب انسپکٹر نے اس سنار اور مینا کار اور کندن ساز کو بلوایا جس جس کے نام نیب نے لیے تھے اُن سب نے آن کے جوڑی پہچانی اور کہا یہ ہمارے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہر - جب سلیمان نے دیکھا کہ اب مین پورا چور اور مجرم بنا جاتا ہون - اور پولیس کے محرر نے کہا کہ حسب دفعہ ۱۱۴ تم چوری کے مال کی علت مین ماخوذ ہوے - تو یہ اور بھی چکرایا - صاف کہ دیا کہ یہ کڑے کی جوڑی ہماری بہنون نے ہمکو دی ہر تھانہ دار نے حکم دیا کہ جا کے انکی بہنون کو امین آباد سے بلا لاؤ - ان پری تمثال بہودنون کا تو ایک زمانہ عاشق تھا - کانسٹبل کے پہونچنے کے پہلے ہی ایک صاحب اُنکے ہان داخل ہوگئے اور کل معاملے سے مطلع کیا عورت ذات اور نوعمر ناتجربہ کار اور پردیس کا واسطہ - بڑی ہی بدحواس ہوئین اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین - اُسنے کہا چلیے میرے ہان چلیے - یہ سوچین کہ کیا معلوم یہ خبر صحیح ہے یا غلط - اور اگر صحیح بھی ہے تو اس اجنبی کے ساتھ کہین کیونکر جا سکتی ہین - کرایے کی ایک خالی گاڑی جا رہی تھی فوراً آدمی سے کہا کہ روک لے - اور بدحواسی کے ساتھ اُتر پڑین انکے اُترتے ہی بھیڑ لگ گئی - صدہا آدمی جمع ہوگئے - بفکرے ٹکٹکی باندھے کھڑے ہین - گاڑی تک جانے کو راستہ نہین ملتا - بہزار خرابی گاڑی تک پہونچین - سوار ہوئین تو کوچبین نے پوچھا کہان چلیے گا - کس امیر کی قسمت کھل گئی کہ چاند سورج کی جوڑی اسکے گھر جاتی ہے - یہ کوچبین کانا آدمی تھا واحد العین - اور بڑا مسخرہ اور شریر - شیرین نے کہا نواب صاحب کی کوٹھی پر چلو - تو وہ کہتا ہر - اے اس بھولے پن کے صدقے - حضور یہ لکھنؤ شہر ہی یہان گھر گھر نواب ہین - کسی کا نام تو لیجیے - نام انکو یاد نہین لیلی نے کہا اچھا سیٹھ جی کے ہان چلو - وہ بولا اے حضور آپ تو پہیلیان بجھواتی ہین - کون سیٹھ ٹھنٹھی مل کے ہان لیچلون - اسپر بفکرون نے آوازہ کسا - واہ بیٹا واہ - جیتے رہو -

کما کھاؤ گے۔ ٹھنٹھی مل کے پاس لیجاؤ یا گرڈ والون کی کوٹھی۔ چہارم تمھاری کہین نہین گئی۔ دوسرا بولا یہ گاڑی والا ہی یا لال کھان (خان) کٹنا۔ اتنے مین ایک جوان سا فقیر آگیا۔ خدا سلامت رکھے میری بھولی بھالی مس بابا کو۔ ان گورے گورے نازک نازک ہاتھون سے سائین کو آج دلوا دو۔ بلا جٹ بلا جٹ۔ ان پیارے پیارے گالون کی بچہاور سائین کو بھی مل جاے آج۔ اتنے مین ایک اور بے فکرے لنگاڑے بنے ہوے فقیر چنڈو خانے سے نکلے۔ بھر دے بھر دے شاہ جی کی توہی بھر دے ؎

رہین تا حشر زندہ یا الٰہی یہ مسی بابا
فقیرون کا سوال اک ماہرو تسے یہی ہی بس

ترقی پر ہو ہر دم یہ ادا و ناز روح افزا
زکات حسن دو بوسہ لب لعل شکر خا کا

کوچبین نے کہا میم صاحب گاڑی کو ان تماش بینون نے گھیر لیا ہی۔ جلدی بتایئے کہان جائیے گا۔ اتنے مین انکے آدمی نے برج سے کہا ارے میان سیٹھ گوچرمل کے ہان لے چلو۔ کوچبین نے لوگون کو ہٹا کر بگھی تیز کی۔ سیٹھ جی کی کوٹھی پر داخل ہوئی۔ خدمتگار نے اطلاع دی۔ حضور وہی بیبو نین آئی ہین اسوقت نصرت الدولہ انکے ہان بیٹھے ہوے تھے غنچۂ دل کھل گیا۔ بلاؤ بلاؤ۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔ فوراً بلاؤ۔ یار ہم قسمت کے دھنی ہین۔ سیٹھ جی نے کہا ؎

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر مین چلے آئینگے

اتنے مین وہ دونون پریان اتا البرق کہتی ہوئی آئین۔

سیٹھ۔ ہلو۔ بی شیرین جان صاحب سلام۔ مس لیلی گڈ مارننگ۔

شیرین۔ مرتے جیتے کی خبر بھی نہین لیتے ہو۔ سچ ہی یہ دیسیون کی کسکو پڑی ہی۔

سیٹھ۔ کیون کیون خیر باشد۔ اسوقت یہ سیدھا سادہ لباس کیسا ہی۔ اور یہ وحشت کیون برستی ہی۔ مگر جانی خدا گواہ ہی اس سادگی مین اس سے بڑھکر جوبن ہی اور یہ اسوقت میم صاحب بنکر آئی ہو۔

لیلی۔ تمھین میم اور جوبن کی سوجھتی ہی۔ اور یہان جان پر بنی ہے۔ ذرا ادھر آؤ تو کہین

ہوش اُڑے ہوے ہین۔

سیٹھ۔ انسے کچھ چوری نہین ہی جی۔ یہ ہمارے دوست ہین نواب نصرت الدولہ بہادر۔

شیرین۔ ہان ہم نے آپ کو دیکھا ہی۔ آپ اکثر کمیت گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے ہین۔

نصرت۔ زہے نصیب کہ آپ نے ہمین دیکھا۔ ہم تو اس قابل ہین نہین آپ پر تو تمام لکھنؤ کی جان جاتی ہی۔ مگر یہ اسوقت آپ نے وحشت ناک خبر سُنائی خیریت تو ہے۔ آپ کے دشمنون پر خدا نخواستہ کیا مصیبت پڑی ہی۔

شیرین نے مختصر طور پر بیان کیا کہ ایک جوہری کے لڑکے نے ہمین ایک کڑے کی جوڑی بھی سونے کی جڑاؤ۔ ہمنے کہا ایک جوڑی لیلی کے واسطے بھی نبالین بھائی کو دی کہ جا کے انکواؤ کتنے کی ہی وہان اُسکو پولیس والون نے گرفتار کر لیا کہ یہ چوری کا مال ہی۔ کوتوال نے ہماری طلبی کی ہمکو پہلے ہی سے معلوم ہو گیا تو گھبرا کے یہان بھاگ آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک آدمی نے آنکر عرض کیا سرکار ان دونون کی تلاش مین ایک تلنگا آیا ہی۔ کہا ٹھہراؤ۔ کپڑے پہنکر نصرت الدولہ اور گوجرمل کوتوالی چلے۔ اور وہ دونون اپنی کرائے کی گاڑی پر گئین۔ اِدھر یہ دونون رئیس زادے اُدھر وہ دونون پریزادین پچھلی والی بارہ دری سے یعنے کوتوالی مین داخل ہوئین۔

ان رئیس زادون کو دیکھکر سب انسپکٹر سمجھ گیا کہ سفارشین آنے لگین اگر کوئی اور بنیا مہاجن ہوتا تو تھانہ دار ڈپٹ دیتا۔ مگر سیٹھ جی کا تمام شہر احسانمند تھا۔ اور نصرت الدولہ بھی ایک نامی اور یارباش رئیس تھے۔

یہان اسقدر کارروائی ہو چکی تھی کہ روزنامچے مین چوری کا جرم درج ہو گیا تھا تھانہ دار کے دل کی اسوقت عجب کیفیت تھی۔ بار بار کنکھیون سے اُن بتان سیمبر رشک قمر پر نظر غلط انداز ڈالتا تھا اور دل ہی دل مین سیٹھ جی کو کوستا جاتا تھا کہ اُنکے سبب سے دال نہ گلنے پائیگی۔

تھانہ دار - کوئی کڑے کی جوڑی آپ نے اپنے بھائی کو دی تھی۔

شیرین - (گوجر مل کی طرف دیکھکر) جی ہان دی تھی۔

تھانہ دار - سیٹھ جی صاحب آپ بڑے خوش نصیب آدمی ہین (یہودنون سے) آپ نے کہان بنوائی تھی۔

شیرین - ہمکو ایک جوہری کے لڑکے نے دی تھی جو گھوڑے پر چڑھ کے نکلتا ہی چاندی کا اسباب گھوڑے پر ہی۔

اس جوہری بچے سے سب واقف تھے۔ اتنا پتا سنتے ہی نیب جی کے تو ہوش اُڑ گئے اور تھانہ دار اپنے دل مین سوچا کہ آج بڑی لمبی رقم چیرونگا۔ اور عمداً وقصداً اُسکے اظہار قلمبند نہین کیے۔ نیب جی کی طرف دیکھکر کہا۔ سنا لالہ جی گھر ہی مین چوریان کرو۔ اور پولیس کو بدنام کرو اب بتاؤ خاک مین عزت مل جائیگی یا نہین۔ نیب جی کا رنگ فق اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ نواب صاحب مع جھمن اور تراب علی کے کوتوالی مین رونق افروز ہوے شیرین اور لیلی نے سلام کیا۔ مسکراتے ہوے آگے بڑھے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی نے کہا۔ اَین میان تم یہان کہان۔ کہا جہان تم وہان ہم۔ تھانہ دار نے استادہ ہو کر سلام کیا۔ کہا خان صاحب ذرا یہان آیئے گا علیحدہ کمرے مین تھانہ دار اور نواب صاحب مین گفتگو ہونے لگی۔

نواب - بھئی اس مقدمے کو بہت طول نہ دنیا۔ خبردار۔

خان - (تھانہ دار) بڑا نازک ہو گیا ہی مقدمہ۔ نیب نے تو چوری کا مال لکھوایا۔ اور کئی دن پہلے روزنامچے مین رپٹ بھی لکھائی گئی ہی۔ اور اس یہودن نے صاف صاف کہ دیا کہ اُس جوہری بچے نے دی ہی۔ جو گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتا ہی اور چاندی کا ساز ہی۔ ہم بے چالان کیے نہ رہینگے۔ اگر ان بنیے مہاجنون جوہریون کے ساتھ رعایت کرین تو کھائین کیا۔ دس روپے روز کا تو خرچ ہی یہ کہان سے آئے جناب۔ آپ اس مقدمے مین نہ پڑیے۔ ذرا دور دور سے تماشا دیکھیے۔ بڑی خوش نصیبی سے یہ مقدمہ آیا ہے۔ یہ یہودنین بھلا یون ہتے چڑھنے والی تھین۔ اب لونڈیان بنی ہوئی ہین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب۔ یہہ دنون کی طرف نظر بد سے نہ دیکھیے گا۔ اتنا یاد رہے۔

تھانہ دار۔ (ہنسکر) ہان ہا یہ فرمائیے۔ اچھا صاحب۔ دوست کے مال پر نظر نہ ڈالینگے مگر اس جوہری سے تو بھرپور رقم لونگا۔

نواب۔ اور مروت بھون کھائی لعنت ہی تمپر۔

تھانہ دار۔ گھوڑا گھانس سے یارانہ کرے تو بھوکون مرے۔ ایسی مروت سے بندہ درگذرا۔ اگر ابھی تک سویرا ہی کہ روزنامچے مین ہم نے کچھ لکھا نہین ہی۔ منیب کو بلاکر سمجھا دیجیے کہ لالہ بکوڑی مل کو سمجھا کر ایک توڑا فوراً لے آئین ورنہ وہ ہین اور کوتوالی اور عالم باغ کا میدان۔

منیب جی بلائے گئے۔ کہا لالہ آج ہی تو پھنسے ہو۔ اب ہاتھ گرماؤ یا چکی پیسو جاکے۔ یا روپے کا منھ دیکھو یا عزت کو عزیز رکھو۔ نواب صاحب نے کہا چلو ہمارے ساتھ تمھارے لالہ ہی نے ہمکو بھیجا ہی۔ تھانہ دار اپنے بنج کے ملازم گنیڈا سنگھ کی معرفت رشوت لیا کرتا تھا۔ اُسکو بھی ساتھ کر دیا۔ راستے مین منیب جی کی زبانی معلوم ہوا کہ جوہری بچہ اپنے خاندان اور کل ارباب قوم کے خلاف شرابخوار ہو گیا ہی۔ اسی قسم کی کئی حرکتین شراب کے نشے مین اس سے سرزد ہو چکی ہین۔ ایک روز تین دوشالے کھڑے کھڑے جلا دے۔ ایک روز پڑوس کے مکان مین ایک کھار کے گھر مین کود پڑے۔ کھارن نے غل مچایا۔ بڑا فضیحتا ہوا۔

نواب صاحب۔ دل ہی دل مین سوچے کہ جدھر دیکھو اس شراب کی کثرت اور جس سے سنو اسی مردار کی شکایت ہی۔ اپنی اور سیٹھ جی کی بے اعتدالیان یاد کرکے افسوس کیا۔ انکو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ جوہری بچے نے شراب ہی کے نشے مین کڑے کی جوڑی چُرا کے دی ہوگی۔

جوہری کی کوٹھی پر پہونچے تو لالہ نیم جان بوڑھے آدمی۔ چہرے کا رنگ فق۔ کہا نواب صاحب کو آج ہم نے بڑی تکلیف دی مگر اور ہمارا کون ہے جو اس وقت کام آتا۔ نواب صاحب نے سارا حال کچا چٹھا کہہ سنایا۔ ہزار روپے کی رقم جانے کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اسقدر افسوس ہوا کہ رونے لگے۔ تھوڑی دیر کی سرگوشی کے بعد گینڈا سنگھ کو چار سو روپے دیے اور کہا ہم ابھی کوتوالی ہو آتے ہین۔ دو سو کل دیے جائینگے۔ کوتوالی مین جا کر تھانہ دار کو سمجھا دیا کہ چھ سو پر قناعت کرو۔ اُسنے فوراً انکو ایک ترکیب بتائی۔ اور پٹی پڑھا کر یون کارروائی کی۔

تھانہ دار۔ شیرین جان تمکو یہ کڑے کی جوڑی کسنے دی۔

شیرین۔ ہمکو سیٹھ گوجرمل نے دی۔ ہم انکو انگریزی گانا اور پیانو بجانا سکھاتے ہین۔

تھانہ دار۔ آپ نے یہ جوڑی انکو دی تھی سیٹھ جی صاحب۔

سیٹھ۔ جی ہان۔ خاص میری بنوائی ہوئی جوڑی ہے۔

تھانہ دار۔ نیب جی اگر یہ کڑے کی جوڑی آپ کی ہے تو وزن ضرور یاد ہوگا۔

نیب۔ ہان سرکار۔ اسکا وجن ایسا کہ آٹھ توے سے ماسا دو ماسا کم ہوگا پہ جیاستی نہین ہوئیگا۔

تھانہ دار۔ سیٹھ جی۔ آپ کی جوڑی کا کیا وزن تھا۔

سیٹھ۔ نو تولے دو ماشے۔

سونا تولا گیا تو ٹھیک نو تولے دو ماشے نکلا۔

نیب جی دست بردار ہوئے۔ تھانہ دار نے انکو ضمانت پر رہا کر دیا۔ اور صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین رپورٹ کر دی مقدمہ داخل دفتر۔

دوسرے روز میان چھمن خبر لائے کہ خداوند کچھ اور بھی سُنا۔ پولیس والے سو روپے سیو دونون سے بھی لے مرے حضور تو جوہری کے ہان گئے تھے۔ اور نصرت الدولہ بہادر اور سیٹھ جی کو باتون مین لگایا اور دو برق انداز سلیمان کو علیحدہ ے گئے۔ کہا بچہ دس برس کو بھیجے جاؤ گے۔ اور یہ دونون چھ چھ مہینے جیلخانہ بھگتینگی تھانہ دار صاحب کو دو سو روپے نذر دو تو بچنے کی صورت نکلے ورنہ چکی پیسو جا کے سنے بڑی خوشامد کی تب جا کے سو روپیہ پر راضی ہوے اور اسی وقت سو روپے کا نوٹ دھر والیا۔ مگر یہ رقم بالائی یار لوگون نے اوپر ہی اوپر اڑا دی۔

تیسرے روز خبر آئی کہ جس برج کو حضور پری منزل کہتے تھے اُسکی پریان اُڑ گئین کمرے خالی پڑے ہین۔ دو ایک آدمیون کی زبانی سُنا کہ لکھنؤ کے حضرات ذات شریف سے اسدرجہ گھبرائین کہ بھاگ گئین۔ اسی حرص مین سیٹھ جی اور نواب نصرت الدولہ بہادر آئے تو بدحواس کہرام مچگیا ہاے ستم واے ستم۔ وا دردا۔ وا مصیبتا۔ نواب غضب ہو گیا۔

آج ہوتا ہی دلا ورد جو میٹھا میٹھا
دھیان آیا ہی تجھے کس کے لب شیرین کا

سیٹھ۔ شہر چھوڑ کے جنگل بسانے کو جی چاہتا ہی۔

گریبان پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اسمین جنون کا کارخانہ ہی

یار مین تو دیوانہ ہو جاؤنگا کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دور آٹھواں

بیگم صاحب کا روٹھنا۔ نواب کا منانا۔

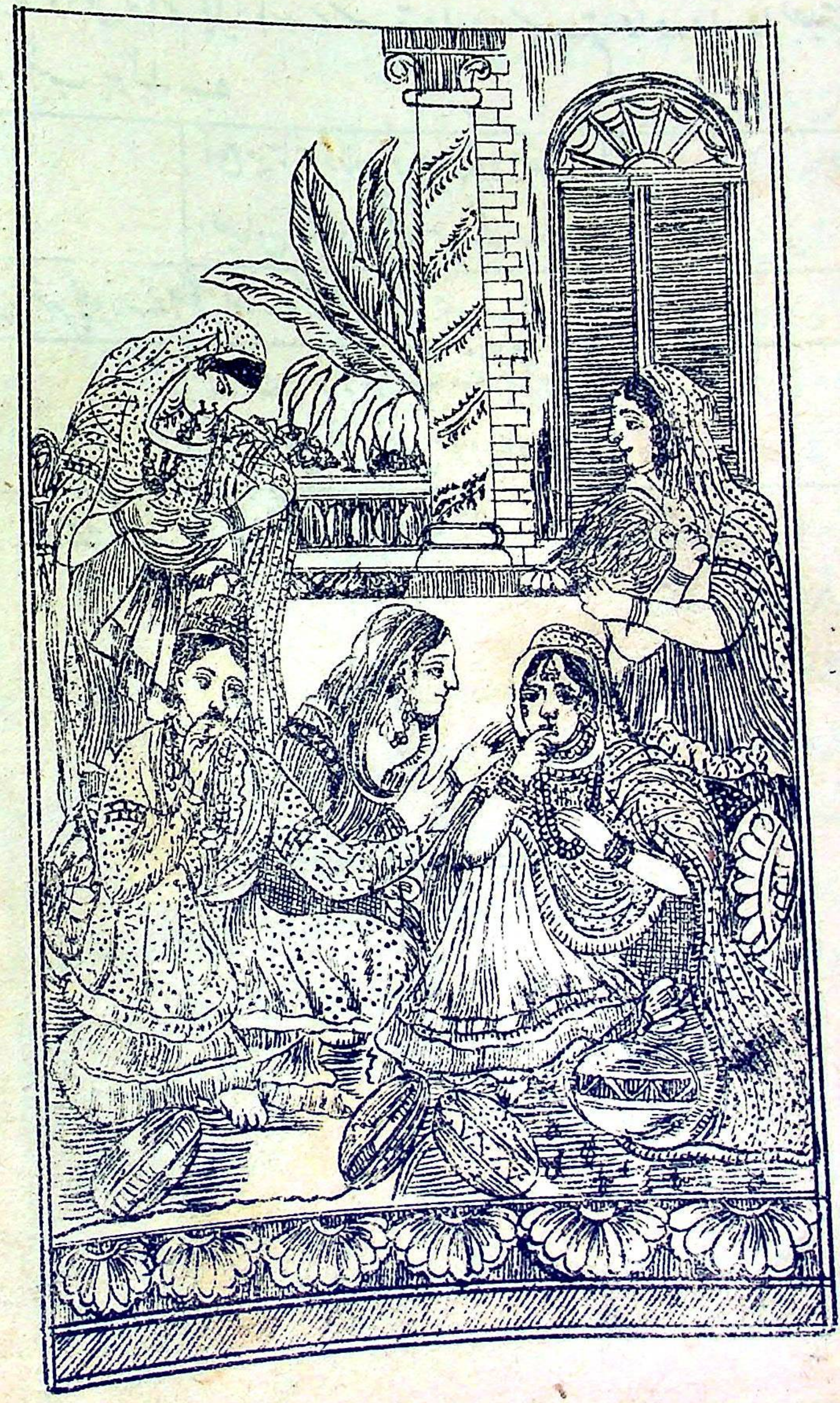

کئی روز کے بعد نواب صاحب دربار برخاست کرکے شب کو محلسرا تشریف لے گئے۔ سوچتے جاتے تھے کہ آج بیڈھب سامنا ہے ڈیوڑھی مین قدم رکھا تو مغلانی کی وہی چھوکری جس نے مسکرا کر کہا تھا کہ ہوا کھانا مبارک ہو۔ چمک کر سامنے آئی اور مسکرائی۔

رئیس زادہ۔ (آہستہ سے) یہ آج مسکراتی بہت ہین آپ۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور آپ ہمسے ڈرا کیجیے۔

رئیس زادہ۔ تم سے تو نہین ہان تمھاری رسیلی نشیلی انکھڑیون سے البتہ ڈرتے ہین ان دونون بدمستون نے از خود رفتہ کر دیا یہ چشم مخمور بھی بد بلا ہی۔ ظالم مظلوم نما ہی شوخی کوٹ کوٹ کر امین بھری ہی واللہ کیا آنکھ ہی۔ ؎

چشم خونخوار تو ازبسکہ سیہ کار افتاد
آنقدر بادہ کشتی کرد کہ بیمار افتاد

مغلانی کی چھوکری۔ نہین ایمان کی قسم اب ہم سے حضور ڈرتے رہین۔

رئیس زادۂ والا تبار گردون مدار نے اُس ملیح نوخیز کے حسب حال یہ کلام بادل پُر درد بصد حسرت پڑھا ؎

ای کہ سر حلقۂ خوبان سیہ فام توئی
چشم بد دور کہ خال رخ ایام توئی
گرچہ سر تا بقدم آمدہ نسخہ کفر
کعبہ را مردمک دیدۂ اسلام توئی

مغلانی کی چھوکری۔ آج چھوٹی بیگم صاحب کی طبیعت بے مزہ ہے ذری۔ جانی کیا سبب ہی۔

رئیس زادہ۔ کیون کیون خیر تو ہی۔

مغلانی کی چھوکری۔ ای کیون کیون کا ہیکی۔ مارے غصے کے اور کیون کیا ننھے بنے جاتے ہین۔

رئیس زادہ۔ کس پر بد دماغ ہوئین۔

مغلانی کی چھوکری۔ حضور پر۔

رئیس زادہ۔ این! ۔ قصور۔ خطا۔ گناہ مین نے کیا کیا بتاؤ ظہورن (مغلانی

کی چھوکری کا نام تھا)

ظهورن - حضور سو چین ہمکو تو تعینات کیا ہی کہ ٹوہ لیتے رہین-

رئیس زاده - کیا سوچون - ذہن کام نہین کرتا - اُنھون نے کسی زیور کی فرمائش کی ہو اور مین نے نہ بنا دیا ہو تو کہون اس سے بد دماغ ہو گئین - اُنکی خاطر داری تواضع دلجوئی نہ کرتا ہون تو اُنکو بُرا ماننے کا موقع ہی خدا ہی خیر کرے -

ظهورن - ہان یہ تو ٹھیک ہی مگر اب کیا کہون -

رئیس زاده - (آہستہ سے چٹکی لیکر) بتاؤ تمھین خدا کا واسطہ -

ظهورن - (ہاتھ کو زور سے جھٹک کر) بس ذری الگ ہی رہیے گا -

رئیس زاده - شعر کے طرز پر ؎

ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر ای تری قدرت
ہمارے نام سے اب ہاتھ وہ کانو پر دھرتے ہین

ظهورن - اوپر آئیے گا تو معلوم ہو گا -

رئیس زاده - تم ساتھ چلو جانی -

ظهورن - چہ خوش چرا نباشد - واہ جانی وانی نہ کہیے گا -

رئیس زاده - چلو ہمارے سر کی قسم -

ظهورن - ای حضور قسم نہ دیجیے آپ تو غضب کرتے ہین - واہ وا -

رئیس زاده - اگر ہمارا کچھ خیال ہی تو ساتھ چلیے -

ظهورن - اچھا چلیے کل کو کہین یہ اُلہنا نہ دیجیے کہ کہا نہ مانا -

رئیس زاده - (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) چلی آؤ چپکے چپکے -

ظهورن - (ہاتھ چھوڑا کر) یہ چھیڑ خانی رہنے دیجیے مین اس طرح ساتھ جاؤن تو خود بھی نکالی جاؤن - بس حضور اپنی عنایت تہ کر رکھیے - یہ آج تو بڑی مستیون پر ہین آپ -

رئیس زاده - اچھا آپ پہلے چلین - خداوند بُرا نہ مانیے -

ظهورن - ہماری مجال ہی بھلا - جب مین پہونچ جاؤن اوپر تب قدم اُٹھائیے گا

بدگمانی سے ڈریے۔

چھت پر جو پہونچے تو دیکھا کہ انکی چاہیتی بیوی ایک نازک مسہری پر خواب ناز مین ہین فرش صاف جیسے بگلے کا پر نزاکت کا یہ عالم کہ سایے سے بھی کمر نازک لچکنے لگے چھوٹی بیگم گلبدن کا پائجامہ پہنے تھین اور سفید باریک تن زیب کا دوپٹہ کھسک کر آدھا مسہری کے داہین طرف لٹک رہا تھا زلف پریشان تکیے پر بکھری ہوئی تھی کچھ بال بل کھائے ہوے گوری گردن کے اردگرد کالی ناگن کی طرح لہرا رہے تھے ظہورن نے جاکر آہستہ آہستہ جگانا شروع کیا مگر ڈرتے ڈرتے۔

ظہورن - چھوٹی بیگم صاحب چھوٹی بیگم صاحب بیوی اے حضور ذری آنکھ تو کھولیے دیکھیے سرہانے کون کھڑے ہین۔

رئیس زادہ - مکر کیے پڑی ہین۔

ظہورن - حضور اب آپ جانین آپ کا کام جانے مین تو جگا چکی۔

رئیس زادہ - ذرا ہاتھ پکڑ کر ہلاؤ۔

ظہورن - اب حضور ہی اتنی جرأت کرین۔

رئیس زادہ - (گدگدا کر) اُٹھو۔

ظہورن - اُٹھیے حضور ہمکو تو حکم دیا تھا کہ ذری چھوٹے نواب صاحب کی چال ڈھال کو دیکھتی رہنا اور وہ ہمسے کہ دنیا ادر خود سو رہین۔

رئیس زادہ - اخاہ - یہ جب ہی تم کہتی تھین ظہورن کہ ہمسے ڈریے آپ - خیر صاحب اب ڈرا کرینگے۔

ظہورن - جی اور کیا۔

رئیس زادہ - اے صاحب اُٹھیے - اُٹھو تمھین خدا کی قسم - ہمین ایک گلوری بنادو بس پھر چاہے سو رہو۔

بیگم - کیا ہی کیا - جہان اتنی دیر رہے وہین جاؤ وہین گلوریان بنواؤ۔

رئیس زادہ - آئین! خدا خیر کرے - یہ نئی بات سنئے مین آئی -

ظہورن - کسی نے آپ کی طرف سے کان بھر دیے ہین -

بیگم - اسوقت سر مین درد ہی بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہے اب صبح کو صاف صاف بیان کرینگے سونے دو -

رئیس زادہ - درد سر اور نیند! خیر اچھا سو رہو اِسوقت -

معشوقۂ نازنین اور ہمخوابۂ مہ جبین کو نواب زادہ با تمکین نے خشگین اور چین بہ جبین جو پایا تو آہستہ سے قدم اُٹھایا اور دبے پانون جاکر پرند مشکین کو رخ انور سے ہٹایا اور گوش صفا کوش دلبر ناز فروش کے قریب یون فرمایا ؎

چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو
بگو بگرد سر بد گمانیت گردم

حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا اسرار ہی کہ یہ فتنۂ خوابیدہ بر سر پیکار ہی اور صورت سے اس درجہ بیزار ہی کہ آدھی بات تک نہ پوچھی آنکھ تک نہ کھولی میدان فکر مین عقل کے گھوڑے لاکھ دوڑائے مگر منزل مقصود تک نہ پہونچنے پائے سوچے کہ ابھی کل تک تو یہ کیفیت تھی کہ ہماری جدائی ایک آنکھ نہین بھاتی تھی ذرا دیر ہوئی تو پیش خدمت پر پیش خدمت آتی تھی چلیے بیگم صاحب یاد فرماتی ہین صبح سے صورت بھی نہین دیکھی بیقرار ہوئی جاتی ہین اور آج ایسی بگڑی ہین کہ روٹھنے کے آثار صاف عیان ہین رنجش و ملال کی باتین نمایان ہین چہرۂ زیبا پر نقاب ہی - آفتاب عالمتاب تہ سحاب ہی - ؎

نیم موسی نقاب از چہرہ بردار
نمی آید خوشم این لن ترانی

حضرت نے گدگدانا شروع کیا تب تو چھوٹی بیگم نے نزاکت سے ہاتھ جھٹک کر چادر کو خوب زور سے لپیٹ لیا تو نواب صاحب نے چادر کے چھیننے کا قصد کیا -

اس چھینا جھپٹی کے بعد نواب نے خوب دل کھول کر گدگدایا کئی بار چھوٹی بیگم نے چٹکیان لین کئی مرتبہ جھلا کر انگلیون کو یون ہی سا کاٹ کھایا -

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

میان بیوی کی لڑائی جیسے۔ ساون بھادون کی جھڑی ایک چھینٹا پڑا اور کھُل گیا۔ ابر محبت سے غبار کلفت دھل گیا الغرض شکر رنجی ع

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

اور اس روٹھنے منانے بگڑنے اور گدگدانے مین بھی لطف ہے۔ یہ خیالات نواب زادہ والاتبار کے دل مین آئے تو خوب ہی مسکرائے۔ سے

بگاڑ بھی نہین آنکا بناؤ سے خالی
نہ جاؤ عاشق ومعشوق کی لڑائی پر

نواب ۔ تم ایسا روٹھین کہ میرے آئے حواس غائب ہو گئے۔

بیگم ۔ یہ ٹھنڈی گرمیان رہنے دیجیے بس۔

نواب ۔ (ہنسکر) کیا ہی کیا۔

بیگم ۔ یہان سوکھے ٹھٹے کسی کو پسند نہین۔

نواب ۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی۔

بیگم ۔ تمھین سوجھو۔

نواب ۔ یاآلہی کچھ سمجھ مین ہی نہین آتا سوچون کیا خاک جب کوئی بات بھی ہو۔

بیگم ۔ اپنے ہی دل سے پوچھو۔

نواب ۔ دل تو قابو ہی مین نہین ہی۔

بیگم ۔ دیکھا۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

دل قابو ہی مین نہین۔ کاہے سے بے قابو ہو گیا۔ خدا ناکردہ کون ایسی سختی اٹھائی یہ بے قابو کاہے سے ہوا۔

نواب ۔ تمھاری خفگی سے۔

بیگم ۔ بجا۔ تمنے کہا اور مین نے مانا بندی کا میکا بھی اس لکھنؤ ہی مین ہے کرسی مین نال نہین گڑی ہے۔ ہماری خفگی سے آپ کا دل بے قابو ہو گیا

کیون صاحب؟ بجا۔ ایسے انیلے ہم نہین ہین کسی کے خفا ہونے سے دل بے قابو نہین ہوا کرتا۔

نواب۔ یہ بدگمانی! خدا حافظ ہی۔

بیگم۔ دل جب بے قابو ہوتا ہی کہ جب کسی کے قابو مین آجائے۔

نواب۔ اَیُن! اوچھا جی۔ این گل دیگر شگفت۔

بیگم۔ مین تو تم پر جان دون تمھاری تصویر تک کی دن مین سیکڑون باری بلائین لون اور تم یہ ہتکھنڈے سیکھو کہو دل جلے یا نہ جلے۔

نواب۔ آلہی خیر۔ آلہی خیر۔

بیگم۔ کیا ننھے ہین (منھ چڑا کر) الٰہی خیر۔ الٰہی خیر۔ جانو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب۔ قسم جناب امیر کی۔

بیگم۔ چلو بس قسم وسم نہ کھاؤ لڑکورے گھر مین جھوٹی قسمین کھانا گناہ ہی۔

نواب۔ تو جب جھوٹی قسم ہو نہ۔

بیگم۔ (پلنگ سے جھپٹ کر اٹھین) اور اوپر سے باتین بناتے ہو۔

نواب۔ اے تو کچھ کہو تو منھ سے (بیگم کے سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ۔

بیگم۔ (منھ پر ہاتھ رکھکر) بس بس (رک کے) آگے اور کلمہ نہ نکلے ہان ہم ایسی سنتے نہین ہین۔ ہمارا سر بھی کوئی کدو مقرر کیا ہی آپ یہ قسم بازی تہ کر رکھیے۔ اُسی موئی بالڑی کے سر کی قسم کھاؤ جسکے پھیر مین پڑے ہو۔

نواب۔ یہ آج تمنے سوگ نشینون کی وضع کیا بنائی ہی۔

بیگم۔ (ہاتھ زور سے پٹک کر) مین کہتی ہون تمھین یہ آج ہو کیا ہی جو اول جلول منھ پر آتا ہی بے دھڑک بک دیتے ہو سوگ نشین ہون ہمارے دشمن واہ کہین سبزی تو نہین پی آئے ہو۔

نواب۔ جی ہان بھنگ پی ہی۔ تمنے آج یاقوتی ضرور کھائی ہی تمھاری زبان

کترنی کی طرح چلتی ہی۔

بیگم۔ پھر آپ کے تو خیر سے ابھی داڑھی بھی نہین۔

نواب۔ (ہاتھ مین ہاتھ دے کر) اب جی خوش ہو گیا بس۔

بیگم۔ ہوا ہو ہمارے تو دل کا کنول بجھا جاتا ہی۔

نواب۔ (پیشانی کا بوسہ لیکر) واسطے خدا کے بتاؤ تو یہ روٹھی کیون ہو۔

بیگم۔ اچھا اب کی پھر میرے سر پر ہاتھ رکھو کہ ہمین کچھ نہین معلوم۔

نواب۔ (سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم جو مجھے معلوم ہو۔

بیگم۔ ہاے غضب مین فقط تمھین آزماتی تھی اُف ہمارے سر کی قسم کھائی غضب خدا۔ !!!

نواب۔ خدا ہی سمجھے جو مین کچھ بھی سمجھتا ہون۔

بیگم۔ کیا اُڑتے ہین ہمسے۔

نواب۔ خیر اب مین اصرار نہ کرونگا (تنک کر) اس بدگمانی کا علاج ہی نہین اللہ ری بدگمانی۔

بیگم۔ اچھا یہ آج ابھی تک، غائب کہان تھے آپ۔ شام کے گئے گئے اتنی رات جاکی آئے۔ جانے کیا کیا بُرے خیال جاتے تھے۔

نواب۔ ہوا کھانے گیا تھا اور گیا کہان تھا۔ یہ بھی گناہ ہی۔

بیگم۔ یہ اُڑان گھائیان کسی اور کو بتائیے۔

نواب۔ کہا نہ کہ اس بدگمانی کا علاج ہی نہین ہاری مانو نہ جیتی مانو۔

بیگم۔ آپ کو ہوا لگی ہی۔

نواب۔ (ہنسکر) تمھین سودا ہو گیا ہی۔

بیگم۔ بجا۔

نواب۔ آخر مین کوئی دودھ پیتا بچہ ہون جو سر شام سے گھر مین گھس رہون ساری خدائی کے خلاف باتین کرتی ہو۔

بیگم - ہان نواب تک دودھ پیتے ذری سارسے بچے تھے اب آج رات سے جوان ہوگئے - ہی نہ۔

نواب - ایک ڈاکٹر نے کہا ہی کہ صبح شام ہوا کھانے سے طاقت آتی ہی۔

بیگم - اس ڈاکٹر نگوڑے کا سر۔ نہ کہین جاؤ نہ آؤ اور سینے اللہ جانتا ہے۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ ورنہ مہنا متھ مچاؤنگی اور جو اپنی دالی پر آئی تو پھر خوب سا تماشا بھی دکھاؤنگی۔

نواب - ٹھیک ٹھیک بتا دون پھر۔

بیگم - ہان اور جھوٹ بتاؤ گے تو کیا مین جان نہ جاؤنگی۔

نواب - مین وہان گیا تھا سمجھ جاؤ بس۔

بیگم - ہان ہان آپ مسکرانے کیا ہین کیا جھوٹ بھی ہی۔

نواب - شان خدا۔

بیگم - سُنا ہوا ہی سب۔

نواب - (بوسہ لیکر) تم ہمسے اسدرجہ بدگمان ہو۔

بیگم - ہین ہی۔

نواب - اچھا پھر کچھ دن مین تمھین خود ہی معلوم ہو جائیگا۔

بیگم - ای ہی کچھ دن مین تو تم کھُل ہی کھیلوگے۔

نواب - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی۔

بیگم - اور یہ نیچے چپکے چپکے ظہورن سے باتین کیا ہوتی تھین۔

نواب - کس سے -؟

بیگم - تمسے تمسے اور کس سے - ہونہہ! کس سے۔

نواب - مجھسے؟ کب؟

بیگم - (چٹکی لیکر) ابھی ابھی جب ادہر آتے تھے اور کب؟

نواب - کچھ نہین - باتین کیسی۔

بیگم ہان! بلاؤن ظہورن کو قلعی کھُل جاے۔ کچھ نہین! ہم سب سُن رہے تھے۔

نواب۔ تم تو یہین دیکھتا ہون اب اُڑتی چڑیان پکڑنے لگین۔

بیگم۔ کیسی کچھ۔ جب تم نے کہا کہ اوپر تم بھی ساتھ چلو تو اُسنے کہا کہ مین نہین جانیکی پہلے آپ جائین۔

نواب۔ اچھا پھر اس اتنے کہنے مین بھی کچھ گناہ ہوا۔

بیگم۔ گناہ نہین ہوا اگر تم نے چھپایا تو۔

اتنے مین کالی گھنیری گھٹا جھومتی ہوئی اُٹھی اور چوطرفہ تاریکی چھاگئی تھوڑی دیر مین بجلی لوکنے لگی اور رعد نے سوتون کو خواب سے جگایا۔ ایک دم کے دم مین ننھی ننھی بوندین ٹپ ٹپ گرنے لگین۔

بیگم۔ چلیے مسہری اور پلنگ اُٹھائیے۔

نواب۔ ٹھہرو ظہورن کو بلالین۔

بیگم۔ (چین بہ جبین ہوکر) پھر وہی بات۔

نواب۔ نہین نہین بھول گیا بھول گیا خطا ہوئی مین نے تمھاری تکلیف بچانے کے لیے کہا تھا مجھے کیا نہ سہی۔

بیگم۔ تو ہاور اتنی لونڈیان باندیان اصیلین مغلانیان ماما چھو چھو بھری ہوئی ہین اُنکا کسی کا نام نہ چھوٹا (منھ بناکر) ظہورن کو بلاؤن۔؟

نواب۔ (ہنسکر) توبہ۔

اتنے مین ایک لونڈی آئی اور آتے ہی زینے کے پاس سے چلائی کہ حضور لونڈی حاضر ہی۔ الغرض پلنگ کمرے کے اندر بچھایا گیا اور مسہری بھی آدھی بھیگ چکی۔ جب اندر گئے تو نواب صاحب نے ٹھنڈی ہوا سے مسرور ہوکر یہ اشعار بہ لحن باربدی پڑھنے شروع کیے۔ ؎

پیک فرخندہ فال آپہونچا
پھر پیام وصال آپہونچا

پھر مبارک ہو صحبت ساقی
موسم برشکال آپہونچا

اُڑ کے اب جائیگی کہان بطِ مے
ابر باران کا جال آپہونچا

بیگم۔ اہا ہا کیا ٹھنڈک ہے اسوقت ہان یہی شعرین پڑھتے جاؤ۔

نواب۔ اس مین ایک شعر بہت اچھا ہے دیکھو برسات کی تعریف مین کچھ اشعار پڑھین سنو گی۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پڑوس سے گانے کی آواز آئی اُسوقت کا سمان بھی قابل دید تھا بلکہ دید تھا نہ شنید تھا کالی کالی گھٹا چوطرفہ چھائی ہوئی۔ مینھ جھماجھم برس رہا ہے رعد کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا اور بھی لطف کی آگ کو بھڑکاتا ہے کمسن ماہرو نوخیز میان بیوی ایک سجے سجاے کمرے مین میٹھے مزے مزے سے باتین کرتے ہین ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرتے ہین اور پڑوس مین گانا ہو رہا ہے سمجھے دائرے والا گت بجاتا ہے مطرب اپنے فن کے جوہر دکھاتا ہے کیسا ہی غنچہ طبع کیون نہو یہ سمان اُسکی بیکلی کو دور کردے انقباض خاطر اور ملال طبیعت کو کافور کردے۔

نواب نامدار وجم اقتدار اور اُنکی زوجہ مقدسہ رشک بتان فرخار کو گائیکی آواز ایسی بھائی کہ کھڑکی کھول کر دونون نے چپکے چپکے تاک جھانک لگائی تو دیکھتے کیا ہین کہ بارہ بارہ چودہ چودہ برس کی پانچ چھ چھوکریان ملکر گاتی ہین اور سامعین کو وجد مین لاتی ہین۔ کبھی اندر سبھا کے اشعار عاشقانہ وردزبان کبھی برکھا کی رت کا بیان۔ مگر علم موسیقی سے ناواقف ہان نیچر نے اُنکو ایسی نازک آوازی عطا کی تھی اور اُن کی آواز اسدرجہ پر تاثیر تھی کہ سامع دل وجان سے عاشق ہو جاتا فرط بیقراری سے تاب مفارقت نہ لاتا اول تو سب کی سب سراپا انداز وطناز دوسرے خوش الحان ونازک آواز تیسرے نوخیز وکمسن چوتھے برسات کی رات بارش کے دن اس سب مصالحے نے ملکر وہ رنگ اثر جمایا کہ روح تک وجد مین آئی۔

ایک دفعہ دو تین چھوکریون نے ملکر آدھی رات پچھلے رنے پہوا کویل

کوکے بار بار) یہ تان جو اونچے سروں مین لگائی تو نواب اور بھی مست بادۂ جنون ہوگئے عاشق مفتون ہوگئے۔

کشیدہ ام ز جنون ساغرے کہ ہوش نماند
دگر معاملہ با پیر میفروش نماند

خون جوش زن ہوا طائرِ دل نخچیر تیرِ محن ہوا۔ ے

چنان مست جنونم کز غمش چون در سماع آیم
ز شادی روح مجنون با من دیوانہ می رقصد

پچھلے پہر بیگم کی آنکھ لگ گئی مگر نواب صاحب اِدھر سے اُدھر کروٹین بدلتے تھے نیند نہین آتی تھی۔ یہہ دنون کی یاد نے اُنکو سخت پریشان کیا آخرکار اُنکو یہ سوجھی کہ چل کے ظہورن کو چپکے سے جگائین آہستہ آہستہ گئے دیکھا کہ وہ سرمست نازنینی پلنگڑی پر لیٹی ہوئی ہے مگر غافل۔ نواب صاحب نے بے اختیار بوسہ لے لیا۔ بوسہ لیتے ہی اُسکی آنکھ کھُل گئی دیکھا تو چھوٹے حضور اشارے سے کہا چلے جائیے۔ یہ بوسہ لینے کی جرأت تو کر ہی چکے تھے آو دیکھا نہ تاؤ پھر ایک بوسہ لے لیا ظہورن کہ زنکہ پانزدہ سالہ اور متوالی تھی بڑی ہی خوش ہوئی مگر حیا دامنگیر تھی۔ اس عرصے مین دو ایک عورتون نے انگڑائی لی۔ ایک دو نے کھانسا تو نواب صاحب معًا چلے گئے اور تھوڑی دیر مین تڑکا ہوگیا۔ کوئی دو گھڑی دن چڑھے باہر برآمد ہوئے تو دیکھا کہ جھمن اور ایک اور مصاحب مین گلگچب ہو رہی ہی رفتہ رفتہ تکرار بڑھ گئی اور لپّاڈگی کی نوبت پہونچی چھوٹی بیگم نے ظہورن کو حکم دیا کہ نواب کو ہمارے نام سے بلواؤ۔ ظہورن ڈیوڑھی مین آئی اور نور ادربان کو پکارنے لگی۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ اے نورا۔ موت لے گئی موے اینچی کو۔

خدمتگار۔ نورا۔ او نورا۔

نورا۔ (نیند سے چونک کر) کیا ہی میان۔

خدمتگار۔ دیکھو ظہورن دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین۔

نورا۔ (آنکھ کھول کر) کیا ہی ظہورن۔

ظہورن ۔ تیرا سر ہو کب سے کنواڑے پاس کھڑی غل مچا رہی ہون ۔

نورا ۔ کہو کہو نا ۔

ظہورن ۔ چھوٹی بیگم صاحب پوچھتی ہین کہ لڑائی کس سے ہوئی یہ ہلّڑ اور غل کیسا ہے

نورا ۔ لڑائی دڑائی تو کہین نہین ہوئی ۔ خواب دیکھتی ہو گیا ۔

ظہورن ۔ ارے یہ محلے بھر مین کھل بلی پڑ گئی ہو تجھے خبر ہی نہین ابھی ۔ موا دوانہ (دیوانہ) گھنٹہ بھر سے برابر بم چخ مچی ہے تیرے حساب کچھ ہوا ہی نہین ۔

نورا ۔ (خدمتگارون سے) کیا بات تھی بھئی بتاؤ بھائی ۔

خدمتگار ۔ جھمن اور روشن علی مین دو دو چونچین ہو گئین اسوقت ۔

نورا ۔ ہان یہ کاہے پر ۔ ہوا کیا تھا کوئی چھتّا بھی ہوا ۔

خدمتگار ۔ چھتا کہین ہوے دیتے ہین دو دو پنجے کسا لیے بس تھوڑا سے چٹ الگ کر دیا ۔

نورا ۔ جھمن کرارا ہی بھئی ۔

خدمتگار ۔ اجی روشن علی بھی جٹا رہا چھکے چھوڑا دیے میان کے ظہورن نے جا کر اندر پرچہ جڑا ۔

ظہورن ۔ (چھوٹی بیگم سے) اے حضور وہان تو کشتی ہو گئی تمام خون خچّر ۔ موے دوانے کھا کھا کے سنڈے ہوے ہین اور چھوٹے نواب صاحب نے انکو اور بھی منھ لگا رکھا ہے ۔ اور نورا تو موا اونگ رہا تھا ۔ جب مین نے چار پانچ ہانکین دین تب لوگون سے پوچھتا ہو کہ یہ کیا بات تھی ۔

چھوٹی بیگم نے کہا ذری بلواؤ تو ظہورن نے نورا کو پکارا ۔

نورا ۔ (بہ آواز بلند) حاضر ۔ سمجھی تھین ابھی پھر اونگ گیا ۔

ظہورن ۔ چھوٹے نواب صاحب سے عرض کرو کہ ظہورن پردے کے پاس کھڑی ہی کچھ پیغام لائی ہے ذری یہان تک آ جائیے کھڑے کھڑے بڑے حضور نے یاد کیا ہو ۔

نورا۔ (نواب سے) حضور ظہورن پردے کے پاس ذرا حضور کو بلاتی ہین۔

امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ۔

تراب علی۔ یہ جھمن سب کو نکلوائینگے۔

ایک رفیق نے کہا جی ہان انکی ایسی ہی حرکتین ہین دو چار ڈنڈ کیا کیے کہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ نواب صاحب نے کہا لاحول اب جاتے بنتی ہے نہ انکار کرتے بنتی ہے جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ ان بدمعاشون سے خدا بچاے آبا جان کو خبر ہو گئی اب سخت ذلیل ہونا پڑیگا۔ کہا کیا کچھ حضور انکی بدولت جو کہو سو تھوڑا۔ یہ جھمن نے پہل کی۔ ڈنڈ بل پہ بہت پھولے ہین۔ نواب زادۂ باوقار بفحواے۔ قہر درویش بر جان درویش۔ مضطر و بیقرار اٹھے اور چلے تو پردے کے قریب مغلانی کی چھوکری ظہورن سے کہ صاحب حسن وجمال خوبرو زہرہ تمثال پانزدہ سالہ آفت کا پرکالہ تھی دوچار ہوئے ظہورن اسوقت چھوٹی بیگم کے دوپٹے مین عطر عروس لگا آئی تھی عطر کی لپٹ جو نواب کے دماغ مین پہونچی تو مست ہو گئے اور ظہورن کا پیارا پیارا ہاتھ چوم لیا ظہورن کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے بیگم صاحب اسوقت دیکھ لین تو مفت مین مہنا متھ مچائین خدا جانے کس کس قسم کے خیالات دل مین جگہ پائین لیکن اُس خوشرو اور خوش ادا رئیس زادے پر ریجھی ہوئی تو خود ہی تھی موقع غنیمت جانکر ایک اداے ہوش ربا سے ذرا کھسک کر کھڑی ہوئی اور مسکرا کر کہا۔ دیکھو نواب یہ دل لگی ہمین گوارا نہین ہے۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) خطا ہوئی۔

ظہورن۔ (تیکھی چتون کر کے) اے واہ صاحب اچھی خطا ہوئی کہ ایک سیانی لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر مروڑ ڈالا۔

راوی۔ واہ مروڑ ڈالا یا چوم لیا۔

نواب - معاف کرو پیاری ۔

ظہورن - (پھر تبسم کرکے) اہا ہا پیاری ! (ہنسکر) کہان ہوا اسوقت - یہ پیاری کی کیا تقریر تھی حضور - کہ دون چھوٹی بیگم سے جاکے ۔

نواب - (دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر) ارے ! کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا ہم تو خیر تم تو فوراً ہی گھر سے نکالی جاؤ گی ۔

ظہورن - (تنک کر) اُنھ اُنھ ذری دیکھیے گا بڑے نکلوانے والے آئے ۔

نواب - قریب آؤ کچھ کہینگے ۔

ظہورن - (اور پیچھے ہٹ کر) بس الگ ہی رہیے دور دور - دیکھو ہمنے کہدیا ہی ہان -

نواب - اچھا قسم کھاؤ کہ چھوٹی بیگم سے نہ کہو گی ۔

ظہورن - اللہ جانتا ہی جو کسی سے بھی ذکر کرون اور چھوٹی بیگم سے کہکر بھلا سوتیا ڈاہ پیدا کرونگی ۔

نواب صاحب اندر تشریف لے گئے سمجھے تھے کہ بڑے حضور یعنے بڑے نواب صاحب کو خبر ہو گئی مگر جب سُنا کہ چھوٹی بیگم نے بلوایا ہے تو جان مین جان آئی منٹ بھر کے بعد بی ظہورن بھی پہونچین لیکن اب وہ ظہورن نہین ہین جو پہلے تھین - اب نواب صاحب کے سامنے اٹھکھیلیان کرتی چلتی ہین پائینچے نازوادا سے اُٹھائے اور جھوم جھوم کر چلنے لگین چھوٹی بیگم کو کیا خبر تھی کہ ظہورن بھی اب مطبوع طبع نواب نامدار ہین اُنھون نے نواب صاحب کو خوب آڑے ہاتھون لیا ۔

چھوٹی بیگم - یہ دنگا کیسا تھا ۔

نواب - دو بد معاش لڑ پڑے باہم - مگر مین ابھی ابھی اُنکو سزا دونگا ۔

چھوٹی بیگم - بھلا محلے والے کیا کہتے ہونگے اپنے دل مین ۔

نواب - شدنی امر ۔

چھوٹی بیگم - کیا قضا تھی ۔

نواب ۔ کیا؟ ۔

چھوٹی بیگم ۔ پوچھتی ہون کیا قضا تھی کہ ٹالے نہ ٹلتی شدنی امر کیا ۔

نواب ۔ مین ابھی ابھی خدا کی قسم اسی دم سزا دونگا جسمین پھر انکو جرأت نہ ہو ۔

چھوٹی بیگم ۔ موے کھا کھا کے سنڈے ہوئے ہین روٹیان لگی ہین نگوڑونکو ۔

نواب ۔ اور کیا ۔

چھوٹی بیگم ۔ اوپر سے ہنستے ہو اور کیا جو میرے نوکر ہوتے نہ تو کھڑے کھڑے نکالدیتی ۔

نواب ۔ کیا خوب ۔ اور ہین کسکے نوکر آخر ۔

چھوٹی بیگم ۔ ہائین غضب خدا کا دنگا سا دنگا مچا تھا ۔ اور طرّہ یہ کہ آپ بیٹھے ہین وہ رئیس کیا کہ جنکے سامنے دنگا ہو ۔ مصاحب کشتیان لڑین اور رئیس بیٹھے منھ تاکا کرین ۔

نواب ۔ مین جا کے ابھی موقوف کیے دیتا ہون دونون کو ۔

ظہورن ۔ پہلے اس موئے افیمی کو تو دفان کرو نورا کو ۔ اتنا غل غپاڑا مچا اور اسکو کانون کان خبر ہی نہین ۔ دن رات بیٹھا اونگا کرتا ہے دربان ایسے ہوا کرتے ہین ۔

راوی ۔ اللہ اللہ اب بی ظہورن بھی شیر ہین نواب صاحب سے فرمایشین ہونے لگین کہ فلانے کو موقوف کرو ڈھمکے کو موقوف کرو ۔ سچ ہے ۔

خواجه با بندهٔ پری رخسار   چون درآید ببازی و خنده
چه عجب کو چو خواجه حکم کند   دین کشد بار ناز چون بنده

چھوٹی بیگم ۔ چاہے نورا کو پنشن دو ۔ چاہو کسی اور کام کے لیے مقرر کرو مگر میرے دروازے پر آج سے آیا تو مین نکلوا ہی دونگی ۔

ظہورن ۔ حضور آپ نہ کچھ کہین جواب کی یہان دروازے پر بیٹھا نہ تو اللہ جانتا ہی تاک کر ٹانگ ہی توڑ دونگی موے کی پینک مین تو ہوتا ہی ہے موئے اُتو کی شکل سے ہمین نفرت ہی ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب ثریا جاہ بیگم صاحب کی میٹھی میٹھی باتون اور ترشروئی کے ساتھ پیار کی گھاتون اور بی طہورن کی رنگین ادائی اور دلربائی کے لطف اٹھا کر باہر تشریف لائے پردہ اٹھاتے ہی دیکھا کہ نورا دربان بداطوار افیونیون کا سردار و قافلہ سالار تپائی پہ بیٹھا اونگ رہا ہے مارے غصے کے کسکر ایک لات جمائی تب تو میان نورا چونک پڑے اور متحیر ہو کر بولے کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ناگہانی آئی آنکھین جو کھولین تو دیکھا کہ چھوٹے حضور ہین جھک کر بہ ادب آداب بجالایا اور چپکا ایک کونے مین دبک رہا۔

نواب ۔ تم ابھی ابھی برطرف۔

نورا ۔ کیا مجال۔

نواب ۔ (چانٹا لگا کر) مردک۔

نورا ۔ کیا خوب یک نشد دو شد پہلے لات جمائی ابکی چانٹے کی نوبت آئی بڑے حضور کی دہائی۔

مصاحب ۔ ارے چپ دل لگی کرتے ہین۔

نورا ۔ ہمارا تو بھرکس نکل گیا آپ کے نزدیک دل لگی ہی۔

نواب ۔ تجھکو ہمنے اسی دم موقوف کر دیا۔

نورا ۔ ای حضور کیا طاقت

نواب ۔ کوئی ہی۔

خدام ۔ حاضر۔ حاضر پیر و مرشد حکم حضور۔

نواب ۔ اس پاجی کی گردن مین ہاتھ تو دو۔

نورا ۔ پہلے حضور ہاتھ لگا کر دیکھ لین پھر اورون کو حکم دین۔

نواب ۔ (دھپ جما کر) اب خوش ہوا یا ایک اور دون۔

نورا ۔ بس ہمین پر شیر ہین ڈیلے مارین شاہ مدار۔

نواب ۔ بھنگ پی گیا ہی کیا۔

نورا - اى حضور کہ دیا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ زبان نہ کھلوائیے غلام اس ڈیوڑھی پر حضور کے باپ کے اباجان کے وقت سے مقرر ہی - خدا گواہ ہے جو پردے کے پاس کبھی ایسی گفتگو سُنی ہو جیسی ابھی ابھی سُنی سمجھے - ؟

نواب - (رنگ فق) مت بک نالائق نا بکار -

مصاحب - (دنگ) حضور یہ گھانس کھا گیا ہی -

نواب - نورا ادھر آ (علحدہ لیجا کر) کیا بکتا ہی بے تو -

نورا - (کان مین چپکے سے) غلام سے اور اس چمکو ظہورن سے لاگ ڈانٹ ہی مگر حضور اُسپر بے طور ریجھے - اسوقت تو واللہ آپ نے غضب ہی کیا کہ عین ڈیوڑھی مین زبردستی بوسہ لے ہی لیا اب خدا کے لیے مجھ بوڑھے پر رحم کرو ظہورن آپ کو اور آپ ظہورن کو مبارک مگر مجھ بڈھے بیچارے کو اس خام پارہ کے چغلی کھانے سے کیون دربدر ٹھوکرین کھلواؤ گے -

نواب - خبردار نورا نمک حرامی نہ کرنا کسی سے جو یہ راز کہا تو حلال ہی کر ڈالونگا سمجھا ؟ -

نورا - خوب سمجھا - مگر یہ حرام کا ہون کے لیے حلال کا لفظ بھی کتنا موزون ہے حضور مین کوئی چرکٹا تو ہون نہین غلام بھی فارسی خوان ہی -

نواب - ہمنے تمھارا قصور معاف کر دیا -

نورا - ہونھ ! کیا احسان جتاتے ہین - پیر و مرشد حضور نے میرا قصور معاف کیا یا غلام نے زبردستی قصور معاف کروایا انصاف کیجیے -

نواب - زیادہ بک بک ہمین پسند نہین -

نورا - واہ ! ظہورن سے گھنٹون گھل گھل کے باتین کیا کیے - ہمنے جو ایک بات کہی تو بگڑ کھڑے ہوئے - شان خدا -

نواب . تمنے ظہورن کو چڑیل کیون کہا -

نورا - بغض اور تعصب کے سبب سے عداوت اور حسد کے سبب سے -

نواب- شاباش نورا بڑے سچے آدمی ہو- اچھا سچ بتاؤ- ظہورن کیسی ہی ہے خوبصورت اور جوان کہ نہین -

نورا- اہ حضور بس ڈبیا مین بند کرنے کے لائق ہی- جوانی پھٹی پڑتی ہی ابھی پورے پندرہ کی بھی تو نہین چھلا وا ہی چھلاوا ہی-

نواب - نورا تم اب راز دان ہو-

نورا- حضور کے باپ اور دادا تک کا تو مین راز دان ہون آپ تو ابھی کل تشریف لائے ہین افشا، راز کرون تو کھڑا چنوا دیجیے ایسی بات ہی بھلا-

نواب - نورا ظہورن پر ہماری جان جاتی ہی-

نورا- اہ خداوند حضور کے دادا کے وقت مین ایک مغلانی تھی راہ ہے بس کچھ نہ پوچھیے ظہورن سے بھی بڑھی ہوئی اُسپر آپ کے دادا جان مرتے تھے اور بڑے حضور کا بھی ایک منہارن پر دل آیا تھا- یہ تو پشتہا پشت سے حضور کے ہان ہوتی آئی ہے ہان فرق اتنا ہی کہ وہ لوگ کامیاب نہوے- اور حضور میری راے پر چلینگے- تو سرخرو ہونگے- ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

نواب- تم اگر کوئی صلاح بتاؤ نہ تو عمر بھر کے لیے خوش کر دون-

نورا- واہ ہم در گذرے- عمر بھر کے لیے خوش کر دینگے ہان ہان جانتے ہو نہ کہ ایسی آدمی ہی منحنی سا- صدہا عوارض مہلک مین مبتلا- بہت جیا بیجیائی سے اور دس پانچ مہینے کھینے لگے عمر بھر کو خوش کر دونگا بس اپنی کائنات رہنے دیجیے-

نواب - ارے کمبخت پھر کیا انعام دین-

نورا- بس مین اسی ڈیوڑھی پر رہون-

نواب- اچھا ظہورن سے کہو- وہ مان جائین تو کیا مضائقہ-

نورا- مانا-

نواب - پھر نکل نہ جانا-

نورا۔ اجی ہوش کی دوا کیجیے حضور۔

نواب۔ نورا تم بڑے گستاخ ہو گئے ہو۔

نورا۔ حضور کا لفظ تو آخر مین کہہ دیا تھا کہ نہین۔ پھر کیا؟۔

نواب۔ اچھا ظہورن کی مان کو تو گانٹھو۔

نورا۔ اجی تو اس جھگڑے سے آپ کو کیا مطلب میرا جو جی چاہے وہ کرون آپ کو آم کھانے سے واسطہ ہی یا درخت گننے سے۔

نواب۔ پھر اسکا کب جواب دوگے۔

نورا۔ ٹکا سا جواب کہیے آج ہی دے دون مگر جواب باصواب کل دونگا۔

نواب۔ اچھا مگر ضرور۔

امام الدین۔ اخاہ! اسوقت تو میان نورا خوب گھُل گھُل کے باتین کر رہی ہین

نورا۔ ہونھ! آئے وہان سے بڑے مصاحب کی دم بنکر۔ بھائی یہان برسون سے اسی سرکار کا نمک کھاتے آئے ہین تم سے ایرے غیرے پچکلیان سیکڑون آئے اور سیکڑون گئے۔

نواب۔ نورا تم جاکے اب بیٹھو مزے سے ڈیوڑھی پر۔

نواب نامدار مع رفقا و مصاحبین بدکردار اپنے عالیشان کمرے مین جاکر بصد زیب و تجمل متمکن ہوے۔

میان نورا نے میدان خالی پایا تو پردے کے پاس سے ظہورن کو بلایا ظہورن ململ کا دوپٹا سنبھالتی ہوئی باہر آئی تو نورا کو ڈیوڑھی پر دیکھکر بہت جھلائی۔ چین بہ جبین ہوکر بولی کہ اس افیمی نگوڑے کو موت بھی نہین آتی ہی قضا بھی اس کھوسٹ کو بھول بھول جاتی ہی۔

نورا۔ لو ظہورن اب کیا پوچھنا ہے گھی کے چراغ جلاؤ چھوٹے حضور تمپر ریجھ گئے۔

ظہورن۔ ای ڈر موے کچھ شامتین تو نہین آئین۔

نورا - ابھی ابھی مجھ سے پوچھتے تھے کہ بی ظہورن کوئی چودہ پندرہ برس کی ہونگی مین نے کہا قربان جاؤن حضور اُٹھتی جوانی ہی متوالی ہو رہی ہی۔

ظہورن - ارے خدا سے ڈر مردوے کہین آسمان نہ پھٹ پڑے۔

نورا۔ دادی جان کے مرنے کی قسم۔

ظہورن - (ہنسکر) اے لو اور سنو مسخرے کی باتین۔ قبر مین پاؤن تو خود لٹکائے بیٹھا ہی تیری دادی کیا عاقبت کے بورے ہٹوریگی۔

نورا - بھئی ہماری دادی وادی کو نہ کوسا کرو۔ ظہورن تیری نشیلی انکھڑیون کی قسم تونے چھوٹے نواب صاحب پر جادو کر دیا۔ رسیلی نینون والیون نے جادو ڈالا۔

ظہورن - (قہقہہ لگا کر) اخاہ خیر سے تان سین کی بھی بیٹ کھل گئے ہین۔

نورا - ظہورن اللہ جانتا ہی تمپر ہزار جان سے نواب عاشق ہین میرے منھ سے کہین اتنا سا کلمہ نکل گیا کہ گدرایا ہوا بدن ہی تو بگڑ کے فرمانے لگے کہ واہ کہین ہو نہ گدرایا ہوا بدن یون نہین کہتے کہ دھان پان عورت ہی لو اب چین کرو۔

ظہورن - ای چل دور ہو موے انیمی آج سے ہمسے دل لگی ول لگی نہ کرنا نہین تو جانیگا۔

نورا - سنا نہین کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ زیادہ ترش ہو گی تو مین صاف صاف کہ چلونگا۔ وہ اُسوقت کیا میٹھی میٹھی باتین ہو رہی تھین۔ ہمکو اُڑان گھائیان بتاتی ہو کیون۔ لو نواب بولو۔

ظہورن - اللہ جانتا ہی تیرا اپنا خون ایک کر ڈالون گی اسوقت جو واہی تباہی منھ مین آتا ہی بیدھڑک بکتا جاتا ہی کچھ دوانہ تو نہین ہو گیا ہی۔ اُلو کہین کا۔

نورا - ظہورن جو مین جھوٹ کہتا ہون تو بہشت نصیب نہ ہو اللہ جانتا ہی۔ نواب مجھسے ابھی ابھی کہہ چکے کہ کوئی تدبیر نکالو جس مین ظہورن۔

ظہورن - اچھا اب اسوقت مختصر کرو چھوٹی بیگم جب آرام کرینگی تو مین چپکے سے چلی آؤنگی - اور سُن لونگی -

نورا - ای تم سلامت رہو -

ظہورن کو شک کی جگہ یقین تھا کہ نواب میرے عنفوان شباب اور جوانی کی آب و تاب پر ہزار جان سے ریجھے ہوئے ہین جاتے ہی صابون سے منہ دھویا اور خوب ہی نکھار کیا بالون مین حنا کا سولہ روپے سیر والا تیل گیسوبل کی لیپنے تھے اور رخ انور سے حسن و جمال برستا تھا سرخ موباف پر عالم تھا چھوٹی بیگم نے جو اُنکو دیکھا تو مسکرا کر کہا کہ اللہ اللہ آج تو غضب کے نکھار ہین اسوقت تو ظہورن بیگم زادی معلوم ہوتی ہی -

ظہورن - بندگی پھر آخر پیشخدمت کسکی ہون ابھی آپ کے طفیل مین شہزادی معلوم ہونگی یہ سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہی - کچھ اور ؟ -

اب دوسرا حال سینئے کہ رئیس زادہ با توقیر جب نور اور بان مقرر دو لستان سے رمز و کنایہ کی باتین کر کے کمرے مین آیا تو مسند جواہر نگار و عظمت بار پر بیٹھکر فرمایا کہ امام الدین خان بھئی اسوقت ہم ازبس نادم و خجل و شرمندہ و منفعل ہوئے - امام الدین خان نے گردن نیچی کر کے کہا حضور بات ہی ایسی ہوئی مگر افتاد - تراب علی بولے قبلۂ عالم یہ سارا تخم فساد میان جھمن کا بویا ہوا ہی ایسے ہی لوگ تو دربارون اور رئیسون کا نام بد کرتے ہین ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہی گیہونکے ساتھ ہم لوگ بھی گھُن کی طرح پسے جاتے ہین -

تراب علی - بہت چل نکلے تھے - جب دیکھو گدّے بازی ہی کی باتین کیا کرتے کوئی بولا اور آپ نے نیلی پیلی آنکھین کین اب آئے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا -

بھمن - حضور قصور اگر ہوا تو دونون سے روشن علی بچ جائین اور غلام معتوب ہو - بھلا یہ کونسی بات ہی انصاف کی اور یون حضور مالک ہین -

تراب علی - اور سینے ؟ انکی اور روشن علی کی برابری ؟ وہ وزیر زادہ ہی حضور مگر گردش فلکی سے مجبور رہی میان جھمن بھی کوئی شریف ہین -

نواب - ہان ! کیا شریف نہین ہی یہ -

تراب علی - ای خداوند نام ہی سے نہ دیکھ لیجیے - جھمن - بھلا جھمن بھی آج تک کسی بھلے مانس کا نام ہوا ہی - پاجیون کے نام ہین شیخ جھمن - یا سید جھمن یا مولانا جھمن کسی نے کبھی سُنا ہو تو بتائیے - اور روشن علی میر روشن علی خان صاحب تو مشہور عالی خاندان آدمی ہین -

نواب - جھمن کے سبب سے محلے بھر مین آج ہماری بدنامی ہوئی -

رفیق - اسمین کیا شک ہی خداوند -

دوسرا رفیق - حضور کی بدنامی تو کیا مگر ہان ہم لوگون کی البتہ ذلت ہوئی -

تراب علی - لوگون نے اپنے اپنے دل مین کیا کہا ہوگا کہ یہان کیسے کیسے بدمعاش جمع ہوتے ہین -

مصاحب - حضور آج تو دربار بالکل بھنگیڑ خانہ ہو گیا -

نواب - پھر اب جھمن کی صورت دیکھنے کا مین کیونکر روادار ہون -

جھمن - حضور زبان مبارک سے بس اتنا فرمادین کہ جھمن اینجانب نے تیرا قصور معاف کر دیا -

نواب نے کہا جاؤ معاف کیا - تو ایک مصاحب نے کہا جھک کر سلام کر بے ادب - دوسرا بولا سات بار گن کے - تیسرے نے کہا بڑی ذرہ نوازی کی حضور نے - امام الدین بولے ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین بھائی جان واہ واللہ کیا مزاج پایا ہی - دھوم ہی دھوم ہی - اللہ جانتا ہی دھوم ہی -

جھمن نے زمین دوز ہو کر کہا آداب حضور - حق تعالی حضور کی مرادین برلائے جلا لیا - خدا جانتا ہی تن مردہ مین اسوقت جان آگئی - اسپر روشن علی نے کہا تن مردہ ہو نہ ہو تن مردہ یا خاصے ہٹے کٹے بنے ہین -

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دور نوان

صحبت رندان ہمدم وہمساز اور خاتون بلقیس مرتبت پر افشاء راز

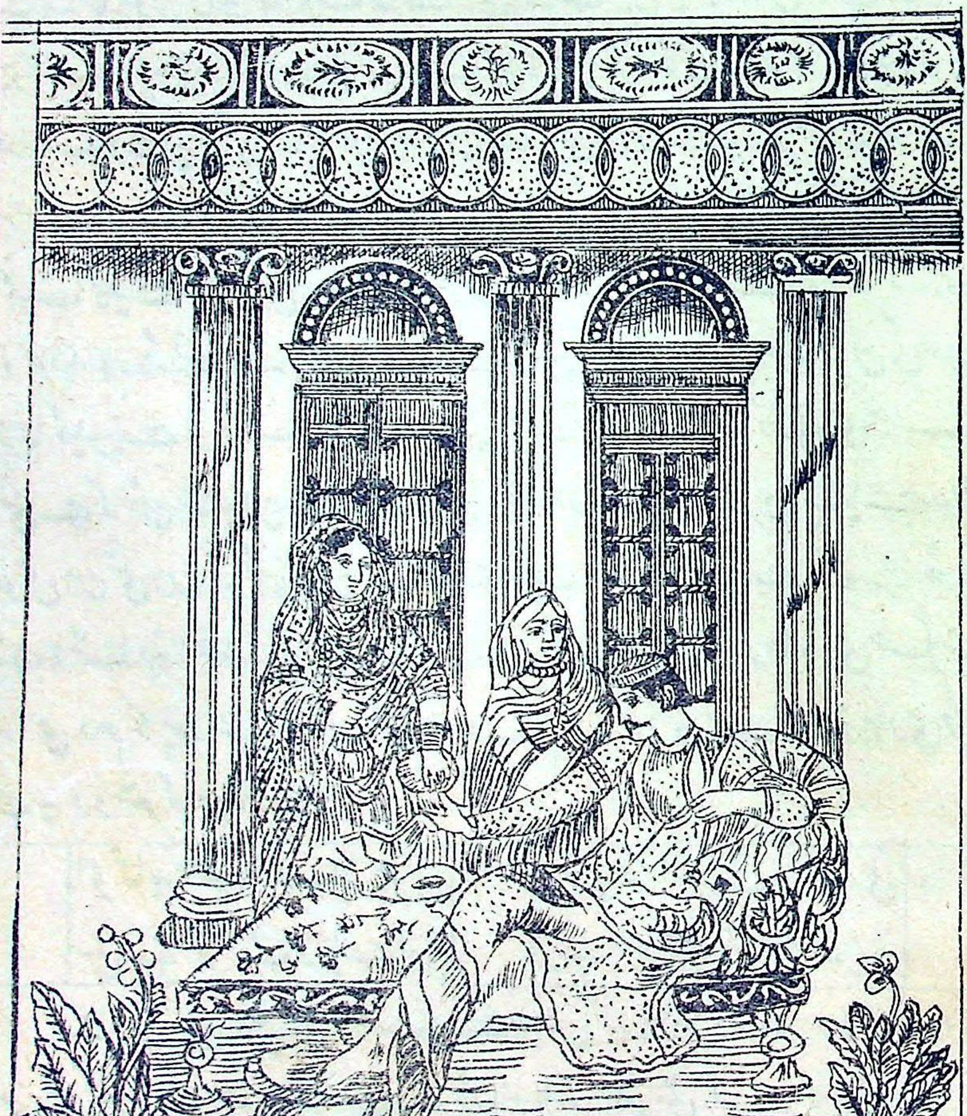

یہی وظیفہ ہی دن رات مجھکو مستی مین چڑھاؤن جام کوئی نشہ کا اُتار ہوا
تمام عمر پیے جام بادۂ گلگون جہان مین نام مرا رند بادہ خوار ہوا

پہلے تو نواب ہلال رکاب سمجھے کہ وہ یاقوت لب سیم غبغب سیووئین اپین آباد کے بد معاشون کی بد معاشی کے ڈر سے کسی اور محلے مین جاکر مسکن گزین ہوئی ہین چو طرف آدمی دوڑا دیے کہ جاکے خبر لائین مگر اُنکا پتا نہ ملا آخر کار نواب صاحب کو یقین ہوگیا کہ ان پریون نے کسی اور شہر کو غیرت پرستان بنایا لکھنؤ کو ویران اور سونا کر گئین دل وحشت منزل کی عجیب کیفیت تھی۔ کسی پہلو چین نہین آتا تھا۔ لہذا نصرت الدولہ اور سیٹھ جی کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ از براے خدا اُن عاشق کش معشوقون کی صورت زیبا کہین سے تو دکھا دو۔ سیٹھ جی نے کہا ہمنے اُڑتی سی خبر سُنی ہے کہ اُن شاہدان طناز نے کانپور کو دار الفرح والسرور بنایا ہے۔ ابھی ہوٹل مین ٹکی ہین مگر کمپنی باغ کے محاذی ایک بنگلہ استقامت کے لیے ٹھہرایا ہے اتنا سننا تھا کہ نواب صاحب نے جھمن کو بلایا اور نادری حکم سُنایا کہ اسی دم کانپور جاؤ اور اُن اصنام لالہ رو کی خبر لاؤ ہماری طرف سے یہ دو شعر کہہ دینا ؎

ای شاہد عشوہ ساز چونی معشوقۂ عشقباز چونی
من بے تو بنالہ ہاے خونی تو بے من خون گرفتہ چونی

اتنے مین تراب علی آیا دست بستہ عرض کیا پیر و مرشد وہ تو بخطار است بمبئی چلی گئین انکو بعض حضرات نے ڈرا دیا کہ سیٹھ جی تمپر نالش کرنے والے ہین۔ اور جوہری والے سے پھڑک کھا ہی چکی تھین بدحواس ہوکے بھاگ گئین۔

سیٹھ۔ ہاے افسوس۔ امام الدین بھئی۔ اسوقت کچھ پلواؤ۔

نواب۔ مین کہنے ہی کو تھا۔ میرے دل کی بات کہی۔

نصرت۔ بے اسکے اسوقت ہرگز نہ رہا جائیگا۔

شرابیون کا قاعدہ ہی کہ روز توبہ کرتے اور روز توبہ شکنی۔ صبح کو توبہ کی شام کو پی رہے ہین۔ پیتے دیر نہ توبہ کرتے۔ اچھے ہم ہین اچھی توبہ اور چاہے کوئی عارضہ ہو شراب کو شب کا علاج سمجھتے ہین۔ غم غلط کرنے کے بہانے سے اتنی پی کہ نواب صاحب بیہوش ہوگئے۔ سب کو ہوش آیا تو نہ گوہر ل نہ نصرت الدولہ۔ تراپ ہے۔ گلباز اور لالہ حسین بخش غین پڑے ہوئے حکم دیا کہ انکو جگاکر رخصت کرو اور محلسرا کی جانب سے دور دور۔

نواب نامدار مصاحبین سے رخصت ہوکر محلسرا جانے لگے تو دروازے کا پردہ اُٹھاتے ہی دیکھا کہ بی ظہورن خوب نکھر کر کھڑی ایک عورت سے چپکے چپکے باتین کرتی ہین۔

نواب۔ بی ظہورن ہین۔ دیکھون! یہ تو کوئی اور معلوم ہوتی ہین۔ اندھیرے مین کچھ سوجھتا ہی نہین ظہورن ہی ہین نہ۔

ظہورن۔ (شیرین ادائی کے ساتھ ترش ہوکر) اے ہی کیا انجان بنے جاتے ہین جانو کچھ جانتے ہی نہین۔

نواب۔ کہان کہان اسوقت کہان۔

ظہورن۔ آپ کوئی قاضی ہین؟۔

نواب۔ یہ باتین کس سے کر رہی ہو۔

ظہورن۔ کسی سے کر رہے ہین (عورت سے) دوگانا چلو چلین۔

نواب۔ اخاہ یہ آپ کی منھ بولی بہن ہین؟ ذری ہمین تو دکھا دو۔

دوگانہ۔ (ظہورن سے پلٹکر) ای ہی بہن یہان تو جیسے کوئی فنکاری مارتا ہی۔

ظہورن۔ ای یہ نگوڑا دربان ہی۔ موا نور ابو بک خراٹے لے رہا ہی۔

دوگانا۔ اُف جی سنسنا اُٹھا۔ نوج ایسے کسی کے خراٹے ہون۔ خرخرا سہم گئی مارے ڈر کے۔

نواب۔ ظہورن تمھین واللہ ذری اپنی منھ بولی بہن کا جھمکڑا دکھا دو۔

دوگانا۔ اونھ اونھ۔ بڑی دکھانے والی انکی ظہورن چلو بہن چلین۔ اب ہمین پرائے مردون کی یہ باتین زہر لگتی ہین۔

نواب۔ اللہ اللہ یہ تو بڑی گرماگرم معلوم ہوتی ہین۔

دوگانا۔ ظہورن یہ مردوا آخر ہی کون۔ اللہ جانتا ہی تمھارے سبب سے چپکی ہو رہی نہین تو کسو کا مقدور پڑا تھا کہ آدھی بات کر لیتا۔

ظہورن۔ ای چپ رہو چھوٹے نواب صاحب ہین۔

دوگانا۔ ای واہ حضور۔ یہ آپ کے وصف تو آج معلوم ہوئے۔

ظہورن۔ چھپے رستم ہین بہن۔ اور ڈھٹائی تو دیکھو۔

دوگانا۔ اب ہم نہ بولینگے تم دونون کے بیچ مین۔ تم جانو وہ جانین۔

ظہورن۔ ہاے میرے اللہ اب جاتے ہو کہ ہم جا کے چھوٹی بیگم سے کہ دین۔ آپ تو دانست دار آدمی ہو کر وہ بنے جاتے ہین۔

دوگانا۔ ای ہی مخت کا جھگڑا نکالا ہی ہماری تو آنکھین جھکی پڑتی ہین۔

ظہورن۔ (ہنسکر) نیند حرام کردی۔

نواب۔ اچھا ذرا انکی صورت دکھاؤ بس ہم چلے جائین۔

ظہورن۔ دکھا دو دکھا دو۔ کیا گھول کے پی جائینگے کچھ۔

دوگانا۔ ای واہ اچھی آئین۔ اسوقت یون ہی جی نگوڑا بدمزہ ہے یہ اور آئین دہان سے دل دکھانے۔ حضور ہماری شکل تو آپ کے دیکھنے کے قابل نہین۔

ظہورن۔ (ہنسکر) اُف دوگانا تم بڑی شریر ہو اچھی پھبتی کہی یون ہی نہ کہ دو کہ آپ کا مُنھ اس قابل نہین کہ ہمین دیکھیے۔

دوگانا۔ تم جانو وہ جانین۔

نواب۔ ہنسی ہنسی مین بات اُڑا دی۔ خیر۔ یاد رکھنا۔

ظہورن۔ سب یاد ہی۔

دوگانا۔ ایک چیز آپ سے مانگین جو دیجیے تو۔

نواب۔ جان تک حاضر ہی۔

دوگانا۔ ای خدا خدا کرو۔ ہم ایک چیز مانگتے ہین۔

نواب۔ مانگو۔

دوگانا۔ ایسا نہو بات ہی جاے۔

نواب۔ کیا مقدور۔ ایسی بات ہی۔

دوگانا۔ ظہورن گواہ رہنا ہین۔

ظہورن۔ ہان گواہ ہین مگر فریاد کس سے کروگی بہن۔

دوگانا۔ مانگتی ہون پھر۔

نواب۔ ضرور کہو نہ۔ اصرار کیون کرتی ہو اسقدر۔ نہ دین جب ہی کہنا دین اور پھر دین۔

دوگانہ۔ (خوب کھلکھلاکر ہنس پڑین) ہمین سونے دیجیے اور جانے دیجیے۔

ظہورن۔ خوب کہی ہے بس اب ہم ایک نہ سنینگے۔ ہماری گواہی ہو چکی ہے اب جانے دیجیے۔

نواب۔ اُف یہ تو تمھاری ہی سی طرار نکلین۔

ظہورن۔ ہئین ہین۔

نواب۔ اچھا۔ جاؤ۔ اسوقت جُل دے گئین۔

نواب صاحب والا مقام بام فلک احتشام پر تشریف لے گئے۔ ادھر بی ظہورن اپنی منھ بولی بہن سے ہنس ہنسکر یون گفتگو کرنے لگین۔

ظہورن۔ تین چار دن سے چھیڑخانی کر رہے ہین۔

دوگانا۔ مگر کیا مجاز پایا ہی۔ بڑے ہنسکھ ہین۔

ظہورن۔ ہان مگر چُلبلے بڑے ہین۔ جب بیگم صاحب سے انسے ہوتی ہے

تب دیکھو کیفیت۔ وہ بھی خوب جلی کٹی سناتی ہین۔

دونون جاکر چارپائی پر لیٹین اور آہستہ آہستہ گانے لگین۔ ے

دیوانہ ہی دل یار تری جلوہ گری کا مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہی پری کا
انداز کہان یہ روش حور و پری کا دم بند ہی ٹھوکر سے تری کبک دری کا
ساقی کی نگاہون نے مرے ہوش اُڑائی آنکھون سے دیا جام مے بیخبری کا
سبزہ مری تربت پہ ہرا خوب ہوا ہی ایسے ہین ———

ظہورن۔ چُپ چپ کچھ بجتا ہی۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ نو۔ دس۔ گیارہ۔

دوگانا۔ اوہو۔ گیارہ بجگئے۔ بڑی رات آئی۔

ظہورن۔ جب ہی جماہیون پر جمائیان آتی ہین۔

دوگانا۔ جیسے ڈاک بیٹھ گئی۔

ظہورن۔ اب سو رہو۔ صبح اُٹھینگے تو باتین ہونگی۔

دوگانا۔ (کروٹ بدلکر) ہمین تڑکے جگا دینا۔

نواب صاحب کوٹھے پر سے چپکے چپکے گانا سُن رہے تھے دونون کی نازک آوازی دل و جان سے بھائی تھی۔ مگر تین ہی چار شعر سُنے تھے کہ وہ سو رہین۔

نواب صاحب دبستان بادہ گساری کے ابجد خوان تو تھے ہی پینے کو تو برانڈی کے کئی جام پی گئے لیکن کوٹھے پر جاتے جاتے وہ تیز نشہ چڑھا کہ الامان الامان۔ پہلے تو بند کمرے مین بیٹھے بادۂ احمر کے ٹملبر ٹملبر اُڑا ائے آدھ آدھ گھڑی کے بعد چسکی لگائی۔ کبھی ایا پانا کا جام لیا۔ کبھی برانڈی لمبونیڈ کے ساتھ نوش جان فرمائی اب کھلے میدان مین جو آئے تو خمیازہ کھینچنا پڑا پلنگ پر قدم رکھتے ہی چکر آیا۔ سنبھلے۔ لیٹے تو پھر چکر آیا۔ ناز و نعم پروردہ امیر کے صاحبزادے تکلیف کا برداشت کرنا دل لگی تو ہے نہین۔ گھبرا اُٹھے پہلا پہلا واسطہ اور نشے کا عالم سمجھے نزع مین ہین۔ تصور جو بندھا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تو نشے مین یہ سوجھی کہ نبض چھوٹ گئی۔ اعزا و اقربا کے ماتم اور شور و شین کی آواز کان مین آنے لگی چھوٹی بیگم تھوڑی دیر مین کسی ضرورت سے اُٹھین تو دیکھا کہ حضرت آرام مین ہین۔ پاؤن کی آہٹ پاکر نواب صاحب کسی قدر ہوش مین آئے گرمی کی اس درجہ شدت تھی کہ بھنائے جاتے تھے آہستہ سے کہا کہ (پانی) چھوٹی بیگم نے اچھی طرح سُنا نہین۔ قریب آنکر پوچھا کہ کیا کہتے ہو۔ نواب صاحب نے اشارے سے بتایا کہ پانی پیون گا۔

بیگم۔ کیا مکر کیے پڑے ہین۔ کوئی جانے خدا نا کردہ دشمن بیمار ہو گئے۔

نواب۔ (آہستہ سے) پانی۔

بیگم۔ (تنک کر) ای ہی یہ مکر کی باتین یہان کسی کو بھاتی نہین کیا کہتے کیا ہو۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کر) پانی (پھر اشارے سے بتا کر) پانی۔

بیگم۔ پانی۔ لو۔

بیگم صاحبہ نے صراحی کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلایا۔ نواب نے چاہا تھا کہ لیٹے ہی لیٹے پیین مگر بیگم صاحب نے کہا کہ لیٹے لیٹے پانی پینا منحوس ہوتا ہے اُٹھ بیٹھو ذری۔ اُٹھنا اسوقت دوبھر تھا۔ مگر بہزار خرابی اُٹھے اور پانی پیتے ہی گر پڑے۔

بیگم۔ ہائین۔ خیر تو ہی۔

نواب۔ اُف۔ پھونک دیا۔

بیگم۔ (پاس آنکر) پنڈا پھیکا ہی۔

نواب۔ پانی سے اسوقت بڑی تسکین ہوئی۔

بیگم۔ کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہی۔ (منہ بنا کر) ہو نہ ہو کچھ عجب طرح کی بو سی آتی ہی۔

نواب۔ ہمین تھوڑا پانی اور پلاؤ۔

بیگم۔ لو۔ مگر یہ گھڑی گھڑی پانی پینا کیا معنی ہی گیا۔ ماجرا کیا ہی۔

نواب۔ خیریت ہی۔

بیگم - اللہ خیریت ہی رکھے مگر کیا ایسا گرما گرم کھا لیا کہ رہ رہ کے دم بدم پیاس لگتی ہی-

نواب - کہدونگا- اسوقت کوئی پنکھا جھلے تو جان مین جان آئے-

بیگم - ظہورن کو چپکے سے بلا لون (زینے پر جاکر) ظہورن - او ظہورن ہائین - سانپ سونگھ گیا کیا-

نواب - (اپنے دل مین) خدا نکرے-

بیگم - ای ظہورن (کنکری پھینک کر) ظہورن-

ظہورن - (چونک کر) کون ہی؟-

بیگم - ذری یہان تو آنا-

ظہورن - (اپنے دل مین) یا اللہ اسوقت آدھی رات کو کیا کام ہی اور تو کبھی نہین بلوایا آج معمول کے خلاف بلواتی ہین - ہونہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - کہین انکی اور ہماری باتین نہ سُن لی ہون - اللہ بچائے جو اتان سینگی تو کہین کا نہ رکھینگی-

دوپٹا سنبھالتی ظہورن اوپر داخل ہوئین-

ظہورن - ای حضور خیر تو ہی-

بیگم - اسوقت کہتے ہین کہ گرمی معلوم ہوتی ہی - اور ہمکو پنڈا پھیکا نظر آئی دیتا ہی - وہ اچھا ذری پنکھا جھلو-

ظہورن - (سرھانے جاکر) حضور طبیعت کیسی ہی - کہین درد ورد تو نہین ہی-

نواب - (نہایت ہی مسرور ہوکر) کون ہی ظہورن-

ظہورن - ہان حضور طبیعت کیسی ہی - دیکھواتے ہی مین منہ تتھی سا نکل آیا-

بیگم - (نواب کے کان مین) ایک بات پوچھون سچ بتا دینا کہین کسی مالزادی نے تو نہین ٹونا دونا کر دیا-

نواب - (مسکراکر) کچھ خیر ہی-

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بیگم - پھر ہو کیسے - بے چینی کیون ہی۔

نواب - پانی۔

ظہورن - ابھی لائی - لیجیے حضور مگر تن کے پانی نہ پیجیے گا - دو گھونٹ پانی پی کے ہونٹون کو تر کر لیجیے۔

نواب صاحب نے چاندی کی کٹوری اُس سیمبدن کے دست رنگین سے لیٹے ہی ایک ٹھوکا دیا۔ ظہورن کھل گیئن کہ اسوقت بھی چھیڑ خالی سے باز نہین آتے۔

نواب - اُف پانی سے ذرا تسکین ہوتی ہی۔

بیگم - ارے کہین وہ تو منھ نہین لگی - یہ کہو ہم پرکھ گئے اب کالا پانی نگوڑا بھی منھ لگا۔

ظہورن - نہین حضور - اللہ اللہ کیجیے - یہ بد گمانی ہی بیوی۔

بیگم - ہم بی ہمسائی کے میان کو ہنسا کرتے تھے اب لوگ ہمین ہسینگے۔

ظہورن - ای تو حضور اب اسدم تو نہ کچھ کہیے بیچارے آپ ہلکان ہین مین بتاؤن ایک گنڈا میرے پاس ہی۔

نواب - اب یہ گنواری باتین رہنے دو - گنڈے تعویذ کا خبط ہمکو نہین ہی۔

ظہورن - دوا جان کو جگا لاؤن۔

بیگم - اُنھین سے پوچھو۔

ظہورن - حضور اب تو ذری ذری آرام ہی - اسوقت جو غنچہ کھلے تو طبیعت ہلکی ہو جاے۔

نواب - ظہورن ذرا سر دبا دو - جو تکلیف نہو تو۔

ظہورن - ای حضور آپ کے اوپر سے مجھ سی سیکڑون قربان ہو جائین سر کا دبانا بھی کوئی پہاڑ اُٹھانا ہی۔

بی ظہورن سرھانے بیٹھکر پیارے پیارے ہاتھون سے نوجوان

نواب زادے کا سر دبانے لگین۔ تھوڑی دیر مین ایک عجیب ادائے دلربا سے دوٹپا اپنے سر سے سرکا دیا تاکہ مانگ کا جوبن نواب زادے کی آتش عشق کو اور بھی تیز کر دے۔

نواب۔ اُف کسی کروٹ چین نہین آتا تھا اب کچھ کچھ فرق ہے۔ عطر کا ایک پھویا تو لاؤ۔

بیگم صاحب کمرے کے اندر گیئن۔ صندوقچی کھولی۔ عطر نکالا۔ موقع وقت غنیمت جانکر نواب صاحب نے چپکے سے معشوقہ پری چہرہ کے دست سیمین کو چوم لیا اور ظہورن نے بھی ہنسی خوشی ہاتھ ڈھیلا کر دیا۔ اس تھوڑے ہی سے عرصے مین ظہورن نے وہ وہ پیاری ادائین کین کہ نواب کا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اتنے مین بیگم صاحب عطر کی شیشی لیکر کمر نازک کو لچکاتی ہوئی آئین تو ظہورن کی طرف دیکھکر مسکرائین۔ ظہورن کے دل مین تو چور تھا سمجھی کہ بیگم صاحب نے بھانپ لیا۔ اسوقت گورے گورے گالون کی رنگت کئی دفعہ سرخ سے سفید اور سفید سے سرخ ہو گئی۔ مگر وہ مسکرائی صرف اس بات پر تھین کہ عطر کی عوض تیل لائی تھین کہ دیکھون نواب پہچانتے ہین یا نشے کی حالت مین تیل کو عطر کے دھوکے بدن مین مل لیتے ہین شیشی لاکر نواب صاحب کو دے دی۔

بیگم۔ بو بوجھو تو بھلا۔ کسکا عطر ہی۔ باجی جان نے قنوج سے بھیجا تھا۔

نواب۔ (سونگھکر) ماشاءاللہ۔ آپ کی باجی جان کے قربان۔ ایسا عطر تو سپنہاریان بھی نہ چھوئین۔ آپ کی باجی جان خیر سے بڑی نفیس مزاج ہین۔

ظہورن۔ (شیشی لیکر) واہ۔ ای یہ تو حنا کا تیل ہی چھوٹے گندھی کے یہان کا۔

بیگم (قہقہہ لگاکر) ہم جان بوجھ کے لائے تھے کہ دیکھین نشے مین چور تو نہین ہین۔

ظہورن۔ ای بس چپ بھی رہیے۔ ایسا بھی نشہ نوج کسی کو ہو۔ کیا وہ موا دربان خبیث مقرر کیا ہی کچھ۔ کہان نگوڑا تیل کہان عطر۔

بیگم ۔ (عطر کی شیشی دیکر) لو۔

نواب ۔ ہان یہ البتہ عطر ہی۔ دماغ کو معنبر کر دیا۔

بیگم ۔ گلوری کھاؤ گے جو جی چاہتا ہو تو بنا دون۔

ظہورن ۔ واہ پان اور گرمی کریگا۔

نواب ۔ خدا جانے پان کے عوض کیا بلاے آؤ۔ بس آپ گلوری رہنے دیجیے ہم درگذری برف ہو چکی کہ ہی۔

ظہورن ۔ حضور ساری پگھل گئی۔ منگوا لیجاے۔ اُس موئے بھٹنے نگوڑے نورا کو بھیج دون؟۔

بیگم ۔ واہ آج کا گیا پرسون کی خبرے۔ سیدانی کو بھیج دو سیدانی کو۔

نواب ۔ اور سُنیے۔ عورت ذات۔ آدھی رات۔ برف لینے جاے۔ یہ پچاس ساٹھ آدمی کیا دیکھنے ہی بھر کے ہین۔

بیگم ۔ اے ہے مطلب یہ کہ بات نہ چھوٹنے پائے۔

ظہورن ۔ تو بیوی سیدانی کا یہ جگرا نہین ہی کہ اسوقت اندھیاری مین کوس بھر برف لینے جائین۔

بیگم ۔ کون۔ اللہ جانتا ہی وہ بڑی قہر ہی۔ جاوے تو لے ہی آوے۔

ظہورن ۔ اے وہ شغتل کیا ہی بچاری۔

بیگم ۔ یہ شوق تمھین کب سے ہوا۔ اور کوئی اتنی پی جاتا ہی۔ بھلا۔ یہ موے خوشامد خورون نے اس ڈھرّے لگایا ہو گا۔

نواب ۔ سچ یون ہی کہ مغل پٹھان شیخ سید برہمن چھتری کسی قوم سے نہین بچی ہے۔ اور ہان خوب یاد آیا بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہو تمھارے بھائی نہین پیتے۔ دائم الخمر۔

بیگم ۔ واہ تو کونسا ایسا اچھا کام کرتے ہین۔ اُنھین کوئی بھی اچھا کہتا ہے۔ مگر اب تمھاری اُنکی نبھیگی خوب۔

نواب- ہان ع

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ظہورن- ای بیگم صاحب مین صدقے ہو جاؤن بہت دن ہوئے کوئی چھ مہینے جب سے آپ کے ہاتھ کی گلوری نہین کھانے مین آئی۔

بیگم- (پیشانی نورانی پر دست رنگین ٹیک کر) ای پتھر پڑین تمھارے اس جھوٹ پر ظہورن چھ مہینے ہوئے ہمارے ہاتھ کی گلوری کھائے کو۔!

ظہورن- وہ نہ سہی چھ مہینے مگر بہت دن تو ہو گئے۔

بیگم- (گلوری بناکر) لو۔

ظہورن- بندگی- واہ وا کیا گلوری ہی- اللہ جانتا ہی پسینے آ گئے یہی تعریف ہے بنانے کی۔

نواب- بس اب بہت خوشامد نہ کرو۔

ظہورن- ای لو خوشامد کرتی ہون مین۔

نواب- اس پلنگ مین کھٹمل بہت ہین- آج بے طور دق کیا۔

بیگم- ای تو مسہری پر سور ہو- ہم کو پنج نکلوا لینگے- یہ کھٹمل کہان سے آئے۔

نواب- نہین آج ہم اُس پلنگ پر سوئینگے جسکے ہرے ہرے پائے ہین- بہت بڑا پلنگ ہی- خوب آرام سے سوئینگے۔

ظہورن- تو مین نیچے جا کے جگا نہ دون دو تین کو ہاتھون ہاتھ پلنگ آجائے یہان۔

نواب- نہین ہم خود چلتے ہین- تم یہان سیدانی کو بھیج دو اور مغلانی کو۔

ظہورن نے جاکر بی سیدانی اور بی مغلانی کو جگایا اور کوٹھے پر بھیجا- نواب صاحب نے پلنگ اُٹھایا- ظہورن قریب کھڑی دیکھتی تھین۔

ظہورن- دیکھیے دیکھیے اسوقت بہت زور نہ بدن پر دیجیے- اِدھر ہی کہین شہ نشین کی اینٹین نہ گر پڑین تو ناحق ناحق چوٹ آئے۔

نواب - مضبوط لینا پلنگ - چھوڑون - چھوڑتا ہون بی سیدانی -

ظہورن - اى واه - (آہستہ سے) ہاتھ پکڑ کر چھوڑ دینا ایسے ہی بے غیرت نکٹون کا کام ہی -

نواب - (جھیپ گئے) جواب دینے کو تھے مگر نہ سوجھا گیا ! -

ظہورن - بس اب شرمائیے نہ -

سیدانی - حضور پلنگ بچھ گیا تشریف لائیے -

ظہورن - جائیے بس اب جائیے اب کہین پی پی کے غل نہ مچائیے گا کہ محلہ بھر جاگ اُٹھے -

نواب - ظہورن تمھاری سادی وضع قیامت بپا کرتی ہی -

ظہورن - اى بس اب جاتے ہو یا باتین بنایا کروگے سیدانی کو کہین کچھ اور شک نہو کہ پیے ہوئے گر پڑے کہین -

نواب - تمھاری صورت دیکھنے سے اُسوقت ہمین وحشت ہوتی ہی -

ظہورن - کیا کہا - کیا ہوتا ہی کیا ہوتی ہی -

بیگم - ظہورن کیا کرنے لگی وہان -

ظہورن - حضور پانی پی رہے ہین - گھونٹ گھونٹ -

بی سیدانی اور بی مغلانی اُتر آئین - اور نواب صاحب کوٹھے پر جا کر پلنگ پر لیٹ رہے - شب کو باد سرد کے فرحناک جھونکون اور چھوٹی بیگم کی زُلف چلیپا کی بوی عنبر بار اور چاندنی کی دل لبھانے والی بہار سے نواب نامدار خوب میٹھی نیند سوئے - تین بجے آنکھ کھُل گئی تو مارے پیاس کے لب خشک تھے - اور شدت تشنگی سے کلیجہ منھ کو آتا تھا - بہزار دقت بستر استراحت سے اُٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے صراحی سے ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا قلب کو تسکین ہوئی - پھر سو رہے - ساڑھے چار بجے کے وقت پھر نیند سے چونک پڑے اور پھر کئی آبخورے پانی کے پیے - سوئے تو آٹھ بجے کی خبر لائے

سویرے منھ اندھیرے بیگم صاحب نے کئی بار جگایا مگر وہ اسوقت سنتے کسکی تھے۔ بڑے نواب صاحب نے تین چار مرتبہ دریافت کیا کہ آج چھوٹے نواب کیسے ہین۔ تشویش تھی کہ خلاف معمول اتنی دیر تک سونا کیا معنی۔ چھوٹی بیگم صاحب عورت تھین تمیز دار کہلا بھیجا کہ پنڈا تو ذری پھیکا تھا۔ بے چینی اسقدر کہ پلک سے پلک نہ جھپکی۔ کوئی چار بجے خدا خدا کرکے آنکھ لگی اب اسوقت اچھے ہین۔ مگر رات بھر کے جاگے ہین ذری سولین تو اچھا۔ بڑے نواب صاحب کو کیا معلوم تھا کہ یہ سیہ کاری اور بادہ گساری کا نتیجہ ہے سمجھے کہ آج کل فصل اچھی نہین ہے اور آدمی ہین نازک مزاج کھانے پینے ہین بے اعتدالی ہوئی ہوگی۔ جب آٹھ کا گجر بجا تب تو چھوٹی بیگم بھی گھبرائین کہ تڑکے گجر دم کے اُٹھنے والے اور اب تک غافل سو رہے ہین۔ ظہورن سے کہا کہ ذری جا کے جگا تو دو۔ کہو سارے محل مین دھوپ پھیل گئی آپ ابھی تک آرام ہی کر رہے ہین۔ ظہورن نے کہا بیگم صاحب حکم بجا لانے مین اس لونڈی کو عذر نہین۔ مگر آپ ہی دل مین سوچیے کہ اتنی ڈھٹائی مین کہان سے لاؤن کہ جا کر جگاؤن۔ بھلا کوئی بات بھی ہے ہان حضور کے ہمراہ کہیے تو چلی چلون۔ مگر اکیلے جانے ہوئے طرح طرح کے خیال آتے ہین۔ اور جو آپ کی یہی مرضی ہے۔ تو خیر بسم اللہ ہم جاتے ہین۔ یہ کہکر ظہورن کوٹھے کی طرف جانے لگی چھوٹی بیگم نے اُس کے دوپٹے کے آنچل کو پکڑ کر مسکراتے ہوے کہا کہ ٹھہرو ہم بھی ساتھ چلتے ہین جو تمکو وہان کھٹکا ہی خوف ہے تو آؤ ہم بھی ساتھ چلین۔ ظہورن نے کہا قربان جاؤن حضور اللہ نہ کرے کہ ڈر کا مقام ہے۔ مگر آپ منصف مزاج ہین آپ ہی غور کیجیے کہ مین کوئی بوڑھی عورت تیس چالیس برس کی ہوتی تو بے جھجک چلی جاتی مگر گو چھوٹے نواب صاحب کو خدا سلامت رکھے بڑے نیک رئیس ہین لیکن پھر بھی جو دیکھتا وہ اپنے دل مین کیا کہتا کہ یہ جوان جہان اور اُنکو جگانے گئی حضور ہم

غریب ہین تو کیا ہوا عزت آبرو کا بڑا خیال ہی۔ بیگم صاحب پھر مسکرائین اور بولین کہ ظہورن اللہ جانتا ہے ہم تمسے اسوقت بہت خوش ہوئے۔ آؤ چلو چلین جگائین۔ آخرش سونے کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ اے آٹھ بجگئے اور اب تک آپ سوہی رہے ہین۔ ظہورن پیچھے پیچھے اور بیگم صاحب آگے آگے دونون ملکر گئین نواب صاحب کو جگانے۔ کوٹھے پر پہونچین کمرے مین گئین تو دیکھا کہ حضرت بالکل غافل سو رہے ہین۔ دنیا و مافیہا سے بیخبر۔

بیگم صاحب۔ اللہ۔ اللہ۔ دنیا بھر مین دھوپ پھیل گئی اور یہ سو ہی رہے ہین بے غافل۔

بیگم صاحب۔ (شانہ ہلاکر) اُٹھو اُٹھو۔ اَیں! کچھ خبر بھی ہے۔ اے آٹھ بجگئے۔

ظہورن۔ حضور اب اُٹھیے۔ دن بہت چڑھ گیا۔

بیگم صاحب۔ اے اُٹھو بھی۔ اوئی۔ موئی نیند ہوئی وہ ہوگئی۔

نواب۔ (انگڑائی لیکر) کے بجے ہونگے اسوقت۔

بیگم۔ نو بجینگے اب۔ ذری آنکھ تو کھولو (منھ پر سے دُلائی ہٹاکر)۔

نواب۔ اُف اوہ۔ نو بجینگے!! توبہ۔ توبہ۔

ظہورن۔ حضور بڑے نواب صاحب کئی باری پوچھ چکے ہین۔ مجھ سے۔

نواب۔ (آنکھ کھولکر) اَیں! سچ مچ نو ہی بجے۔ لاحول ولا قوۃ۔

بیگم۔ اب اسوقت ہو کیسے؟ طبیعت تو اچھی ہی۔

نواب۔ ہان۔ فضل الٰہی ہی مگر تشنگی کی شدت ہی۔ مارے پیاس کے لب خشک ہوئے جاتے ہین۔ تالو مین کانٹے پڑے ہوئے ہین۔ زبان خشک ہی۔

ظہورن۔ سویرے سویرے نہار منھ پانی پینا برا ہوتا ہی۔

بیگم صاحب۔ اے کچھ سڑن ہوئی ہو۔ پانی لائے جاکے۔

بیگم صاحب نے کہا جو صراحی خوب ٹھنڈی ہوئی ہو وہ لے آؤ۔ ظہورن نیچے گئی کہ آب سرد لائے بیگم صاحب نے نواب سے کہا ہماری ہی بھتی کھائے

جو جھوٹ بولے سچ کہنا تمھین قرآن کی قسم اب اسوقت نشہ تو نہین ہے۔ ہاے غضب ارے اتنی انسان پیے ہی کیون کہ دس دن تک خمار باقی رہے ہاے افسوس اب اسوقت کیا کہون۔ شام کو کہونگی۔ نواب سخت خفیف ہوئے۔ مارے شرم کے منھ سے کوئی کلمہ نہ نکلا۔

اتنے مین بی ظہورن ایک شیشے کا گلاس اور ایک صراحی ٹھنڈے پانی کی لائین اور نواب پہ اپنی نزاکت ثابت کرنے کے لیے صراحی کو زمین پہ ٹپکا۔ اور اوئی کہکر بیٹھ گئین۔ اللہ ری نازکی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔ ہمین اس مقام پہ پھر وہی قول یاد آیا۔ ؎

خواجہ با بندہ پری رخسار
چہ عجب گو چہ خواجہ حکم کند
چون در آید ببازی و خندہ
وین کشد بار ناز چون بندہ

بیگم صاحب نے صراحی سے ایک گلاس پانی اُنڈیلا اور اپنے دست سیمین سے نواب صاحب کو دیا۔ نواب صاحب اسوقت پانی کو غنیمت سمجھتے تھے اُنھون نے چاہا کہ لیٹے ہی لیٹے پانی پی جائین۔ مگر بیگم صاحب نے تنک کر کہا کہ اللہ جانتا ہے ہم پانی وانی پھینک دینگے اور اُٹھ کے چلے جائینگے ہزار بار سمجھایا کہ لیٹے لیٹے پانی نہ پینا چاہیے۔ ذری اُٹھ بیٹھو۔ پانی پی لو پھر لیٹ رہنا۔

نواب صاحب کوشش کرکے اُٹھے۔ پانی پیا تو جان مین جان آئی پھر لیٹ رہے اور باتین کرنے لگے۔

نواب۔ کیا ابا جان یہان آئے تھے۔

ظہورن۔ نہین حضور یہان تو نہین آئے۔ مگر کئی بار پوچھ چکے۔

بیگم۔ اب اُٹھ کے اُنسے ملتے آنا۔ کہ دینا کہ رات کو ذری جی مالش کرتا تھا مگر اب اچھا ہون۔ وہ بچارے بہت بیقرار ہین۔

ظہورن۔ ای ہوا ہی چاہین۔ بیگم صاحب۔

بیگم۔ اور کیا۔ مگر اب آج سے توبہ کرو کہ پھر کبھی نہ پینگے۔

نواب۔ واسطے خدا کے اسوقت کوئی اور ذکر چھیڑو۔

ظہورن۔ اچھا اور ذکر سہی۔ وہ سواربان وفان ہوا کہ نہین۔

بیگم۔ وہ تو مر کے بھی بھتنا بنیگا مونڈی کاٹا۔

نواب۔ پشتہا پشت سے اسی سرکار کا نمک پروردہ ہے۔ اب پیرانہ سالی مین اُسکو کیونکر جدا کرون۔ سوچو تو سہی۔

بیگم۔ تو اُسکو پنشن دو۔ کوئی اور مقرر کرو۔

نواب زادہ بلند اختر و عالی گوہر خرامان خرامان اپنے پدر بزرگوار کے پاس آئے۔ فرط ادب سے زمین دوز ہو کر آداب بجا لائے۔ بڑے نواب صاحب خوش ہوئے کہ فرزند دلبند صحیح و سلامت سامنے آیا۔

بڑے نواب۔ شب کو کیسے تھے بیٹا۔

نواب زادہ۔ اَبّا جان۔ جی مالش کرتا تھا۔

بڑے نواب۔ اب تم دودھ پیتے بچے نہین نام خدا جوان ہو ہزار بار سمجھایا شبنم مین شب کو سونا مضر ہی۔ دس گیارہ بجے تک خیر چندان مضائقہ نہین مگر تمھارے مزاج مین ضد اور ہٹ بہت ہی۔ رات بھر اوس مین سوتے رہے ہمارا کہنا نہ مانا۔

نواب زادہ۔ بجا ہی کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہی ورنہ شبنم سے تو مین خود احتیاط رکھتا ہون۔

بڑی بیگم۔ کمرے مین رات بھر پنکھا چلتا رہے تو کیا ٹھنڈھک نہو۔ اُس مین کیا لڈو دھرے ہین (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) پنڈا اگنگتا ہی۔

ظہورن۔ جی ہان رات بھی پنڈا پھیکا تھا۔

بڑے نواب۔ (نبض دیکھکر) نہین۔ فضل الٰہی ہی

بڑی بیگم۔ کیا اسوقت بدن صاف ہی۔

بڑے نواب۔ ہان ہان۔ فضل الٰہی ہے۔ بس یہ اوس مین سونے کے سبب سی خرابی ہوئی۔

اب مصاحبین بادہ گسار کا حال سنئیے۔ لالہ حسین بخش نے جو ہوا کھائی تو پاؤن ڈگمگانے لگے۔ یہ گرے وہ گرے۔ اس مصیبت سے تھوڑی دور چلے تھے کہ نشہ اور بھی تیز ہو گیا۔ اب راستہ نہین سوجھتا۔ ایک درخت کے تنے سے ٹکرائے اور گرے اور وہین بیہوش پڑے رہے۔

تراب علی ساقن کی دکان پر پہونچے۔ وہان چرس کے دم لگائے ایک تو برانڈی کا نشہ ہی کیا کم تھا اسپر چرس کا دم اور بھی طرّہ ہوا۔ بے انٹا۔ دماغ پر گرمی چڑھ گئی اور پھٹ سے دکان ہی پر گرے۔ دو چار آدمیون نے ملکر اُٹھایا۔ کسی نے پانی کے چھینٹے دیے کسی نے برف کا ٹکڑا کھلایا۔

ساقن۔ میری دکان پر ایسی بات کبھی نہین ہوئی تھی۔

مدک باز۔ اور ایسے تو کچھ دم بھی نہین لگائے۔

چرسیا۔ اجی صاحب تمھارے انکی چلم کی تو آسمان کی خبر لاتی ہے۔ آج تو جب آئے جب ہی ڈھیلے نجر آئے (نظر)۔

مدک باز۔ ڈاکٹر کو بلواؤ۔

ساقن۔ اور روپیہ کسکے گھر سے آئینگے۔ مر جائیگا موا مر جائے۔ کل موا آج دوسرا دن۔

برق انداز۔ کیا ہوا میری سلارو۔

ساقن۔ اے میان کیا بتاؤن کیا ہوا۔ یہ آئے اور اک دو دم لگائے بس بیہوش گر پڑے (ارے لو وہ گاڑی ڈاکٹر کی آتی ہے) ذری روک لیجیے روک لیجے

ڈاکٹر۔ گاڑی رکوا کر کیا ہے۔

ساقن۔ ذری ایک مریض کو دیکھنے جائیے۔ یہ سامنے بیہوش پڑا ہے۔

ڈاکٹر۔ ول کیا ہوا کیا۔

ساقن۔ ابھی کوئی آدھ گھڑی بجی ہوئی کہ یہ دکان پر آئے تو اُنھون نے کہا کہ جی مالش کرتا ہے مگر منھ سے شراب کی بو آتی تھی اور نشے مین تھے مین نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لاکھ لاکھ منع کیا کہ چرس نہ پیو۔ اسے ہین تو اُس طرف کسی کام کو گئی ادھر آپ نے دو دم لگا ہی تو لیے۔ بس پھٹ سے گر پڑے۔

ڈاکٹر۔ اچھا آدمی ساتھ کر دو ہم دوا دے دیگا۔

ساقن۔ میرے بابو صاحب ایسی دوا دیجیے کہ ہوش آجائے۔

ڈاکٹر۔ اچھا دوا ہی۔ سو گھبرانے کا بات نہین۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی دیکر کہا کہ یہ گولی ابھی کھلا دو تو استفراغ ہوگا اور ہوش آجائیگا۔ (اسکے بعد اس بوتل کی دوا آدھی چھٹانک اسوقت پلا دو اور آدھی چھٹانک دو گھنٹے کے بعد)۔ آدمی نے گولی اور بوتل لی اور حکم کے بموجب ایک گولی تراب علی کو کھلائی۔ استفراغ ہوا ہوش آیا۔ تبایا کہ سر مارے درد کے پھٹا پڑتا ہے اور دماغ پھنکا جاتا ہے۔ آدمی نے بوتل سے آدھ چھٹانک عرق ایک پیالی مین لیکر پلا دیا۔ دس بارہ منٹ مین تراب علی اُٹھ بیٹھے۔

ساقن۔ اب کیسے ہو۔

تراب علی۔ اب اچھا ہون مگر گرمی بہت معلوم ہوتی ہے اور سر مین تھوڑا درد ہے۔

ساقن۔ کوئی ایسا کام کرتا ہی۔ شراب پی کے آئے اور اسپر اتنے دم لگائے۔

چرسیا۔ توبہ۔ توبہ۔ بہت بچے صاحب تمھارے۔

تراب علی۔ اب ہم جاکے سرا سے اکا کرتے ہین اور گھر جاتے ہین۔

چرسیا۔ اِکّا نکرنا۔ اُسکے ہچکوے صاحب تمھارے اور بھی حیران کر دینگے مجے مجے (مزے مزے) پیدل چلے جاؤ۔ ٹھنڈی ہوا ہی اسوقت۔

تراب علی۔ رخصت ہوئے۔

میر گلباز کا حال سنیے۔ یہ جو نواب صاحب کے دربار سے اُٹھے تو سیدھے نان بائی کی دکان پر پہونچے اور نشے کی حالت مین اس سے یون کہنے لگے۔

میر گلباز- بھائی جان اسوقت کچھ کھلواتے نہین ہو-

نان بائی- جو حکم ہو مگر کیا پیے ہوے ہو- ذری دکان سے الگ ہی رہیے گا کوئی مسلمان دیکھ لیگا تو چھوئیگا نہین-

میر گلباز- سنتے ہو میان ہم اسوقت پیے ہوے ہین-

نان بائی (مسکراکر) ہان مین سمجھا-

میر گلباز- سمجھے نہ جو مین نے کہا- ہم اسوقت برانڈی پی کے آتے ہین- چار روپی بوتل والی-

نان بائی- سمجھا سمجھا- آپ کے بے کہے سمجھ گیا تھا-

میر گلباز- کہینگے تو ہم اپنے منھ سے کبھی نہین- مگر ہم پیے ہوے ہین- ارے میان تمکو ہماری بات کا یقین نہین آتا- واللہ ہم پیے ہوئے ہین- نہ بھئی-

نان بائی- اب جائیے سو رہیے رات بہت آئی-

میر گلباز- لاحول ولاقوۃ انکو یقین ہی نہین آتا- خدا گواہ ہے ہم پیے ہوی ہین-

نان بائی- اجی تو مین کیا کرون پیے ہوئے ہین آپ تو میری بلا سے

میر گلباز- یہ نہین- نہ بھئی مطلب یہ کہ برانڈی اسوقت خوب پی ہو-

نان بائی- خدا نکرے کہ شرابی سے پالا پڑے-

میر گلباز- اور امام الدین بھی پیے ہوئے ہین- اور ہم بھی-

نان بائی- امام الدین کون شخص ہین-

میر گلباز- ہونھ- جانتے ہی نہین گویا گویا جانتے ہی نہین- جان بوجھکے پوچھتے ہین کہ کون شخص ہین گویا کبھی کی ملاقات ہی نہین جانتے ہی نہین گویا-

نان بائی- اب جائیے حضرت- گھر جائیے-

میر گلباز۔ ارے میان ہم تو نشے مین ہین سمجھے بھائی جان نشے مین غین ہین۔ چور بالکل۔

نان بائی۔ (جھلاکر) اجی پڑو جہنم مین نشے مین ہو یا کسی مین ہو۔ ہماری دکان چھوڑ دو۔ چلو اُٹھو۔ واہ بک بک کے مغز کھا گئے۔

نان بائی کا آدمی۔ میان انکو پہچانا نہین یہ تو گلباج (گلباز) ہین۔

نان بائی۔ ارے! توبہ توبہ۔ میر صاحب ہین میر صاحب۔ آئیے مین سمجھا نہین تھا ابھی تک۔

میر گلباز۔ ہم اسوقت خوب پیے ہوئے ہین برانڈی پر برانڈی اور جام پر جام

نان بائی۔ کہا سنا مات (معاف) کیجیے گا۔

میر گلباز۔ ٹھنڈی ہوا نے اور نشہ تیز کر دیا۔

نان بائی۔ میر صاحب اِتّی کیون پی جاتے ہو بھائی۔ ذرا سی پی لبس مالہ (معاملہ) ختم کیا۔

میر گلباز۔ تمنے دیر مین ہمکو پہچانا۔

نان بائی۔ جی ہان آپ کو کبھی اس تردن (طرح) دیکھا تو تھا ہی نہین پہلے۔

میر گلباز۔ بجے کے۔

نان بائی۔ یہی کوئی گیارہ کا عمل ہی۔

میر گلباز۔ اوہ۔ گیارہ بجے۔ اچھا سلام۔

نان بائی۔ ذری ٹھہرے رہیے مین اپنا آدمی ساتھ کیے دیتا ہون چھبن ذری انکے ساتھ تو چلے جاؤ۔ گھر تک جانا۔

چھبن۔ اچھا۔ پھر اُدھر ہی سے مین گھر چلا جاؤنگا تڑکے آجاؤنگا۔

میر گلباز۔ آدمی کی تو ضرورت نہ تھی (آگے بڑھے تو ٹھوکر کھائی)

نان بائی۔ یا علی۔

چھبن۔ اُدھر کیچڑ ہی۔ یون آئیے۔ اِدھر اُدھر۔ ہان یہ۔

میر گلباز۔ (دو قدم جا کر پھر پلٹے) ار میان سنتے ہو خوب یاد آیا لالہ حسین بخش لالہ حسین بخش بھی پیے ہوے ہین۔

نان بائی کی دکان پر تین چار آدمی اُسوقت بیٹھے تھے۔ سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ اتنی دور جا کر پھر پلٹے اور صرف اتنا کہنے کے لیے کہ لالہ حسین بخش بھی پیے ہوئے تھے لاحول ولا قوۃ۔ نان بائی نے کہا جی ہان سب پیے ہوئے تھے اب آپ جائیے۔ رات بہت آئی کل ملینگے۔

الغرض میر گلباز نے راستے مین کوئی پچاس مرتبہ نان بائی کے آدمی سے کہا کہ نواب نے بھی اور تراب علی اور امام الدین نے بھی برانڈی کے کئی جام لنڈھائے اور لالہ حسین بخش نے بھی خوب ہی مزے سے چسکی پر چسکی لگائی اُس بیچارے کی ناک مین دم آگیا وہ کہتا جاتا ہے کہ آپ چپ چاپ گھر چلے چلیے۔ مگر یہ ایک نہین سنتے آخر کار دو چور ملے۔ میر گلباز کو دیکھکر جھک کر آداب بجالائے اور یون گفتگو کی۔

چور۔ آپ اسوقت کہان۔

میر گلباز۔ ارے میان کسی سے کہنا نہین نواب نے بھی آج خوب پی اور ہم نے بھی پی۔ اور تراب علی نے بھی پی۔ سمجھے خوب پی۔

چور۔ آپ اسوقت بہت پی گئے ہین۔

میر گلباز۔ چپ بے سور مین نے اسوقت برانڈی پی ہی۔

چور۔ چلیے اب ہمارے ہی ساتھ چلیے۔ گھر پر جائیے یا ہمارے ہان چلے چلیے۔

نان بائی کا آدمی۔ (چپکے سے) انکو بچاؤ۔ یہ راہ بھر بکتے آئے۔

چور۔ چلو استاد گانا سنوائین۔

میر گلباز۔ ہمنے سمجھے نہ۔ ہمنے اور نواب نے اور میر گلباز نے سب نے خوب پی۔

چور۔ آپ نے اور میر گلباز نے پی۔ اور وہ گلباز کون ہین۔

میر گلباز۔ وہ بڑا سور ہی۔

چور۔ کون؟۔

میر گلباز- گلباز- اور کون- اور نواب- اور کون- اور تراب علی- اور کون- اور امام الدین ورکون- چلا جاؤ بربتر-

چور- (ہنسکر) اُستاد آج تو اسوقت بالکل غین ہو واللہ-

میر گلباز- چپ سور- چپ رہو- ہمنے اور نواب نے اور تراب علی نے خوب پی ہی خوب ہی پی ہی- واللہ خوب ہی پی ہی-

چور- استاد بس چلو ہمارے ساتھ تم اسوقت بہکے بہت ہو-

نان بائی کا آدمی- ہان انکو لیجاؤ نہین یہ کیا جانے کیا کر گذرینگے-

چور- استاد چلو ایک جگہ برانڈی پلائین-

میر گلباز- (ریشہ خطمی ہوکر) ہان! برانڈی ہی برانڈی ہی-

چور- استاد اول نمبر کی-

میر گلباز- لا- لا- جلد لا- ابے لا بھی- مگر ہم اور نواب سب نے پی-

چور- تو چلو پھر یہان کہان ہی-

میر گلباز- اچھا چلو-

چورون نے نان بائی کے آدمی کو رخصت کیا اور میر گلباز کو دلاسا دیتے ہوے اپنے ہان لے گیے- اور وہان انکو تو تھمبو کرکے بستر پر سلا دیا-

اب میان روشن علی کا حال سنیے- جب نواب کے گھر سے چلے تو یون ہی سا نشہ تھا لیکن راہ مین ایک اور خدائی خوار رند خرابات مل گئے اور وہ ذات شریف انکو زبردستی اپنے گھر لے گئے کہ چلیے آپ کو سونف کی شراب پلائین-

روشن علی- بھئی برانڈی پی کے پھر دیسی پینے والے کی ایسی تیسی-

رند- اجی تم دیکھو تو چل کے واللہ برانڈی ورانڈی سب بھول جاؤ-

روشن علی- مہوے کی ہوگی ٹھرّا-

رند- نہین میان خاص سونف کی اور بھپکا بھی نیا تھا- خاص داروغۂ ابکاری کی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

معرفت نبوائی ہی۔ تم چلکے دیکھو تو۔

گھر پہونچکر رند خرابات نے روشن علی کو سونف کی شراب کا ایک جام پلایا

روشن علی۔ ہان ہی تو اچھی مگر دیسی اور ولایتی مین زمین آسمان کا فرق ہے لے اب چلتے ہین۔ بہت پی۔ قسم ہے خدا کی دوپہر سے چسکی لگاتے لگاتے یہ وقت آیا۔ میان روشن علی نے گھر کی راہ لی۔ مگر ایسے چوندھیائے کہ راستہ نہین سوجھتا۔ لڑکھڑاتے ہوے سڑک پر جاتے ہین۔ ایک آیا آیا سامنے سے آتی تھی یہ جو جھومتے ہوئے چلے تو قریب پہونچتے ہی پانون ٹکرگیا اور اسپر ارارا کر گرے۔ آیا نے غل مچانا شروع کیا۔ اوئی یہ کون بلا ہے اپنے بل چل مردوے کیا نشے مین ہے کیا۔ روشن علی سنبھلے دس قدم گئے ہونگے کہ پھر چکر آیا تو ایک درخت کے تنے کے سہارے کئی منٹ کھڑے رہے۔ بعد ازان آگے بڑھکر ایک سبیل پر اُنھون نے پانی پیا اور منھ دھویا تو ذرا تسکین ہوئی وہان سے آہستہ آہستہ چلے اور بہزار دقت گھر پہونچے لیکن پیاس کے مارے بُرا حال تھا۔

روشن علی۔ (دروازے پر کھڑے ہوکر) کھولو۔ دروازہ کھولو مبارک قدم او مبارک قدم (کنڈی کھڑکھڑاکر)۔

مبارک قدم نے دروازہ کھولا اور حضرت گھر مین تشریف لے گئے۔ جاتے ہی چارپائی پر دھم سے گرے اور کہا کہ مبارک قدم ہمنے تمکو طلاق دی۔

مبارک قدم۔ (لونڈی) کیا! اور سنو۔ میان کیا کہتے کیا ہو۔

روشن علی۔ تمکو۔ تمکو۔ سمجھی۔ ہمنے اپنی خوشی اور مرضی سے بحالت ثبات عقل طلاق دے دیا۔ لفظ طلقتک گفتم۔ پھر اب تو گفتم سو گفتم۔

روشن علی کی بیوی۔ آج ہو کہان اسوقت۔

روشن علی۔ تمکو بھی عاق کیا۔

روشن علی کی بیوی۔ چہ خوش لونڈی کو طلاق دیا اور بیوی کو عاق کیا۔

مبارک قدم۔ بیگم صاحب آپ نہ بولیے۔ اسوقت کچے گھڑے کی چڑھی ہی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بیگم صاحب ۔ ای ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے ۔

روشن علی ۔ تمکو عاق کیا عاق کر دیا تمکو ۔

بیگم صاحب ۔ جورو کو نہین عاق کیا کرتا ہی کوئی ۔ عاق اولاد کو کرتے ہین ہوش مین آؤ ۔ (مسکراکر) جاؤ ہمنے بھی تمکو خلع دے دیا ۔

روشن علی ۔ مبارک قدم تمکو ہمنے طا ۔ ط ۔ طا ۔ طلاق دیا ۔

مبارک قدم (ہنسکر) تو میان کیا میرے (خسم) ہو تم ۔

روشن علی ۔ خسم کو بھی ہمنے طلاق دے دیا ۔

بیگم صاحب ۔ ابھی تو ہوا سے لڑو گے تم ۔ یہ آج سوجھی کیا کہ سب کو طلاق ہی دیتے پھرتے ہین ۔

روشن علی ۔ تمکو بھی طلاق دے دیا ۔ بس ۔ جاؤ ۔ طلاق ۔

بیگم صاحب ۔ اب سو رہو سو رہو ۔ فجر کو طلاق کی باتین ہو رہینگی ۔

روشن علی ۔ سونے کو بھی طلاق دیا ۔

بیگم صاحب ۔ یہ آج ہو کیا گیا ۔ واہی تباہی بکتے جاتے ہو ۔ بس اب سو رہو ازبرائے خدا سونے کا دھیان کرو ۔ طلاق دے چکے گھر بھر کو ۔

یہ گفتگو اتفاق سے ہمسائے کی عورتین بھی سنتی تھین ۔ روشن علی نے جو کئی بار مبارک قدم کو طلاق دیا اور بیگم صاحب کو عاق کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑین اور پکار کر پوچھا کہ بی ہمسائی آج کیا ماجرا ہی تمھارے میان سب کو طلاق دے رہے ہین ۔ روشن علی کے کان مین جو یہ آواز آئی تو آپ نے غل مچاکر کہا کہ جاؤ تمکو بھی طلاق دیا ۔ ہمسائے کی ایک طرار عورت بولی کہ ہوش کی دوا کر مردوے ۔ کہین سبزی تو نہین پی کے آیا ہے ۔ بی ہمسائی بہن انکو سلا دو ۔ کسی ترکیب سے ۔ روشن علی کی بیوی نے جھیپ کر کہا کہ اے بہن لاکھ جتن کرتی ہون وہ سوتے ہی نہین سب کو طلاق دیتے جاتے ہین تمھاری آواز آئی تمھین کو طلاق دے بیٹھے ۔ روشن علی نے چارپائی پر بیٹھکر

کہا کہ آواز کو بھی طلاق دیا۔ تب تو ہمسائے کی عورتون نے اور بھی قہقہہ لگایا اور بی ہمسائی کو چٹکیون پر اُڑایا۔ روشن علی کی بیوی مارے شرم کے کٹ کٹگئی مگر ہمجولیون سے چُہل دل لگی تو ہونی ہی تھی کچھ بول نہ سکی۔

روشن علی کی بیوی۔ ای ہمسائی بہن کسو کو ہنسنا نہ چہیے۔

ہمسائی۔ ای ہم تھوڑا ہی ہنستے ہین۔ یہ تو خانم ہنس رہی ہی۔

روشن علی کی بیوی۔ اچھا خانم ہنسو ہنسو۔

روشن علی۔ خانم کو بھی طلاق دیا۔

تب تو روشن علی کی بیوی اور مبارک قدم بھی بے اختیار ہنس پڑین۔

مبارک قدم۔ بسم اللہ میان نے ہماری ہی طلاق سے کی۔

خانم۔ ای یہ آج بوکھلائے کیون ہین۔

مبارک قدم۔ جانے کیا سبب ہی۔ جسکا نام سُنا اُسکو طلاق۔ سُنا اور چٹ طلاق۔

روشن علی۔ ہمکو بھی طلاق۔

مبارک قدم۔ نہ میان۔ تم طلاق دے دوگے تو اس بوڑھوتی وقت کسکی ہو کے رہونگی۔

روشن علی چارپائی سے پھر اُٹھ بیٹھے مبارک قدم سے کہا کہ ذرا سا پانی ہمکو پلاؤ۔ لونڈی پانی لیکر گئی۔ تو اب حضرت پانی نہین پیتے۔

میان پانی لائی ہون۔ میان اے میان پانی مانگا تھا۔ روشن علی تو اسوقت اپنے آپے مین تھے ہی نہین۔ یاد کسکو کہ پانی مانگا تھا یا نہین انکی بیوی نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مبارک قدم سے کہا کہ دو آفتابے خوب ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کے بھر لا۔ دور سے خوب تڑاڑے سر پر دیے تو روشنعلی کے دماغ کی گرمی چھنٹی۔

روشن علی۔ بیگم۔ اف۔ آج تو پھونک دیا ہمین۔

بیگم۔ خدا غارت کرے اس ہوئی شراب کو۔ باپ مان کی جمع جتھا سب اسی کے پیچھے

بھونک دی۔ یہ گت ہوئی اب بھی نہین چھوڑتے۔

مبارک قدم۔ ای بیوی اس نگوڑی کا قایدہ (قاعدہ) ہی کہ جہان منھ لگی بس لگی۔

روشن علی۔ توبہ کی۔ بس اب آج سے توبہ کی ہی۔

بیگم۔ ہان! اک دس ہزار دفعہ تو ہمارے سامنے توبہ کر چکے۔

روشن علی۔ خیر جہان دس ہزار وہان ایک دفعہ اور سہی۔

بیگم۔ (آہستہ سے) ہان بیحیائی پر جب کمر باندھی تو کیا ڈر ہی۔

روشن علی۔ اب مین سوتا ہون جگانا دگانا نہین۔

صبح کو جو میان روشن علی اُٹھے تو طبیعت از بس مضمحل پائی سوزش احتراق تشنگی کم طاقتی درد کمر۔ درد سر۔ ان سب کی مہمانی تھی۔ اُٹھے تو تیورا کے گرے۔

بیگم۔ یا علیؑ

مبارک قدم۔ (دوڑ کر) ای میان کیا حال ہی خیر تو ہی۔

روشن علی۔ ذرا سا پانی پلاؤ۔

مبارک قدم۔ لیجیے آپ لیٹے رہیے۔ اُٹھیے نہین۔ توبہ۔ کیا حال ہو گیا رات ہی بھر مین چہرہ اُتر گیا۔ کیا بُری چیز ہی۔

روشن علی۔ نہین آج کچھ طبیعت ہی ناساز ہی۔

بیگم۔ اور جا کے پی لو تھوڑی سی۔ طبیعت تو ناساز ہوا ہی چاہیے۔

مبارک قدم۔ لپک کے پچھواڑے سے حکیم صاحب کو بلا لاؤن۔

بیگم۔ ابھی ذرا اور ٹھہر جاؤ۔

روشن علی۔ کہین حکیم وکیم کو نہ بلوانا۔ ورنہ بڑی بیعزتی ہو گی۔

یہ کہکر میان روشن علی پھر سو رہے اور مبارک قدم پنکھا جھلنے لگی۔

اب میان گلباز کا حال سنیے کہ رات کو اُنھون نے وہ ہُلڑ مچایا کہ الامان گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے جاتے ہین کہ لوگو آہستہ آہستہ باتین کرو یہان سب

پیے ہوسے ہین۔ نواب نے بھی پی اور لالہ بھی غین ہے اور امام الدین بھی نشے مین ہین۔ اور ہمنے بھی پی ہی خبردار غل نہ مچانا ورنہ سب کو معلوم ہو جائیگا انکے ساتھیون نے سمجھایا کہ میان خدا کے واسطے خاموش بھی رہو۔ تم تو پی آئے ہو ہم سب کو بھی اپنے ساتھ بدنام کروگے کیا۔ وہ برابر یہی کہتے جاتے ہین کہ سب پیے ہوئے ہین۔ لالہ اور تراب علی اور ہمارے نواب صاحب اور جتنے حوالی موالی تھے سب پیے ہوئے ہین۔

صبح کو جو نواب صاحب برآمد ہوے تو مصاحبون سے یون گفتگو ہونے لگی۔

نواب۔ کہیے رات کی سرگذشت کہیے۔

امام الدین۔ حضور خوب مزے مین کٹی۔

نواب۔ تم اپنی کہو میان تراب علی۔

تراب علی۔ حضور پیاس کی بڑی شدت تھی۔ خدا جھوٹ نہ بلائے واللہ کوئی دس مشکیرے تو پی گیا ہونگا۔

نواب۔ یہان تو بڑی بے لطفی مین کٹی۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب دوڑتے ہوئے آئے۔

روشن علی۔ مجرا عرض کرتا ہون خداوند۔ خان صاحب کو بندگی ہی۔

امام الدین۔ آیئے آیئے مین تو سمجھا آندھی آگئی۔

نواب۔ آپ کیا آئے گویا بھونچال آیا۔

جھمن۔ اعجاز۔ اعجاز۔ کیا کہی ہی خداوند۔

تراب علی۔ بہت ہی خوب۔ قسم قرآن کی کیا پھبتی ہوئی ہی۔

امام الدین۔ اسوقت تو چھاگئی بھئی روشن علی۔

روشن علی۔ (مسکراکر) حضور تو ایسی پھبتی کہتے ہین کہ پھر جواب کی گنجائش ہی نہین رہتی۔

جھمن۔ اور لطف یہ کہ فی البدیہہ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

امام الدین۔ آمد ہی نا آورد کا نام نہین۔

جھمن۔ غلام دستگیر۔ ارے میان کیا آج رمضان شریف ہین۔

نواب۔ حقہ لاؤ جی۔ نہ گلوری نہ حقہ۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ ہان روشن علی کل کی کیفیت تو بیان کرو۔

روشن علی۔ کیا عرض کرون خداوند کل تو بے کیف کر دیا۔

نواب۔ ؎

عروس بس خوشی ای دختر رز ولے گہ گہ سزاوار طلاقی

روشن علی۔ حضور یہان سے جو چلا تو راہ مین شیطان کے ایک چیلے مل گئے۔ اب مین لاکھ لاکھ کہتا ہون کہ اسوقت خوب تیز نشہ ہے معاف کرو وہ کہتے ہین نہین سونف کی شراب ذرا سی پیتے جاؤ۔ ہماری سنی ہی نہین اپنی ہی کہے جائین۔ اُنھین بھی اسوقت کچھ گھوڑے کی چڑھی تھی۔ آخر کار پنجے جھاڑ کے چمٹ گئے۔ اور پلا ہی چھوڑی۔ وہان سے جو ہم چلے تو اب راستہ نہین سوجھتا۔ بارے لڑھکتے پڑھکتے خدا خدا کرکے گھر پہونچے۔

امام الدین۔ جاکے سو رہے نہ۔ دنگا تو نہین مچایا۔

روشن علی۔ سو جاتے تو اچھے نہ رہتے۔

جھمن۔ محلے والون پر تو نہین ثابت ہوا۔

روشن علی۔ یہی تو افسوس ہے۔ اور افسوس کیا ہے۔

امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ۔

روشن علی۔ جاتے ہی دھڑ سے گر پڑے چارپائی پر۔ اب۔ اُف۔ واللہ کچھ ہنسی آتی ہے کچھ رونا آتا ہے۔ گرے تو اب جو بولتا ہے اسکو ہم طلاق دیے بیٹھے ہین۔ بیوی نے کہا۔ یہ آج ماجرا کیا ہے۔ ہمنے کہا تمکو بھی خلع دے دیا بی ہمسائی کی آواز آئی اور ہمنے انکو بھی طلاق دیا کسی نے پانی کا نام لیا اور ہمنے کہا پانی کو بھی طلاق دیا توبہ توبہ ہماری بی بی اسوقت کٹ کٹ گئین

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اور میری یہ کیفیت کہ چور۔ ذرا پانی نہ ملا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا مبارکقدم لونڈی نے پوچھا میان کیسے ہو ہمنے کہا تمکو بھی طلاق دیا۔

امام الدین۔ حضور ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط ست
بلکہ مے میشود از خوردن ناداں بدنام

نواب۔ یہ سب شاعرون کے ڈھکوسلے ہین جنمین سے فیصدی بیس بھی شراب سے واقف نہ تھے کہ ہی کیا بلا۔ اصل مین شراب مردار واقعی مین بڑی ہی بُری چیز ہی۔ اُف توبہ۔ توبہ۔ کان پکڑے۔ توبہ کی۔ اب کبھی نہ پینگے۔

اتنے مین غلام دستگیر نے آنکر چپکے سے کہا کہ حضور بی مغلانی کہتی ہین کہ چھوٹی بیگم صاحب ابھی ابھی ذری آپ کو بلاتی ہین۔ پوچھا خیر تو ہے۔ کہا کچھ لڑائی سی ہو رہی ہی گھر مین۔

چھوٹے نواب صاحب جھپٹکر محلسرا مین تشریف لیگئے۔ ادھر چوکھٹ پر اُنھون نے قدم رکھا تھا کہ چھوٹی بیگم بجلی کی طرح چمکتی ہوئی سامنے آئین۔

نواب۔ کیا ماجرا ہی کچھ کہو تو۔

چھوٹی بیگم۔ کہین تو اُس سے جو کچھ مانے۔ اور جو سُنے ہی نہین اُس سے کہ کے مفت مین بات ہی گنوائین اپنی۔

نواب۔ (کرسی پر بیٹھکر) خیر تمھین اختیار ہی نہ کہو۔

میان بیوی مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بی ظہورن ململ کا صندلی رنگا ہوا دوپٹا پھڑکاتی اٹھکیلیان کرتی سامنے آئین نواب صاحب نے جو اُس بت آئینہ زانو پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ چہرہ اُداس ہی اور اشک جاری ہین۔

نواب۔ ظہورن۔

نواب صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ظہورن اور بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

چھوٹی بیگم۔ روتی کیون ہو ظہورن۔ اللہ جانتا ہی اسی گھڑی تو موئے کو نکلوا دون ڈیوڑھی نہ ٹھہری بھنگیڑ خانہ ٹھہرا شہدا موا۔

نواب - کون - کون - نام تو واسکا۔

بیگم - اُسی موئے خبیث نورا کو۔

نواب - بس اسنتے ہی کے واسطے۔

بیگم - ہماری توآنکھون مین تنکے کی طرح کھٹکتا ہی۔ مگر کیا کرین بس نہین چلتا۔

نواب - کیسی باتین کرتی ہو۔ بیوقوفون کی سی۔

بیگم - ای ظہورن آنچل کی خیر ہو۔ دیکھو دوپٹا سر کا جاتا ہی۔

ظہورن - (دوپٹا سنبھال کر) اللہ کرے ہم مر جائین (روکر) اب ہم یہان نہ رہینگے آمان چاہین رہین چاہے جائین۔

نواب - آخر صاف صاف بتاؤ تو کہ نورا نے کہا کیا۔

بیگم - دوروپے لیکے ظہورن پردے کے پاس گئین اور نورا سے کہا کہ کسی آدمی کو دیدو اور کہو چھوٹی بیگم صاحب کا حکم ہی کہ چھوٹی الایچی چوگھڑے کی لے آئے۔ ای بس ننک کے بولا کہ چلو چلو۔ آئین وہان سے حکومت کرنے کوئی انکے باپ کا نوکر ہی جیسے۔ اسپر ظہورن سے رہا نہ گیا۔ اُنھون نے کہا چپ رہ موئے دولنے۔ جوتیان کھانے کو تو جی نہین چاہتا ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ ہزارون گالیان دین۔ بیسوا اسکو بنایا۔ نٹ کھٹ اسکو کہا۔ شفتل اسکو کہا۔ اور اللہ جانے کیا کیا بکا کیا۔ بھلا زنانی ڈیوڑھی پر ایسے نگوڑے شہدون کا کیا کام ہی۔ اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون خاتون جنت کی قسم میری آنکھون مین خون اُتر آیا۔

نواب - منھ دھو ڈالو ظہورن۔

بیگم - ظہورن منھ دھو ڈالو۔

ظہورن نے اُٹھکر منھ دھویا۔ مگر منھ دھوتے وقت اور بھی زار زار روئی نوجوان رئیس زادے نے جو اپنی معشوقۂ نوخیز و پری تمثال حور طلعت جادو جمال کو بھولے پن کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو ایک عجیب

قسم کا اثر انکے دل پر ہوا جسکو وہی سمجھ سکتے ہین جو سمجھ سکتے ہین بار بار کنکھیون سے اُس برق وش کو دیکھتے جاتے تھے۔ اور سچ یون ہے کہ گو اس خندہ پیشانی کے رونے سے نواب کا دل بھر آیا مگر اُس بت جادو نگاہ کی چشم سرمہ آلود پر اسوقت وہ جوبن تھا کہ غزالان حرم بھی دیکھتے تو شرما جاتے۔ ؎

تعلیم ناز چند دہی چشم مست را
دل آنقدر ببر کہ توانی نگاہ داشت

نواب۔ (ظہورن کی مان بی مغلانی سے) بی مغلانی مین کھڑے کھڑے اُس مردک کو نکالے دیتا ہون۔ تم خاطر جمع رکھو۔

مغلانی۔ اے حضور لونڈی تو اس مالہ (معاملہ) مین بولتی ہی نہ چاہتی ہے بیگم صاحب جم جم جئین۔ اسقدر مجھپر اور میرے بچون پر عنایت کرتی ہین کہ میرا ہی دل جانتا ہے۔ مگر ہان اسوقت اس نگوڑے دربان نے وہ لام کاف بکا کہ جی چاہتا ہے دست پناہ سے زبان پکڑ کر کھینچ لون۔ ظہورن اب روؤ نہ بیٹا علم بردار کا علم ٹوٹے مونڈی کاٹے پہ دیکھو اللہ نے چاہا تو اٹھوارے ہی مین موئے کا جنازہ نکلے۔

نواب صاحب ازبس خشمگین ہوکر باہر تشریف لائے اور نادری حکم دیا کہ ابھی ابھی اس بدبخت نورا کے سر پر پانچ جوتے گن کے لگاؤ یہ کہکر نواب نامدار پھر اندر تشریف لے گئے غلام دستگیر نے نورا سے کہا کہ گردن جھکاؤ حضور کا حکم ہم ضرور بجا لائینگے۔ نورا ایک ہی شریر آدمی تھا۔ گڑگڑا کر بولا کہ بڑے بھائی پانچ جوتے مین تو ہماری کھوپڑی ہی پلپلی ہو جائیگی۔ غلام دستگیر نے کہا پھر چاہے جو ہو۔ حکم ہی دے گئے ہین۔ نورا بہت ہی تیکھے ہوئے۔ واہ حکم کی ایک ہی کہی تمھین شرم نہین آتی خدمتگاری کرنے آئے ہو یا جوتے بازی اس سے تو دو گنڈے پر کتنا ہی مارا کرو تہورن نے ہنسکر کہا بس اب گردن جھکاؤ خیر اسی مین ہے بہت سب کی چغلیان کھایا کرتے تھے آج آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا بچہ جی کو۔ اچھا بھئی غلام دستگیر ایک کام کرو۔ دیوار پر پانچ جوتے لگادو

نورا نے کہا واہ بھائی تہور کیون نہو۔ شاباش۔ کیا تدبیر سوچ کے نکالی ہے۔ اندر تک آواز جاے۔ سمجھین کہ نورا پہ بے بھاؤ کی پڑ رہی ہین اور یہان کان پر جون بھی نہ رینگیگی۔

غلام دستگیر نے گن کے پانچ مرتبہ دیوار پر تڑاتڑ جوتے لگائے اور نورا نے وہ غل مچایا کہ الامان پھاٹک پہ سپاہی اور بنگلے سے تراب علی اور امام الدین اور میان جھمن اور روشن علی دوڑ پڑے کہ دیکھین کیا واردات ہوگئی دیکھا تو نورا غل مچا رہا ہے اور خدمتگار دیوار کو جتیا رہا ہے۔ بڑی ہنسی ہوئی۔

بی ظہورن ہشاش بشاش کہ نورا پر جوتے پڑے۔ لاکھ چاہا کہ رونی صورت بنائے رہین مگر لب پہ ہنسی آہی گئی۔ نواب کے غنچہ دل کے ساتھ اس ہنسی نے باد صبا کا کام کیا۔ اسوقت ظہورن کے رخسار تابان کی رعنائی قابل دید تھی اور صندلی دوپٹے پر وہ عالم تھا کہ واہ جی واہ۔ ؎

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا   درد سر کسکا یہان سر ہی گیا

نواب۔ اب خوش ہوئین۔

ظہورن گوری گوری گردن پھیر کر مسکرائین۔ اس بت شیرین حرکات کے خندۂ نمکین نے انکے دل پہ بجلی گرائی۔ ؎

اگر از بادہ دند آب بستان جمالش را   کہ گلہاے تبسم از لبش مستانہ می آید

عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی اور اس ناظورۂ ملائک فریب کی چاہ کنوین جھکانے لگی۔ جسطرح فصل بہار مین طاؤس رنگین پر و بال ابر کی طرح جھوم جھوم کر ناز کرتا ہی اسی طرح یہ زہرہ شمائل مشتری خصائل بصد آن بان دلربائی اٹھکیلیان کرنے لگی۔ ؎

شمع رویش محفل افروز بہار   نرگستانہا ازو پروانہ وار
زلف وکاکل سنبل گلزار طور   ساق و ساعد ماہی دریائے نور
مہ از شوخش دل آوارہ   قرص مہ از سینہ اش انگارہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

از نگاہِ آن دو چشم نیمخواب
آب دریا قوت میگردد شراب

صبح زار نسترن دیوانہ اش
کشتی بوے سمن دیوانہ اش

حضرت عاشق تن اور پختہ مغزان جنون خوب جانتے ہین کہ جس وقت عاشق زار اپنے معشوق گلعذار کو کسی خفیف بات کے سبب سے آزردہ خاطر پاتا ہی تو جھوٹ موٹ کا رونا دھونا اور روٹھنا منانا کس درجہ لطف دکھاتا ہے بی ظہورن جو اتنی دیر تک روئین اور پھر رخ انور کو صندلی دوپٹے کے آنچل مین چھپا کر مسکرائین تو نواب صاحب کو وہ لطف مزید حاصل ہوا کہ ظہورن یون ہنستی تو ہرگز نہ حاصل ہوتا۔

بیگم صاحب۔ اوہ ظہورن کی آنکھین مارے غصے کے لہو کی بوٹیان ہو رہی تھین۔

سیدانی۔ ای بیوی پھر ہوا ہی چاہین۔

نواب۔ اور اب۔

ظہورن۔ (چہرے پر پنکھیا رکھکر) مسکرائین۔

سیدانی۔ پنکھیا کی اچھی آڑ کی۔

نواب۔ (پنکھیا چہلے سے ہٹا کر) اَین!

ظہورن نے گردن نیچی کر لی اور بیگم صاحب بولین کہ چلو بس اب چھیڑ خانی نہ کرو نہین یہ پھر رودینگی۔

نواب۔ ہان! روتی بھی ہین۔

ظہورن۔ (تنک کر) جی ہان عشرے کی پیدایش ہی۔

بیگم۔ خیر بارے۔ بولین تو اتنی دیر کے بعد۔

نواب نامدار بیگم صاحب کا دل بہلا کر اور ظہورن کو ہنسا کر باہر تشریف لے گئے

نورا۔ آداب عرض ہی خداوند۔

نواب۔ اب کی جو شکایت آئی۔ تو قسم کلام اللہ کی ظہورن سے کہونگا کہ پانچ

چپتین گن کے لگا دے۔

نورا۔ خداوند افسوس تو یہ ہی کہ وہ بھولی بھالی چھوکری ابھی ایک تک گنتی تو جانتی ہی نہین۔

ظہور۔ ہم نہ گنتے جائینگے۔

نورا۔ حضور اللہ جانتا ہی۔ ظہورن جب چاہے چپتین لگائے۔ خدا چاہے تو دو دن تک نازک نازک ہاتھ اور ملائم ملائم انگلیان درد کرین اور یہان جون کے تیون۔

نواب۔ بڑا ایچیا ہی۔

نورا۔ کون؟۔

نواب۔ تو اور کون۔

نورا۔ یہ کاہے سے بیحیائی کیا کی۔

نواب۔ ابھی پٹ چکا مگر بیحیائی بلا دور۔ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید۔

نورا۔ قسم ہی قرآن شریف کی کس سور پر پھول کی چھڑی بھی پڑی ہو۔

نواب۔ ایں۔ بدبخت شرعی قسم کھاتا ہی۔

نورا۔ حضور کا نمک ہی پھوٹ پھوٹ کے نکلے جو اسمین ذرا فرق ہو۔

نواب۔ سچ بولو غلام دستگیر۔

غلام دستگیر۔ (ہاتھ جوڑ کر) حضور قصور ہوا۔ اب کہیے پانچ کے عوض دس لگا دون۔

نورا۔ اب مجھے حکم دین حضور تو پانچ مین اسکے لگاؤن۔ بدتمیز اپنے آقا کا حکم نہین مانتا۔ خداوند چپتی دینے کا جو غلام نے وعدہ کیا تو جھپ سے راضی ہوگیا ایسا بے ایمان ہی۔

غلام دستگیر۔ امام حسین کی قسم چپتی وپتی سب جھوٹ ہی۔

ظہور۔ حضور رونے لگا تو انھون نے ترس کھاکے دیوار پر جوتے لگا دیے۔

نواب۔ بڑے خوش قسمت ہو نورا۔

نورا۔ (چپکے سے) مگر خداوند اُس مغلانی کی چھوکری سے کم ہی کم۔

نواب صاحب یہ گرماگرم فقرہ سنکر ہنس دیے۔ اتنی جو شہ پائی تو نورا نے عرض کیا حضور غلام کی مطلق خطا نہ تھی یہ سارے کانٹے بوئے ہوئے اس بوڑھی کھوسٹ مغلانی کے ہین۔ ظہورن کی اما جان۔ ایک ہی بس کی گانٹھ ہی فرہاد کے تیجے کا حلوا اسنے ضرور کھایا ہوگا۔ تاریخ مین دو ہی بڑھیون کا ذکر ہی ایک فرہادکش بڑھیا اور دوسری یہ ڈھڈ ہو اسکے مارے ناک مین دم آگیا۔ یہان حضور کی جوتیون کے صدقے مین بچپنے سے تر مال چکھنے کے عادی ہین۔ اس فضیحت سے تو یہی اچھا کہ زہر دے دیجیے کہنے کو تو ہوگا کہ مرنے دم تک ڈیوڑھی نہ چھوڑی۔ مر کے نکلا۔ یہان اسی ڈیوڑھی پر بھوین تک سفید ہوگئی ہین۔

نواب صاحب نے نورا کا قصور معاف کر دیا۔

دور دسواں

نواب صاحب کھل کھیلے

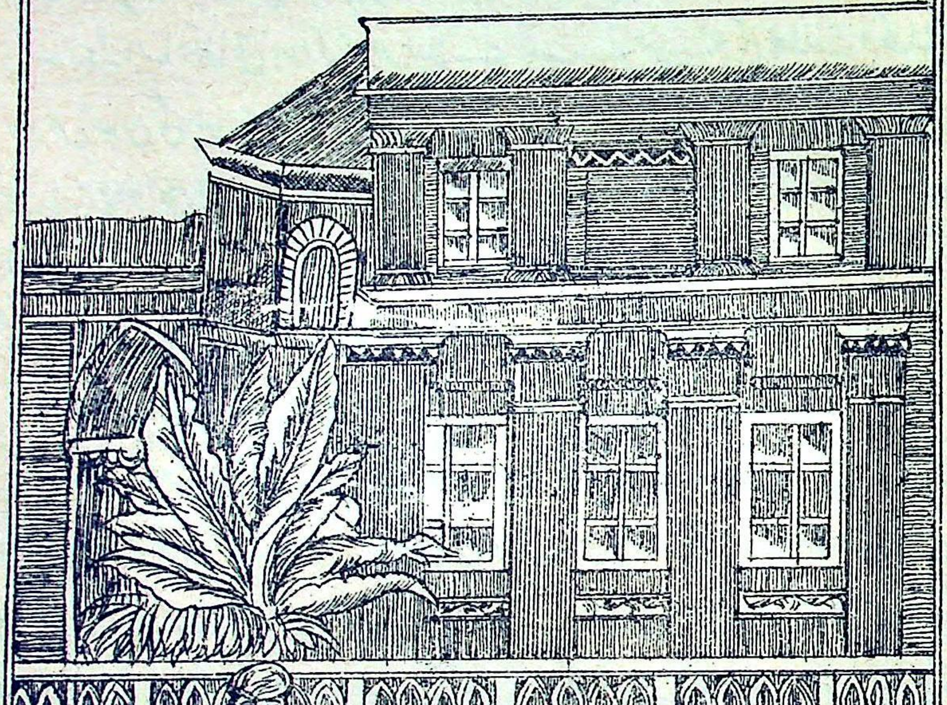

اب نواب صاحب کو جو ساغر و مینا اور اصنام ماہ سیما کی صحبت کا چسکا پڑا تو آزادی کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ یہان تک کہ مہینون شب کو ایک ایک دو دو بجے گھر مین آنے لگے اور سارے شہر مین انکی بادہ گساری اور تماشبینی کا چرچا ہو گیا۔ مگر ابھی تک بڑے حضور کے کان تک بھنک نہین گئی تھی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ادھر لیلاے شب نے حسن صبح کی جھلک دکھائی اور عروس عدن کی سواری بصد زیب و تجمل آئی اُدھر نواب گردون قباب کے خانہ باغ مین یاران موافق اور رفقای صادق مصاحبین خوشخو اور احباب لطیفہ گو دو گھڑی غم غلط کرنے آئے۔ اور حسب معمول سب نے باہم صحبت کے خوب مزے اڑائے کبھی خوش الحانی کبھی شعر خوانی۔ کبھی ارباب نشاط کا تذکرہ۔ کبھی ڈوم ڈھاڑیون کا چرچا۔ ع

	تلیان پیے مشکبو دھوان دھار		بیڑے پکلے پان کے مزے دار	

اِدھر اُدھر کے فقرے چست ہو رہے تھے کہ اتنے مین نواب نصر الدولہ نے جو رنگین طبع خوش مذاق نوجوان رئیس زادے تھے چھوٹے نواب صاحب سے کہا یار اسوقت گانا سننے کو جی چاہتا ہے۔ واللہ شب ماہ مین بغیر ماہرو کے کس مردود کو اپنی حباب زندگی کا لطف آتا ہو۔ بلواتے نہین کوئی پری چہم اسوقت۔ واللہ بے گلعذار گلبدن کے باغ کاٹے کھاتا ہی۔ اور یہ پھول خار کی طرح آنکھون مین کھٹکتے ہین۔ بلاؤ تمھین واللہ۔

مصاحب۔ حضور سنا حیدر جان عظیم آباد سے آئی ہین۔

نصرت الدولہ۔ واللہ! ہو ہو ہو۔ (چھوٹے نواب سے) یار تمھین جناب امیر کی قسم۔ ضرور بلواؤ۔

چھوٹے نواب۔ حضرت یہ آپ ہی کا کام ہی۔

نصرت الدولہ۔ اخاہ بے زبان کو بھی زبان آئی۔ خیر۔

اچھے صاحب۔ واللہ چھپے رستم نکلے۔ ہم تو اب تک سمجھتے تھے بڑے قل اعوذیے ہین۔ مگر یہ راز تو آج کھلا کہ ضلع جگت مین بھی طاق ہین۔

نصرت الدولہ

نصرت الدولہ۔ ضلع جگت کیا معنی۔ آپ اُنھین نرا جانگلو ہی سمجھے تھے اب تک۔ حضرت یہ بہت دور ہین۔ نرے ملا ہی نہین ہین۔

مصاحب۔ خداوند ایک دیہاتن آئی ہی مچھر ہٹے سے۔ واللہ باللہ ثم باللہ کیا نور کا گلا پایا ہی۔ ایسی ٹیپ دار آواز تو کسی نے پائی ہی نہین (مچھر یا بند یا نیگئی مور) کل ایسا ایسا گائی ہی کہ محفل بھر کو لٹا دیا۔

امام الدین۔ ٹکی کہان ہی۔

مصاحب۔ اجی پرانے حیدر گنج کی طرف جو نخاس کے پل سے جاؤ تو خیراتخانہ کے پاس ایک بارہ دری نہین ہی بائین ہاتھ۔

امام الدین۔ ہان ہان۔ ہی۔ کسی راجہ کے پاس ہی گرو۔

مصاحب۔ ہان وہی۔ بس اسی بارہ دری کے سامنے جو میدان ہی۔

امام الدین۔ ہان اسپتال کے ادھر۔

مصاحب نے کہا ہان وہی۔ بس وہین پر ڈیرا ہی۔ حضور دیکھنے سے تعلق ہے ادہاہو ہاہو۔ واللہ ہی اچھے اچھے زاہدون کو چٹکیون مین کافر کردے۔ اور وہ گت باندھتی ہی کہ مرقع کھینچ جاے۔ اور توڑون کی یہ کیفیت ہے کہ چاندنی مین شکن نہ پڑنے پاے۔ حضور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے اور بارہ تیرہ برس کا تو سن ہے ابھی اور سیماب کمبخت کو تو قرار بھی ہے اسکو ایک دم قرار نہین۔ طرارہ بھرا اور وہ ہو رہی۔ ناک مین بندا وہ جوبن دیتا ہے کہ واہ جی واہ چوک مین ایک تو اُس ساتھ کی ہے نہین۔ فرخندہ نام ہے۔ لوگون نے قہقہہ لگا کر کہا فرخندہ! کیا کسی کی لونڈی نکل بھاگی ہے کیا۔ نرے گاؤدی ہی رہے۔

مصاحب نے جھلا کر کہا بات سنی ہی نہین پوری اور پھٹی جوتی کی طرح دانت کھول دیے کسی اور صحبت مین ہوتے تو گردن پکڑ کر نکلوا دیے جاتے واللہ یہ لوگ صحبت کے لائق نہین ہین قسم قرآن کی اٹھوا دینے کے قابل ہین۔

امام الدین نے کہا فرخندہ دیہاتنون کا نام ہوتا ہے بھائی اسمین ہنسی کی کیا بات ہی۔

مصاحب بولا دیکھیے تو بھلا ؎

لائق صحبت نگردد ہر کہ خندد بے محل
کفش چون دندان برآرد دورش از پا میکنند

امام الدین۔ لائق صحبت نگردد نہین لائق صحبت نباشد۔

نصرت الدولہ۔ نواب یار بلواؤ اس دیہاتن کو انھون نے تو تعریف کے پل ہی باندھ دیے (مصاحب سے)۔

نواب۔ ابا جان سن لینگے بھائی تو بڑی ہوگی۔

نصرت الدولہ۔ اجی بیٹھو بھی چپکے سے بلوا لو کانون کان تو خبر نہوگی۔

نواب۔ بجا ارشاد ہوا بندہ نواز اور گانے کی آواز تو وہان تک جائیگی ہی نہین۔

نصرت الدولہ۔ تو یہ کیا فرض ہی کہ خواہ مخواہ گانا ہی ہو۔

نواب۔ معقول پھر بلانے سے کیا فائدہ۔

نصرت الدولہ۔ سیدھے سادے مسلمان ہین بیچارے۔ اب نا معقول دو گھڑی گھو [illegible] کھاری چہل دل لگی ہوگی۔ دیکھو تو چھیڑ چھاڑ کیا لطف دکھاتی ہی۔

تراب علی۔ عرض کردن خداوند دیہاتن یہ باتین کیا جانے۔

جھمن۔ بھائی کریا۔ اور مکان کو بکھری۔ اور آگ کو آگی کہنا جانین یہان کی شستہ تقریر سے انکو کیا مس ہی بھلا۔

مصاحب۔ (جل بھن کے خاک ہو کر) خدا کی قسم جی چاہتا ہی ابھی جا کے ساتھ لے آؤن صریح ہم کہہ رہے ہین کہ اپنا جواب نہین رکھتی مگر مانتے ہی نہین۔

نصرت الدولہ۔ اچھا اسی بات پر لاؤ جا کے۔

مصاحب۔ ای حضور یہ سب بدمعاش ہنسینگے اور مجھے آئیگا غصہ۔

نصرت الدولہ۔ نواب بھئی واللہ اگر اسوقت نہ بلاؤ تو خدا کی مار تم پر۔

نواب۔ ایک شرط سے کہ اُس برج مین چل کے بیٹھینگے چاہے جس قدر غل مچے خبر ہی نہو کسی کو۔

نصرت الدولہ۔ اجی تم چل کے جہنم مین بیٹھو چاہے۔ ع۔

ہمکو تو دل لگی سے غرض ہی کہین سہی

اتنی شہ پاتے ہی نواب نصرت الدولہ بہادر نے اپنے خدمتگار کو بلایا اور پوچھا۔ فرخندہ کو تم جانتے ہو) اسنے عرض کیا جی ہان وہ جو مچرہٹے سے آئی ہین۔ وہان ٹوریا گنج کے اسپتال کے پاس رہتی ہین حکم دیا کہ ان کو جاکے لے آؤ۔ ساتھ ہی بلا لاؤ۔ خدمتگار نے جاکے بی فرخندہ کی مان سے کہا کہ نواب صاحب نے بلایا ہے ہمارے ساتھ ہی کر دیجیے۔ فرخندہ نے پوچھا (کہان رہت کہان ہین کوئی دو تین کھیت ہوئی) خدمتگار نے کہا۔ (کوئی ٹکا ڈولی) انکو ڈولی پر چڑھنے کی عادت تو تھی ہی نہین۔ ٹکا ڈولی کا محاورہ یہ کیا سمجھین۔

الغرض بی فرخندہ کی ڈولی ایک گھنٹے کے عرصہ مین نواب صاحب کی کوٹھی مین داخل ہوئی۔

بڑے نواب صاحب باسٹھ برس کے تھے۔ باسٹھ یہ اور پچھتر برس کے سن مین انکے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اتنی مدت سے اس کوٹھی مین کبھی بیسوا کا گذر نہین ہوا تھا۔ لیکن آج نواب نصرت الدولہ بہادر اور رفقاے بدکردار کی بدولت مچرہٹے والی فرخندہ چھم چھم کرتی ہوئی آئین فرخندہ ایک سیزدہ سالہ بلند بالا برق دم پری چھم نازک اندام گلفام بیسوا رگ رگ مین چلبلا پن کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آتے ہی جھک کر سلام کیا اور ایک کرسی پر بے تکلف جا ڈٹی۔

نصرت الدولہ۔ آپ کا نام کیا ہی۔

فرخندہ۔ ہمرا نام فرخندہ۔

نواب نامدار نے جو اُس بت پندار پر نظر ڈالی تو عنان صبر ہاتھ سے چھٹ گئی دولت پارسائی لٹ گئی۔ دیکھا کہ ایک ایک عضو بدن سانچے کا ڈھلا ہوا ہے۔ ـــہ

گل سے رخسار گول گول بدن
گات جس طرح قمقمے روشن
جلوۂ حسن رشک شعلۂ طور
چشم بد دور آنکھین موتی چور
آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوے
پیاری پیاری پچین نکلے ہوے
رگ گل سے کمر لچکتی ہوئی
چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی
مسی کے وہ دانت رشک گہر
جان عاشق نثار ہو جسپر

دیکھتے ہی نواب عاشق زار ہو گئے۔ تیر نظر نے گھائل کر دیا عشق رنگ لایا۔ جنون مزاج پرسی کو آیا۔

نواب - لکھنؤ مین کب سے ہو بی فرخندہ۔

فرخندہ - یہی تین چار مہینے ہوے ہوئین عشرہ پچھر ہٹا مان ہوا۔ حسین کا تنجہ یہان سہر (شہر) مان (مین) کیا۔

نواب - گانا کہان سیکھا۔

فرخندہ - دوئی برس گوالیر مان ایک نایک سے تعلیم پائی۔

نصرت الدولہ - اللہ اللہ نایک سے تعلیم پائی۔

نواب - اور ناچ کس سے سیکھا۔

فرخندہ - اتان سکھاین رہین۔

نصرت الدولہ - واہ رے لکھنؤ۔ اُف پچھڑ کا دیا خدا کی قسم۔

فرخندہ - سہر کے لوگن سے تو اللہ پناہ مین رکھے۔

نواب - کیون صاحب؟ اہل شہر کا قصور؟

فرخندہ - اے بات بات پر ہنست ہین۔ ہم تو دیہاتن ہین۔ چاہے کوئ ہنسے یا نہ ہنسے۔

نصرت الدولہ - جبھی کتنی ہنس مکھ ہو۔

فرخندہ - (ہنسکر) بول بڑھاؤ مول بڑھاؤ۔

امام الدین - خداوند ابھی یہ کھلی نہین ہین۔

نصرت الدولہ۔ ایک ہوئی بی فرخندہ صاحب یاد رکھیے گا۔ ہان بھولنے کی سند تھین۔

فرخندہ۔ تم اپنی لال کتاب پر لکھت جاؤ۔ جہان (جبین) بھولے نہ پاؤ۔

امام الدین۔ حضور یہ تو قیامت ہی واللہ۔ رشک حور ہے۔ خدا جانتا ہے۔ پرستان کی پریان دیکھ پائین تو شرما جائین۔ کیا بانکی ادا ہے۔ اوہو ہو ہو۔ واہ واہ واہ۔

تراب علی۔ خداوند غلام ناک ناک بدتا ہے جو کوئی اسی ساتھ کی دوسری شہر بھر مین نکال دے۔

نواب۔ واللہ آج تک جو ایسی کافر نظر سے بھی گذری ہو۔

فرخندہ نے کہا اسے تنک حقہ وقہ پلاؤ۔ جیسے ابھی سے رجحان ہے انکے ہان نکھلوئی کا تماکھو ہمکو تو ہوت ہی مدا ہمکا پسند ناہین آوت ہی۔

اسپر ایک مصاحب بولے۔ ع

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

شیخ کیا جانین سابن (صابون) کا بھاؤ۔ فرخندہ نے بھولے پن کے ساتھ کہا جب تمہارا آدمی گوا تو پہلے تو اہان بھبت ڈرات راہین مدا پھر بیٹھے دہین ہمکا جلدی جائے کی ہے بھائی۔ اس بھائی کے لفظ پر مذاق ہونیلگا نواب صاحب نے کہا نصرت الدولہ یہ آپ کی طرف مخاطب ہوکر اُنھون نے کیا کہا۔ وہ بولے آپ کی جھیپ میرے سر آنکھون پر۔ مخاطب تو آپ ہی کی طرف تھین۔ اور صورت بھی ملتی ہے۔ اسپر بڑا قہقہہ پڑا محلسرا تک آواز گئی اور چھوٹی بیگم صاحب ظہورن کو ساتھ لیکر سہ منزلے پر آئین کہ دیکھین یہ قہقہہ بازی کہان ہو رہی ہی۔

ظہورن۔ (دریچے سے جھانک کر) ای بیگم صاحب ادھر تو دیکھیے ذری۔

بیگم۔ بہت سے لوگ بیٹھے ہین۔

ظہورن۔ وہ لوگ تو گئے ایسی تیسی مین۔ اُس کرسی پر تو دیکھیے ذری غور سے۔

بیگم - اوئی - ہان ! یہ بھی داخل ہونے لگین -

ظہورن - آج تک ہمنے کبھی چھوٹے حضور کو اس رنگ مین نہین دیکھا تھا -

بیگم - یہ ان مردوؤن کی بھی کیا ارداح ہی -

ظہورن - بیگم صاحب اللہ جانتا ہو آپ تو آپ - مین تک اس سے آفتابہ نہ اُٹھواؤن -

بیگم - واہ ذری قطع تو دیکھو - اللہ جانتا ہو ہنسی آتی ہو -

ظہورن - تپ دق کا عارضہ ہو موئی شفتل کو -

بیگم - اب سب اسوقت اسپروٹ ہین - جانو پرستان کی پری ہو تو یہ ہے ہم تو چوٹی ایڑی پر قربان کر دین ایسی ایسی بہتر ہزار کو - ہونھ -

ظہورن - شکل چڑیلون کی ناز پریون کا -

بیگم - یہ بھونڈے غمزے تو دیکھو - واہ رے تیرا چونچلا -

ظہورن - جی چاہتا ہو ایک چھار کھینچ مارون اٹھا کے -

بیگم - آج آنے تو دو - اب تو کھل ہی کھیلے -

ظہورن - حضور آج کل کے زمانے مین سب مردؤن کا یہی حال ہے - گھر مین جورو بیٹھی ہے - باہر مالزادی -

بیگم - نیل کا ماٹھ ہی بگڑا ہو - آئینگے نہ - پہلے تو مین بولون ہی گی نہین - میری آنکھون مین خون اُتر آئیگا - اور جو چھیڑینگے تو پوچھونگی کہ کیون صاحب یہی منصفی کے معنے ہین کہ ہم آپ پر جان دین اور آپ ہمارے سامنے ایک چڑیل کو لے کے بیٹھین - خیر -

ظہورن - گھڑگنجی چھتیسی -

بیگم - اب تک تو ایسے بے لحاظ نہ تھے - یہ رفیق خوشامد خورے اکھاڑ پچھاڑ کر کے خواہی نخواہی ایک نہ ایک عادت لگاتے جاتے ہین - آخر اسکا نام کیا ہے - یہ ہے کون -

ظہورن - آہا - مین تاڑ گئی - اللہ چاہے ہو نہو وہی ہو -

بیگم۔ کون کون۔ ای جانے کسکا دھیان ہوا۔ تمنے بھلا اسے کہان دیکھا تھا۔

ظہورن۔ ایک باری یہ درگاہ جاتی تھی۔ نوچندی تھی جمعرات اور کھچا کھچ ڈولیون پر ڈولیان اور فنسون پر فنسین اور بگھیان اور گھوڑے اور یہ اور دو تانتا لگا ہوا تھا۔ رجب کی نوچندی۔ حضرت عباس کی درگاہ مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ تو یہ بھی گئی تھی۔ فیروزہ۔ نہین۔ نہین۔ کیا جانے کیا نام ہے بھلا سا نام ہے مگر ہے یہ کہین دیہات کی۔

بیگم۔ ہے ابھی کم عمر۔

ظہورن۔ ہاے اسی پر تو لٹو ہین۔ اور اس گھُٹ کُنی مین ہے کیا؟ آپ پہلے اُنپر ظاہر نہ کیجیے۔ باتون باتون مین پوچھیے کہ کہین باہر کی ہوا تو نہین لگی۔ کبھی کمرون پر تو نہین پہونچے۔ کبھی کوئی ڈولی تو دروازے پر نہین اُتری پھر دیکھیے کیسے جھوٹ کے پل باندھتے ہین۔

بیگم۔ (خوش ہوکر) ہان ہان اچھا۔ خوب سوچین ظہورن۔

ظہورن۔ اہو ہو ہو۔ اُدھر تو دیکھیے۔ نواب صاحب کی کرسی کھسک کر پاس آگئی۔ اخاہ کھُل ہی کھیلے پیچ مچ۔ اے ہے جو بڑے حضور دیکھ لین اسوقت تو غضب ہی ہو جاوے۔ اللہ بچائے بیوی۔ اللہ بچائے۔

بیگم۔ ہمارا تو اسدم جسم بھر پھُنکا جاتا ہے۔ کیا بے دھڑک سے بیٹھے ہین اُف ری ڈھٹائی۔

ظہورن۔ ہمین رہ رہ کے تاجب (تعجب) آتا ہے کہ وہی نواب صاحب ہین یہ کایا پلٹ ہی ہوگئی۔

چھوٹی بیگم اور ظہورن مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اُدھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ بھئی اسکو بلوایا ہی تو کچھ خاطر تواضع ضرور کرنی چاہیے۔ چھوٹے نواب نے بہ خندہ پیشانی کہا کہ رخصت کے وقت دس روپے ہاتھ دھرینگے۔ وہ بات ہی کیا ہے۔ نصرت الدولہ

بولے اجی روپیہ تو دوا ہی گے اس مین ایک خراب عادت ہے ۔ وہ کیا تباہی دون ۔ کہنا نہ کسی سے ۔ یہ پیتی بھی ہے ۔ چھوٹے نوابنے جو یہ فقرہ سُنا تو اُچھل پڑے ۔ فرمایا کہ اچھا پیتی ہین تو پھر کیا پوچھنا ہے ۔ امام الدین خان کو حضور نے قریب بلایا ۔ وہ پھُرتی کے ساتھ حاضر ہوے ۔ کان مین کہا کہ اسوقت تخلیے کی صحبت چاہتے ہین ۔ اغیار کو اٹھا دو ۔ مگر ترکیب کے ساتھ امام الدین نواب باتون مین برق تھے ہی ۔ آپ نے صلاح دی کہ سہل تو ترکیب ہے ۔ حضور ذرا کرسی سے اُٹھ کھڑے ہون ۔ اور مین پوچھون کہ کیا آرام فرمائیگا ۔ حضور جھوٹ موٹ محلسرا کی طرف جائین ۔ ایرے غیرے سب ہُر ہو جائینگے ۔ تھوڑسے مین کہدونگا کہ تراب علی اور روشن علی کو نہ اُٹھنے دین اور اُٹھین بھی تو چپکے سے کہ دین کہ جائیے نہین کچھ کام ہے ۔ بس چھٹی ہوئی ۔ نواب صاحب کو یہ تجویز از بس پسند آئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھے امام الدین خان نے حسب تجویز پوچھا (کیا حضور اب آرام فرمائینگے) نواب نے کہا ہان) چلیے حوالی موالی (رہان) کا لفظ سنتے ہی سب کے سب بھڑ بھڑا کے اُٹھ بیٹھے نصرت الدولہ بخوبی سمجھ گئے امام الدین خان ساقی بنے اور دور چلنے لگا ۔ تھوڑی دیر مین سب مست ہوگئے تو فرخندہ نے بے جھجک گانا شروع کیا ۔

فرخندہ ۔

بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ
رہی لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ

ترا آباد میخانہ ۔ ترا آباد میخانہ ۔

نصرت الدولہ ۔ واللہ شین قاف تو درست ہی ۔

نواب ۔ بھئی گانا دانا موقوف ہی رکھو ورنہ ہم ذلیل ہو جائینگے ۔

فرخندہ ۔ اَیُن! اب کوؤ اتنا بھی جوروا سے ناہین ڈرت ہی ۔ اے گا وے تو دیو ہمکا تنک ۔

تراب علی نے کہا حضور چکر آنے لگے اور قلب پر ــــ یہ کہکر تراب علی

پھٹ سے گر پڑے اور مارے گرمی کے تڑپنے لگے۔ امام الدین خان نے چاہا کہ اٹھائین مگر بے سود۔ نواب نامدار نے تہور کو حکم دیا کہ پنکھا جھلو۔ اور منھ پر خوب پانی کے چھینٹے دئے۔ فرخندہ کھلکھلا کر ہنسنے لگین کہ ایک تو ڈھلکے۔ تراب علی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تھی۔ جب پانی کے چھینٹے دئے تو ذرا ذرا ہوش آیا آہستہ سے کہا کہ حضور غلام کو ڈولی پر سوار کرا کے اسپتال بھیج دیجیے اسوقت بڑی بڑی حالت ہے۔ نواب صاحب سوچے کہ کسی طرح اس بلا کو ٹالون تو۔ جھپ سے راضی ہو گئے۔ مگر امام الدین خان نے سمجھایا کہ خداوند بڑی بدنامی ہوگی۔ شہر بھر مین مشہور ہو جائیگا کہ نواب صاحب کے ہان شراب خواری ہوتی ہے۔ آیندہ جو حکم ہو۔ نصرت الدولہ بہادر چسکی لگا کر بولے کہ انکو پانی پلاؤ اور ہوا مین تھوڑی دیر ٹہلاؤ۔ ایک دس بارہ منٹ مین گرمی چھنٹ جائیگی۔ اسپتال بھیجنا واقعی غلطی ہے۔ تراب علی کو دو آبخورے پلائے گئے اور تہور نے باغ مین پلنگ بچھا کر کہا کہ چلیے وہان خوب ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے تراب علی نے ہوا کھائی تو ذرا جان مین جان آئی اور آرام سے سوئے۔

اب سنیے کہ بی فرخندہ بیٹھے بیٹھے دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئین پوچھا کہان۔ کہان کہان جاؤ گی۔ بولین ہم ذری نواب صاحب کا محل تو دیکھ لین نواب کے ہوش پران کہ خدا ہی خیر کرے۔ اب چھٹکارا مشکل ہے۔ نصرت الدولہ نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اٹھکر فرخندہ کو سمجھایا کہ دیوانی ہوئی ہو۔ بھلا اسوقت شراب پی کر وہان جانا کون سی دانائی ہے فرخندہ کو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی نصرت الدولہ کی چپت گاہ پر ایک ٹیپ جمائی۔ تو ٹوپی کھوپڑی پر سے ایڑی کی خبر لائی۔ یہ تو ارباب نشاط کے ہاتھ سے پٹنے کے عادی تھے کانون کان خبر ہی نہوے مگر نواب نامدار البتہ بہت ہی جھلائے فرخندہ ہنسکر بیٹھ گئی مگر بیٹھتے ہی پھر اٹھی اور ایک طرارہ بھرا تو صحن مین تھی۔ جب تک امام الدین اور روشن علی وہان تک جائین اسنے آسمان سر پر اٹھا لیا

اور اسقدر غل مچایا کہ دربان اور سپاہی بھڑبھڑا کر دوڑ آئے۔ دیکھا تو بی فرخندہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتین چمک چمک کر گالیان دے رہی ہین مگر ملاحی لوگون نے دانتون کے تلے اُنگلیان دبائین کہ غضب ہو گیا۔ یہ لوگ کبھی ایسی باتون کے عادی تو تھے ہی نہین اس واقعہ دردانگیز کو حیرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ سب کو یہی خوف تھا کہ مبادا بڑے حضور جاگ اُٹھین یا صبح کو کوئی خوشامد خورا پرچہ جڑ دے تو ستم ہی ہو جاے۔ امام الدین خان اور روشن علی نے آنکر فرخندہ کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لیجا کر پھر کمرے مین بٹھایا۔

نصرت الدولہ۔ فرخندہ تم امیرون رئیسون کی صحبت مین رہ کر بھی نادان ہی رہین۔

فرخندہ۔ (چپت جاکر) تمھار موڑ۔ ہم تو نواب کا محل جرور کرکے دیکھب۔

فرخندہ پھر اُٹھی۔ مگر اس مرتبہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو جو غصہ آیا تو طیش کھا کر آپ بھی ساتھ ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور فرخندہ کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ فرخندہ نے چاہا کہ انکو اپنی طرف کھینچے مگر نصرت الدولہ نے بٹھا ہی دیا اس چھینا جھپٹی مین نصرت الدولہ کے انگرکھے کے بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے اور فرخندہ کی کئی چوڑیان ٹھنڈی ہو گئین۔

فرخندہ۔ گاج پڑ جاے۔ جن ہاتھون سے چوڑیان ٹھنڈی کین وہ ٹوٹ جائین اللہ کرے۔

نصرت الدولہ۔ پھر تم کہا تو مانتی ہی نہین ہو۔

سلارو۔ دیکھو ہم کہت راہی کہ امیرن کے پاس بیٹھ کے سہور (شعور) سیکھو۔ ہر دنگا کرے لاگیو نہ۔

نواب۔ انھون نے تو ناک مین دم کر دیا۔

فرخندہ چمک کر پھر صحن مین ہو رہی اور لگی غل مچانے یہان تک کہ ظہورن اور چھوٹی بیگم نے مہتابی کی کھڑکی سے پھر جھانکا تو دیکھا کہ وہی بیسوا چمک کر

نواب صاحب کو بے نقط سُنا رہی ہے اور گرد دس بارہ آدمی آہستہ آہستہ سمجھاتے جاتے ہین کہ چپ رہو۔ چپ رہو۔ غل نہ مچاؤ۔ بیگم کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور ظہورن بھی کمال افسوس کرنے لگی۔ لیکن اتنی خیریت گذری کہ بڑے نواب صاحب کا پلنگ بہت دور تھا۔ انکے کان تک فرخندہ کی آواز نہین گئی ورنہ غضب ہی ہو جاتا۔ نواب صاحب نے نصرت الدولہ سے کہا کہ بھائی اب ہم گھر بین منھ دکھانے کے لائق نہین رہے۔ واسطے خدا کے اس مردار کو یہان سے لیجاؤ۔ نصرت الدولہ نے کہا یار خفیف تو ہم بھی ہوئے مگر از براے خدا جورو کی تو نہ اسقدر ڈرا کرو۔

نواب۔ اجی خوف کو رکھیے چھپر پہ۔ جورو کا خوف چہ معنی دارد۔ اپنا نفس خود ملامت کرتا ہی افسوس کا مقام ہی۔

نصرت الدولہ۔ اجی بس جاؤ بھی۔ لائے وہان سے وہی نرے کٹ ملاؤن کی سی باتین۔ ـہ

مے خور مے خور اگر خدا میخواہی
ناکردہ گناہ پیش قاضی بنہرند

نواب۔ بس ایسے ہی ایسے کلامون نے تو شراب خواری کو ترقی دی۔ سمجھے خاک نہین کہ شاعر کا مطلب خاص کیا ہی۔ کہنے لگے مے خور مے خور۔

نصرت الدولہ۔ بھئی اب تو جو ہوا سو ہوا۔

نواب۔ واللہ بڑے ہی خفیف ہوے۔ اب ہم اس قابل بھی نہین رہے کہ نوکرون کو منھ دکھائین آپ کو دل لگی سوجھی ہی اور یہان خون خشک ہی جنت سے ہم ضرور محروم رہینگے۔

نصرت الدولہ۔ اجی جنت کو ڈالو جہنم مین۔ اب بتاؤ چلتے ہو ہمارے ساتھ چلو ہمارے مکان پر چلو۔ فرخندہ کو بھی لیتے چلینگے قسم خدا کی۔

نواب۔ کچھ خیر ہی۔ بھلا اسوقت جانے کا کون موقع ہی۔ کوئی ہی۔ ذرا پہرے والے سے پوچھو گھڑی مین کے بجے۔

حسّو۔ حضور اب چار بجینگے۔

نواب۔ ایٔن! تڑکا ہوگیا۔ لاحول ولاقوۃ۔

نصرت الدولہ۔ اجی نہین کوئی بارہ بجے ہونگے۔

تہور۔ حضور تراب علی کا بُرا حال ہی کھایا پیا سب۔

نواب۔ ہان ہم سمجھے استفراغ ہوگیا۔

تہور۔ بیٹھے رو رہے ہین۔

نواب۔ نصرت الدولہ بھئی اب تم تو اُسکو لیکر جاؤ۔ ہم تراب علی کو جاکر دیکھتے ہین۔

نصرت الدولہ۔ ذرا حقہ تو پلواؤ۔

نواب۔ کچھ سٹری ہوگئے ہو۔ تڑکا ہوگیا۔ اب اُسکو یہان سے وفان کروگے یا اچھی طرح ذلیل ہی کرنا چاہتے ہو۔ حقہ وقہ رہنے دیجیے۔

نصرت الدولہ کچھ کہنے ہی کو تھے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی تب تو نصرت الدولہ بہادر گھبرائے فرخندہ کو گاڑی پر بٹھایا اور لمبے ہوئے۔

شراب پیے تو اتنی تو پیے۔ پیتے پیتے تڑکا کردیا۔ دور جو چلنے لگا تو دنیا ومافیہا کی خبر ہی نہ رہی۔ خوب شراب لنڈھائی۔ تڑکے گجردم نواب نصرت الدولہ بہادر بی فرخندہ کو ساتھ لیکر اپنے گھر تشریف لے گئے اور یہان چھوٹے نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ آنکھین جھکی پڑتی ہین تہور کو حکم دیا کہ کمرے کے دروازے کھول دو اور قلی سے کہو کہ پنکھا کھینچے۔

نواب صاحب آرام فرمانے لگے۔ ظہورن نے دربان سے پوچھا کہ چھوٹے حضور کہان ہین اُسنے کہا آرام مین ہین۔ پھر ظہورن نے کہا کہ چھوٹی بیگم صاحب دریافت کرتی ہین کہ شب کو کہان تھے۔ دربان نے چپکے سے کہا کہ تھے تو یہین مگر اب تو نئی نئی باتین ہونے لگین۔ وہ جو نواب ہین لمبے سے جنکے یہان دوسرا لڑکا پیدا ہوا تھا وہ آئے تھے۔ اور ایک

دیہاتن کو بھی اپنے ساتھ لائے تھے رات بھر ہلڑ مچا کیا۔ اور وہ پی کے مست جو ہوئی تو دروازے پر آکے غل مچانے لگی مین نے کہا غضب ہو گیا اندر تک معلوم ہو جائیگا اور پھر بڑی خرابی ہوگی ابھی ابھی تو وہ نواب گئے ہین ظہورن نے پوچھا (اور وہ دیہاتن کہان ہے اُسکو یہین چھوڑ گئے ہونگے) دربان نے کہا نہین وہ تو ساتھ گئی ہے۔ اب تو فقط نواب صاحب ہین۔ رات بھر سونا نصیب نہین ہوا۔ اب لمبی تان کے سوئے ہین۔ دیکھ لینا کوئی دس گیارہ بجے کی خبر لائینگے۔ ظہورن سے دربان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خدا کے لیے کہین چھوٹی بیگم صاحب سے نہ کہنا نہین نواب صاحب مجھے کھڑے کھڑے نکال دینگے۔ ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ یہ بکتا کیا ہے۔ اسکو خبر ہی نہین کہ چھوٹی بیگم اپنی آنکھون سے ساری کیفیت دیکھ چکی ہین۔

گیارہ بجے چھوٹے نواب صاحب بیدار ہوئے۔ منہ دھو کر تہور سے کہا کہ ہم کھانا نہ کھائینگے۔ مگر تم کسی سے کہنا نہین کہ آج چھوٹے حضور نے کھانا نہین کھایا۔ آلو کا آب زلال ہمکو پلاؤ۔ تہور نے تھوڑی دیر مین تعمیل ارشاد کی اور نہایت عمدہ کیوڑا ڈالکر آب زلال آلوے بخارا حاضر کیا۔

آلو پی کر نواب صاحب محلسرا مین تشریف لے گئے تو پہلے ظہورن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ شب کا خمار ابھی تک باقی تھا۔ اور وہ رشک حور سولہ سنگار اور غضب کا بناؤ چناؤ کرکے کھڑی تھی تل کا دوپٹا دھانی۔ گلبدن کا نیا پاجامہ ہاتھون مین مہندی پور پور پر جوبن۔ ظہورن کے گال پر ہاتھ پھیر کر کہا اسوقت اُداس کیون ہو۔ کہا حضور کل تو بڑا ہی غضب ہوگیا اب حضور بالکل ہی کھل کھیلے۔ بیگم صاحب تک خبر ہوگئی۔ نواب صاحب نے کہا (چل چھوٹی ہم سے اور چکمہ) یہ کہکر آہستہ سے پیار کے ساتھ ظہورن کے گورے گورے گالون پر ہاتھ پھیرا اور بیگم صاحب کے کمرے مین گئے۔ تو بند پایا۔ لاکھ لاکھ قسمین دین۔ منا جتن کیے مگر اُنھون نے نہ کھولا۔ نہ کھولا۔ تب ظہورن نے آہستہ سے

کہا سرکار انھون نے کل رات کا کل حال اپنی آنکھون دیکھا اور بڑے حضور کو بھی سب خبر ہوگئی۔ بیگم صاحب تو مہتابی پر سے سب دیکھ رہی تھین۔ مگر بڑے حضور کا حال ہم نے ابھی اسی وقت امان سے سُنا بلکہ یہان تلک سُنا کہ بڑے حضور نے کہا کہ اکیلا لڑکا ہے نہین تو مین عاق کر دیتا۔

عاق کا لفظ سنتے ہی نواب صاحب آگ ہو گئے۔ بیگم صاحب کے کمرے مین بھی نہین جانے پائے اس سے اور غصہ آیا۔ اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ بڑے نواب صاحب نے نورن لونڈی کے ہاتھ ایک رقعہ بھیجا جس مین دو سطرین لکھی تھین۔ (چھوٹے نواب مین اپنے مکان مین یہ بدمستی اور سیہ کاری نہین پسند کرتا۔ تم اب کہین اور مکان لو) پڑھتے ہی جھلا اُٹھے۔ کہا ظہورن اپنی بیگم سے کہ دینا کہ جیتے جی ہم آنکر اپنی صورت نہ دکھائینگے۔ یہ کہکر چھوٹے نواب بڑے غصے مین باہر چلے گئے اور اُسیدم نصرت الدولہ کے باغ مین جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر تھا جاکر فروکش ہو گئے۔ اور باپ اور بیوی کے جلانے کے لیے فرخندہ کو سو روپیہ ماہواری پر نوکر رکھ لیا اب تو کھُل ہی کھیلے۔ نہ بیوی کی طعن و تشنیع کا خوف۔ نہ باپ کا ڈر۔ نہ مان کا لحاظ دن رات صحبت فسق و فجور۔ ہو حق۔ روپیہ کوڑیون کی طرح لٹانے لگے ہر وقت نشے مین چور۔ ہر دم مخمور۔ چھ مہینے تک اسی طور پر اُس باغ مین رہے۔ دن عید۔ رات شب برات۔ نہ بیوی کا خیال۔ نہ مان باپ کی فکر۔ بی فرخندہ ہین اور آپ اور مصاحب اور شراب خواری اور سیہ کاری۔

دور گیارھواں

دھوم دھام کی تیاری اور تزک واحتشام کی مہمانداری

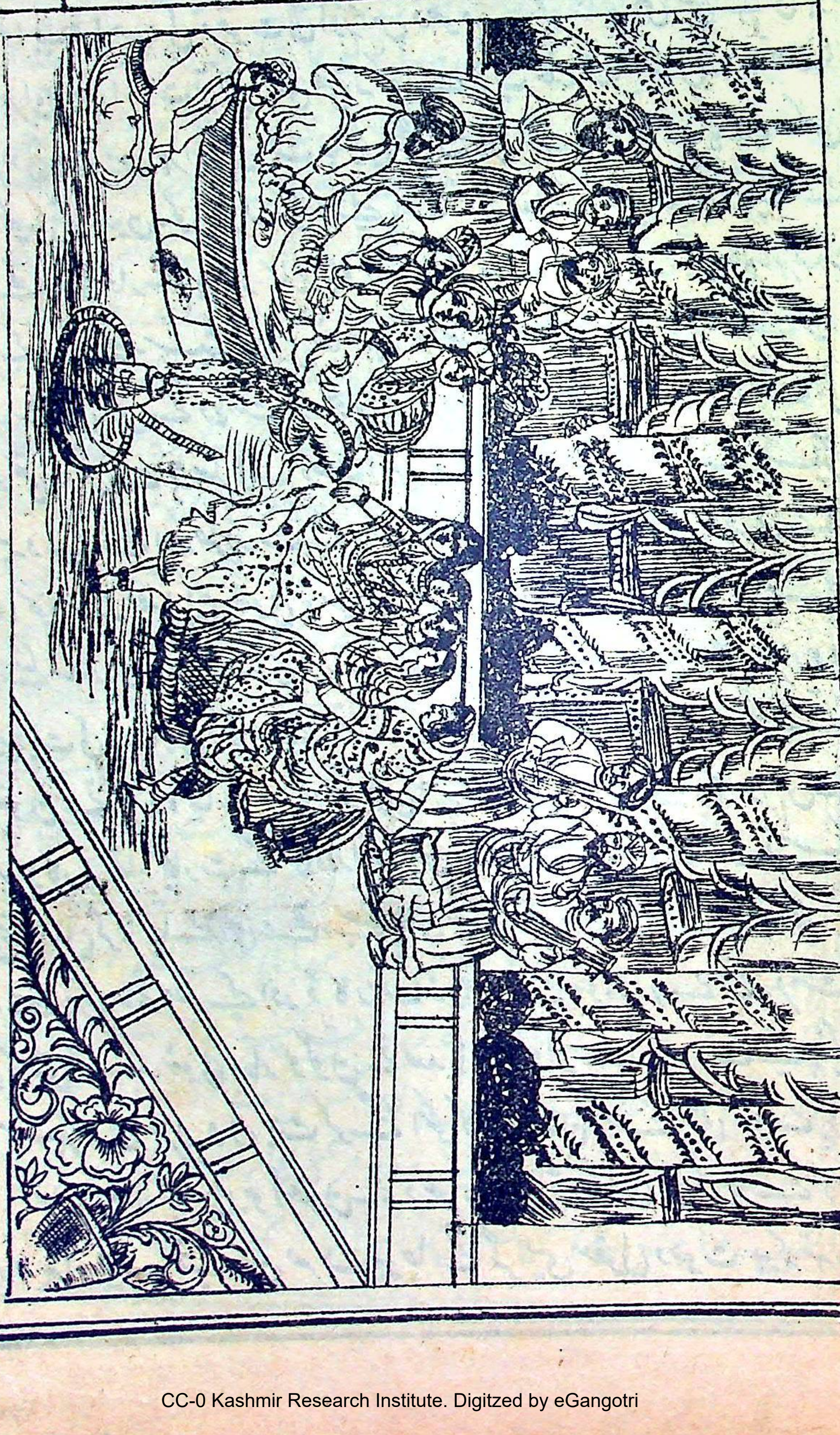

جب تک چھوٹے نواب باغ مین رہے نصرت الدولہ اور سیٹھ جی ہر روز بلا ناغہ اُنسے ملنے جاتے تھے اور ہر دم شغل میگساری رہتا تھا۔ اس باغ مین ساری خدائی کے افعال قبیحہ و ذمیمہ سرزد ہوتے تھے ایک روز سیٹھ جی نے اپنے ہان نواب صاحب کی دعوت کی اور اس دھوم سے کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ انکے مزاج مین امارت تو ایسی سمائی تھی کہ کسی سے دب نکلنا کمال شاق گذرتا تھا ادنی ادنی بات مین ہزارون بٹ جائین مگر بات مین فرق نہ آنے پائے۔ کسی سے آنکھین نیچی نہون۔ کوئی نوک کی نہ لینے پائے۔ اور خدا کے فضل سے روپیہ والے بھی تھے۔ تعلقہ دار۔ ساہوکار۔ تاجر با وقار۔ لاکھون کے نوٹ بنک مین جمع۔ ہزارون سود کے آتے تھے۔ سیٹھ گوجرمل صاحب گو فضول خرچ اور بادہ خوار انتہا سے زیادہ تھے۔ ساتھ ہی اس کے دیانت اور سچائی پر ہر دم تُلے رہتے تھے۔ دور دور تک انکی ساکھ تھی۔ اس سے بڑھکر ایک وصف ان مین یہ تھا کہ غربا کو چار چھ آنے سیکڑا سود پر دیتے تھے اور ضرورت کے وقت کسانون کی مدد مین ساعی بالخیر ہوتے تھے اگر خدا نخواستہ فصل اچھی نہوئی تو سود اور قرضے کی بابت اُنپر سختی نہین کرتے تھے ہان اسکے ساتھ ہی ڈوم ڈھاڑی ارباب نشاط اور بد وضع آدمیون کو بھی ہزارون روپیہ بات کی بات مین اُٹھا دیتے تھے۔ اور رفیقون کے ہاتھ ایسے لگ گئے تھے کہ جو اُنھون نے کہا وہ کیا۔ دس کی جگہ بیس خرچ ہون یا سو کی جگہ پانچ سو اس سے انکو سروکار نہ تھا۔ تجارت کے سوا اور امور مین حساب کتاب کو دیکھنا اور اُسکی جانچ پڑتال کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ جسکے پاس جو رقم رکھی وہ اُسکے باپ کی ہو گئی۔ کسی نے مہینے مین ساٹھ ہضم کیے اور ڈکار تک نہ لی کسی نے سو اُڑا دیے انکے فرشتہ خان کو بھی خبر نہوئی۔ یار لوگون نے صدہا کے وارے نیارے کیے چٹکیون مین سیکڑون ہزارون چٹ کر گئے انکو کانون کان خبر بھی نہونے پائی۔

نواب والا تبار کی جو اُنھون نے دعوت کی تو ٹھان لی کہ چاہے دس پندرہ ہزار ایک شب مین صرف ہو جائے مگر ایسی معقول دعوت ہو کہ شہر بھر مین

دھوم مچے اور اخباروں مین چھپ جائے۔ میان عنایت بھٹیارے کو روپے دیے گئے کہ نکیلی رنگیلی چھیل چھبیلی جوان جوان بھٹیاریون کو بلا لائے اور کہے کہ باہم ہاتھ پھیلا پھیلا کر اور اُنگلیان مٹکا مٹکا کر لڑین اور جتنی گالیان یاد ہون بکین۔ دم نہ لین۔ مگر تاکید اکید کی تھی کہ جتنی ہون نرالی سج دھج کی ہون اور بانکی ادا ستم ڈھائے۔ بوڑھی ریبٹ ایک بھی ہوئی تو حضور بددماغ ہو جائینگے پھر روادار نہونگے کہ اس ڈیوڑھی پر میان عنایت قدم رکھنے پائین۔ عنایت نے اپنی سرا مین جا کر نوخیز اور رنگیلی بھٹیاریان چنین اسی طرح شہر کی دو چار نامی سراؤن سے جوان اور نمکین بھٹیاریان منتخب کین۔ اور اُنسے کہا کہ خوب بن ٹھن کے چلو۔ وہ نکھر نکھر کے بن ٹھن کر چھما چھم کرتی ناز و ادا سے قدم دھرتی آئین عنایت نے سیٹھ جی کو اطلاع دی کہ خداوند چودہ چودہ پندرہ پندرہ اور بیس بائیس برس تک کی کوئی اُنیس بھٹیاریان سولہ سنگار کرکے اسوقت سرا مین تیار بیٹھی ہین۔ جو ہے دُلھن بنی ہوئی اور شہر بھر سے چُن کے لایا ہون۔ سب چھٹی ہوئی ہین۔ حکم کی دیر ہے خداوند پھاٹک ہی سے لڑتی جھگڑتی آئین۔ ایک مصاحب بولے ارے میان عنایت بگن بھی ہے۔ عنایت نے کہا واہ وہی نہوتی۔ حضور اب تو چار دن مین مجرے جایا کرے گی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کیون بھئی لکھن کو بھی لائے ہو۔ عنایت بولا اے حضور لے پنچ اب تو وہ کسی نواب کے گھر پڑ گئی۔ تیسرے نواب شریف نے بڑے شوق سے پوچھا کہ بھلا نظیر آباد کی طرف بھی گئے تھے۔ میان عنایت نے (ہونھ) کرکے کہا۔ واہ وہین نہ جاتا۔ سب کے پہلے تو وہین گیا تھا۔ سیٹھ جو جنرل صاحب یہ بیہودہ تقریر سُن سُن کر کھلے جاتے تھے۔ جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ کوئی نامی بھٹیاری باقی نہین رہی۔ اتنے مین ایک رفیق نے بڑے شوق سے دریافت کیا کہ ارے میان عنایت نواب گنج والی جلائی ہے یا نہین۔ لالہ نتھو مل نے آہ سرد بھر کر کہا۔ افسوس اسوقت تمنے کس کافر کا نام لیا۔ وہ تو مر گئی بیچاری۔ ایٔن! (مر گئی)۔ ؟ اجی نہین۔ عنایت نے اِسکی تصدیق کی کہ ہان واقعی مر ہی گئی۔ لوگون نے کہا افسوس

نام جلائی اور اسقدر جلد قضا آئی بڑی دیر تک محفل اُداس رہی تھوڑی کئی منٹ تک اسکی ادائے رنگین اور شوخی کی تعریف کیا کیے۔ سیٹھ جی بھی اِن سب کے افسوس مین شریک تھے۔

ارباب نشاط کے پاس پھرتی معمول سے زیادہ بھیجی گئی۔ قوالون پر تاکید کی گئی کہ ٹھیک شام کو حاضر ہون۔

جل ترنگ والے سے کہدیا گیا کہ اگر انعام خاطر خواہ لیا چاہو تو چراغ روشن ہونے سے قبل ہی آجاؤ۔

ایک انگریز کو جو تھیٹر کا مالک تھا مع اُسکی نوعمر اور حسین مس کے بلایا تھا۔ کہ انگریزی ناچ اور تماشا دکھائے۔ وہ بھی کھٹ پٹ کرتا ہوا اون سے موجود۔ رفیق اور مصاحب تعظیم کے لیے اُٹھے۔ اور جھک جھک کر آداب بجالائے گویا کوئی بڑے جلیل القدر حاکم آگئے تھے۔ صاحب نے احمد بیگ سے پوچھا کہ ول صاحب کہان۔ احمد بیگ نے کہا جی حضور۔ مین سمجھا نہین۔ صاحب بہت جھلائے یو بلڈی فول۔ مالک کہان اس مکان کا۔ سیٹھ جی نے اُٹھکر کہا مین ہون۔

صاحب۔ ول صاحب (ٹوپی اُتار کر سلام کیا) آپنے تکلیف کیا۔

سیٹھ۔ واہ مین نے کیا تکلیف کی۔ آپ نے البتہ تکلیف اُٹھائی کہ آج ہی تھکے ماندے آئے اور منظور کر لیا۔ آج کیا آپ اکیلے تماشا دکھائینگے یا مس صاحب بھی۔

صاحب۔ ول جگہ بتاؤ۔

سیٹھ۔ جگہ مین خود چلکر بتاتا ہون۔ پس آپ تماشا کرینگے اور مس صاحب ہے۔ نہ۔

صاحب۔ جگہ بڑی چاہیے۔

سیٹھ۔ میدان اور کوٹھی فراخ سب حاضر ہی۔ لیکن مس صاحب کو تو بلائیے۔

صاحب۔ اب وقت بہت کم ہی آپ ہمین جگہ جلد دکھائین۔

سیٹھ جی اپنے ساتھ لے گئے اور کوٹھی کا سب سے بڑا کمرہ دکھایا۔ صاحب ایک ہی خرانٹ آدمی تھا۔ گرگ باران دیدہ امریکا اور فرانس اور انگلستان اور جرمن اور چین اور ہندوستان ہزارون کنوون کا پانی پیے ہوے بھانپ لیا کہ رئیس بڑا امیر کبیر ہے۔ اصطبل مین دس گیارہ گھوڑے۔ اغل بغل فنسین اور تامدان پالکیان۔ بگھی خانے مین فٹن پالکی گاڑی کارٹ ادھا ٹینڈم ویگنٹ ہر قسم کی گاڑیان۔ دروازے پر سپاہی خدمتگار باری کہار جاہ وحشم دیکھکر سوچا کہ انکو پھانسنا چاہیے۔

کوٹھی مین جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ہر کمرہ سجا سجایا دُلھن بنا ہوا ہے۔ جو شے ہے بیش بہا ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر۔ سیٹھ جی نے جو لڑکپن کے سبب سے کئی بار پوچھا کہ مس کہان ہین۔ وہ بھی آئینگی یا نہین اُنکو بلوائیے نا۔ تو سوچا کہ اس نوجوان رئیس زادی کو اُلو بنانا چاہیے۔ سیٹھ جی ہر بات مین یہی پوچھین کہ مس صاحب اب تک کیون نہین آئین مہربانی کر کے انکو بھی بلوا بھیجیے۔ اُنکے بغیر محفل کی رونق نہین۔ رنگ نہ جمیگا۔ صاحب سنتا جائے۔ دل ہی دل مین ہنسے مگر جواب نہ دے۔ اس سے انکی بیقراری کی آگ اور بھی مشتعل ہوتی تھی۔ اتنے مین اُنھون نے کہا کہ اگر آپ ارشاد فرمائین تو مین ابھی ابھی فٹن بھیجدون۔ صاحب نے بہت متانت کے ساتھ یون جواب دیا۔

صاحب۔ ول سیٹھ صاحب۔ مس نہین آسکتین۔ اور آئین بھی تو ناچینگی نہین۔ وہ کسی کے مکان پر جا کر ناچنا گانا پسند نہین کرتین ہان جو خوش ہو گئین تو شاید ہمارے تماشے مین ساتھ دین۔ مگر ہم جانتے ہین کہ وہ نہ آئینگی۔

سیٹھ۔ (از بس بیقرار ہو کر) نہین آپ ضرور بلوائیے۔ میری محفل کی رونق جاتی رہیگی۔ رنگ بالکل پھیکا ہو جائے گا۔

صاحب۔ اچھا تو چٹھی لکھتے ہین آپ ہمارے آدمی کو فٹن پہ بھیجیے۔ صاحب نے چٹھی لکھی۔

لی۔ یہ رئیس جسکے ہان آج ہمارا تماشا ہی بڑا امیر آدمی ہے۔ ہم سے بار بار پوچھتا ہے کہ مس کہان ہے۔ مس کیون نہین آئی۔ ہم نے تو تمہارے اور اپنے دونون کے تماشے کا روپیہ چکا یا تھا مگر یہ سیدھا سادہ آدمی ہم سے پوچھتا ہے کہ آپ اکیلے تماشا دکھاینگے۔ ہمنے کہا بیشک تو بہت بیقرار ہوا۔ تب مین نے کہا کہ مس کسی کے گھر پر جا کر نہین ناچتی ہین۔ ہان اگر کسی امیر یا رئیس کی تواضع تکریم خاطرداری سے خوش ہو گئین تو مضائقہ نہین۔ شاید شریک ہو جائین۔ تم ضرور آؤ مگر اس طرح کی باتین کرنا کہ سیدھا آدمی ریجھ جائے۔ اِسکے کمرون مین عمدہ عمدہ اشیا ہین۔ ہم جب تمہاری کارستانی کے قائل ہون دو تین ہزار کا اسباب باتون مین اینٹھوا لیجاؤ۔ مگر جو کچھ یہان سے وصول ہوگا اُس مین تین حصہ ہمارا ایک حصہ تمہارا تم ہماری تنخواہ اد لے کھاتا باقی ہو اور تمہارے والدین نے تمکو ہمارے ساتھ بھیجا تھا تو اُسی وعدے پر بھیجا تھا کہ اگر کوئی رئیس یا امیر اسکو انعام دے تو صرف ایک حصہ کی تُم مالک ہوگی۔ اور تین حصے کے ہم۔ رئیس خوبصورت اور نوجوان آدمی ہے۔ اِسکو کسی نے بہکا دیا ہے کہ تم میری لڑکی ہو۔ تم انکار نہ کرنا۔ آج اِسکو خوب بناؤ اور اِس سے کوئی معقول رقم اینٹھو۔ جان کوین۔

یہ خط بند کر کے اپنے نوکر کو دیا اور فٹن پر سوار کر کے اُسکو مس کے پاس بھیجا۔ سیٹھ جی نے کوچبان سے کہہ دیا تھا کہ بچہ اگر ہوا سے باتین کرتی جوڑی نہ گئی تو کل تم موقوف کر دیے جاؤ گے۔ بہت تیز جاؤ۔ ذرا گھوڑون کو دم نہ لینے دو۔ خبردار۔ ورنہ میرا نمک پھوٹ پھوٹ کے نکلیگا۔ ایک سپاہی بھی ساتھ بھیجا کہ دیکھو کوچبان گھوڑون کو ہوا کی طرح اُڑائے۔ خیر صاحب نے اس کمرے مین مزدورون اور آدمیون کی مدد سے اپنا اسباب قرینے کے ساتھ رکھا لمپ روشن کیے۔ آدمیون کو باہر نکال کر پردہ ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوے۔

صاحب۔ اب سب ٹھیک ہے۔

سیٹھ۔ بس صاحب کی کسر ہے۔

صاحب۔ دل ہم نے تو بہت لکھا ہی اور تاکید کی ہی مگر لڑکی ضد بہت کرتی ہے جو سمائی بس سمائی۔ ناچنے گانے مین فرانس تک کے ٹھیٹرون مین ویسی ایک نہین۔

سیٹھ۔ خدا کرے منظور کرین۔

صاحب۔ یہ آپ کے اختیار مین ہی ہم نہین جانتے۔

سیٹھ۔ جو کچھ فرمائینگی۔ مین نذر کردونگا۔ مگر آپ کے ساتھ تماشا دکھانے مین شریک ہون اور ناچین گائین۔

صاحب۔ آپ اپنے کمرے دکھائیے۔ شاید کوئی چیز پسند آگئی بس پھر ناچنے سے انکار نہ کرینگی۔ نقد کی اُنکو پروا نہین۔ اِسقدر شوق ناچنے گانے کا ہے کہ شادی نہین کرتین۔

سیٹھ۔ سن کیا ہوگا۔

صاحب۔ (دل ہی دل مین خوب ہنسے) دل کوئی اٹھارہ برس بلکہ کم۔

سیٹھ جی نے حسن و جمال کی تعریف تو سُنی ہی تھی اب جو سُنا کہ اٹھارہ ہی برس کا سن ہی تو اور بھی ریجھ گئے۔ سچ ہی ہے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسائین دولت از گفتار خیزد

ٹھان لی کہ اگر ایک لاکھ روپیہ بھی مفت مانگے اور بے ناچے گائے لیجائے تو توقف نہ کرون گا۔ بلا سے لاکھ پچاس ہزار یون بھی سہی کیا پروا ہے صاحب کو اُنھون نے اپنے حساب اپنا یارچہ بنایا۔ اور وہ ایک ہی خرانٹ دل مین اُنکی سادگی اور بھولے پن اور عشق جنون خیز پر قہقہہ لگاتا تھا۔ اور کھلے جاتا تھا کہ آج رقم معقول ہتے چڑھی۔

سیٹھ جی۔ مس صاحب نے اب تک شادی نہ کی۔

صاحب۔ ابھی بچہ تھا۔ صرف اٹھارہ برس کا اب سن ہی۔

سیٹھ جی۔ اب شادی ولایت مین کیجیے گا۔ ہی نہ۔

صاحب۔ دل وہ شادی کرنا اگر پسند کرے۔

سیٹھ جی۔ یہ کیا۔ کیا ہندوستانی رئیس کے ساتھ شادی کرنا پسند کرینگی۔

اس فقرے پر صاحب بہت ہی ہنسے۔ لاکھ ضبط کیا مگر ہنس ہی دیے اور بولے کہ ول ہم اس معاملے مین دخل نہین دینے اگر وہ پسند کرین تو کیا ہرج ہے مگر ہندوستانی جنٹلمین امیر ہو۔ تربیت یافتہ۔ بد وضع نہ ہو۔ شراب خوار نہو۔ جواری نہو۔ بدمعاش نہو۔ خدا ترس ہو اور حسین ہو۔ بدصورت نہو۔ ایسا شکیل اور خوبصورت ہو کہ جو لیڈی دیکھے پھڑک جائے۔ تو ہم فوراً منظور کر لین۔ سیٹھ جی اِسوقت دیوانے تو ہو ہی گئے تھے سمجھے کہ صاحب جو کچھ کہتے ہین سب سچ ہے۔ یہ تقریر جو سُنی تو ریشہ خطمی ہو گئے۔ بار بار آدمی پر آدمی دوڑاتے ہین کہ دیکھو فٹن آئی۔ گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ ہوئی اور دوڑے کہ فٹن آئی۔ صاحب یہ سب تماشے دیکھتا جاتا تھا۔ اُنکی بیقراری کی انتہا ہی نہ تھی۔

صاحب۔ کتنے آدمی ہونگے آپ کے ہان۔

سیٹھ جی۔ تھوڑے ہی ہونگے۔

صاحب۔ چاہے جسقدر ہون۔

سیٹھ جی۔ بس سب ملا کر کوئی سو آدمی ہونگے۔ کیون جی نتھومل۔ ہے نہ۔ ہا زیادہ ہونگے۔

نتھومل۔ وہ بیس پچیس زیادہ ہوئے تو کیا۔

سیٹھ گوجرمل صاحب سے نتھومل نے رعونیت جتلانے کے لیے کہا کہ ہجور اسکو کچھ دین وین نہین اِس سے تو وعدہ ہو چکا ہے کہ پورا تماشا دکھائیگا بس آئے اور پھر آئے یہ بڑا جھمیلا معلوم ہوتا ہے۔ اِسکی نیت مین یہ ہے کہ بس کچھ دے مرے۔ سو اب دینا چکما کھانا ہے جے بات یاد رکھنے کے کابل (قابل) ہے آیندہ جو جی چہے (چاہے) سو کیجیے آپ کی مرجی (مرضی) سیٹھ جی تو اُس کافر کے حسن گلو سوز اور نور عالم کا شہرہ سُن سُنکر دیوانے ہو رہے تھے اِنکو تاب کہان کہ کوئی مصاحب یا رفیق صاحب کو بے ایمان کہے اور یہ چپ چاپ

سُن لین۔ نتھومل پر بہت ہی جھلائے تو بیچ مین بولنے والا کون ہے۔ تو ہے کون بیچ مین بولنے والا۔ گنوار جاہل۔ خبردار اِن باتون مین جو دخل دیا ہوگا تو تو جانے گا۔ اور سُنیے بڑے مشیر کی دُم بن کے آئے ہین۔ مجھے کوئی لونڈا مقرر کیا ہے کیا اگر ہزار دو ہزار اور اُٹھ گئے تو کیا ہو جائے گا۔ دوالا نکل جائیگا ہمارا۔ آخر ہوگا کیا۔ ہماری تو دلی آرزو ہے کہ وہ مس آئے اور ہم سے کچھ مانگے۔ قسم جناب باری کی دس ہزار کی رقم بھی مانگے تو کون مردود دریغ کرے۔ طبیعت ہی تو۔ اور تم صلاح دینے آئے کہ صاحب اگر سو پچاس اور مانگے تو نہ دیجیے گا۔ چلو ہٹو سامنے سے بے تمیز بے شعور۔

لالہ نتھومل اُنکے مزاجدان تو تھے ہی سمجھ گئے کہ اب چاہے ساری خدائی ایک طرف ہو جائے ممکن نہین کہ یہ کسی کے سمجھائے سمجھین۔ صاحب ہے قسمت کا دھنی خوب بٹور لیجائیگا۔ اور مزے اُڑائیگا۔ اور وہ پری کالہ آتش مس تو بس لوٹ لیگی۔ مال کا مال لوٹیگی اور دل کا دل۔ اُسکی جوانی اور اس کا چہرۂ نورانی اور مستانہ چال اور حسن و جمال اِنکو دیوانہ بنائیگا۔ اب خدا ہی حافظ ہے۔ عشق تنکے چنوائیگا۔ دست بستہ عرض کیا کہ حضور مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ آپ کی نیت کیا ہے اب البتہ سمجھ گیا جواب بولون تو گنہگار۔ سزاوار۔ سیٹھ جی نے کہا تم پھاٹک پر کھڑے رہو۔ جیسے ہی فٹن آئے ہمین معًا اطلاع دو۔ بہت خوب کہکے لالہ نتھومل روانہ ہوے۔ اور پھاٹک پر جاکر ٹھہرے اور صاحب کو جو کچھ اور بندوبست کرنا تھا اُس سے فراغت پائی تو سیٹھ جی نے انکو اپنی کوٹھی از سر نو دکھائی صاحب نے بڑی دیر تک تعریف کی اور کہا اِس مین شک نہین کہ آپ نے کوٹھی کو خوب سجایا ہے۔ ہم جانتے ہین یہان ایک رئیس کی کوٹھی بھی ایسی سجی سجائی نہو گی۔ جو چیز ہے لاجواب۔ ہزارون مین فرد لاکھون مین انتخاب۔ کوٹھی کیا دُلھن ہے۔ مس کو صفائی کا نہایت ہی شوق ہے عجب نہین کہ ہوٹل کو چھوڑ کر آپ ہی کی کوٹھی مین رہتا پسند کرین صرف دو چار دن تو اس شہر مین

رہنا ہی ہے۔ سیٹھ جی کا چہرہ گلنار ہو گیا دل ہی دل مین دعا مانگی کہ یا الٰہی مس آتے ہی اس مین رہنا شروع کر دے۔ ہوٹل جلنے کا نام تک نہ لے۔ اگر ایک دن ٹک جائے تو برس بھر تک ہر روز دعوت کرین۔ اور اُسکی محبت وعشق کا دم بھر دن۔ عقد نکاح مین لاؤن۔ لطف زندگی اُٹھاؤن آدمیون کو حکم دیا کہ فی کمرہ دو دو لمپ اور روشن کر دو۔ خدام سلیقہ شعار نے آقاے نامدار کے حکم کے بموجب دو دو لمپ پھرتی کے ساتھ معًا روشن کر دیے۔ کوٹھی اور بھی جگمگانے لگی۔ اب ہر سمت عالم نور ہے۔ الٰہی یہ کوٹھی ہے یا کوہ طور ہے۔ ہر در و دیوار سے صبح بنارس کا جلوہ عیان ہے۔ چپہ چپہ نور افشان ہے۔

اب سنیے کہ سیٹھ گوجرمل کے ایک مصاحب تھے۔ مشیر دیبی دین ایک ہی کائیان زمانہ ساز دغا باز آدمی۔ مگر جہان جہان گوجرمل کا پسینا گرتا وہ بلامبالغہ اپنا خون گراتا۔ لیکن بڑا کھانے والا۔ پیڑ کو جڑ سے کھا جائے۔ اور سانس ڈکار تک نہ لے۔ جو رقم اُس کے پاس رکھوائی اُسکے باپ دادا کی ہو گئی۔ گوجرمل کی بدولت بن گیا۔ خود مہاجنی کرنے لگا۔ اِنکی کیفیت جو دیکھی کہ مس کے حُسن صبیح کی توصیف سُنکر از خود رفتہ ہو گئے تو چپکے سے کان مین کہا کہ اگر حکم ہو تو جسدم میم صاحب فٹن پر سے اُترین سلامی اُتاری جائے ایک دستہ جوانون کا پتھر کلائین لیے ہوے کھڑا رہے۔ ادھر فٹن سے وہ اُترین اُدھر دائین دائین سلامی اُترے پھر دیکھیے کیسا رنگ جمتا ہے۔ سیٹھ جی اس صلاح سے ایسے محظوظ ہوے کہ دیبی دین کو گلے لگا لیا۔ اور پیٹھ ٹھونک کر کہا کہ شاباش دیبی دین۔ بس ایسے ہی مصاحب تو امیرون اور رئیسون کے دربار کے قابل ہین اسوقت تمنے وہ صلاح دی کہ جی خوش ہو گیا۔ کوئی ہے۔ خزانچی سے کہو کہ سو روپے ہمارے نج کے حساب مین لکھکر دیبی دین کو دے دے دیبی دین نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اَنّ داتا تمھاری ہی بدولت تو جیتے ہین کچھ کام کرین نہ کاج سیکڑون روپیہ سال مین پاتے ہین اور بال بچہ انکو لیکر بفکری سے

دندناتے ہین - سیٹھ جی آدمی تھے فیاض - ایک ذراسی بات مین رفیق کو سو روپیہ انعام کا دے دیا - دیبی دین خوش و خرم کہ سو روپیہ نقد پایا اور رئیس کے دل مین جگہ ہوگئی - ہر طرح اچھے رہے - حکم دیا گیا کہ بارہ جوان پتھر کلائین لیکر عین پھاٹک پہ حاضر رہین - ٹمٹن آتے ہی سلامی اُتارین - اگر ایک بندوق بھی رنجک چاٹ گئی تو حضور ازبس ناراض ہو جائینگے - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو مصاحبون نے قہقہہ لگایا - رفیقون نے کہا کہ دیبی دین نے رئیس کو اِس دم چٹکیون پر اڑایا - اچھا بھرا دیا اور خوب ہی رنگ جمایا - سپاہی بندوقین بھر بھر کے پھاٹک پر مس صاحب کی آمد آمد کے منتظر ٹہلنے لگے - محلے بھر کے آدمی صدہا زن و مرد میم کے ناچنے کی خبر سُنکر کوٹھی کے اِرد گِرد ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے کھڑے تھے - کہ ناچ شروع ہو تو دیکھین میمین کس طرح ناچتی ہین -

صاحب - آپ ساہوکار ہین -

سیٹھ - ہان - اور تعلقہ بھی ہے - اور نوٹون کا سود آتا ہے اور تجارت کرتا ہون -

صاحب - واہ وا - تب تو آپ بڑے امیر ہین -

سیٹھ - امیر ہونا تو مشکل ہے مگر ہان دال روٹی خدا دیے جاتا ہے یہی غنیمت ہے -

صاحب - آپ کے والد کہان ہین -

سیٹھ - انتقال کیا -

صاحب - کوئی بھائی ہی -

سیٹھ - جی نہین -

صاحب - شادی آپ کی ہوئی ہی -

سیٹھ - ابھی نہین -

صاحب - آپ اب شادی کیجیے -

سیٹھ - مین نے قسم کھائی ہے کہ جب تک کوئی تربیت یافتہ اور پری پیکر لیڈی

نہ ملیگی مین شادی نہ کرونگا۔ اگر یہان حسب دلخواہ وہ۔ مطلب یہ کہ مرضی کے موافق شادی ہوگئی تو فہو المراد ورنہ ولایت جاؤنگا۔ مصمم ارادہ تھا کہ فرانس جاکر پیرس مین شادی کرون۔

صاحب۔ پیرس نہین۔ پیری تلفظ ہے۔ س کا تلفظ نہین کیا جاتا۔ فرانسیسی لفظ ہے نہ۔ دل۔ تو آپ ولایت کی کسی مس کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین اچھا ہم مس صاحب سے کہینگے۔ اگر وہ کسی کو جانتی ہون تو سفارش کرین انکے ساتھ اسکول مین دو چار بڑی حسین اور نازک اندام چھوکریان پڑھتی تھین اگر وہ آپ کے عقد نکاح مین آئین تو آپ بھی خوش ہو جائین۔

سیٹھ۔ مس صاحب بھی تو ابھی ناکتخدا ہین۔

صاحب۔ ہان۔ دل۔ مگر ——————

سیٹھ۔ مجھے آپ مثل اپنے غلامون کے سمجھئے۔

صاحب۔ اسکے کیا معنی۔ آپ رئیس ہین۔ امیر ہین۔ سیرچشم ہین۔ ہم کوشش کرینگے کہ کسی یورپین لیڈی کو آپ بیاہین۔

سیٹھ۔ (جی کڑا کرکے) کوشش کیا معنی۔ آپ کے تو امکان مین اسوقت ہو آپ کی صاحبزادی۔

سیٹھ صاحب کہنے کو تھے کہ آپ کی صاحبزادی ہی مستعد ہین۔ مگر جرأت نہوئی۔ مس انکی لڑکی تو تھی نہین ایک غریب آدمی کی لڑکی کو انھون نے تھیٹر کے لیے تیار کیا تھا۔ تنخواہ دیتے تھے اور ساتھ رکھتے تھے لیکن جہان کہین جاتے تھے لوگ اُسکو انکی لڑکی ہی سمجھتے۔ پوچھا کہ آپ گانا جانتا ہے۔ سیٹھ جی نے مسکرا کر کہا۔ کیا خوب گانا اور رونا کون نہین جانتا۔ مگر قوالون کی طرح مین نہین گا سکتا۔ صاحب بولے کہ دل اگر آپ انگریزی ناچ سے واقف ہوتے تو مس بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ ناچتین۔ سیٹھ جی نے کہا کس طرح۔ صاحب نے انکی کمر مین ہاتھ ڈالکر ناچنا شروع کیا۔ سیٹھ گوجر بل کف افسوس ملنے لگے کہ ہائے ستم

ہین واقف کیون نہوا۔ کس لطف کے ساتھ کمر ہین ہاتھ ڈالکر ناچتا۔ مگر افسوس صد افسوس اگر کوئی باکمال رقاص اِنسے اسوقت دس بیس ہزار روپیہ مانگتا اور وعدہ کرلیتا کہ ایک گھنٹے مین ہم ناچنا سکھا دینگے تو سیٹھ بے دریغ دے نکلتے ذرا چون وچرا نکرتے لیکن ایسا رقاص کہان۔

لالہ نتھومل۔ وہ جل ترنگ والا آیا ہے۔ بٹھا دیا اُس کمرے کے چبوترے پر۔

سیٹھ۔ بہتر ہے فٹن نہین آئی۔

نتھومل۔ اب گئی ہی۔ کپڑے۔ وپڑے پہنینگی۔ نہائین۔ دھوئینگی۔ بنین ٹھنینگی۔ جب تو آئینگی۔ بے سنگار کیے کبھو نہ آنے کی۔

سیٹھ۔ ہان چاہیئے بھی ایسا ہی۔ مگر سچ کہنا حسین ہی۔

نتھومل۔ چاند کا ٹکڑا ہی۔ چاند کا۔ ڈبلی پتلی کامنی۔ اور چنچل نار۔

اِتنے مین نیب جی نے آنکر مژدہ دیا کہ دسون گھوڑے بک گئے۔ اور سب ملاکر گیارہ ہزار کا فائدہ ہوا۔ سیٹھ جی بہت خوش ہوے۔ نتھومل سے کہا کہ بولو اب گیارہ ہزار مفت ملے یا نہین۔ پھر اگر دو چار ہزار اِس کامنی کے لیے بھی خرچ کیا تو کیا۔

اِتنے مین نواب قمر رکاب کا صحیفہ رشیقہ آیا۔

مخدومی جناب سیٹھ صاحب۔ بی فرخندہ کی طبیعت اِسوقت نصیب اعدایون ہی سی بے لطف ہو گئی ہی۔

ڈاکٹر صاحب کو بلوایا۔ نسخہ لکھ گئے ہین۔ خاکسار نو بجے حاضر خدمت شریف ہوگا۔ کیا کرون مجبور ہون۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ وقت معینہ سے ایک منٹ بعد آتا۔ نہ کہ گھنٹون کی کسر۔ وجہ معقول پیش کی ہے۔ قصور معاف فرمائیگا۔

آپکا خادم نواب امین الدین حیدر

یہ خط پڑھتے ہی سیٹھ جی کھل گئے۔ دعا مانگی کہ خدا کرے نو بجے کے بعد نواب صاحب آئین۔ تاکہ اُس بت جادو جمال سے باتین کرنے کا خوب موقع

سے اُسی دم خط کا جواب لکھا۔

عالی جناب نواب صاحب بہادر آداب عرض کرتا ہون۔ نامۂ نامی پڑھکر طبیعت کو انتشار ہوا۔ خدا شفاے عاجل اور صحت کامل عطا کرے یہان سب سامان لیس ہی۔

آپ کا خادم سیٹھ گوجرمل عفی عنہ تاریخ ــــــ

یہ خط مٹھول کو دیا اور باہر گئے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک کمرے مین جل ترنگ والا اپنے لونڈے لاڑھیون کو لیے ہوے بیٹھا ہے۔ دوسرے کمرے مین ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور طبلیے اپنے اپنے رنگ مین مست ہین۔ ایک طرف چانڈو اُڑ رہا ہے۔ ایک طرف ساز مل رہا ہے۔ تیسرے کمرے مین دو طائفے ٹکے ہین۔ اور آہستہ آہستہ ایک خوش گلو گاتی ہی

مگر اسکو فریب نرگس مستانہ آتا ہی
الٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہی
طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

استاد جی بتاتے جاتے تھے (ہمت مر۔ ہمت مر) دیکھو تمھاری بہن۔ ماشاء اللہ سے کیسی خوش گلو ہین اور کس دھیان سے سنتی ہین جو ایک دفعہ کہا عمر بھر نہ بھولینگی ہان کہو (ہمت مر۔ ہمت مر) دانہ آتا ہے۔ ہمت مردانہ آتا ہے اور آگے بڑھے تو صادق علی خان صاحب نے اُٹھکر سلام کیا۔

سیٹھ جی۔ آج مقابلہ ہے خان صاحب۔ تان رس خوان بھی آتے ہونگے۔

صادق علیخان۔ حضور ہم مقابلہ وقابلہ کیا جانین۔ بس اتنی آرزو ہے کہ اللہ کرے محفل مین سمجھ دار بیٹھے ہون۔ کوڑھ مغز نہ بیٹھے ہون جو بھاگ اور بھیروین تک مین تمیز نہ کر سکین۔

سیٹھ۔ نہین آپ بھی فرد ہین واللہ۔

خان صاحب۔ آپ سے کچھ کان مین کہنا ہی۔

سیٹھ جی۔ کوئی کفر کی بات تو نہ کہیے گا۔

سیٹھ گوجرمل صاحب کے کان مین خان صاحب نے آہستہ سے کچھ کہا۔ اُنھون نے نتھومل کو بلوایا اور حکم دیا کہ جو خان صاحب کہتے ہین وہ سُن لو۔

نتھومل۔ آپ بھی بس ایک ہی ہین یہان۔ سیٹھ جی اکثر تعریف کرتے ہین۔

احمد بیگ۔ جی دور دور تک ثانی نہین رکھتے خان صاحب قسم خدا کی بس گانا کیا اعجاز ہی اور پھر دین کے تو پادشاہ ہین۔

ایک رفیق۔ دم غنیمت ہی خان صاحب فرد ہو فرد۔ واللہ باللہ بس یکتا ہو۔

صادق علیخان۔ یہ آپ کی قدردانی ہی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

احمد بیگ۔ تان رس خان بھی آتے ہین۔

نتھومل۔ آئے ہین یا آتے ہونگے۔

رفیق۔ اجی وہ کوئی آئے ہمارے خان صاحب دب نکلنے والے نہین۔

صادق علیخان۔ وجہ دب نکلنے کی وجہ۔

رفیق۔ سچ ہی۔ اللہ نے جوہر دیا ہی۔

صادق علیخان۔ مگر آج تو لکھنؤ بھر کے طائفے اور قوال اور یہ اور وہ جمع کر لیے ہین بھئی۔ کوئی گھڑی بھر کا مجرا ہوگا۔

نتھومل۔ یہ پیارکھان (پیار خان) جو مشہور تھے وہ کون تھے۔

احمد بیگ۔ وہ ربابیے تھے۔ گویون کے بھی پیر۔ راگ کا دھرم رکھنا اُنپر ختم ہو گیا۔

صادق علی خان۔ ہولی دھرپد کے بادشاہ تھے۔

نتھومل۔ اور تان رس خان۔

احمد بیگ۔ وہ خیالیے ہین۔ ٹپے۔ لے کار۔ رنگ باز۔ منھ چڑھے۔

نتھومل۔ کوئی اور ماشور (مشہور) ہین ہدّو خان یا ہدّو خان۔

احمد بیگ۔ وہ تان کا کپتان تھا۔ بڑے زور شور کڑک کا گانا جس کے استھائے سے سُر نکلتے ہین۔ لے کار ذرا گھٹ کے تھے مگر منھ چڑھے انتہا سے

زیادہ۔

نتھو مل۔ اور ہمارے کہان صاحب۔

احمد بیگ۔ کون؟ یہ صادق علی خان۔ اجی یہ سب گُن پورے اُنھین کون کیے لنڈورے۔ خیال پٹہ ٹھمری سب مین طاق۔ خصوصًا دھن مین شہرہ آفاق۔ نتھو خان ذرا تان کے مقدمے مین واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے تھے۔

احمد بیگ۔ مگر آستائی تو ایسی بھرتے تھے کہ واہ جی واہ۔ کیون خان صاحب؟

صادق علی خان۔ اِس مین کیا شک ہے۔

احمد بیگ۔ مگر اُستاد تم بھی اپنے فن مین یکتا ہو۔ دُھن مین تم نے سب کے کان کاٹے۔ اور یون تو سب اپنی اپنی جگہ اُستاد ہین۔ تان رس خان کی بے کاری کیا کچھ کم ہے۔

رفیق۔ میان خدا کی دین ہے۔ ؎

خدا کی دین کا موسی سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

کیون صاحب یہ بہادر سین کون تھے۔

احمد بیگ۔ آفتاب تھے اپنے وقت کے۔ سُر سنگار کے بھی موجد تھے رُلا دینا اور ہنسا دینا اُنکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا۔ کوئی بات ہی نہ تھی۔

سیٹھ جی اُدھر سے خرامان برآمد ہوے۔ نہایت حیرت سے پوچھا کہ نتھو مل ابھی تک فٹن نہ آئی۔ نتھو مل نے کہا خداوند آتی ہوگی احمد بیگ بولے دیر آید درست آید۔ سج دھج کے آئینگی۔ پھر بننے ٹھننے مین کچھ دیر لگتی ہے یا نہین سیٹھ جی نے دریافت کیا کہ فٹن کے ساتھ سپاہی گیا ہے یا نہین۔ کہا گیا کہ حضور بھیجا ہے۔

سیٹھ گوجر مل صاحب نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جناب نواب صاحب کے

پاس جاؤ۔ کہنا پوچھا ہے کہ فرخندہ کیسی ہین۔ اور کہا ہے کہ ہمکو کچھ جلدی نہین ہے۔ آپ کو جسوقت فرصت ہو تشریف لائیے قدم رنجہ فرمائیے یہان سب سامان لیس ہی۔ آدمی کو سمجھاکر روانہ کیا۔ صاحب کے پاس چلے کہ پوچھین کسی شے کی ضرورت تو نہین ہے کہ اتنے مین بندوق کے دغنے کی آواز آئی۔ دن۔ دن۔ دن۔ بارہ بندوقین ایک دم سے دائین کرکے دغین۔ نتھول دوڑے ہوے بدحواس آئے۔ حضور چلیے احمد بیگ لپکے پیر و مرشد فٹن آگئی۔ دو رفیقون نے بڑھکر آواز دی خداوند مس صاحب آگئین آیئے حضور۔ سیٹھ گوجرمل صاحب تھوڑی دور تک تو بدحواس دوڑتے ہوے گئے۔ مگر پھر سوچے کہ اگر اس حالت وحشت مین ہمکو دیکھا تو اپنے دل مین کیا کہیگی۔ سمجھیگی کہ کوئی جانگلو ہی گنوار۔ ٹھہر گئے اور ذرا دم دلے کے چلے۔ فٹن کے قریب جاکر کھڑے ہوے اُس بت پندار صنم گلعذار کے اس وقت کچھ اور ہی ٹھاٹھ اور ہی دماغ تھے فرانسیسی فٹن وہ بانکی پوشاک اور کج کلاہ کہ بانکپن بھی اُس سے سبق لے بال بکھرے ہوے سیٹن کالی ناگن کی طرح لہراتی ہوئی کمر نازک کے نیچے تک لٹکتی تھین۔ گوری گوری گردن اور چاند سے مکھڑے کا جوبن اس زلف سیاہ نے اور بھی دوبالا کر دیا تھا۔ بس بلا مبالغہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ بن گھا چاند ہی ابر زلف سے ماہ رُخ ابھی ابھی نکلا ہے۔ ایک رفیق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور مس صاحب سیٹھ جی صاحب فٹن کے پاس کھڑے ہین اتنے مین صاحب بھی رپ رپ کرتے ہوے تشریف لائے۔

صاحب۔ سیٹھ کنور گوجرمل آپ ہین۔

مس۔ (نصف ہاتھ بڑھاکر) ول سیٹھ صاحب۔

سیٹھ جی نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا۔ نازک دست سیمین اور ملائم ملائم انگلیان جو ہاتھ مین لین تو جامے مین پھولے نہ سمائے۔ مس صاحب فٹن پر سے اُترنے لگین تو سیٹھ جی کی طرف ہاتھ بڑھایا اُنھون نے لپک کر ہاتھ دیا اور

فٹن سے اُتارا۔ ایک قوال جو بن بلائے آیا تھا اس کیفیت کو دیکھکر بے تکلف گانے لگا۔ رسیلی نینون والیون نے پھندا مارا۔ سیٹھ جی ادب کے ساتھ ہمراہ چلے۔ اٹھلا اٹھلا کر اور ادائے دلربا سے قدم اُٹھا کر مس للی نے خرام ناز سے سیٹھ جی کا دل پامال کر دیا۔ ؎

من باین رفتار شیرین عمر خود درباختم
عمر من میبرفت و من پنداشتم رفتار اوست

سیٹھ جی کا جی چاہتا تھا کہ ہر مقام پر جہان اُس سرو روان گلشن رعنائی کا قدم پڑے بوسے لین اور اُس زمین کو ہزار ہزار بار چوم لین ؎

تو می خرامی و من از ہیبت نمی دانم
کز اضطراب زنم بوسہ بر کدام زمین

کوٹھی کے ایک سجے سجائے کمرے مین مس للی بصد شان دلربائی و رعنائی متمکن ہوئین۔ اور زلف چلیپا کرسی کے اِدھر اُدھر فرش مکلف پر مار سیاہ کی طرح لہرانے لگی۔ ؎

نہ زلف ست آنکہ ہردم بر قد دلدار می پیچد
ز مستی ہر نفس بر شاخ صندل مار می پیچد

اس بت لیلی سرشت نے رئیس نوجوان پر بغور نظر ڈالی اور ایسی تیکھی چتون سے اُنکو دیکھا کہ تیغ نگہ کا گھائل ہی کر دیا۔ طرح طرح کے نازو ادا اور عشوہائے دلربا سے اُنکا دل قبضے مین کر لیا۔ کبھی سینۂ صافی کو اُبھار کر تن گئی۔ کبھی گردن نیوہڑا کر پھیری اور گلوے مصفا کی جھلک دکھا دی گردن فوارۂ نور تو سینۂ صافی رویش آب بلور۔ ؎

پیداست ہمچو قبلہ نما از تن بلورا
از سینۂ لطیف دل ہمچو آہنش

مست صہبائے ناز۔ سراپا انداز۔ شیرین حرکات انتخاب مہوشان کائنات مہ لقا۔ سیمین سیما۔ ایک ایک ادا مین سو سو کی گھاتین۔ پیاری پیاری بھولی بھولی باتین۔ کبھی آپ ہی آپ لجانا۔ کبھی مسکرانا۔ کبھی پیشانی نورانی پر عرق آنا۔ ؎

نیست عرق کہ بر رخت در حرکات میچکد
ہر قدمے کہ می نہی آب حیات میچکد

سیٹھ جی سے کہا کہ چلیے کوٹھی کی ذرا سیر کرین۔ یہ کھل گئے کہ شکر اللہ منہ مانگی

مِرا دبائی۔ اس معشوق عنبر مو کو کوٹھی ایسی پسند آئی کہ سیر کرنے کو دل چاہا کوٹھی دیکھنے کا شوق چرایا

پہلے سیٹھ جی خانہ باغ کی طرف سے چلے تو حوالی موالی ایرا غیرا نتھو خیرا سب سایے کی طرح مس کے ساتھ پیچھے پھر کر نہایت غیظ و غضب سے دیکھا۔ نتھومل تو ایک ہی کائیان تھے تاڑ گئے کہ تنہائی کی صحبت اسوقت پسند ہے۔ بھیڑ بھڑکے سے طبیعت نفور ہے۔ شب ماہ ہے۔ بغل مین حور ہے۔ فکر کوسون غم و الم منزلون دور ہے۔ صنم مہوش پایا ہے۔ اور اس غیرت گلزار کے ساتھ سیر چمن کا شوق چرایا ہے۔ مس نے بصد انداز دلربائی اٹھکیلیان کرتے ناز معشوقانہ سے قدم دھرتے باغ کو رشک فرخار بنایا۔ سیلون کو آتش حسد سے جلایا۔ گلون کو شرمایا۔ ؎

وہ یکایک باغ مین پہونچے جو اٹھلاتے ہوئے
کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے

سیٹھ جی۔ آئیے جھولا جھولین۔

مس۔ واہ۔

سیٹھ جی۔ اگر مضائقہ نہو اور طبع نازک پر گران نگذرے تو از راہ کرم جھولا جھولیے۔

نتھومل۔ (دور سے) ؎

جھولا جھلوائینگے بیجا کے چمن مین تجھکو
رُت کہین آنے تو دے حور لکا ساونکی

احمد بیگ۔ کے فاقون مین شعر یاد کیا تھا۔ اور حور لکا کی کتنی کہی ہے۔

اِس غیرت خوبان فرخار نے چمک کر ایک طرارہ جو بھرا تو دوسری روش مین ہو رہی۔ اور وہان سے جو تن تن کے جھوم جھوم کر چلی تو سیٹھ جی کا دل اور بھی پامال خرام ناز کر دیا۔ ؎

ہے نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتے ہو چونکاتے ہوے

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اب زلف کے پھندے سے نکلنا معلوم۔ بیٹھے بٹھاے اچھا درد سر مول لیا۔ مس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کہ یہان کسی اچھے نامی سوداگر کی کوٹھی بھی ہے۔ ہمکو کچھ سودا خریدنا ہے۔ لفٹنٹ راس یہان فوج مین ایک صاحب ہین۔ اِن سے ہم فرمایش کرینگے۔ بیچارے بہت اچھے آدمی ہین۔ اور ہم سے اُنکو دلی محبت ہے۔ کبھی ہمارا کہنا نہ ٹالا۔ تنخواہ تو کم ہے ابھی مگر گھر کے امیر کبیر ہین۔ اُنکو ساتھ لیکے جائینگے اور جن جن اشیا کی ضرورت ہے کوٹھی سے پسند کرکے لے آئینگے۔

سیٹھ جی رقیب کا نام سُنکر دھک سے رہگئے۔ آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔ کہ انکے چاہنے والون مین ایک ہم ہی نہین ہین۔ خاص اسی شہر مین ایک پلٹن کے صاحب بھی ہین جنپر انکو یہ دعوی ہے کہ جو چاہینگے اُنکے ساتھ جاکر کوٹھی سے لے آئینگے۔

سیٹھ جی ؎	فرمائشیں حضور نہ اغیار پر کرین موجود ہے یہ تابع ارشاد کس لیے	

مس۔ (مسکراکر) ہم آپ کے ساتھ باہر نہین جا سکتے۔ آپ نیٹو۔ ہم یورپین۔

سیٹھ جی۔ جو فرمایش کیجیے یہین حاضر ہے۔

مس۔ ہم آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتے (خدمتگار سے) ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ مس چمک کر دوسری روش مین جا کھڑی ہوئی۔ سیٹھ جی نے بھی اس روش کی طرف رُخ کیا۔ خدمتگار ایک بیش بہا ٹمبلر مین آب سرد لایا۔ سیٹھ جی نے بصد ادب اپنے دست مبارک سے پلایا اور دونون باغ مین ٹہلنے لگے

سیٹھ۔ کل ہم آپ کو اپنے بڑے باغ لے چلینگے۔

مس۔ کل تو لفٹنٹ راس سے اقرار ہے اُنکے ساتھ ہوا کھائینگے۔

سیٹھ جی۔ ؎	صبا کس درجہ توام شادی و غم ہین زمانے مین شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہی	

مس - اب تو ناچ کا وقت آگیا۔

سیٹھ جی - ہم کمال مشتاق ہین کہ آپ کا ناچ دیکھین۔

راوی - دیکھتے جایئے - ابھی وہ آپ کو انگلیون پر نچائینگی۔

مس - (تنک کر) ہمارا ناچ ؟ ہمارا ناچ کیسا۔

سیٹھ جی - (ڈرتے ڈرتے) کیاآپ آج ہمکو نہ ناچینگی۔

مس - ہرگز نہین - راس خفا ہو جائینگے۔

سیٹھ جی - کسی کو کانون کان تو خبر ہوتے نہ پائیگی۔

مس - راس کے گوئندے چھوٹے ہوے ہین۔

سیٹھ جی - آپ نہ ناچینگی تو ہمکو کمال ملال ہوگا۔

مس - خیر - مگر راس کا دل ہم نہ دکھائینگے۔

سیٹھ جی ؎

مرے حال پہ رحم کرتا نہین ہے
خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہین ہے
قضا کی نشانی ہے الفت بتون کی
وہ جیتا ہے جوان پہ مرتا نہین ہے
صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھ سے سنورتا نہین ہی

مس - (چین بہ جبین ہوکر) پیارے راس کو برا بھلا نہ کہنا۔

سیٹھ جی - (آہ سرد بھر کر) ؎

مرجاؤنگا مین دیکھ تو چین بر جبین نہو
برق غضب کہین نگہ خشمگین نہو
اغیار کے نہ عشق جتانے پہ جائیو
کوئی بکا کرے خبر اے نازنین نہو

مس لی انکے جلانے اور نائرہ عشق کے مشتعل کرنے کے لیے لفٹنٹ راس کا نام کئی بار زبان پر لائی - اور واقعی اِنکے کانون سینہ مین حسد اور بغض کی آگ ایسی تیز کردکھائی کہ ہر دم آہ شرر بار تھی اور طبیعت ازبس بیقرار تھی رقیب کا ذکر سنکر شیشۂ دل چکنا چور ہوا - جگر مین عشق کا ناسور ہوا اُس بت سفاک کو

انکی چتونون سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ راس کا ذکر انکی رگ جان پر نشتر کا کام کرتا ہی۔ اور نام سُنتے ہی آہ سرد بھرتا ہی۔ سیٹھ جی پہلے تو مثل گل کھل گئے تھے کہ محبوب مطلوب کو باغ مین خندان و فرحان ساتھ لائے مگر اب دل کا کنول بجھ گیا۔ ع

جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہواے غم کے
رہگیا بجھ کے چراغ دل روشن کیسا

کہان تو جشن خسروانہ کی تیاریان تھین کہان آہ آتش فشان ہے۔ اور بکا و فغان ہے۔ مس نے کہا کہ ہمین اپنی کوٹھی تو دکھلاؤ۔ سیٹھ جی ناشاد و نامراد اُس پریزاد کو ساتھ لیکر چلے۔ کوٹھی کو جو دیکھا تو ہر در و دیوار نور بار ہے۔ جو کمرہ ہے جواہر نگار ہے۔ اشیاے بیش بہا لاتعد و غیر محدود ساری خدائی کی نعمتین موجود۔

سیٹھ جی نے ایک نادر جیبی طلائی گھڑی خاص جنیوا کی بنی ہوئی کوئی دو ہزار روپے کی مس للی کی نذر کی اور کہا یہ گھڑی آپ اپنے پاس رکھیے یہ بطریق نذر دیتا ہون۔ مس للی پھولی نہ سمائین۔ پیار کی نظر سے سیٹھ گوجرمل صاحب کو دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ ہمین نہین چاہیے۔ سیٹھ جی نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا خفا ہو گئین اسپر دو ستمگر قہقہہ لگا کر ایک سہری پر لیٹ گئی۔ سیٹھ جی گھڑی ہاتھ مین لیے۔ کھڑے گھورتے تھے۔ مس للی معاً اُٹھین اور بجلی کی طرح چمک کر دوسرے کمرے مین ہو رہین۔ سیٹھ صاحب نے کہا از براے خدا یہ تحفہ قبول فرمائیے۔ غریبون کا کہنا بھی مانتے ہین۔

للی نے گردن نیچی کرکے کہا کہ راس سُن لیگا کہ ایک خوبرو جوان کے ہان سے مفت گھڑی لائی۔ گوجرمل اسوقت نہایت ہی برافروختہ ہوے۔ پھر ابھی رقیب روسیہ کا نام اُس گلفام کی زبان پر آیا غصے کو ضبط کرکے فرمایا کہ اُنکے تو فرشتہ خان کو بھی خبر نہونے پائیگی۔ حالانکہ لفٹنٹ راس صرف ایک مصنوعی نام تھا۔ یہ فقط سیٹھ جی کے پھانسنے کے لیے ساری تدبیرین ہوئی تھین کہ انسے رقم کثیر لیکر ہوا بتائیے اور اُلّو بنائیے۔ سیٹھ صاحب نے ہاتھ جوڑکر عرض کی

کہ اگر آپ یہ گھڑی نہ قبول کرینگی تو ہم تماشا دیکھنے نہ آئینگے۔ مس نے اِس بھولے پن کے ساتھ انکی طرف دیکھا کہ سیٹھ گوجرمل صاحب ہزار جان سے عاشق زار ہو گئے۔ اور پھر عرض کیا کہ واسطے خدا کے گھڑی کو قبول فرمائیے مس للی نے گھڑی لے لی اور کہا آپ کی خاطر ہے۔

کیا خوب دو سو روپے پر ناچنے گانے تماشا دکھلانے آئین اور دو ہزار کی گھڑی خاطر سے لی۔ ہمکو یقین آگیا۔

سیٹھ جی سمجھے کہ اب مار لیا ہے۔ یارون کا وار خالی نہین جاتا۔ اب اس گلبدن سیمتن کو عقد نکاح مین لائے۔ پانچون گھی مین۔ چین ہی چین لکھتا ہے مس للی نے ایک انگریزی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا۔

سر پہ احسان لین امیرون کا ہم فقیرون کا یہ دماغ نہین

سیٹھ جی۔ احسان! چہ خوش! احسان کیا معنی۔ اللہ اللہ یہ در پردہ احسان جتاتی ہو۔ بیشک۔ بیشک۔ ہم کمال مشکور ہوئے آپ نے اسوقت ہم پر وہ احسان کیا کہ دل ہی جانتا ہے اور چاہیے بھی ایسا ہی۔

مس۔ اب ہم پاپا کے پاس ذرا جاتے ہین۔

سیٹھ جی۔ (ہاتھ پکڑ کر) رناے

آج اندھیر ہے گر وصل نہو رات آئی ہے کہان جائیے گا

مس للی۔ پاپا نے ہمارے ساتھ اِس آدمی کو تعینات کر دیا ہے جب سے برابر ساتھ ہے۔ آپ تاجر بھی ہین۔

سیٹھ جی۔ جی ہان۔

مس للی۔ کس کی تجارت ہوتی ہے۔ (مسکرا کر) باجرے کی۔

سیٹھ جی۔ وہ کوئی اور ہوتے ہونگے۔ گھوڑے کی سوداگری ہوتی ہے اور جواہرات کی۔

مس للی۔ ایک عمدہ سا گھوڑا کوئی چودہ پندرہ سو کا ہو مگر جوان تو ہمارے ہاتھ بیچیے۔ قیمت اسی دم دینگے۔

سیٹھ جی۔ بہت خوب ایسی کھری اسامی کہان ملیگی۔ مگر مول تول کی سند نہین ایک جوان گھوڑا تو مین ہی ہون۔

مس للی۔ آپ تو گدھون کی سی باتین کرتے ہین۔ پسند آیا خریدا ورنہ پھیر دیا۔

احمد بیگ۔ (کمرے کے باہر سے) گھوڑے کے لیے پھیرنا بھی کیا خوب کہا ہے حضور واللہ طناز ہی نہین جگت باز بھی ہین۔

عنایت بھٹیارے نے پھر آنکر نتھول سے کہا کہ خداوند اب سب اکٹھا ہو گئین سرا مین بیٹھی ہین۔ جب ضرورت ہو بلوا لیجیے۔ نتھول بولے بس اب بلا لاؤ۔

مس للی نے سیٹھ جی سے فرمایش کی کہ کوئی تیز اور سبک خیز گھوڑا ہمین دکھلایئے مگر گیارہ بارہ سو تک قیمت کا ہو۔ سیٹھ صاحب مس للی کو ساتھ لیکر اصطبل دکھانے لے چلے۔ کمرے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ قوال اور ارباب نشاط اور ڈھاڑی اور حوالی موالی سب نے اٹھ اٹھ کر جھانکنا شروع کیا۔ للی کی گوری گوری صورت پر سیاہ سیاہ زلف عجب جوبن دکھاتی تھی اور بکھرے بکھرے بال جو کمر نازک تک لٹکے تھے انسے جوبن اور بھی دوبالا ہو گیا تھا۔ ؎

کمر تک جو زلفِ چلیپا گئی
میان دہ کمر لاکھ بل کھا گئی

جس طرف نظر غلط انداز سے دیکھا کٹاؤ کر دیا۔ کشیدہ قامت۔ حور طلعت گلعذار۔ طرح دار۔ چھریرا بدن۔ غنچہ دہن۔ فرط مستی سے جھوم جھوم کر قدم رکھتی اصطبل کی طرف بصد کرشمہ و خوبی چلی۔ صادق علی خان پکار اٹھے۔ ؎

موت آئی جو عشق گیسو مین ؛
مغفرت بال بال کی ہوتی ؛

اصطبل مین جاکر دیکھتی ہین تو ایک سے ایک بڑھکر گھوڑا۔

۱۔ ویلر۔ پنج سالہ۔ دور کا بہ۔ گھی مین اس طرح جاتا ہے جیسے آندھی آگئی ہے اِسکا نام آندھی روگ ہے۔

۲۔ کمیت۔ آٹھون گانٹھ کمیت۔ ران سواری۔ پوری گھوڑی۔ چار سال ہوا پیچھے رہی۔ یہ آگے پہونچے۔ اڑن کھٹولا نام ہے۔

۳- سمند سیاہ زانو۔ گھوڑا کیا دُلھن ہے۔ کانپور کی گھوڑ دوڑ مین تین بار اور لکھنؤ کی ریس مین ایک دفعہ بازی جیتا۔ کودنے پھاندنے مین طاق ہے نام صف شکن

۴- سبزی گھوڑی پیٹھ پر انسان آیا اور یہ ہوا ہوئی۔ یہ جا وہ جا۔ نہایت خوبصورت گھوڑی ہی۔ نام پری

۵- سرنگ بڑا منھ زور گھوڑا ہی چلنے مین بجلی۔ نام برق۔

۶- پیگو کا ٹانگھن۔ بد قطع۔ بھدّے بھدّے ہاتھ پانون۔ مگر زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ جگری قدم ایسا کہ اچھے اچھے گھوڑے دُلکی جائین مگر اسکو نہ پائین نام چلتا پرزہ۔

الغرض اصطبل بھر کا مس صاحب نے جائزہ لیا۔ اور سمند سیاہ زانو پسند کیا اس فرس تندخو کے کپتان ولماٹ چار ہزار دیتے تھے اور راجہ بھنگا نے پانچ ہزار لگائے تھے۔ ایک وکیل محنتانے مین مانگتے تھے شہر بھر مین ایسا ایک گھوڑا بھی نہ تھا۔ سیٹھ جی نے کہا حاضر ہے۔ کھلوائے جائیے۔ تب تو مس ملی بہت ہی خوش ہوئین۔ اور پھر پیار کی نظر سے سیٹھ جی کی طرف مسکراتے ہوے دیکھا اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ اِنکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر اٹھلاتی ہوئی چلین۔ کوٹھی کے قریب صاحب ملے۔

صاحب۔ اب ہمکو آپ اسوقت ذراسی برانڈی پلوائین۔

مس۔ کیا ساتھ نہین ہی۔

مس۔ آپ بھی برانڈی پیتے ہین سیٹھ جی۔

سیٹھ جی۔ ہان کیون۔ پیجیے تو لاؤن۔

مس۔ ہم تو میٹھی شراب پیتے ہین۔

سیٹھ جی۔ روز۔ ایاپانا۔ موزیل۔ اسپار۔ گلنک ہاک۔ چری برانڈی کیوریسو۔ ہر قسم کی میٹھی شراب موجود ہے۔ نکالون کوئی بوتل۔

مس۔ ول کیوریسو۔

سیٹھ جی - ہمکو بھی یہی پسند ہی۔

مس - آرنج ڈب۔

صاحب - تم سب کے سامنے نہ پینا۔ الگ جاکر پیو اور اس بیرا کو ساتھ رکھو۔

……

بیرا - حضور مس بابا کے ساتھ ساتھ تو تھا۔

مس للی - ہان یہ کیا کہین چلا گیا تھا۔

مس للی کو سیٹھ جی پھر کوٹھی مین لیکر گئے اور ایک نیا کمرہ دکھلایا للی دنیا بھر کی سیر کر آئی تھی سوچی کہ اگر انسے اب کوئی فرمایش کرتی ہون تو چھوٹی بات ہے۔ ایک جھاڑ کو غور سے دیکھکر کہا کہ اہا ہا کیسا اچھا جھاڑ ہے سیٹھ جی سے اگر اسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد بھی مانگتین تو معاً دے دیتے ذرا پس و پیش نہ کرتے۔ اُنھون نے دیکھا کہ مس للی نے اِسکو پسند کیا۔ فوراً آدمی کو حکم دیا کہ لے جاؤ علیحدہ رکھو۔ جب مس صاحب جائینگی تو اِنکے ساتھ بھیجدینا یہ سوا تین سو روپے کو سیٹھ جی نے نیلام سے خریدا تھا۔ اِس فیاضی کے صدقے دل مین دعا مانگتے جاتے تھے کہ خدا کرے کوئی شے اور پسند کرے کہے تو کوٹھی کی کوٹھی اسکے نام لکھدون۔ عشق نے عقل کی آنکھون پر پٹی باندھ دی۔ اسوقت دنیا و مافیہا کی اِنکو خبر نہ تھی۔

اتنے مین پورن خدمتگار کیوریسو کی بوتل اور ٹمبلر اور برف اور سوڈا اور لیمونیڈ اور کاگ پیچ اور بٹرز لیکر آیا۔ سیٹھ جی نے کہا پیجیے پیجیے۔ آج ہمارا آپکا مقابلہ ہے۔ دیکھین کون زیادہ پیتا ہے۔ مس للی مسکرائین اور عجب نازوادا سی فرمایا کہ ہم بڑی خوشی سے آپ کی تندرستی کا جام پئینگے۔ بوتل کھولی اور نصف ٹمبلر کیوریسو برف کا ٹکڑا ملا کر پی گئین۔ سیٹھ جی نے بھی چوتھائی ٹمبلر پیا۔

للی نے کہا ہم جسقدر شرابی سے ڈرتے ہین اسقدر شیر سے نہین ڈرتے سیٹھ جی نے پوچھا یہ کیون۔ کہا طبیعت۔ کہا اور لیجیے۔ پوچھا اس تم

نہ سُن لینگے۔

سیٹھ جی اِسوقت عین خوشی کی حالت مین تھے مگر راس کا منحوس نام سُنتے ہی اِنکا چہرہ اداس ہو گیا۔ کہا پھر تمنے وہی نام لینا۔ اچھا بتاؤ۔ راس مین کونسی بات ہے جو ہم مین نہین ہے۔ کہا وہ ملیٹری مین ہے۔ صیغۂ فوجی کا افسر وہ جو ہمکو یہان دیکھین تو ہمکو گولی ماردین مگر تم بھی خوب آدمی ہو طبیعت بہت خوش ہوئی جب تک ہم اس شہر مین ہین۔ روز ہمسے ملنا۔

سیٹھ جی۔ اور اِس شہر سے جاؤگی کہان۔ ہم کیا جانے بھی دینگے۔

للی۔ بس اور دس بارہ روز یہان ہین۔ پھر ہم کہان۔ تم کہان۔

سیٹھ جی نے دست بستہ کہا پیاری کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہو۔ واسطے خدا کے کوئی تدبیر سوچو از برائے خدا۔ پیاری للی۔

للی نے کہا چہ خوش۔ مزے مین آئے ہین تو کہتی ہی تھی کہ پی کر مست ہو جاؤگے۔ یہ پیاری کیا معنے۔ بس۔ اب ہم جاتے ہین۔ سیٹھ جی نے اُٹھکر آہستہ سے ہاتھ پکڑ لیا۔ قصور معاف کیجیے۔ پیاری کہا تو گناہ کیا کیا۔ اور گناہ ہوا ہو تو جان بخشی ہو۔ للی مسکرا کر بولی۔ جان بخشی کیسی۔ کیا خون کیا ہے

اِتنے مین لالہ کھتّول نے آکر عرض کیا کہ خداوند بڑی گھٹا اُٹھی ہے۔

سیٹھ جی خوش ہو گئے۔ اہو ہو ہو۔ ~

یہ چار طرف گھٹا جو چھائی ہے زلف صنم کی یاد آئی
بادل آئے ہین عیش کے جھوم اسوقت نہ رکھ تو مجھ کو محروم
ایسا کر دے مجھے سیہ مست تا برق کی طرح دل کرے جست

سیٹھ گوجرمل صاحب مس للی کو لیکر کوٹھی کے باہر تشریف لاتے تو پھاٹک کے پاس بھٹیارِیون کا غول دیکھا جو ہے نکیلی رنگیلی رسیلی چھیل چھبیلی ایک نوجوان نوخیز بڑی پھرتی سے آگے بڑھی اور لہنگا کچھ یون ہی سا اُٹھاکر کولا پھڑکا کر کمر مٹکا کر گانے لگی۔ چڑیا کی بندی چھوڑا دے پیارے۔ نینون کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مارے بان جگر بھئے پارے۔
چڑیا کی بندی چھوڑا و پیارے
کرتی ہاتی ہین بولی ٹھولی تم ایسے گاڑھے جوان ملینگے ناہین۔
چڑیا کی بندی چھوڑا و پیارے
ارے کوؤ۔ چڑیا کی بندھی چھوڑا و پیارے

دس بارہ نوجوان بھٹیاریان ملکر تالیان بجاتی تھین اور دو ایک کہتی جاتی تھین (ہک۔ ہک۔ ہک۔ ہک) للی (ہنسکر) یہ کون ہین یہ چھوکری تو خوب ناچتی ہے۔

احمد بیگ۔ حضور خدا کی قسم آج تک ایسا ناچ اور گانا سُنا نہ دیکھا۔

نتھول۔ نئی بات ہی۔

صادق علی خان۔ معلوم ہوتا ہی یہ پی گئین ہین۔

احمد بیگ۔ خوب پہچانا۔

رفیق۔ ہم نے بھی اتنی عمر آئی یہ باتین آج ہی دیکھین۔

نتھول۔ یہی مین بھی کہنے کو تھا۔

احمد بیگ۔ ارے میان نتھول یہ کون سی ہے بھئی جو سب سے زیادہ پیش قدمی کرتی ہے۔

نتھول۔ کیا خوب۔

احمد بیگ۔ کیا خوب! کیا خوب تو ایک بھانڈ ہی۔

نتھول۔ مین کیا کوئی بھٹیاریون کا داروغہ ہون۔

اور سب تو دل لگی دیکھا کیے۔ مگر مولوی محمد ممتاز الحق صاحب اور پنڈت پرمیشری داس صاحب کو اس درجہ انکا آنا اور مٹک مٹک کر گانا اور گالیان بکنا ناگوار گزرا کہ اٹھکر چلے گئے ایک دم بھر بیٹھنا بھی شاق تھا۔

جسوقت بھٹیاریان تھرک رہی تھین شامت اعمال سے سیٹھ گوجرمل

صاحب کے ایک بزرگ بھی آن پڑے یہ صاحب کلکتہ گئے تھے۔ ریل پر آئے۔ گھی کرایہ کی اور دن سے داخل۔ یہان دیکھا تو کچھ اور ہی نقشے ہین سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ برس کی بھٹیاریون کا غول ہے۔ اور ہلڑ مچا رہی ہین چپکے سے کوچبین کو حکم دیا کہ گاڑی پھیر۔ ایک اور رشتہ دار کے گھر پر گئے راہ مین سوچتے جاتے تھے کہ بس اب سیٹھ جی کا دیوالا نکلا۔ گئے گذرے اب تو اُچکے لینے لگے۔ بھٹیاریون کا ناچ کسی نے آج تک نہ دیکھا ہوگا حضرت بھٹیاریان بھی نچوانے لگے۔ اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ مس کو سمند سیاہ زانو اور جھاڑ بخش دیا۔ اپنے عزیز کے مکان پر فروکش ہوئے اور کمال افسوس کے ساتھ انسے کہا کہ گوجرمل گئے گذرے بس اب خدا حافظ ہے۔ ایک سال دو سال شاید اور کارخانہ چل سکے دیوالا نکلا سمجھو۔ غضب خدا کا اس وقت جو جاکر دیکھتا ہون تو وہ روشنی اور نور کا عالم کہ محلہ بھر جگمگا رہا ہے۔ اور کوئی پچاس ساٹھ بھٹیاریان کھڑی بیہودہ بک رہی تھین لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ۔ قلم دوات کاغذ منگوا کر گوجرمل کے نام خط لکھا۔

عزیز از جان من سیٹھ گوجرمل جیو سلمہ۔ بعد دعائے کہ مافوق آن نباشد مطالعہ نمایند کہ اندرین اوقات از سواری ریل شریف کہ گردون دو ویست بدر آمدہ بر بگھی دو ٹٹوبہ بر مکان شما رفتم اما دیدم کہ باشندگان نوجوان وسیمتن و آگ بھبھوکا سراپے کہ عبارت از بھٹیاریان نازک کمر و شیرین ادا و عشوہ خوبہاست بر دریچۂ کلان یعنے پھاٹک شما دیدم۔ چہ گویم کہ چہ قدر ملال عارض حال این خیر سگال عقیدت مآل شد بر دریچۂ کلان مکان رئیس جوان و عالی خاندان بھٹیاریان را اجتماع نمودن و آنرا برائے تھرکیدن اجازت دادن و گفتن کہ ہان مٹک مٹک اور چمک چمک کر گاؤ محض از عقل بعید ست چہ کہ مردمان رہرو و آیندگان و رفتگان و دکانداران وغیرہ وغیرہ دیدہ چہ می گویند کہ این مردم سیٹھ بسیار بدمعاش ست

که دِن دوپہرے بھٹیاریان را طلبیده مے رقصانند۔ لاحول ولاقوۃ۔ لہذا آن عزیزا از بزرگانہ فہمایش می کنم که آئنده ازاہیچو حرکات مجنونانہ که صرف بھٹیاریان سرائے را لازم ملزوم ست خویشتن را سپرد نہ فرمایند۔ راه راست رو۔ بابا۔ راه راست گرفت کن۔ راه ٹیڑھی مرو۔ که شیخ جی گفتہ بودند عین حیات خود۔ ؎

راستی موجب مرضی خداست
ندیدم که کس گم شده از راه راست

قول حکما و علما را جان برابر باید فہمید زیرا که قول شان باعث سعادت جوانان برائے تعمیل و عملدرآمد ست نہ برائے آنکه کتاب خوانده بر طاق کسرائے نہادند وگفتند که من ہم در پنجم سواران ہستم۔ واه۔ این چه معنی۔ در پنجم سوران ہستی یا نہ ہستی۔ جبکه آن زنان جوانان وبرابر در بچۂ کلان و بزرگ شما دیدم از ہوش رفتم که این چه باشد خرافات یات۔ امید که آئنده خیال دارند۔ برائے خدا از برائے خدا۔ ؎

انچه گویم شما مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

این مال وزر و روپیہ واٹھنّی وچونّی و دونی واکنی خاک ست مگر تا چنین حیات که انسان زنده باشد جان ست و روح روان ست و از ہمین جملہ سامان ست۔ خیر انچه شد آن شد۔ نشدن آن نمی تواند شد مظا ما مظار کیا خوب ہیجے کیجیے۔ ہیجے۔) امید که آئنده خیال نگہدارند ؎

حریفان باده ها خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

راقم آثم گنگا پرشاد

یہ فصیح وبلیغ تحریر جسکے حرف حرف سے علمیت ٹپکی پڑتی ہے سیٹھ جی نے دیکھکر ایک قہقہ لگایا۔ شراب کے نشے مین چور تو تھے ہی جواب یون لکھا۔

ابے جا۔ بڑا بزرگ کی دُم بنا ہے۔ بچہ تم اپنی تو خبر لو۔ ہم اپنی بھگت لینگے۔ میان ہم تو رند مشرب آدمی ہین۔ تم پرانے کھوسٹ۔ بھلا بھٹیاریون کے نچلنے مین عیب کیا ہے روا ہی ہو۔ میان دنیا کے یہی مزے ہین۔ اور نہین کیا ہو غالب دہلوی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خوب کہا گیا ہی کہ ایک نیک بخت اگر بہشت مین ملی تو اجیرن ہو جائیگی۔ ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار

اب بتاؤ ہمارا قول اچھا یا تمھارا۔ تم اپنے گارڈھا دھوتر بیچو۔ تمکوان امور سے کیا واسطہ۔ تم گزی گاڑھے نین سکھ چھالٹین کا بھاؤ جانو۔ یہ اور ہی کوچہ ہے تم کیا جانو۔ ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

سمجھے اب بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔ ؎

ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد
برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

اور سنو معاملے کی بات تو یہ ہی۔ ؎

اے دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

کس کی بہشت کیسا دوزخ کہان کی جہنم مفت کا غم۔ ؎

مر گئے ہم نجات کے غم مین
ایسی جنت پڑے جہنم مین

دنیا کے لطف اٹھاؤ۔ کھاؤ اور کھلاؤ۔ یہ نہین کہ بڑے زاہد کے وہ بن کے چلے ہین۔ ؎

اک روز مجھکو زاہد مکار ساقیا
دکھلا کے سبز باغ ثواب و عذاب کا
کہنے لگا ز راہ حماقت کہ بے حیا
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

اناپ شناپ۔ ہو حق۔ واہ رے مین۔

میان ہم اس وقت ہین چین ہین۔ واہی بنے ہوے۔ اور آپ کو سوجھتی ہے پادری پن کی۔ پھر بنے کیونکر۔ قاضی جی دبلے کیون ہوے جاتے ہین شہر کے اندیشے مین۔ خط آدمی کو دیا۔ حضرت نے جو پڑھا۔ تو آگ ہو گئے سبحان اللہ بزرگون اور بڑون سے اور یہ چہل

اب ادھر کا حال سنیے کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اور امام الدین خان اور تراب علی اور روشن علی اور چھمن اور حاتم علی لیس ہوکر گاڑیون پر سوار ہوے اور چلے۔

دوربار رضوان

سناٹا

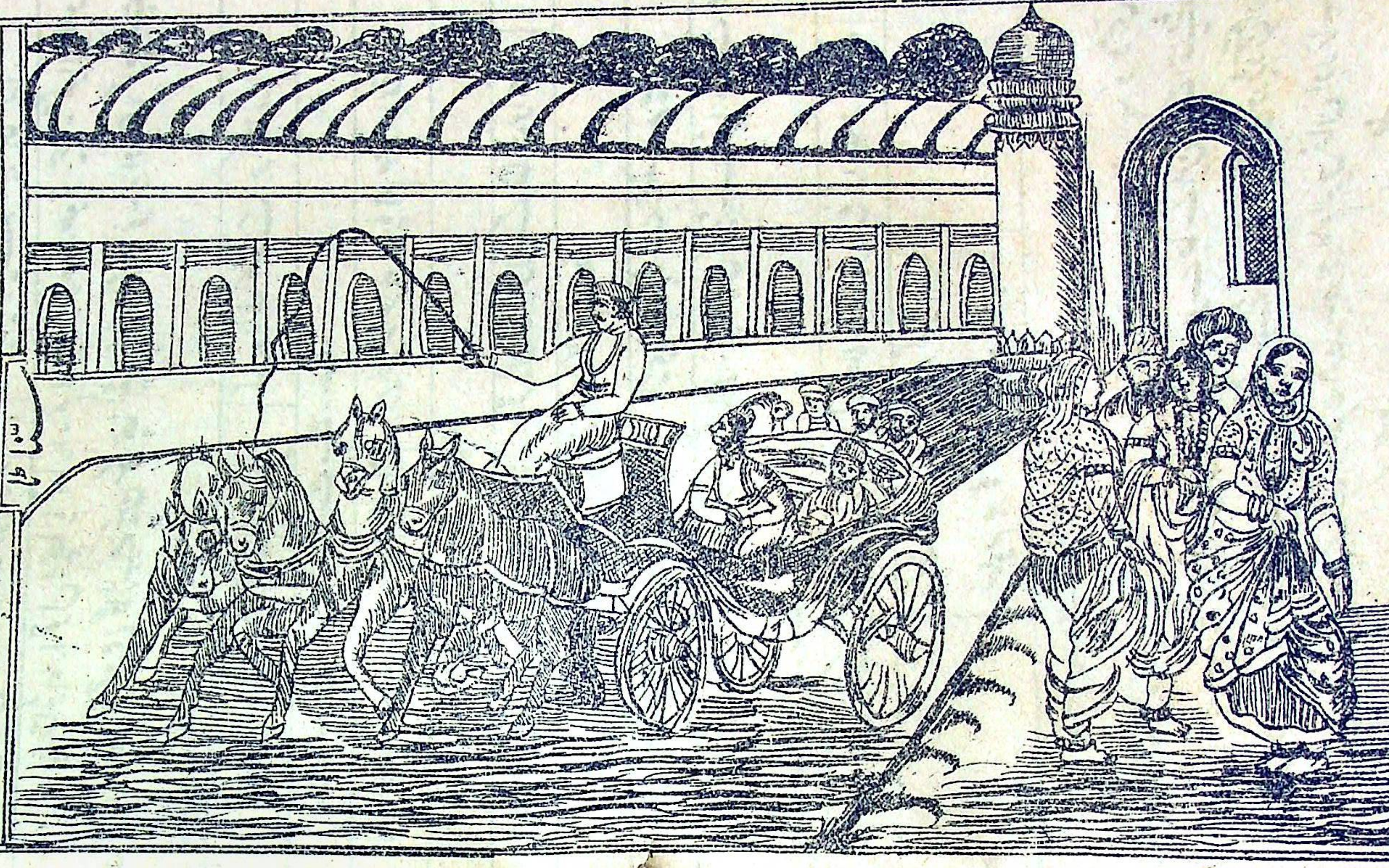

ظلمتکدہ

ظلمتکدہ مین میرے شبِ غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے

اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمھین ہوسِ نائے و نوش ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمنِ ایمان و آگہی
مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط
دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے

لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ
یہ جنتِ نگاہ وہ فردوسِ گوش ہے

یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین
نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

ایہا الناظرین۔ صبح کیسی یہان رات ہی کو تڑکا ہو گیا۔

اب سنیے کہ محفل رقص و سرود آراستہ و پیراستہ ہونے ہی کو تھی کہ رئیس جم اقتدار نواب والا تبار مع مصاحبین و رفقاے سلیقہ شعار فٹن پہ سوار ہو کر چلے۔ سمند گھوڑیان کنوتیان بدلکر ہوا سے باتین کرتی آتی ہین کوٹھی کے ہر در و دیوار پہ عالم نور ہے۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ مکان ہے یا کوہ طور ہے بیش بہا لمپ اور جھاڑ کنول سے جگمگاتی تھی دل کی کلی نسیم مسرت سے کھلی جاتی تھی صاحب نے اپنے اسٹیج اور تماشے کے سامان کو لیس کر رکھا تھا مس فوق البھڑک لباس زیب تن کیے ہوے اتراتی پھرتی تھی ایک ایک بن مو سے انا البرق کی صدا بلند تھی۔ چمک دمک مین برق جہندہ سے بھی دو چند تھی۔ جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ جمال مین حسن یوسف سے ٹکر لڑتا تھا رخ انور رشک قمر زلف پریشان ناگن۔ ؎

چھٹنا ضرور رخ پہ ہے زلفِ سیاہ کا
روشن بغیر شام نہ ہو چہرہ ماہ کا

انکھڑیان لگاوٹ باز۔ ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز۔

سیٹھ جی گوجرمل صاحب اس نگار عنبر مو کی لگاوٹ اور رکھاوٹ دیکھکر زبان حال سے کہتے تھے۔ ؎

مین انھین چھیڑون اور کچھ نہ کہین
چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکے تم مرے لیے ہوتے

وہ صنم عربدہ جو کوچۂ دلبری کی راہون سے واقف تو تھی ہی کبھی لگاوٹ کی باتین کرتی تھی۔ عشق و محبت کا دم بھرتی تھی۔ کبھی چین بہ جبین ہو جاتی تھی۔ کبھی مسکرا مسکرا کر انکے دل پر بجلیان گراتی تھی۔ ؎

نہ شعلے مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہی

سیٹھ گوجرمل نے بصد منت و سماجت کہا کہ اب آپ کچھ دن اس کلبۂ احزان ہی مین تشریف رکھیے۔ دعوت قبول فرمائیے۔ فقیرون پر کرم کیجیے۔ جانے کا لفظ زبان پر نہ لائیے۔ تو ایک ادائے دلربا کے ساتھ تیکھی ہو کر بولی کہ وا یہان رہنے کی وجہ۔ ہم اب آکے پاس جاتے ہین چہ خوش۔ آپ اُڑان گھائیان بتاتے ہین۔ ؎ بس اب رخصت۔

سیٹھ جی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ؎

یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رلا چلے

سیٹھ جی۔ یہ رخصت کا لفظ کیون گھڑی گھڑی زبان پر لائی ہو۔

مس۔ اپنے جی کی خوشی کسی کو کیا۔

سیٹھ۔ کچھ ہماری دلشکنی کا بھی خیال ہی۔

مس۔ دلشکنی تو ہمارا جوہر ہی۔

سیٹھ۔ ؎

اگر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

مس۔ ٹھنڈی سانسین کیون بھرتے ہون

سیٹھ جی۔ ؎

دل ہی تو ہی نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

ادھر بین کار سو چھون پر تاؤ دیکر بنکارتا تھا کہ واللہ نبیٹر مانڈ مین وہ مزہ دکھاؤن کہ لوگ کہین سرون کے پینگ دے رہا ہی۔ میان کی ملار اور کانھڑا اس لطف سے بجاؤن کہ گویا محمد شاہ کی سواری چلی آتی ہے قربان جاؤن اپنے اُستاد کے جوے کی تیاری اِس بلا کی ہے کہ بجاتے بجاتے ہاتھ سیدھا کردون تو معلوم ہو پھرکی گھوم رہی ہے۔ بھانے مین وہ لطف حاصل ہو کہ نیند آنے لگے گویا کوئی کان مین پھریری کر رہا ہی۔

قوال اپنے کمال کے زعم مین اتراتے تھے۔ اِس وقت تو شاہ سدارنگ بھی آئین تو منھ کی کھائین۔ تان کے گولا مارون تو زمین سے پانی نکل آئے غلام رسول خان کی روح مرحبا واحسنت کہے تو سہی۔

جل ترنگ والا کہتا تھا فرنگیون نے پانی اور دھوئین کی ریل چلائی ہم پانی اور چینی کے برتنون سے وہ بات کر دکھائین کہ تمام اہل محفل وجد مین آئین۔

بھٹیاریان تخت کے چوکے پر ٹھٹے سے بیٹھی تھین کہ ذرا اشارہ ہو اور چمک چمک کر گالیان بکنے لگین۔

ارباب نشاط نکھر نکھر کے تیار تھے کہ اپنا اپنا جوبن دکھائین اور نظر غلط انداز سے کٹاؤ کرین۔

نواب صاحب کی گاڑی تھوڑی دیر مین سیٹھ جی کے در دولت پر داخل ہوئی۔ چوبدار دوڑا کہ سیٹھ جی کو اطلاع دے۔ لالہ تھتوبل پیشوائی کو گئے نواب صاحب مع نواب نصرت الدولہ بہادر ورفقا گاڑی سے اُترے تو دھوم دھام دیکھکر ازبس محفوظ ہوے۔ ایک نازک کمر نازک بدن نازک اندام بھٹیاری نے نواب نصرت الدولہ کو دیکھکر ایسا اشارہ کیا کہ نواب نامدار

تاڑ گئے کہ کبھی کی ملاقات ضرور ہی۔

نواب۔ یار مال تو اچھا ہی۔ کھرا مال ہی۔ اور غضب کی صورت زیبا پائی ہے مگر یہ تو بھٹیارن سی معلوم ہوتی ہین۔

نصرت۔ بھئی لکھنؤ کی بھٹیاریان بھی وہ نکیلی ہوتی ہین کہ دیکھنے سے بھوک پیاس انسان کی بند ہو جاے ادائین کتنی بانکی ہین کہ پری بھی شرما جائے۔

نواب۔ ارے بھئی احمد بیگ سیٹھ جی کہان ہین اور یہ تو بتاؤ کے طائفے ہین۔

احمد۔ خداوند اٹھارہ اُنیس تو جوان بھٹیاریان ہین اور پانچ طائفے زنانے اور ایک مردانہ ہے۔ اور قوالون مین خان صاحب ہین اور جل ترنگ والا ہے۔ اور حضور ایک تماشے والا انگریز آیا ہے۔ اُسکی میا دیکھیے گا تو لوٹ پوٹ ہو جائیگا ایسی چھوکری دیکھی نہ سُنی۔

اتنے مین قریب تھا کہ طبلے پر تھاپ پڑے اور ؎

محفل مین گدگدانی ہے شوخی نگاہ کی
شیشون سے آرہی ہے صدا قاہ قاہ کی

کہ دفعتہ چوبدار نے نتھول کی طرف مخاطب ہو کر کہا لالہ جی ہمارے سرکار کہان ہین۔ چو طرفہ تلاش کر آیا کہین پتا ہی نہین ملتا۔ کنوؤن مین بانس پڑ پڑ گئے۔ نہ زنان خانے مین ہین نہ کوٹھی مین۔ نہ باغ مین۔ نہ چھت پر۔

سامعین کو حیرت ہوئی کہ سیٹھ جی کہان چل دیے۔ اِدھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بے سود ابھی تک کسی کا ذہن نہین لڑتا کہ کیا واردات ہوئی۔ کہان چلے گئے۔ گھر مین بزم طرب آراستہ۔ ہزار ہا روپیہ ایک شب کے لیے صرف کرڈالے اور خود غائب۔ اب مالک مکان کے بغیر جلسہ بھلا کیونکر شروع ہو۔

اتنے مین تماشے والا بوڑھا انگریز آیا۔ اور نتھول سے کہا تمھارا سیٹھ ہماری مس بابا کو لے کے کہان چل دیا۔ اِس سوال سے نتھول کا

رنگ فق ہو گیا۔

نواب۔ (چپکے سے) کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی۔

نصرت۔ معلوم ہوتا ہی مس پر دل آگیا اور روپے والا دیکھکر وہ بھی پھسل گئی۔

جھمن۔ حضور بڑا جوتا چلیگا۔ خدا خیر کرے۔

صاحب۔ (بہت جھلاکر) تم نہین بتاؤگے جی۔

احمد۔ یہ آپ جھلاتے کس پر ہین۔ ہم تو نوکر لوگ ہین۔ ہم کیا جانین یہ آپ کی زبانی سُنا کہ مس بابا بھی نہین ہین۔

صاحب آگ بھبوکا ہو گیا۔ چہرہ مارے غصے کے سُرخ۔ کئی بار پانوٗن زور سے زمین پر دے ٹپکا۔ اور کئی مرتبہ میز پر ہاتھ دے مارا اور اپنی زبان مین خدا جانے کیا کیا بکا کیا۔ اور للی للی غل مچاتا ہوا اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگا۔

ادھر نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر نے احمد بیگ اور نتھومل کو علحدہ لیجاکر دریافت کیا کہ اصل حال کیا ہے۔ سیٹھ جی کو سمجھا دو کہ لڑکپن نہ کرین اگر مس نابالغ ہے۔ تو یہ تماشے والا پتھر بگاڑ دے گا۔ تم لوگ ہم سے ہرگز مخفی نہ رکھو۔ اگر سیٹھ جی کے خیر طلب ہو تو ہم سے صاف صاف بیان کردو۔ ان دونون نے قسمیہ عرض کیا کہ ہمین ذرا بھی نہین معلوم ہی کہ سیٹھ جی کہان چلے گئے۔ اور مس للی کہان ہین۔ مگر اسقدر البتہ جانتے ہین کہ سیٹھ جی نشے مین چور ہین۔ اور مس بھی سرور مین ہی۔ اتنے مین ایک ڈھاڑی نے کہا حضور وہ تو ایک کرایے کی گاڑی پر سوار ہو رہے تھے اندھیرا بہت تھا مین پہچان نہین سکا کہ کون کون لوگ اُنکے ہمراہ تھے لیکن سرکار کو مین نے بخوبی پہچان لیا۔ اسپر نواب صاحب نے آدمی چوطرفہ دوڑا دیے کہ پتا لگائین اور کل اڈگرے والون سے اپنے طور پر دریافت کرکے چپکے سے ہمین اطلاع دو۔ مگر بانیمہ سیٹھ جی کا پتا نہ معلوم ہوا۔ دو تین گھنٹے تک تو تلاش رہی۔ اسکے

بعد تماشے والے صاحب نے تھانے پر جاکر رپٹ لکھوادی کہ سیٹھ گوجرمل نے تماشے کے بہانے سے ہمکو اور مس للی کو بلوایا اور ہماری لاعلمی مین مس کو منشی دوا سے بیہوش کرکے بھگالے گئے۔ وہ ابھی نابالغ ہی۔ اور سیٹھ جی نے ہماری اطلاع کے بغیر بدنیتی سے اسکو بھگادیا۔

ایک بجے کے وقت نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر اپنے اپنے گھر جانے لگے تو سیٹھ جی کے ایک خدمتگار نے نواب صاحب کو ایک رقعہ دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

جناب نواب صاحب بہادر۔ کورنش۔ طائفون اور قوال اور جلترنگ والون اور بھٹیاریون اور تماشے والے صاحب کو جو کچھ مناسب ہو اپنے ہاتھ سے تقسیم کردیجیے۔ روپیہ خزانچی سے لے لیجیے بندہ ایک اٹھوارے کے بعد آپ سے ملیگا۔ مگر جلسہ ضرور دیکھیے گا ایک مین نہین ہونگا نہ سہی نصرت الدولہ بہادر کی خدمت مین تسلیم۔

آپ کا خادم گوجرمل۔

یہ خط پڑھکر سب تاڑ گئے کہ اس بت نازنین و زہرہ جبین یعنی مس للی کے حسن و جمال پر ایسے لٹو ہوے کہ اسکو کہین بھگالے گئے۔ گو صاحب پر اوس پڑ گئی مگر خود بھی دھرے جائینگے۔ نواب صاحب نے ارباب نشاط اور کل حاضرین کو حکم دیا کہ کل تین چار گھڑی دن رہے ہمارے داروغہ کے پاس حاضر ہو تو انعام دلوا دیا جاوے۔ اور سب نے تو منظور کرلیا مگر صاحب بہادر بہت ہی بگڑے اور بڑے ہی غصے مین تھے لیکن قہر درویش بر جان درویش۔

نواب۔ کیون جی لالہ نتھومل کیا واقعی بڑی خوبرو اور نازک بدن چھوکری ہی۔

نتھومل۔ سرکار ایسی کامنی ہمنے تو کدھی دیکھی نہین تھی۔

احمد۔ حضور ممکن نہین کہ کوئی جوان اور شوقین رئیس اسکو دیکھے اور فریفتہ نہو جاوے

عورتین تک خدا کی قسم گھورنے لگین۔

نواب۔ تو بس پھرے اڑا جوان مگر کسی سے مشورہ تو لینا تھا۔

نتھو مل۔ نہ کسو سے پوچھا نہ کسو سے پچھا اور بھاگ گئے۔

احمد۔ خداوند عالم جوانی ہاست۔

نواب۔ مگر فضیحتا بڑا اڑیگا۔ یہ پیر فرتوت تماشے والا بڑا خرانٹ اور خرانٹ کیا معنی اسکی تمام عمر کی کمائی جاتی ہی۔ کوئی اسکے قلب سے پوچھے۔

احمد۔ حضور سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہی۔ نہ ایسی گوری کلائی دیکھی نہ ایسا گورا مکھڑا۔ نہ ایسے ابرو۔ ؎

تیرے ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہی
کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہی

اتنے مین نواب صاحب وغیرہ گاڑیون پر سوار ہوے۔ ڈوم ڈھاڑیون نے بوریا بدھنا اُٹھایا۔ جل ترنگ والے نے پیالے سنبھالے قوال اور بین کار چلتے ہوے۔ ارباب نشاط نے چھم چھم کرتے ہوے ڈولیون کو رونق بخشی۔ سب مگر تماشے والا صاحب بلا کی طرح اس کوٹھی کو چمٹا رہا۔

دور تیرھواں

بیگو کا ٹانگھن

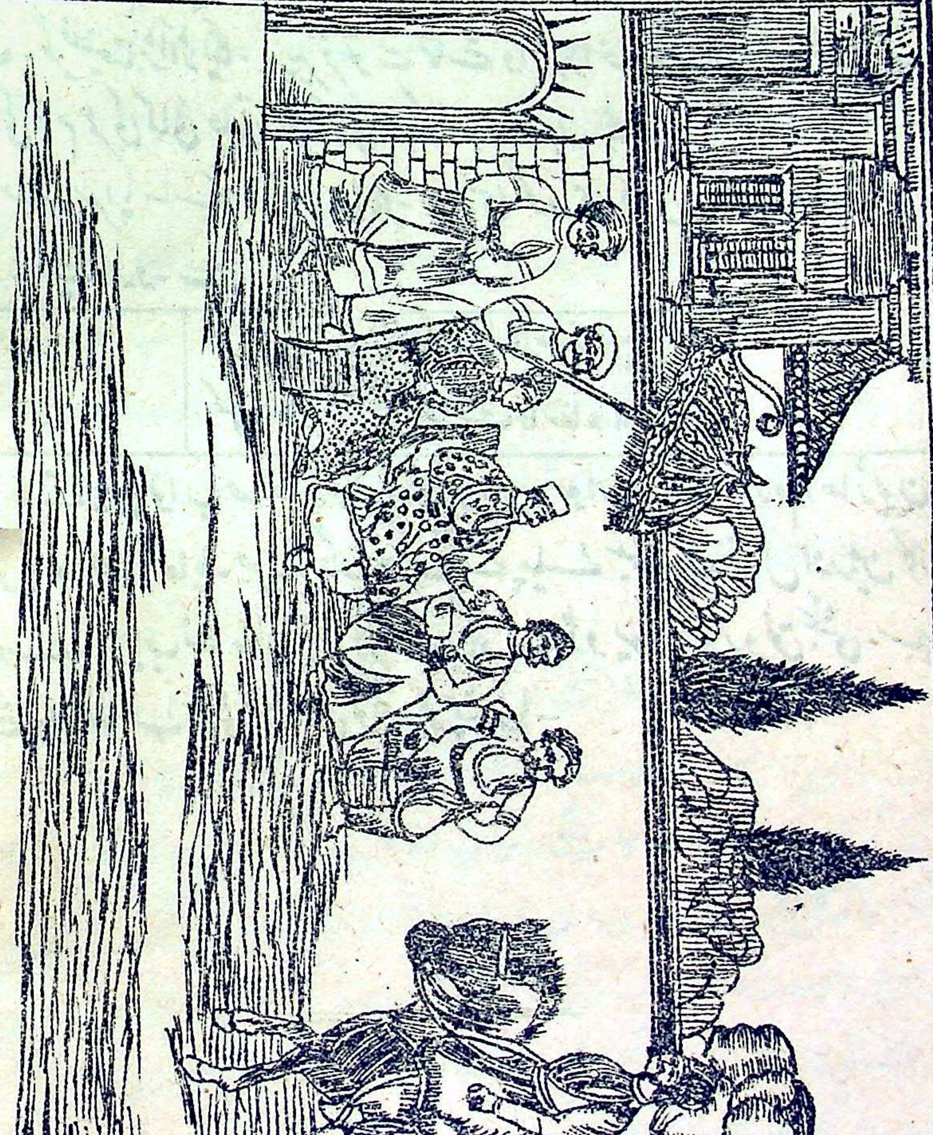

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

صبح کو نواب نامدار سات بجے باہر آئے۔ تراب علی۔ اور امام الدین خان آداب بجا لائے۔ سیٹھ گوجرمل صاحب کی باتین ہونے لگین۔ نواب صاحب نے آتے ہی پوچھا۔ احمد بیگ کوئی اور خط تو نہین لائے تھے۔ لالہ نتھومل تو نہین آئے تھے سیٹھ صاحب کا کچھ اور حال تو نہین معلوم ہوا۔

حضور کچھ بھی نہین مگر مین نے ایک رقعہ احمد بیگ کے نام بھیج دیا ہے آدمی جواب لاتا ہی ہو گا۔

اتنے مین میر روشن علی صاحب بھی نازل ہوے۔ آداب بجا لاتا ہون خداوند خان صاحب کو سلام ہے۔ کیسے مزاج اقدس۔ امام الدین خان نے کہا بندگی عرض ہے حضرت۔ آئیے۔ کہو استاد اس وقت تو باچھین کھلی جاتی ہین کیا پایا۔ کچھ ملا ضرور ہے۔ ؎

جانور فربہ شود از نائے و نوش
آدمی فربہ شود از راہ گوش

روشن علی نے مونچھون پر تاؤ دینا شروع کیا۔ گھرے ہین واللہ گھرے ہین کیا کیا کچھ بتاؤ تو بھئی۔ بتا چلے۔ مٹھائی آگے رکھو۔ شاگردی کرو تو بتلائین یون نہین بتایا کرتے ہین۔ کاتا اور لے دوڑی۔ نواب کی طرف مخاطب ہوے خداوند آج کے چھٹے مہینے غلام بھی ملک التجار ہو جائیگا۔ دیکھتے تو جائیے۔ جو کوئی تاجر بھی مقابلہ کر سکے تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن (نواب صاحب مسکرائے) خدا کرے آپ تاجرون کے سردار ہو جائین مگر پھر تو کاہے کو دماغ ملیگا۔ سلام بھی کرینگے تو حضور منھ پھیر لینگے جواب ندینگے ہے کہ نہین۔

روشن علی نے کہا کیا مجال خداوند ہم لوگ نمکحرام تھوڑے ہی ہین۔ کرورپتی کیون نہون مگر جب آقا سے ملینگے جھک کر۔ ایسی بات ہے بھلا۔

نواب۔ اب بتاؤ تو ملک التجار کیونکر ہو جاؤ گے۔

روشن علی۔ حضور ایک یابو خریدا ہے۔ اوہو ہو ہو۔ یابو کیا بس بجلی ہے بجلی برق دم۔ پری چشم۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ خدا کی قسم اس طرح

کھٹ پٹ کھٹ پٹ جاتا ہی کہ باید و شاید۔ حضور کل تک مین نے آزمایا تھا آج صبح کو چکر تک گیا۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ ایک کپتان صاحب مشکی دو رکابے گھوڑے پر آتے تھے۔ یابو جو سامنے سے نکل گیا تو دلگی چلانے لگے لیکن حضور قربان جاؤن اپنے یابو کے ہوا ہو گیا۔ واللہ حق تو یہ ہے کہ ہوا بھی اسکے مقابل مین گرد ہے۔ اِدھر سوار پیٹھ پر آیا اور وہ گولی بھر کے پٹے پیر ہو رہا واہ رے یابو۔ ٹانگھن کیا بلا ہے بے درمان ہے۔ حضور دیکھنے کے قابل ہے۔

امام الدین خان۔ میان ہزار مرتبہ کہ دیا کہ اِتنا جھوٹ نہ بولا کرو کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ بھی تو کتنا۔ یابو کیا ریل گاڑی ہی بجلی ہی۔ صاعقہ ہے کہنے لگے کپتان کا مشکی پیچھے رہگیا۔

جھمن۔ خداوند واللہ ہے کوئی لدو ٹٹو ہوگا کسی بھٹیارے وٹیارے کا۔ کہنے لگے ہوا ہے۔ اور بلا ہے اور بجلی ہی اور یہ ہی اور وہ ہے۔ کبھی بابا راج سواری رکھنا نصیب ہوا تھا۔ بھلا لائیے تو اُس یابو کو۔

روشن علی۔ قسم خدا کی جی چاہتا ہی کہ اپنا منھ پیٹ لون۔

نواب۔ فوراً فوراً۔ چوکو نہین۔

جھمن۔ کون! جو یہ اپنا منھ پیٹ لین نہ تو مین قائل بھی ہو جاؤن۔

روشن علی۔ واللہ اسوقت بے اختیار جی چاہتا ہی کہ منھ پیٹ لون۔

جھمن۔ پھر تامل کیا ہی لگے ایک دو ہتھڑ۔

نواب۔ ہان صاحب یہ یابو کیا ریل گاڑی کا جواب ہی۔

امام الدین۔ اور خریدا کتنے مین تھا۔

جھمن۔ کوئی دو تین ہزار کو لیا ہو گا۔

روشن علی۔ ایسے ہی ہوتے تو یہان نہ بیٹھے ہوتے تم ایسے گرگے خوشامد کرتے ہوتے۔ اور ہم بھی رئیس بنے مسند تکیہ لگائے ـــــ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب۔ کہیے تو غلام مسند چھوڑ دے۔

حاضرین۔ اعجاز حضور اعجاز۔

امام الدین۔ خوب کہی۔ واللہ پانی پیتے پیتے مارے ہنسی کے رہا نہ گیا۔

نواب۔ ابھی جاؤ اور ابھی وہ یابو لاؤ۔

روشن علی۔ خداوند اگر حضور پسند فرمائین تو حاضر ہی مگر اس مین دو آدمی شریک ہین ایک غلام اور دوسرے تنکر سہاے۔

نواب۔ تنکر سہاے کون۔

روشن علی۔ حضور ایک تحصیل کے قانونگو تھے۔ اب گھوڑون کی سوداگری کرتے ہین۔

جھمن۔ لائیے یابو لائیے تو سہی۔

روشن علی نے کہا خداوند اب گیارہ بجینگے۔ گیارہ نہین تو دس تو ضرور ہی بجینگے۔ اور چکر تک چکر لگا چکا ہو۔ شام کو حاضر کرونگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس شہر کا کوئی یابو اُسکے مقابلے مین ٹھہرے تو جو کہیے وہ مین ہارون ورنہ میان جھمن پر جرمانہ ہو۔ جھمن نے کہا درست۔ ہم پر شیر ہین۔ اور یہ دو گھنٹے سے امام الدین خان بنا رہے ہین اُنکی کچھ نہین کہتے اور غریبون پر شیر ہین۔

امام الدین۔ بھئی کیون لڑواتے ہو۔ بس تمھاری انھین باتون سے تو روشن علی کو تم سے نفرت ہی۔ ہی نہ میان روشن علی۔

روشن علی۔ اجی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔

نواب۔ جی اور کیا سگ زرد برادر شغال۔

روشن علی نے کہا مین جا کر ابھی لے آؤن۔ ۶۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

دیکھ لیجیے نہ۔ اگر ہوا کی طرح نہ جائے تو ایک مہینے کی تنخواہ جرمانہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ورنہ روشن علی سرخرو۔ اور جھمن کا منھ کالا۔ ہی بات واجبی کہ نہین۔ یہان تو یاران چوری نہ پیران دغا بازی۔ اور یہ بات تو کوئی ایسی نہین کہ جس کا ثبوت مشکل ہو۔ آج شام کو دو گھڑی دِن رہے کسوالاؤنگا چاہیے حضور سوار ہون چاہے میان جھمن۔ بڑے شہسوار کے بچے بنے ہین۔ قلعی کھل جائیگی۔

جھمن نے کہا اچھا میر صاحب بہت نخرے بگھار رہے ہو قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی۔ مین راجہ پرتھی سنگھ کا یابو کسوالاؤنگا چلیے مقابلہ ہی سہی دیکھین تو کیونکر آپ کا یابو نکل جاتا ہے۔ نواب صاحب نے کہا ہم نے وہ یابو دیکھا ہی بیشک ہوا ہی۔ اور شاید ہی روشن علی صاحب کا ٹانگن اس سے نکل جاے ورنہ امید تو یہ ہی کہ وہ یابو اس کے چھکے چھوڑا دے۔

روشن علی۔ فہمیدہ خواہد شد۔ مین تو دعوے کرکے کہتا ہون کہ آدھ میل ریل تک کے ساتھ لیجا سکتا ہون چاہے یقین نہ آئے کسی کو اسکی پروا نہین ہم کہتے ہین کہ ریل اسکی گرد کو بھی نہ پاسکے۔

نواب۔ صاحب نے کہا واہ رے یابو۔ بھلا کیون میر صاحب جادو کے زور سے تو نہین بنا ہی اسپر مصاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور روشن علی بہت ہی جھلائے دانت پیس پیس کر رہجاتے تھے مگر سوچتے جاتے تھے کہ شام کو ان سب پر آپ ہی کھل جائے گا۔

تین بجے کے وقت میان روشن علی گھر گئے۔ شنکر سہاے سے کہا بھئی سنتے ہو آج ہمنے اپنے نواب کے ہان جو اس یابو کا ذکر کیا تو سب کے سب ملکر ہمکو بنانے لگے۔ کسی نے کہا یابو کیا ریل گاڑی ہے۔ کوئی بولا بجلی ہی۔ کسی نے مسکرا کر کہا جادو کا تو نہین بنا ہوا ہی۔ جان عذاب مین ہوگئی یار آج دو گھڑی دن رہے لیچلو تو وہ سب روسیاہ ہون۔ اور پھر ہم سب کو للکارین کہ دیکھا کیسا یابو ہے۔ شنکر سہاے نے کہا ابھی ابھی چلو خدا کی قسم ایسا یابو دیکھا نہ سنا۔ وہ لوگ جب اسکا جگری قدم دیکھینگے

تب البتہ چکرائینگے۔ ابھی جو چاہین بک دین۔ یابو کیا ایک چیز ہے۔ واللہ پیار کرنے کے قابل ہی جانور۔ ہان خوبصورت نہین ہی۔ مگر قدم تو بس ستم ہی۔ تم تو چکر تک آج خود ہی ہو آئے ہو پھر کیسا پایا۔

روشن علی نے کہا جب ہی تو جاکر ہم نے اسقدر تعریف کی۔

خیر۔ پانچ بجے کے وقت لالہ تسنکر سہاے نے یابو کسوایا۔ روشن علی سوار ہوے اور نواب صاحب کے مکان پر پہونچے۔

امام الدین ۔ کہیے وہ ریل گاڑی کہان ہی۔

جھمن ۔ اُس جادو کے یابو کو بھی لائے یا خالی خولی آئے۔

روشن علی ۔ اب آپ فرمایئے راجہ پرتھی سنگھ والا ٹانگھن کہان ہی۔

جھمن ۔ موجود۔ مستعد۔

الغرض نواب صاحب اور رفقا باغ مین جاکر سڑک کی طرف کھڑے ہوے اور پکی سڑک پر دونون یابو آئے۔ ایک نے کہا این! ماشاراللہ دوسرے نے کہا ارے! اسی کی اسدرجہ تعریف کرتے تھے۔ تیسرا بولا لاحول ولاقوۃ شاید ع

شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار

صورت حرام جنور ہی۔ گدھا ہی یابو۔ میان روشن علی کو گدھے کی سواری ہوئی۔ میان روشن علی اور جھمن سڑک پر گئے ادھر یہ اُدھر وہ سوار ہوے۔ نواب صاحب اور رفقا بغور ٹانگھن کی طرف دیکھ رہے تھے روشن علی ادھر سوار ہوے اُدھر نظر سے غائب۔ یابو ہوا ہو گیا۔ جھمن کا یابو بھی نہایت تیز جاتا تھا مگر اسکی گرد کو بھی نہین پاتا تھا۔

نواب ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

امام الدین ۔ اہو ہو ہو۔ وہ پہونچا یابو۔ اُس باغ کے وہان پر۔

تراب علی ۔ بجلی کی ایسی تیسی۔

تہور - مگر روشن علی میان جمے بھی خوب ہین - دوسرا ہوتا تو اب تک گر پڑتا منھ کے بل -

رہرو - واہ واہ کیا یابو ہی - پری ہی پری -

دوسرا رہرو - ہم نے تو آج تک ایسا جانور نہین دیکھا تھا -

امام الدین - حضور نظر ہی نہین آتا -

تراب علی - میان جھمن پلٹے آتے ہین -

نواب - میان - منھ کی کھائی نہ - بھئی روشن علی سچ کہتا تھا کیون -

تراب علی - خداوند ایسا یابو ایک رئیس کے پاس تو نکلیگا نہین -

تھوڑی دیر کے بعد میان جھمن واپس آئے نواب نے پوچھا کہو واپس آئے - جھمن نے کہا خداوند سچ مچ ریل کا دادا ہے - آقوہ کچھ ٹھکانا ہے مشد رے قدم -

نواب - تمھارا یابو اسکے مقابل ہین گدھا ہی -

میان روشن علی بھی کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتے آئے -

روشن علی - میان جھمن سلام -

جھمن - بھائی سخت خفیف ہوئے -

تراب علی - ہت تیرے کی -

روشن علی - امام الدین خان کہان ہین -

امام الدین - شاباش - بھئی کوئی اِنکے ڈنڈ تول دینا -

نواب - اب یہ بتاؤ کہ وہ شنکر سہاے کہان ہین - ابھی بلواؤ -

روشن علی - بہت خوب تہور کسی سپاہی سے کہو ہمارے مکان سے لالہ شنکر سہاے کو بلا لائے کے ابھی چلیے - سپاہی روانہ ہوا -

لالہ شنکر سہاے صاحب تشریف لائے - آتے ہی نواب صاحب کی خدمت مین آداب عرض کیا نواب صاحب نے جواب دیا اور یون مکالمہ کیا -

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب - یہ یابو آپ کا ہی۔

لالہ ش - ہان حضور۔

نواب - برق ہی یابو کیا ہی۔

لالہ ش - حضور اِسکے ساتھ اور کسی یابو کا چلب دشوار ہی (چلب وشوار) اِس فقرے پر نواب صاحب مسکرائے۔

نواب - ہان واقعی نہایت تیز قدم ہی۔

لالہ ش - حضور زود گام ہے۔ اور کوسن منزلن بزودی ہرچہ تمامتر چلت ہی۔ مانو باد صبا۔

امام الدین - کہان خریدا تھا۔

لالہ ش - حضور ـــــ وہ بٹیسر کے میلے پر۔

امام الدین - ایَن! ہم نے نہین دیکھا۔

لالہ ش - میلے کے بعد سوداگر لایا تھا۔ وہ وہ اسپان کہ دیکھنے سے تعلق رکھت ہی۔

امام الدین - اسپان تھے اور اسپنی بھی کوئی تھی۔

لالہ ش - اسپین؟

امام الدین - (مسکراکر) جی ہان - گھوڑی سے مراد ہے۔ بھلا کوئی اسپچہ بھی تھا۔

نواب - (ہنسکر) اسپچہ کیا معنی؟ بچھیڑے سے مراد ہی نہ۔

لالہ ش - گلستان سعدی مان (مین) اسپچہ اور اسپنی کا ذکر خیر نہین گذرا۔

امام الدین - ہان نہین ہی۔ مگر بوستان جامی مین ہی۔

نواب - بھلا کوئی شعر بھی یاد ہی۔

امام الدین - جی ہان خداوند۔ لالہ شنکر سہائے صاحب داد دینگے۔ ـــ ۵

یکے اسپنی بود چون حاملہ
کہ من بعد دہ ماہ شد اسپچہ

اِسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا۔ واہ بھئی امام الدین خان کیون نہو۔ واللہ کیا جھٹ پٹ شعر موزون کر دیا۔ اسپین اور اسپیچ دونون کی مثال موجود ہی۔ لالہ شنکر سہاے صاحب سے نواب صاحب نے یابو کی قیمت دریافت کی لالہ صاحب نے کہا اول بیشیں بہا اُستاؤن کی راے ہے۔ جون کچھ حضور دے دین تو وہ منظور۔ رئیسن سے چکانا چکونہ نہ چہی۔ نواب صاحب نے مُسکرا کر کہا بھئی یہ کچھ بات نہین جو قیمت ہو بتادو۔ کچھ مولی گاجر تو ہے نہین کہ تم دھیلا گھٹو ہم ادھی بڑھین جو قیمت ہو صاف صاف بیان کردو۔ خریدنا منظور ہوگا۔ فوراً خرید لینگے۔ ورنہ خاموش ہو رہینگے۔ لالہ شنکر سہاے صاحب بولے کہ اسمین ہمارا اور روشن علی کا ساجھا ہی۔ اور روشن علی حضور کے نمکخوار قدیمان خود را بیفزاے قدر ہین۔ جون یہ کہدین اور آپ فرماے دین تون منظور ہی۔ روشن علی نے اشارے سے سمجھایا کہ مجھے اسمین شریک نہ کرو تم خود نپٹ لو۔ گر شنکر سہاے کی سمجھ مین نہ آیا۔ روشن علی سے نواب صاحب نے پوچھا کہ قیمت کیا ہی۔ روشن علی نے گردن جھکالی۔ بتاؤ بھئی۔ ارے میان بولو۔ جی کیا عرض کرون۔ بتاؤ جی شنکر سہاے۔ شنکر سہاے نے کہا جون مرضی اِسپر روشن علی بہت ہی جھلائے۔ جون مرضی۔ جون مرضی اِسکے کیا معنی۔ جون مرضی کیسی۔ صاف صاف کیون نہین کہدیتے کہ بھئی اسقدر لینگے۔ امام الدین خان نے کہا حضور مین فیصلہ کیے دیتا ہون۔

روشن علی اور شنکر سہاے کو علحدہ لے گئے کہا اب یہ بتاؤ کہ یابو ہی کسکا۔ ساجھا ہی دونون کا۔ اچھا تو ایک قیمت تجویز کرلو۔ اور کہدو کہ اِس سے کم نہ لینگے۔ دوسوان دونون نے قیمت بتائی۔

امام الدین خان نے نواب صاحب کے کان مین کہا کہ پیرومرشد ان دونون کا ساجھا ہی۔ اور ابھی اِسکا اعتبار بھی نہ کرنا چاہیے بھلا آپکے نزدیک یہ یابو کہان تک سلے تو اچھا۔

نواب صاحب نے سوچکر کہا۔ میرے علم ویقین مین اگر سات سو تک بھی ملے تو بُرا نہین۔ اور رئیس کو پسند آجاے تو ہزار بھی کم ہی۔ امام الدین خان نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کیا اور کہا کہ خداوند ہمکو اس معاملے مین شک ہی۔ چھمن آدمی بڑا کائیان ہی۔ یہ روشن علی سے ملگیا ہو تو عجب نہین پرتھی سنگھ کے یابو پر چھمن تھا اور روشن علی اپنے یابو پر تھے باہم دونون نے سازش کرلی ہو تو عجب نہین۔ یا شاید ہماری ہی راے غلط ہو امتحان توکر لیجیے۔ حضور تو سوار ہون شنکر سہاے والے یابو پر اور غلام راجہ کے یابو پر سوار ہو پھر اگر نکل جاے تو البتہ ہم تعریف کرین۔

نواب صاحب نے اس راے سے اتفاق کرلیا دوسرے روز نواب صاحب روشن علی ولے ٹانگھن پر اور امام الدین خان راجہ صاحب کے یابو پر سوار ہوے۔ چالیس قدم تک دونون ٹانگھن برابر جاتے تھے چالیس قدم کے بعد روشن علی کا یابو ایسا ہوا ہوا کہ دم کے دم مین نظر سے غائب تھا۔ یہ گیا وہ گیا۔ اب نظر ہی نہین آتا۔ روشن علی انتہا کے خوش لالہ شنکر سہاے جامے مین پھولے نہین سماتے۔ باغ باغ ہوے جاتے ہین امام الدین خان واپس آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب کا یابو بھی آن موجود ہوا۔

نواب۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

چھمن۔ خداوند پیار کرنے کے قابل ہے۔ آندھی ہے آندھی۔ صورت دیکھیے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ لدّو ہے مگر سیرت۔ سبحان اللہ۔

شنکر سہاے۔ حضور لوگون کی قدردانی ہی۔

امام الدین۔ اور فیض دانی نہین ہی۔

تراب علی نے کہا حضور واللہ ہی سیکڑون ہزارون شاہی یابو انھین آنکھون دیکھ ڈالے۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ مگر ایسا یابو اتنی عمر آئی ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

قسم خدا کی جو کبھی دیکھا بھی ہو۔ واہ زمین پر قدم نہین رکھتا ہوا کو جواب دیتا جاتا ہی اور کسقدر تن کے چلتا ہی کہ واہ جی واہ۔

یابو ہو تو ایسا۔ پرتھی سنگھ کا یابو اِس شہر مین بس ایک ہی ہی مگر اسکی تو گرد تک کو نہین پاتا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا کہ تم جاکر چپکے سے دریافت کرو کہ راجہ صاحب نے یہ یابو کتنے مین لیا تھا۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ بہت خوب کہکر امام الدین خان راجہ پرتھی سنگھ کے مختار کے پاس گئے اور قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا چھ سو روپے کو خریدا تھا اور بلا کمیشن۔ امام الدین نے نواب سے کہا کہ حضور چھ سو کو خریدا ہے۔ نواب کے ہوش اڑ گئے۔ سوچے کہ وہ یابو چھ سو کا ہی تو یہ کم سے کم ہزار کا ضرور ہی۔ دو سو کو کوڑیون کے مول ہی کہا بھئی اسی وقت روپیہ گنوا دو اور اصطبل مین بندھوا دو۔

روشن علی نے جو دیکھا کہ نواب لوٹ ہین تو شنکر سہاے سے کہا کچھ سڑی ہو۔ ارے کم سے کم چار سو تو کہے ہوتے۔ اے لعنت خدا کی پھٹے سے منہ۔ دو سو روپیہ اور یہ یابو۔ مگر شنکر سہاے نے قیمت کا بڑھانا منظور نہ کیا۔ اب تو جو کہا سو کہا۔ اسی دم دو سو نقد چہرہ شاہی گن دیے گئے اور یابو اصطبل مین بندھ گیا سو چہرہ شاہی روشن علی نے لیے اور سو لالہ صاحب کے ہاتھ آئے۔ اس یابو کی شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ راجہ پرتھی سنگھ نے مختار کو بھیجا کہ حضور ذرا راجہ صاحب دیکھنا چاہتے ہین۔

نواب زادون نے جو اسکا قدم دیکھا تو عش عش کر گئے یورپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی انگلیان اٹھتی تھین۔

نواب صاحب دوسرے تیسرے یابو ہی پر ہوا کھانے جاتے تھے اس یابو کا چھوٹے حضور کو بڑا خیال تھا۔ اور بڑے نواب صاحب بھی دو ایک

بار سوار ہوکر ازبس محظوظ ہوے۔ کہ واہ یابو کیا عجائبات سے ہے۔

روشن علی نے سو روپے جو پائے تو پچاس کا غلہ خریدا۔ اور پچاس روپے مین مکان کی مرمت کی۔

اب نواب صاحب کے ہان کا ذکر سنیے کہ ایک روز امام الدین خان اُسی قدمباز یابو پہ سوار کھٹ پٹ کرتے ٹھنڈی سڑک پر چلتے ہین جسنے یابو کو دیکھا عش عش کرنے لگا واہ کیا قدم ہے۔ قدم کیا انجن ہے انجن۔ اہو ہو ہو۔ اے سبحان اللہ۔ یہ گیا وہ گیا۔ ہوا ہو گیا۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتا۔ یوروپین لیڈیان بڑے شوق سے اِس یابو کو دیکھتی تھین جنٹلمین اُنگلیان اُٹھاتے تھے میان امام الدین خان تنے بیٹھے ہین۔

اسٹیشن بھر مین اس یابو کی دھوم مچ گئی۔ امام الدین خان کے پاس روز دو چار آدمی آنے لگے۔ ایک صاحب آئے۔ علیک سلیک کے بعد فرمایا۔ فلان نواب صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہی۔ اور کہا ہے کہ یہ یابو ہمین ازبس پسند ہے۔ جو قیمت آپ فرمایئے نذر کیجائے۔ اور جو آپ کے شوق کی چیز ہی تو مجبوری ہی۔

دوسرے صاحب نے آن کر کہا حضرت اول تو اس یابو کو اپنی ہی سواری کے لیے رہنے دین اور اگر علحدہ کرنا منظور ہو تو ہمکو یاد کیجیے گا پہلے ہم پھر اور کوئی۔

تیسرے صاحب نے کہا کہ کل سرکار نے آپ کو ٹھنڈی سڑک پر دیکھا تھا یابو پر سوار آپ آصف باغ کی طرف جاتے تھے۔ مین نے سلام بھی کیا مگر آپ تو اُسوقت ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے آپ سنتے کس کی تھے۔

امام الدین خان نے عذر کیا حضرت خوف رہتا ہی واللہ قدم قدم پر خوف رہتا ہی کہ مبادا کوئی رہرو جھپٹ مین نہ آجائے۔ جرمانہ دینے کا خیال نہین مگر کسی کا ہاتھ پانؤن منھ کیون ٹوٹے۔ اِسوقت آج کہان تکلیف فرمائی۔

انھون نے کہا سرکار نے بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر یہ یابو آپنے اپنی سواری کے لیے خریدا ہے تو خیر۔ ورنہ اگر بیچے تو ویسا کہیے۔ بہرکیف خریداری منظور ہے۔ امام الدین خان مسکرا دیے۔ حضرت یہ تو چھوٹے حضور کی سواری کا ہے۔ بیچنا کیا معنے۔ وہ بولے کہ واللہ کہکر مین محجوب ہوا مگر لاعلمی مین بیان کیا تھا۔ معاف فرمائے گا۔

امام الدین خان نے نواب صاحب سے جاکر تعریفین کرنا شروع کین

امام الدین۔ پیر و مرشد کیا گھوڑا ہی۔ واہ وا واہ۔ ع

قدمباز ایسا کوئی زیر پا موج دریا ہی　　سبک خیز اسقدر چلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

روشن علی۔ حضور مہندی نے اور بھی لطف مزید دکھایا۔ سبحان اللہ۔

اسپش کہ چھا زیب فزاے تن اوست　　کو ہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
نی نی غلطم کہ آسمان دگرست　　وز رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

چھمن۔ حضور کل نواب تہور علیخان بہادر کے ہان بھی اسکا چرچا تھا۔

تراب علی۔ ہوا ہی چاہے۔ اور ایک وہان پر کیا فرض ہے۔ شہر بھر مین دھوم مچی ہوئی ہی۔

نواب۔ مین تو اسپر عاشق ہون۔ واللہ ہزار جان سے عاشق ہون۔

امام الدین۔ خداوند نعمت ایک اٹھارہ آدمی دروازے پر آ چکے۔ فلان رئیس نے یابو پسند کیا ہی جو قیمت ہو بھیج دی جائے۔ کوئی کہتا ہے سرکار نے پسند کیا ہے یابو بھیجدیجیے اور جو کہیے وہ دے دیا جاوے۔

تراب علی۔ واہ رے یابو۔ ع

آہو شکار شیر طبیعت وفا پسند

روشن علی۔ حضور ہمین انعام نہ ملا۔

نواب۔ تم نے کچھ نذر کیا ہوتا تو کیا مضائقہ تھا۔

امام الدین۔ واہ حضور کیا خوب بات فرمائی ہی۔ خدا کی قسم کیا بات کہی ہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تراب علی ۔ جھیپے تو نہوگے میان ۔

جھمن ۔ واہ شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید ۔

تراب علی ۔ بھر پور قیمت سے چکے اور انعام مانگتے ہو ۔

جھمن ۔ شرم نہین آتی ۔

روشن علی ۔ اجی سرکار سے مانگنے مین کیا شرم ہی ۔ شرم کیسی ۔

نواب ۔ بھلا صاحب لوگ بھی پسند کرتے ہین ۔

امام الدین ۔ اسے خداوند اُنگلیان اُٹھتی ہین اور لیڈیان تو بڑی دیر تک دیکھا کرتی ہین ۔

تراب علی ۔ اِسمین کیا شک ہی ۔

جھمن ۔ حضور یہ رباعی مصنف نے اسی کی شان مین کہی تھی ۔ ؎

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اُڑ جاتا ہے
جس طرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اس رخش فلک سیر زمین پیما کو
نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

نواب ۔ عرفی نے خوب کہا ہی ؎

نہ توسن تو عرق بر زمین فرو ریزد
صبا بطرف چمن یاسمین فرو ریزد
جو تازیانہ بجنبد ہزار بحر شتاب
ز چشمۂ قدم اولین فرو ریزد
اگر بہ طی زمانش ز جا بر انگیزند
بجائے گام شہور و سنین فرو ریزد
برون جہد ز حصار غرور اگر گردش
صبا بزاہد خلوت نشین فرو ریزد

تراب علی ۔ حضور سنیئے گا ذرا ؎

اُسکے کجگاہ کی اعدرے جھریہ لپک
کہکشان جیسے شب ابر مین نمایان بہ فلک
بیٹھنے مین ہی وہ کوہ اُٹھنے مین ہی ابر سیاہ
عرش رفعت مین ہی اور چلنے مین چرخ اتھک
جھول پر اُسکی ستارونکا کہون مین کہا حسن
تارے جسطرح رہین رات اندھیرے مین چھلک
لے کے خرطوم مین زنجیر پھرادے وہ اگر
اسکے دانتونکو سمجھے جو کوئی ہو زیرک

نواب ۔ گھوڑے کی تعریف ہوتی تھی یا ہاتھی کی کتنے بے تکے ہو ۔

امام الدین - حضور اسکے یہ معنی کہ ہمکو بھی شعر یاد ہین -

جھمن - جی ہان - ع -

ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

روشن علی - مین بھی سوچتا تھا کہ یہ تجگاہ اور جھول اور خرطوم سے کیا واسطہ؟

تراب علی - تو کیا قسم کھائی تھی کچھ کہ گھوڑے ہی کی تعریف کیے جائینگے -

روشن علی - خداوند گھوڑے کی تعریف کا ایک شعر ہمکو بھی یاد ہی - ؎

خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او یا مست
گرتے ہین نشہ مین چلتے ہین اگر مخمور است

اسپر بڑا قہقہہ پڑا اور واقعی حضرت کیا شعر ہے - سبحان اللہ گھوڑے کی تعریف پوری تعریف بیان کردی - قدم اور کاوا اور میٹھی بوئی اور ایڑن سب کی تعریف آگئی - میان تراب علی بہت ہی جھیپے -

ادھر یہ لوگ چہک رہے تھے - اور اُدھر یار لوگ اور ہی فکر مین تھے مصاحب تراب علی کو بنا رہے تھے کہ اتنے مین میر گلباز صاحب آئے -

میر گلباز - خداوند آج تو ایک عجب خبر سننے مین آئی -

نواب - خیریت ہی -

میر گلباز - نہین حضور -

نواب - الٰہی خیر -

امام الدین خان - بتاؤ میر صاحب - جلد بتاؤ - از برائے خدا جلد بولو - کہین وہ حسین بخش والا مقدمہ تو نہین ہی -

میر گلباز - جی نہین -

روشن علی - اجی اسکی اب کیا فکر ہی -

میر گلباز - خداوند یہ یابو منحوس نکلا -

نواب - کیون -

امام الدین۔ کیا۔

جھمن۔ منحوس!۔

میر گلباز۔ جی ہان منحوس۔ منحوس۔ بلکہ اور اِس سے بھی زیادہ۔

نواب۔ آخر وجہ۔ منحوس ہونے کی وجہ۔

میر گلباز۔ خداوند یہ مال مسروقہ ہی۔

نواب صاحب کانپنے لگے۔ یا خدا مدد۔ مال مسروقہ! مال مسروقہ! چوری کا مال۔ خدا بچائے۔ یہ چوری کا مال کیسا۔ روشن علی یہ کیا کہتے ہین روشن علی کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین۔ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

چپ۔ تب تو نواب صاحب نے خوب للکارا۔ بولو صاحب بولو آخر یہ چوری کا مال کیسا ہے۔ کسنے چوری کی۔ میر صاحب آپ نے جو کچھ سُنا ہے بیان کیجیے۔

میر گلباز نے کہا خداوند شہر بھر کی چوری چکاری کا حال غلام کو ضرور معلوم ہو جاتا ہی۔

کل شب کو دو چار آدمی بیٹھے حقہ پی رہے تھے کہ ہردوئی کا ایک چور آیا اور حضور کا نام لیکر کہا کہ نواب صاحب نے چوری کا مال خریدا ہے ہوش اُڑ گئے مین نے کہا کیا جواہرات کی قسم سے ہی۔ کہنے لگا نہین۔ زندہ جیتا جاگتا مال ہی۔ مین یہ زندہ مال کیسا کیا کسی نے بردہ فروشی کی ہے۔ مسکرایا۔ کہا ایک ٹانگھن نواب صاحب نے خریدا ہے۔ پوچھا کیا چوری کا مال ہی۔ اُسنے کہا دو چار روز مین خود ہی معلوم ہو جائے گا حضور یہ یابو ایک راجہ کا ہی۔ ترائی کے راجہ ہین۔ نیپال والے نے اُنکو تحفہ کے طریق پہ بھیجا تھا۔ کوئی سوا مہینا ہوا کہ ایک چور کھول لیگیا یہ وہی یابو ہے خداوند۔ اور تھانے پر رپٹ بھی لکھوا دی گئی ہے۔

اتنا سُننا تھا کہ نواب صاحب کے ہوش و حواس خیر باد کہہ گئے۔ مال مسروقہ کا خریدنا تو جرم ہی۔ امام الدین خان نے کہا اس مین کیا شک ہی۔ حضور جرم سا جرم ہی۔

نواب صاحب نے روشن علی سے پوچھا کہ یہ یابو تمکو کہان ملا۔ روشن علی آئین بائین شائین بتانے لگے۔ خداوند ———

حضور ——— مین تو برسون سے ——— حضور کیا عرض کرون

نواب۔ ائین! نالائق۔ بات کا جواب نہین دیتا۔ واہی تباہی بک رہا ہی۔

روشن علی۔ خداوند اگر میری سازش ہو تو توپ کے مہرے اڑا دیجیے غلام کو ذرا بھی جو کچھ حال معلوم بھی ہو۔ چوری سے متنفر ہون دور رہتا ہون مگر اسوقت یہ خبر سنی تو ہوش اُڑ گئے۔

نواب صاحب کو یقین واثق ہو گیا کہ بغیر عدالت کے چھٹکارا محال ہے کئی بار روشن علی کو سخت سست کہا۔ کئی مرتبہ پوچھا کہ یہ یابو تم نے کہان سے پایا۔ روشن علی کا خون خشک ہی ہوتا جاتا تھا۔

امام الدین۔ صاف صاف بتاتے کیون نہین۔

تراب علی۔ آخر اب تو ایک حرکت ہوئی سو ہوئی مگر اب تو بتا دو کہ ماجرا کیا ہی۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو اُس دن آئے تھے۔ شنکر سہائے کو بلواؤ اور پوچھو کہ یابو کہان سے لایا۔ کس سے خریدا اور کہان مول لیا۔

امام الدین۔ ہٹ جاؤ سامنے سے اسوقت۔ شنکر سہائے کا پتا لگاؤ۔ ورنہ تم ہی دھرے جاؤ گے۔

روشن علی۔ ہائے افسوس۔

جھمن۔ اب افسوس کیے سے کیا ہوتا ہے۔ پہلے نہ سوچے چور سے یارانہ پیدا کیا۔ یابو بیچا اور اب بائین بناتے ہو۔ کیون بچہ بڑے بدذات ہو۔

نواب صاحب اِسقدر گھبرائے کہ نواب نصرت الدولہ بہادر اور میر محمد محسن صاحب اور منشی جگت سنگھ وغیرہ احباب کو بلوایا تاکہ اِنسے مشورہ لین اور اُنکی صلاح کے مطابق چلین تھوڑی دیر مین منشی جگت سنگھ اور نواب نصرت الدولہ آئے۔

نواب صاحب نے کہا حضرت آج تو اِسوقت کمال رنج ہی واسدہ یابو جو خریدا تھا وہ چوری کا نکلا۔

منشی جگت سنگھ نے کہا مین کل ہی سُن چکا ہون یہ یابو ترائی کے ایک راجہ صاحب کو نیپال والون نے دیا تھا۔ چودہ سو روپے کا ٹانگھن ہے۔ چور تو آپ جانیے ایک اُستاد شب کو اصطبل سے کھول لائے۔ اور لالہ شنکر سہاے ایک شخص ہی اسکے ہاتھ فروخت کیا۔ شنکر سہاے کو خوب معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی مگر چور پیچھے جاتون تھا۔ ستر روپے کو کوڑے کیے اُنھون نے خرید لیا آپ کے کوئی مصاحب ہین روشن خان اُنسے اور شنکر سہاے سے بڑا یارانہ ہی اُنھون نے روشن خان سے کہا کہ یار یہ مال ہاتھ لگا ہے مگر چوری کا ہے۔ مصاحب نے کہا سڑی ہو چلو اپنے نواب کے ہاتھ پٹیل ڈالین۔ دو سو روپے کو شاید آپ نے خریدا مگر بہت بُرا کیا۔

نصرت الدولہ بہادر نے بھی منشی جگت سنگھ کی راے سے اتفاق کیا اور کہا ایسا مال بے جانے بوجھے نہ خریدا کیجیے۔ اور مال مسروقہ خریدنا تو بڑا سخت جرم ہے۔ آپ نے غضب ہی ڈھایا۔ کوئی ایسا کرتا ہی۔ مگر تعجب ہی کہ اتنے مصاحبون مین سے ایک نے بھی نہ منع کیا اور سید روشن علی کو یہ کیا سوجھی کہ اُس چور سے سازش کرکے اپنے آقا کو بیٹھے بٹھاے گرفتار مصیبت کیا۔ نمک حلال آدمیون کا یہ کام نہین ہی۔ آخر اب روشن علی کہتے کیا ہین۔ روشن علی نے گردن جھکالی۔ کمال محجوب ہوئے مگر کرتے کیا۔ دل مین تو چور تھا۔ جس نے جو اینڈی بینڈی کہی سُن لی۔

جھمن کو خوب موقع ہاتھ آیا۔ لگے صلواتین سُنانے۔ خداوند جو نمک کھاکے آقا کو دھوکا دے اُسکا منھ نہ دیکھے۔ نمک حرامی سے بڑھکر کوئی عیب نہین چور دغاباز و میخوار بے ایمان سب بہتر مگر نمک حرام سب سے بُرا رفقا نے باآواز بلند کہا سچ ہے سچ ہے۔ بیشک بیشک۔ ایسی ہی بات ہے میان جھمن۔

روشن علی نے جو سون کھینچی تو سب کی سُناکیے لب تک نہ ہلائے۔ دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ نوکری تو اب نہین رہی۔ نوکری سے تو دست بردار ہوے۔ مگر عدالت مین کیا کرینگے اور معاملہ طول ضرور کھینچیگا یہ ممکن نہین کہ پولیس والے چشم پوشی کرین۔

اِتنے مین میر محمد محسن صاحب بھی آئے علیک سلیک کے بعد پوچھا کیون مزاج کیسا ہی۔ نواب صاحب نے کہا حضرت بیٹھے بٹھائے ایک مخمصے مین پڑ گئے وہ یابو جو اُس دن آپ نے دیکھا تھا اِسی کا جھگڑا ہے۔ بلاے جان ہوگیا دو دن بھی سوار نہین ہوے مگر اب بھگت رہے ہین میر صاحب نے پوچھا کیون کیا جھگڑا۔ اب اس مین کیا ہے۔ نواب صاحب نے پہلے روشن علی کی خوب شکایت کی۔ پھر کہا کہ مال مسروقہ ہے۔ چوری کا مال حضرت نے ہمارے ہاتھ بکوایا۔ یہ اِن بزرگوار کے ہتکھنڈے ہین۔ اب فرمائیے کس کا اعتبار کرین۔ دن رات یہان رہتے ہین۔ نوکر ہین چار پیسے پاتے ہین۔ مگر جانی دشمن ہین۔ بغلی گھونسا نکلے۔ افسوس صد افسوس مین اب یہ سوچتا ہون کہ آخر انجام کیسا ہوگا۔ آپ سب صاحب ملکر صلاح دین کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے تو ہوش ٹھکانے نہین ہین۔ فرمائیے کیا کیا جائے۔

نصرت الدوله۔ ہماری تو صلاح یہ ہے کہ آپ صاحب مجسٹریٹ سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ حضور ایک شخص شنکر سہاے نامے میرے ہاتھ یابو بیچ گیا۔ اور روشن علی کے ذریعہ سے آیا تھا مین کیا جانتا تھا

کہ وہ چور ہے۔ بابو کو قدرباز پاکر مین نے خرید لیا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ مال مسروقہ ہی تو ہرگز اسقدر جرأت نہو لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ میرا خاص مصاحب مجھے چکمہ دیگا۔ اب سُنا کہ مقدمے کی تحقیقات ہونے والی ہے۔ لہذا مین خود آیا۔ کہ سچا سچا حال عرض کردون میرا اس مین اصلا قصور نہین۔ مین رئیس زادہ ہون چوری چکاری کے مال سے مجھے کیا واسطہ۔ مگر اتفاق وقت۔ کھا گیا غچا۔ اب جو ارشاد ہو اسکے مطابق عمل مین لاؤن۔ جرمانہ جو کہیے داخل کردون۔ اسمین عذر نہین۔ اور عذر کرکے کیا بچ سکتا ہون اتفاق سے ایک حرکت ہو گئی کیا کیجیے۔

اس تقریر کو منشی جگت سنگھ اور میر محمد محسن صاحب اور نواب صاحب تینون آدمیون نے پسند کیا۔

منشی صاحب نے کہا ہمارے نزدیک پہلے تو آپ کسی بیرسٹر سے پوچھیے دیکھیے اسکی کیا راے ہے۔ پھر کسی وکیل سے ملیے اور کہیے بیرسٹر صاحب کی یہ صلاح ہی آپ کی کیا راے ہے۔ دو چار اہلکارون سے صلاح لیجیے۔ پولیس کے انسپکٹر سے مین خود جاکر دریافت کرتا ہون۔ آپ گھبرائیے نہین خدا نے چاہا کچھ بھی نہو۔ اور آپ رئیس ہین۔ آپ پر یہ شک تھوڑا ہی ہو سکتا ہی کہ چوری کا مال جان بوجھکر خریدا۔ لاحول ولا قوۃ کیا مجال کبھی نہین ہو سکتا۔

نواب۔ آپ مہربانی کرکے انسپکٹر سے ملیے اور پوچھیے دیکھیے وہ کیا کہتا ہی۔

جگت سنگھ۔ ابھی چلا وہ میرے دوست ہین۔

نواب۔ اگر ——— سمجھ گئے نہ آپ۔ ہان۔

جگت سنگھ۔ اے لاحول۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ وہ بڑے متدین آدمی ہین۔

نواب ۔ خیر ۔ آپ کو اختیار ہی ۔ ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

مصاحبون کا رنگ فق ہو گیا ۔ کہ ایک معقول رقم ہاتھ سے گئی ۔ اگر انسپکٹر صاحب کے پاس ہم لوگ جاتے تو خوب رقمین اُڑاتے ۔ اُنسے کچھ کہتے اِن سے اُنکے کچھ کہتے ۔ خائف تو حضرت ہین ہی ۔ جو چاہتے خاطر خواہ رقم اُڑاتے اور چین کرتے ۔ مگر اب سونے کی چڑیا اُڑ گئی ۔ ہاتھ مل کے رہ گئے ۔ افسوس صد افسوس ۔ یہ کمبخت جگت سنگھ کہان سے آیا بلا کی طرح نازل ہوا

نامعقول ۔ واللہ بڑی رقم ہاتھ سے نکل گئی ۔ ہاے ستم ۔

نواب ۔ امام الدین خان جانا نہ کہین اِسوقت ۔

امام الدین ۔ نہین حضور ۔ بھلا جانے کا موقع ہی کہین ۔

جھمن ۔ خداوند جائینگے کہان ۔ بیٹھے روشن علی کو دعائین دے رہے ہین ۔

تراب علی ۔ جی ہان ۔ ذرا کوئی صورت تو دیکھے کیسے غریب بنے ہوے ہین ۔ گویا کچھ جانتے ہی نہین ۔

جھمن ۔ اے لعنت ہی پھٹے سے منھ ۔

میر محمد محسن ۔ اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ (نواب سے) بڑے بدتمیز ہین آپ کے رفیق ۔ صریح جانتے ہین کہ اِنکے آقا بیٹھے ہین ۔ اور دو چار صاحب اور بھی آئے ہین ۔ کہنے لگے لعنت خدا اور پھٹے سے منھ ۔ انتہا کی بدتمیزی ہی لاحول ولا قوۃ ۔ ؎

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست
بکشوریکہ در و کودکان خدا دانند

نواب نے مسکرا کر کہا میر صاحب بُرا نہ مانیے تو اِسقدر دریافت کرون کہ اِس مقام پر اس شعر کا کیا موقع تھا ۔ انصاف سے کہیے گا ۔ میر صاحب نے کہا مطلب یہ کہ ؎

قدیمان خود را بیفزاے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب۔ اے سبحان اللہ۔ ایک اور بے تکی اُڑائی یک نشد دو شد۔

میر صاحب۔ اے حضرت مطلب یہ کہ قدمیون کو تو آپ منہ نہین لگاتے اور ایسے ایسے نمک حرامون کو مصاحب بناتے ہین جو مال مسروقہ آپ کے ہاتھ بیچ جاتے ہین۔

میر گلباز۔ خداوند آداب عرض ہی۔

میر صاحب۔ اخاہ۔ آپ ہین۔ واہ وا واہ۔ نواب کے ہان چوری کا مال بکے اور تمکو خبر بھی نہو۔

میر گلباز۔ خداوند مین نے ہی تو اطلاع دی۔

میر صاحب۔ اجی بس جاؤ بھی۔

میر گلباز۔ حضور کے قدمون کی قسم میر صاحب۔

نواب۔ ہان ہان ہمین انھون ہی نے اطلاع دی۔ آنکر۔

چھمن۔ اور ایک روشن علی ہین کہ چوری کا مال بیچ گئے۔

منشی جگت سنگھ صاحب انسپکٹر صاحب بہادر کے پاس گئے۔

انسپکٹر۔ آیئے حضرت کہان رہے۔ اللہ اللہ اب تو ملاقات ہی نہین ہوتی۔

جگت سنگھ۔ جی ہان علیل تھا۔ بخار آتا تھا۔ اور گھر مین بھی علالت تھی اب فضل الٰہی ہی بڑی بیماری ٹلی بھائی۔

انسپکٹر۔ اب کی فصل بہت خراب ہی۔ خدا خیر کرے ہیضے کی بھی جا بجا چھیڑ چھاڑ ہی۔

جگت سنگھ۔ خدا مالک ہی۔ اسوقت ایک امر مین مشورہ لینے آیا ہون۔

انسپکٹر۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ فرمایئے۔ کیا کوئی واردات ہوگئی۔

جگت سنگھ۔ ہان۔ مال مسروقہ ایک شخص نے مول لیا ہی۔

انسپکٹر۔ دھرا جائیگا کوئی امیر اور شریف ہی یا کوئی اُٹھائی گیرا۔

جگت سنگھ۔ رئیس اعظم۔ نواب زادے۔ بڑے باپ کے بیٹے ہین۔

انسپکٹر۔ اخاہ۔ سمجھ گیا۔ وہ جو آپ کے دوست ہین نواب صاحب نہ دو سو کو دو ہزار کا بابو خرید لیا۔ کیا دل لگی ہے۔ واہ۔ اور وہ جو اُنکا مصاحب ہی بدمعاش اُسنے چور کو اپنے گھر پر ٹکایا۔

جگت سنگھ۔ اجی پھر یارانہ کس دن کام آئیگا۔ اگر جرم نہوتا تو آپ سے کہتا کون بھلا۔ کوئی تدبیر بتاؤ تو بڑے مشکور ہون۔

انسپکٹر۔ کچھ ہونا نہین ہی۔ خاطر جمع رکھو۔ کیا مجال جو بال بھی بیکا ہو۔

نواب صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا ابکی ہیڈھب پھنسے گھسیٹے والے مقدمے سے تو خدا خدا کرکے جان بچی مگر اِس مقدمے سے چھٹکارا معلوم۔ اِتنا بڑا رئیس اعظم اور مال مسروقہ خریدنے کا مجرم۔ ڈوب مرنے کی بات ہے۔ رفیق سے کہا کسی لائق بیرسٹر کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ صلاح دے اِسکے مطابق عمل مین لاؤ مگر ایسا نہو کہ کہین ہمین عدالت جانا پڑے۔ سُنا وہان کٹھرا ہوتا ہے۔ اس مین مجرم بند کیے جاتے ہین۔ غضب ہی بھئی۔

امام الدین خان نے کہا حضور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اللہ بچانے والا ہے۔ وہی بچائیگا۔ مگر حضور یہ تو غلام ذمہ لیے لیتا ہے کہ کٹھرے مین نہ جائیے گا۔ کرسی حضور کو دلوائین کسی نہ کسی ترکیب سے تو سہی مگر خداوند بقول حضور یہی کیا کم ہے کہ عدالت تک جانا پڑے رئیس زادے اور عدالت دیکھین۔ اب گفتگو کا تو بہت ہی کم موقع ہے غلام کو رخصت ہی کیجیے۔ تراب علی اور جمن کو بھی ساتھ ہی لیے جاتا ہون دیکھین صاحب کی راے کیا ہی۔

تراب علی نے کہا اجی پہلے انسپکٹر سے تو ملتے چلو۔ کیا معلوم جگت سنگھ وہان تک گئے بھی کہ باتین ہی بناتے تھے۔ بڑھ بڑھکر دو دو باتین منشی جگت سنگھ سے بھی ہوئی ہونگی مگر اپنی اور بات ہے خداوند

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اور خوب یاد رکھیے۔ جگت سنگھ کے چاہے لاکھ دوست ہون وہ ممکن ہی نہین کہ بے پیسے ویسے مطلب نکل سکے۔

اب سنیے کہ یہ انسپکٹر پولیس بڑے متدین آدمی تھے۔ انسپکٹری کی حالت مین کبھی کسی سے ایک ٹکا بھی نہ لیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر تھے تو کسی مجرم سے دو سو روپے دھمکا کر وصول کر لیے بات کھل گئی۔ مقدمہ دائر ہوا قسم کھائی کہ اگر بچ گیا اور ثبوت جرم نہوا تو آدمی نہ ہاتھ سے چھوڑونگا۔

رشوت لینا یک قلم چھوڑ دونگا۔ بری ہو گئے تو۔ لیکن قول اور قسم کا خیال رکھا کسی سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ مصاحبون نے انسپکٹر کی ملاقات رشوت دینے اور مال چیرنے کا ذریعہ مقرر کیا۔ سوچے کہ بیرسٹر کے ہان تو پیچھے جائینگے آؤ پہلے تھانے ہی پر چلے چلین۔ امام الدین خان سوچتے تھے کہ انسپکٹر کو بالکل گانٹھ ہی لین۔ صاف صاف سمجھا دین کہ ہمارے رئیس بھولے بھالے آدمی ہین تم ذرا ادھر ادھر ڈانٹ ڈپٹ بتانا واللہ کانپ اٹھین۔

تراب علی بولے خداوند اب اسوقت تو ہم پہلے پولیس والون سے ملینگے۔ پھر وہان سے جائینگے بیرسٹر کے ہان۔ اور کسی وکیل سے بھی ملاقات کرینگے۔ حضور آپ اک ذرا تسلی دیتے جائیے دل کو۔ ان معاملون مین استقلال ضروری امر ہے۔

نواب صاحب اسدرجہ پریشان اور سراسیمہ ہوئے کہ بے اختیار آبدیدہ ہو گئے۔ مگر بہت ضبط کیا۔ رفقا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو ہنسانا شروع کیا۔

جھمن۔ حضور وقت تو نہین رہیگا۔ مگر بس بات رہجائیگی۔ اسوقت تو ہم روشن علی کی جان و مال کو دعائین دیتے ہین۔ یہ سب انھین کے تو کانٹے بوئے ہوئے ہین خداوندا اسوقت کچھ خیرات کر دیجیے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تراب علی۔ ہان چاہیے تو ضرور۔

نواب۔ مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی اسمین۔ فوراً حکم دے دو آدمیون کو۔

امام الدین۔ بہت خوب حضور۔

چھمن۔ تھوڑ کو بلا لیجئے۔

امام الدین۔ مین خزانچی سے خود کہے دیتا ہون جا کے۔

اتنے مین حاتم علی آئے آتے ہی گھبرا کر پوچھا حضور کیا بات ہی۔ شہر بھر مین ہلڑ مچا ہوا ہی کہ چوری کا مال نواب صاحب نے خرید لیا۔

نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ انسے پوچھو۔ (روشن علی کیطرف اشارہ کرکے)

حاتم علی۔ پیر و مرشد۔ کیا عرض کرون۔ کیسے حضرت۔ اجی حضرت۔ میان روشن علی تم بیچ سکتے ہین۔

روشن علی۔ (گردن نیچی کرکے) ارشاد۔

حاتم علی۔ یہ کیا ہوا کیا۔ وہ لالہ کہان ہین۔ جو مالک بنے تھے بتاؤ

چھمن۔ اجی ان دونون کی سازش تھی۔

حاتم علی۔ اس مین کیا شک ہی۔ مگر بڑی بڑی بات ہی نکلا ابھی بھی تو گئی۔

چھمن۔ میرے دل کی بات کہی۔

روشن علی۔ بھائی مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی۔

نواب۔ تمھین معلوم نہین تھا تو ہم کیا کرین۔ تم تو خود مالک بنکے آئے تھے۔ تم تو کہتے تھے کہ ہم دونون کا مال ہی۔ آدھی آدھی قیمت دونون لینگے اور اب ننھے بنے جاتے ہو۔

امام الدین۔ جی ہان اور افسوس تو یہ ہی کہ اب بھی صاف صاف نہین بتاتے غضب ہی کہ نہین کچھ تو بولو میان روشن علی۔

چھمن۔ اب یہ بھاگنے ہی والے ہین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

امام الدین خان تراب علی کو لیکر چلے۔ پہلے تھانے پر جا کر پوچھا۔ انسپکٹر صاحب کہان ہین۔ معلوم ہوا اپنے گھر کھانا کھانے گئے ہین۔ پوچھا کب تک آئینگے۔ کہا۔ کوئی دو گھنٹے مین۔ یہ دونون انسپکٹر صاحب کے مکان پر گئے۔ انسپکٹر صاحب سے کہا آپکے پاس سرکار نے بھیجا ہے کہا ہے آداب عرض کرنا ہماری طرف سے اور کہنا کہ ہمارے مقدمے مین اگر آپ کوشش کرین تو ہم بڑے شکرگذار ہونگے۔ اور آپ کا منھ بھی میٹھا کر دینگے۔ انسپکٹر صاحب کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہوگیا امام الدین کو غور سے دیکھا اور کہا بجا ہے نواب صاحب سے کہ دیجیے گا کہ آپ کی ریاست کا مقتضا یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ مین کمال مشکور یادآوری ہوا مگر میرے امکان مین کیا ہے۔ کچھ بھی نہین اور یہ بھی کہ دیجیے گا کہ اس مقدمے مین کچھ بھی ہونا نہین ہے گھوڑا واپس کرنا پڑے گا۔ بس اور یہ کوئی مشکل بات نہین۔ گھبراہٹ بیکار ہے۔ استقلال سے کام کیجیے۔

امام الدین خان اپنے دل مین سوچے کہ اگر ہم نواب صاحب سے یہ صاف صاف کہ دین تو ہم سے بڑھ کے احمق کوئی نہین ہم تو جا کے یہی کہینگے۔ کہ انسپکٹر صاحب نے بات تک نہ کی۔ جب تک ہاتھ نہ گرمائینگے کچھ نہ مانینگے۔ تراب علی کو بھی انسپکٹر کی بات ازبس ناپسند آئی۔ انسپکٹر صاحب سے رخصت ہو کر چلے۔

تراب علی۔ اس سے کچھ نہ مطلب نکلیگا۔

امام الدین۔ ای توبہ۔ ابھی چلو وکیل کے پاس چلے چلین۔ دیکھتے تھے کیا خفا ہوگئے آگ بھبوکا۔ لینے دینے مین ہین نہین شاید۔

تراب علی۔ بات تو اچھی ہے مگر ہمارے نزدیک بے فیض ہین۔

امام الدین نے تراب علی کو بخوبی سکھا پڑھا دیا کہ وکیل سے تم کچھ نہ کہنا خبردار خبردار جو کچھ بھی کہا ہو۔ ہم سمجھ لینگے۔ ایسا نہو تم معاملہ بگاڑ دو۔

تو پھر اتو ہی نہین۔ تراب علی نے کہا کچھ خیر ہے۔ مجھے بھی کوئی بیوقوف مقرر کیا ہی ہُونھ بگاڑنے کی ایک ہی کہی۔

وکیل کے مکان پر پہونچے تو امام الدین نے انسے کل حال کہا۔ کچھ سوچکر وکیل نے یون جواب دیا۔

مال مسروقہ کی خریداری سخت جرم ہی۔ ہزار کا مال دو سو روپے کو کس برتے پر خرید لیا۔ ایک بچہ تک سمجھ سکتا ہے کہ سوداگر کبھی ہزار کا مال دو سو کو نہ بیچیگا اگر لالہ شنکر سہاے کو سوداگر سمجھے تھے تو بارہ چودہ سو کا یا ہو دو سو روپے مین کیونکر خریدا اور اگر سوداگر نہین سمجھے تھے تو پولیس مین اطلاع کرکے کیون نہ لکھایا۔ کوئی جواب نہین۔ جرم بخوبی ثابت ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ لالہ شنکر سہاے ہین کہان۔ اُنسے کل امور دریافت کیے جائین تو بات بنے یہ نہ کہتے پھرے کہ دو سو کو خریدا۔ جو کوئی قیمت دریافت کرے کہیے پانچ سو کو خرید مگر شنکر سہاے نے کمیشن نہین دیا۔ سب صاحبون سے کہ دیجیے کہ پانچ ہی سو بتائین۔

امام الدین خان نے کہا بہت خوب۔ جو راے اقدس ہو۔ مگر اب عزت آپ کے ہاتھ ہے۔ عمدہ صلاح دیجیے گا۔ اور جو کچھ آپ فرمائین اُسکے مطابق عمل مین آئے۔ باقی لینے دینے کا خیال نہ کیجیے گا۔ جو فرمائیے حاضر ہی۔

وکیل۔ ہان مگر اسکا فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہی۔

امام الدین۔ دو سو روپے حاضر ہین۔

وکیل۔ ہین تین سو روپے سے کم نہ لونگا۔

امام الدین۔ حضور کو اختیار ہی۔ بالفعل دو سو یہ لیجیے۔ اور پچاس اور حاضر کر دونگا

وکیل کوئی اور وکیل تو نہین ہی۔

امام الدین ۔ حضور نواب صاحب کا حکم ہی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو۔ حضور ہی کسی کو تجویز دین یا حکم ہو تو مین جاؤن ۔

وکیل ۔ دو بیرسٹر تو مفصل مین ہین آج کل۔ ایک صاحب ولایت گئے ہین اور ایک علیل ہین۔ اور وہ جو وہان رہتے ہین ۔ حضرت گنج کے اسطرف انسے مین نہ کہونگا لیکن اگر اُنکا اور میرا ساتھ ہو تو مضائقہ ندارد ۔ مجھے عذر نہین۔ آپ اسوقت اُنکے ہان جائیے اور کچہری مین مجھ سے ملیے۔

امام الدین ۔ بہت خوب یہ دو سو کسکو گن دون۔

وکیل ۔ قائم علی یہ روپے گنوا لو۔

امام الدین خان نے روپے گن دیے ۔ چلتے وقت کہا حضور دس روپے ہمکو بھی اسمین سے دیجیے ۔ ہمارا بھی حق ہی۔

وکیل ۔ اگر استحقاق جتا کر آپ لینا چاہتے ہین تو مین نہ دونگا اور یون مانگتے ہین تو بسم اللہ لیجیے ۔

امام الدین خان نے کہا پھر اب جو چاہیے سمجھیے۔ ہم تو جیسے آپکے نوکر ویسے نواب صاحب کے ۔ اور حضور آپ ہی لوگون کے ذریعے سے ہمین بھی چار پیسے ملتے ہین ۔

نواب صاحب نے تو منع کر دیا ہے کہ کچھ نہ لینا۔ مگر نہ لین تو خرچ کیونکر چلے۔ وکیل نے دس روپے گنوا دیے۔

امام الدین خان نے لیے اور رخصت ہو کر چلے ۔ اثنا٘ راہ مین تراب علی اور امام الدین مین باہم مشورہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوچبین نے کہا حضور کونسلی کا مکان آن پہونچا ۔

امام الدین خان گاڑی پر سے اُترے ۔ تراب علی کو بھی ساتھ لیا۔ اور بیرا سے کہا صاحب کو اطلاع دو۔ بیرا نے کہا چلیے سلام دیا ہی۔ آئیے امام الدین خان اور تراب علی اندر گئے۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک راجہ صاحب بہادر ہاتھی پر سوار تشریف لائے۔ دس بیس گنوار لٹھ لیے ہوے ساتھ پیچھے دو تین گھوڑون پر مختار لوگ سوار۔ چپراسی نے آنکر کہا حضور کٹاری کے راجہ صاحب آگئے ہین۔ بیرسٹر نے ان لوگون سے کہا آپ ذرا تامل کرین۔ ہم راجہ صاحب سے مل لین برآمدے مین راجہ صاحب سے ہاتھ ملایا کمرے مین لائے۔ ول راجہ صاحب آپ بہت اچھے۔ ہان صاحب اچھا سب اچھا۔ اکال مٹ گیا نا ہین تو جو کہین دس پانچ دن اور نہ برستے تو پھر کال پڑ جاتے صاحب نے کہا ہان مگر ابھی دو ایک چھینٹے اور پڑنے چاہئین۔ کیسے اس مقدمے مین کیا ہوا۔ وہ جو آپ سے اور آپ کے اس زمیندار سے لڑتا تھا۔ مختار نے کہا وہ مقدمہ تو ہار گئے صاحب کمشنر نے فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا۔ حضور غور اس مین نہین ہوا ورنہ بڑا مطلب نکلتا۔ اب دس پانچ نالشین اور بھی دغنے والی ہین اور اس مقدمے کی نظیر دیکر سب کے سب ڈگری پا جائینگے۔ کچھ صلاح دیجیے نہین تو بڑا نقصان ہوگا۔ آپ صاحب کمشنر کا فیصلہ ذرا پڑھ جائیے تو خود کہیے کہ بیشک اپیل کے قابل ہو۔ بیرسٹر نے کہا اچھا کاغذ آپ ہمارے پاس چھوڑ جائیے۔ ہم آج دو بجے دیکھینگے۔ مختار نے کہا خداوند آپ تو یہان سے کہین چلے جائینگے ہم۔ تین مقدمے دائر تھے تینون ہار گئے اور مفت بیرسٹر صاحب مسکرائے دل ہارتے ہین تعجب کیا ہے۔ ضرور ہاروگے۔ چھوٹے چھوٹے وکیلون کو مقرر کرتے ہو ہم سے مشورہ لیتے ہی نہین۔

راجہ صاحب بہت ہی ہنسے۔ ہان اور کیا۔ صاحب سے پوچھو تو ٹھیک ہی بات۔ اور نہین کیا۔

بیرسٹر۔ بیشک ہمسے پوچھو ہم سب بتائین۔

مختار- بیشک ہم سے پوچھو ہم سب بتائین-

بیرسٹر- نہین- ابھی فرصت ہمین کہان- اب پرسون آؤ-

مختار- اور کل نہین-

بیرسٹر- نہین- کل شکار کھیلنے جائینگے-

اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا حضور میم صاحب آئی ہین وہ جو اُن صاحب کی بہن ہین جو کانپور سے پرسون آئے تھے- صاحب نے کہا آؤ- ول کدھر ہین- صاحب اُٹھ کر گئے- ایک کمرے مین دونون بیٹھے پندرہ منٹ کے بعد میم صاحب گئین اور چلتے وقت کہہ گئین- پرسون ہمارا مقدمہ ہے آپ ضرور خیال رکھیے گا کہ وقت پر وہان پہونچ جائیے بیرسٹر نے مسکرا کر انکو باادب رخصت کیا-

امام الدین اور تراب علی نے سلام کیا- بیرسٹر نے کہا ٹھہرے رہو- یہ کہکر راجہ صاحب کے پاس گئے اور پوچھا کچھ اور کہیے گا اب آپ پرسون آجائیے- راجہ صاحب رخصت ہو گئے-

امام الدین خان صاحب سے ملنے ہی کو تھے کہ ایک فٹن آئی- چپراسی نے کہا شارٹ صاحب سوداگر آئے شارٹ صاحب سوداگر نے صاحب کے پاس اپنا کارڈ بھیجا- چپراسی نے آکر کہا چلیں حضور-

تراب علی پھر بیٹھ گئے- امام الدین خان سے کہا یار یہ بڑی مصیبت ہی خدا ہی خیر کرے- اب شاید آج ملاقات ہو پھر دوڑنا پڑیگا —— آدھ گھنٹے تک صاحب جٹے رہے- اُٹھنے ہی کو تھے کہ دو مہاجن رتھ پر سوار کسی گانون سے آئے-

چپراسی نے صاحب کو اطلاع دی صاحب نے انکو بھی بلوا لیا-

ایک مہاجن- بڑا بھاری مقدمہ ہی ابکی-

بیرسٹر- ہی دس بارہ لاکھ کی نالش-

دوسرا مہاجن - دس بارہ لاکھ کی نہین تو ستر ہزار ہین تو فرق نہین۔

بیرسٹر - او - یس - بہت کم ہی۔

مہاجن - کم ہی!

بیرسٹر - اپیل ہی کوئی۔

مہاجن نے چپراسی سے کہا ذرا ہمارے کارندے کو باہر سے بلا لو - لالہ گجادھر ل

مختار عام آئے۔ صاحب کو سلام کیا۔

بیرسٹر - اپیل ہی کوئی۔

مختار - نہین حضور - ابتدائی مقدمہ ہی - اپیل نہین ہی۔

بیرسٹر - اچھا۔

مختار - آپ سے تو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہین ہی - بس مین کل حاضر ہو جاؤن گا ہمارے ضلع بھر مین دھوم ہی حضور کی۔

بیرسٹر - (ہنسکر) - ہم حاکم لوگ سے اپنے موکل کی طرف سے خوب لڑتا ہی اچھا پرسون آپ آئین صبح کو۔

دونون مہاجن رخصت ہوئے - صاحب نے چپراسی سے کہا دل ادھا تیار ہو۔

امام الدین اور تراب علی دونون حیران کہ یا خدا یہ کیا ماجرا - اور سب آئے ملاقات ہوئی ہم منھ ہی تاکتے رہے - چپراسی سے کہا واہ صاحب سے ہمارا ابھی تو ذکر کر دو - کہ حضور نے کہا تھا ذرا تامل کرو - پھر اب کب تک تامل کیا جائے چپراسی نے صاحب سے کہا خداوند وہ دو مقدمے والے کھڑے ہین - صاحب نے کہا ہمکو یاد ہی۔

تھوڑی دیر کے بعد ادھا آیا - صاحب باہر تشریف لائے۔

امام الدین - خداوند ہم کھڑے ہین اسوقت سے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بیرسٹر - کیا مقدمہ ہی -

امام الدین - حضور بے سمجھے ہوے - نواب صاحب نے ایک یابو دوسو کو خرید کیا - سنا وہ چوری کا ہی -

بیرسٹر - او وہ مال مسروقہ - پنل کوڈ دیکھیے - دفعہ ۴۱۱ - مگر بد دیانتی سے نہ لیا ہو ورنہ جرمانہ اور قید تین برس تک -

امام الدین - حضور بد نیتی سے نہین لیا تھا -

بیرسٹر - ول تو پھر کچھ پروا نہین -

تراب علی - اسکا ثبوت دینگے ہم -

بیرسٹر - اچھا آپ لوگ ایک گھنٹہ ٹھہرین یا جائیے شام کو آئیے کوئی پانچ بجے ٹھیک پانچ بجے ملو -

یہ کہکر بیرسٹر صاحب اودھے پر سوار ہوگئے اور دونون مصاحب نواب صاحب کی گاڑی پر سوار ہو کر چلے - مگر بیرسٹر کی ملاقات سے خوش نہوے -

* * *

امام الدین - اللہ رے دماغ -

تراب علی - کچھ ٹھکانا ہی -

امام الدین - چین کرتے ہین - واللہ پانچون گھی مین -

تراب علی - ارے یار ہم بھی بارسٹر ہوتے تو بڑا لطف تھا کیون امام الدین -

امام الدین - اب بیرسٹر ہو چکے -

تراب علی - جی ہان رہین جھونپڑون مین خواب دیکھین محلون کا -

امام الدین - بات تک اچھی طرح نہین کرتے -

تراب علی - جی اور کیا - بھلا ہوگی کوئی ہزار روپے مہینے کی آمدنی -

امام الدین - واہ کوستے ہو - کم سے کم تین ہزار -

تراب علی - اوفوہ - اللہ اللہ -

امام الدین ۔ اب پانچ بجے پھر آنا ہی۔

تراب علی ۔ یار یہ تو بیڈھب سنائی کہ جرمانہ اور قید اور سزا۔

امام الدین ۔ بدنیتی کیونکر ثابت ہوگی۔

تراب علی ۔ ہان رئیس آدمی ہین ۔ اور مشہور رئیس ۔

تراب علی ۔ بچ تو جاوینہی گے مگر اُستاد ہماری تمھاری چڑھ بنی ہی کہ نہین جبین ہی مین لکھتا ہی۔

امام الدین ۔ بچ نہ جائینگے تو ہوگا کیا۔ کوئی ایسے ویسے ہین اور ہم تم تو قسمت کے دھنی ہین ہی۔

امام الدین اور تراب علی نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو دیکھا کہ کمرے مین اور کئی سفید پوش تشریف رکھتے ہین۔ یابو ہی کی باتین ہو رہی تھین چھوٹے نواب صاحب نے پوچھا کہیے وکلا نے کیا رائے دی۔ امام الدین خان نے کہا۔ خداوند فضل الٰہی ہی۔ گھبرانے کی بات نہین ذرا خوف نہ کیجیے وکیل کے ہان پہلے گئے۔ انکی صلاح ہوئی کہ ایک بیرسٹر بھی ہو۔ بڑی دیر تک سب حال پوچھا کہیے کیسا یابو ہی۔ کسکا یابو ہی۔ کسنے بیچا۔ کسکے ذریعے سے بکا۔ کب خریدا۔ قیمت کیا دی جس نے یابو بیچا وہ کہان ہی۔ ہزاروں ہی باتین پوچھین آخرکار تسلی دی کہ کچھ خوف کا مقام نہین ہی۔ پھر وہان سے بیرسٹر کے ہان گئے خداوند بس وہان کا حال نہ پوچھیے۔ کوٹھی ایسی سجی سجائی ہی۔ کہ باید و شاید۔ باتین ہونے ہی کو تھین کہ ایک راجہ صاحب آئے۔ ہاتھی پر سوار بڑی شان و شوکت سے اب آنسے بولین یا ہم سے مخاطب ہون۔ پھر دو مہاجن آئے اُنسے باتین رہین۔ پھر خدا جانے کون کون آیا۔ مگر سب امیر کبیر۔ سب رئیس زادے اور روپے والے ہم باہر ٹہلتے رہے۔ اتنے مین چپراسی نے آنکر کہا کہ صاحب آتے ہین۔ آپ چلے نہ جائیے گا۔ آگے کھٹے پٹ

کرستے ہوے۔ دل کیا مانگتا ہے: عرض کیا خداوند ہمکو سرکار نے بھیجا ہی حضور کا نام سنتے ہی کرسی دی اندر لے گئے۔ بٹھایا سب حال پوچھا آخر مین کہا کہ کچھ ہونا نہین ہی۔ ہمارے پاس شام کے پانچ بجے آؤ۔

نواب صاحب نے کہا کہ اِتنی عمر آئی۔ ہزارون گھوڑے اور بابو اور باغ اور مکان اور محل اور بارہ دریان اور فنسین اور ہوادار خریدے اگر خدا کی عنایت سے ایسا اتفاق کبھی نہین ہوا۔ ابکی یہ گل کھلا۔ اب گو کچھ ہونا نہین ہی مگر بدنامی تو ہی۔

منشی کرپارام صاحب نے کہا جی نہین نواب صاحب بدنامی کیسی یہ کہیے که مفت کی جھنجھٹ ہی۔

نواب صاحب بولے ہان صحیح ہی۔ پریشان کردیا۔ انتہا کا پریشان کردیا۔ اب طرح طرح کے خیالات دل مین آتے ہین۔ چوری کے مال کی خریداری۔ ہم قانون سے واقف نہین۔ حکام کا سامنا۔ اللہ ہی اپنا فضل کرے ہمین نواب تک یقین ہی که اور چاہے کچھ نہو جرمانه تو ضرور ہی ہوگا ملک بے سیاست مال بے تجارت مشہور ہی۔ سیاست مُدن کے اصول ہی یہ ہین که جو خلاف قوانین و آئین موضوعه و اصول قانون عمل مین لائے ضرور سزا پائے۔ اب وہ تو ہی نہین که حبیب الدوله بہادر نے سفارش کی اور چاہے کیسا ہی مجرم کیون نہو رہا کر دیا گیا۔ نجیب الدوله بہادر کی خوشامد کی اور مونچھون پر تاؤ دیتے چلے آتے ہین۔ اب تو سزا اور جزا دونون ہین مگر جزا کم سزا زیادہ اگلے وقتون مین ذرا ذرا سی بات پر شہنشاہ خوش ہو کر لاکھون کروڑون دے نکلتے تھے۔ کسی کو جاگیر عطا کی کسی کو خلعت دے دیا۔ اب کبھی سننے ہی مین نہین آتا۔ خصوصاً فرنگ مین۔ ہان اتنا ہی که خطاب شاہی ملتے ہین۔ نجم الہند۔ ستارۂ ہند۔ کے سی وس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خدا جانے کیا ہم تو اچھی طرح کہہ بھی نہین سکتے - اِنکے ہان ذرا اخلاق کم ہی ظاہرداری گو اچھی نہو مگر لازمۂ انسانی ہی اور ضرور کسی قدر برتاؤ اسکا بھی چاہیے -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ برق انداز وردی پہنے رپ رپ کرتا آن موجود ہوا -

چھوٹے حضور بولے خداوندا خیر کیجیو - روشن علی کانپ اُٹھے حوالی موالی کی نظر اُسکے جانب تھی - اُسکے بعد جمعدار صاحب آئے - حاضرین جلسہ مین سے ایک صاحب نے کہا چلیے بس اب بات بن گئی یہ ہمارے سالے ہین -

جمعدار صاحب نے بڑے ادب سے چھوٹے نواب صاحب کو بندگی کی اور بیٹھکر کہا - حضور یہ کیا بات ہوئی - اور وہ نمک حرام مصاحب کون ہی جسنے دھوکا دیا -

نواب صاحب نے کہا یہ تشریف رکھتے ہین - جمعدار صاحب نے کہا اخاہ آپ ہین - تو کیون نہو پھر یہ تو ٹھاگیے ہین بڑا شرابی ہے - ایک قتل کے مقدمے مین بھی ماخوذ ہوے تھے حضرت - خدا انسے محفوظ رکھے - اِنکے کاٹے کا تو منتر ہی نہین - یہ یابو کس کا تھا بولو -

روشن علی - اجی صاحب ہم تو مجبور ہو ہی گئے سارا قصور ہمارا ہی ہی کیون - مگر ہمارا خدا خوب جانتا ہی کہ ہم بے قصور ہین - اللہ جانے بندہ جانے یا نہ جانے کچھ پروا نہین -

جمعدار - کون - اجی یہ ڈھکوسلے رہنے دو بالاے طاق - صاف صاف جواب دو - وہ کون تھا جو یابو لایا تھا -

روشن علی - ایک شخص ہی -

جمعدار - تقریر کو سینے - ایک شخص ہی - شخص نہین تو کیا گدھے بھی یابو ہوا کرتے ہین -

روشن علی - تو آپ بگڑتے کیون ہین -

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جمعدار۔ اچھا تیکھے بھی ہوے چلتے ہین آپ یہین ٹھیک بنا دونگا ابھی نکرام نہین کا۔

روشن علی۔ خدا خوب واقف ہی۔

جمعدار۔ ہم لوگ تو واقف ہو ہی گئے۔ خدا کا واقف ہونا کوئی تعجب کی بات ہی۔

روشن علی۔ خدا ہی مالک ہی ہمارا۔

نواب صاحب کو ازبس تشویش تھی کہ یا خدا یہ ہونا کیا ہی اور کچھ نہو تو اسیقدر کیا کم ہے کہ مال مسروقہ کی خریداری کا جرم عائد ہوا۔ یہ تھوڑا ہی۔ اور اگر حاکم نے دس پانچ روپے جرمانہ کردیے تو ستم کا سامنا ہی۔ گو دس پانچ ہزار مین بھی ہمارا بال بیکا نہین ہو سکتا تاہم بیعزتی تو ہی۔ اور بیعزتی بھی کیسی کہ بدنیتی سے مال مسروقہ خرید لیا۔ مگر جمعدار نے جھک جھک کر سلام کیا اور روشن علی کو للکارنا شروع کیا تو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔ حاضرین نے کہنا شروع کیا کہ خداوند دیکھیے گا جو کچھ بھی ہو۔ ہونا ہوانا کچھ بھی نہین ہی۔ لیکن روشن علی چپیٹ مین آگئے انکی خیر نہین نظر آتی۔ یہ اب دین کے رہے نہ دنیا کے۔ ع

گئے دونون جہان کے کام سے یہ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچان لی۔

جمعدار۔ شنکر سالے کہان ہین۔

روشن علی۔ ہم سے کہکر گیا تھا کہ کانپور جاتا ہون۔ خدا جانے کہان گیا۔

جمعدار۔ تم سے کہان کی ملاقات ہی۔

روشن علی۔ ہم اور وہ شاہی مین دگلے والی پلٹن مین نوکر تھے۔

جمعدار۔ وہ تمھارے ہان کتنے روز ٹکا رہا۔

روشن علی۔ دس بارہ روز۔

جمعدار - بابو کی نسبت کیا بیان کرتا تھا۔

روشن علی - کہتا تھا کہ وہی پاٹن کے میلے سے لایا ہون۔

جمعدار - تمھارا ساجھا کیونکر ہوا۔

روشن علی - ہم سے کیا واسطہ۔ ہمارا ساجھا کیسا۔

امام الدین - ایں - خدا سے خوف کرو۔ خدا سے ڈرو۔ لاحول ولا قوۃ۔

روشن علی - کیا کچھ جھوٹ ہی۔ ہمارا ساجھا کیا معنی۔

امام الدین - مرد خدا تم نے نہین کہا تھا کہ ہمارا اور انکا ساجھا ہی۔

جھمن - اور انھون نے بھی آنکر یہی بیان کیا۔

چھوٹے نواب - تو یہ کہیے آپنے سچ مچ دھروانے ہی کی فکر کی تھی۔

امام الدین - صاف ظاہر ہی۔

جمعدار - آپ کا کچھ نہ بگڑیگا۔ انکے ماتھے جائیگی۔ انکی خیر نظر نہین آتی۔

جھمن - توبہ توبہ۔

حاتم علی - ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہی۔

جھمن - جی اور کیا انکے (سبب سے) ہماری بھی ساکھ گئی۔

نواب - پہچاننے والا آدمی چاہیے۔ یہ تو ابھی بالکل ناتجربہ کار ہین۔

جمعدار - جی ہان حضور۔ ابھی کم سن نام خدا کم عمر ہین۔

شیخ صاحب - گرابل اور رشید اور سعید۔

چھوٹے نواب - روشن علی تمنے ہمین بہت بدنام کیا۔

جمعدار نے کہا بابو ہمارے ساتھ کیجیے۔ روشن علی اٹھو تم نے بابو نواب صاحب کے ہاتھ فروخت کیا۔ تمھارا چلنا بھی فرض ہے تمھین نہ چلوگے تو چلیگا کون۔ اور امام الدین خان کو ساتھ بھیج دیجیے۔

بس بالفعل یہی کافی ہی۔ روشن علی نے ہلڑ مچایا۔ واہ نرم زمین کے بیلدار۔ دُبلے کمہارین شاہ مدار۔ امیرون سے چلتی نہین۔ غریبون کے

جمعدار بن بیٹھے - اور چلنے کو جہان کہو چلتا ہون - نہ چلنا کیا معنے چلین بیچ کھیت - یاران چوری نہ پیران دغا بازی - چلیے - مگر ہماری آہ تو ضرور رہ اثر دکھائیگی -

جمعدار - اخاہ آپ ولی بھی ہین -

روشن علی - اب تو چور ہین - مگر اللہ بچانے والا ہی -

حاضرین نے متفق الراے ہو کر کہا کہ بیشک اسمین روشن علی ہی کا قصور ہی - اور روشن علی کے چور ہونے مین اصلا شک نہین - نواب صاحب کی شرافت ہی کہ خاموش بیٹھے ہین ورنہ کوئی دوسرا ہوتا تو زدوکوب کی نوبت آجاتی -

ایک صاحب نے یہ کہا - دوسرے نے اتفاق راے کیا - تیسرے نے کہا خدا کی قسم اسقدر بے بھاؤ کی پڑتین کہ ایک بال تو کھوپری پر رہ نجاتا بالکل گنجی نظر آتی - چار ابرو کا صفایا - چوتھے صاحب بولے - واللہ بند کرکے کوٹھری مین اتنا گدیاتا - اتنا گدیاتا اسقدر پیٹتے کہ عمر بھر یاد کرتے چھٹی کا دودھ یاد آتا دل لگی نہین ہی -

شیخ صاحب - جی اس مین کیا شک ہی -

جھمن - خداوند مین اس شخص سے بہت ڈرتا تھا کئی بار مجھ سے اس سے تکرار بھی ہو چکی چھوٹے حضور اسکو خوب جانتے ہین - مگر مین نے چاہا کہ حضور سے عرض کرون لیکن خوف تھا کہ مبادا چغلخور سمجھیے - بس اس سبب سے خاموش ہو رہا - ورنہ پہلے ہی کہ دیتا - اور پھر یہ بھی سمجھا کہ چار پیسے حضور کی بدولت پاتے ہین مین بیچ مین بھانجی کیون مارون -

الغرض بابو کو لیکر جمعدار اور کانسٹبل رخصت ہوے اور روشن علی ساتھ گئے -

چھوٹے نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ جاکر بیرسٹر

کہ سُن آؤ شام کو اُنھون نے بلایا تھا۔ بیرسٹر کی کوٹھی سے واپس آکر یون گفتگو کی۔

امام الدین۔ خداوند پہلے تو کہا تعزیرات ہند دیکھو۔ یہ بیہودہ ہی۔ ہم ایسا مقدمہ نہین لے گا۔ نواب اور رئیس ہو کر چوری کا مال خریدا۔ جرمانہ ہوگا اور یہ ہوگا وہ ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ کچھ لائے بھی ہو۔ یا خالی خولی باتین ہی بناتے ہو۔ بس کیا دینگے نواب تمھارے۔ مین نے کہا جو آپ فرمائین۔ خداوند کہنے لگے تین ہزار۔ میرے تو ہوش اُڑ گئے۔ مگر تراب علی نے تڑسے کہ دیا کہ منظور اور یہ کہکر صاحب کے قدمون پر ٹوپی رکھ دی کہ حضور ذرا غور کرکے سب باتین متعلق مقدمہ سُن لیجیے۔ کہا پہلے روپیہ لاؤ۔ حاتم علی بولے انکو جانے دیجیے۔ مین بیٹھا ہون۔ مگر سُن لیجیے کہ بات کیا ہوئی۔ کونسلی نے کہا ہشت۔ ہم سب سمجھ گئے۔ اب خداوند کوئی ہندوستانی ہو تو بس چلے۔ ان لوگون سے بھلا کیا بس چل سکے۔ تو اقرار یہ ہوا کہ پندرہ سو آج دین۔ اور پندرہ سو پیشی کے دن۔

امام الدین خان نے پندرہ سو روپیہ ایک مہاجن کی دُکان مین جمع کرادیا چور کے ساتھ گرہ کٹے میان تراب علی اور حاتم بھی ساتھ ساتھ گئے تھے کہ ایسا نہو امام الدین خان رقم کی رقم تلوہ اُڑا دین۔ چور کے گھر مین چور آئے۔ یہ دونون پنہوتون چاٹ کے رہ جائین۔

چھوٹے نواب نے تاکید کردی تھی کہ جس طرح ممکن ہو ہم عدالت مین جانے سے بچ جائین۔

امام الدین خان دوسرے روز پھر بیرسٹر کے ہان گئے۔ ملاقات ہوئی بیرسٹر نے کہا ہم ڈیڑھ ہزار روپیہ لینگے۔ امام الدین خان کی باچھین کھل گئین۔ دست بستہ عرض کیا کہ خداوند غلام حاضر ہے جو حکم ہو پیش کرے مگر بارہ سو قبول فرمائیے۔ بیرسٹر نے کہا۔ ہرگز نہین۔ جو کہا وہی لینگے۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوئے سات سو روپیہ مہاجن سے لیکے بیرسٹر کو دیا اور کہا پانچ سو پیشی کے روز ضرور دونگا۔ حضور نواب صاحب کو عدالت تو نہ جانا پڑیگا۔

بیرسٹر۔ ضرور جانا پڑیگا۔

امام الدین۔ بھلا خداوند کوئی ترکیب بچ جانے کی بھی ہو۔

بیرسٹر۔ عدالت مین ضرور حاضر ہونا پڑے گا۔ اس سے بچ نہین سکتے۔

امام الدین۔ حضور اگر کوئی تدبیر بن پڑے تو کچھ اور نذر کیا جائے۔

بیرسٹر۔ بالکل غیر ممکن ہو۔ وارنٹ آگیا ہو نواب صاحب کے نام۔

امام الدین۔ معلوم نہین۔ تھانے سے جمعدار اور سپاہی آیا تھا بابو لیگئے اور روشن علی تو پکڑے گئے پھر نہین معلوم کیا ہوا۔ خدا جانے۔

بیرسٹر۔ پیشی کب ہو۔

امام الدین۔ ابھی نہین معلوم۔ کوئی دن مقرر نہین ہوا۔ تو خداوند پھر اب عدالت کا جانا ضروری ہو۔ کوئی بات ایسی نہین پیدا ہو سکتی کہ حاضری عدالت سے بری ہو جائین۔

بیرسٹر۔ نہین۔ کوئی نہین۔ ایسا نہین ہو سکتا۔

امام الدین خان بیرسٹر سے رخصت ہوے۔ وکیل کے ہان آئے تین سو روپیہ محنتانے کا وکیل سے اقرار ہوا ڈیڑھ سو نقد دیے ڈیڑھ سو کا وعدہ کیا کہ پیشی کے دن دین گے۔

نواب صاحب کے ہان تشریف لائے چھوٹے نواب صاحب تو منتظر بیٹھے ہی تھے انکے پہونچتے ہی پوچھا کہو خیریت ہو کیا بات چیت ہوئی۔

امام الدین خان۔ حضور بیرسٹر نے بہت غور کیا۔ کئی کتابین الٹین پلٹین ادھر دیکھا ادھر دیکھا۔ کہا۔ ول کچھ پروا نہین۔ ہم نواب صاحب کو بچا لینگے۔ بال تک بیکا نہو گا۔ تم لوگ گھبراؤ نہین۔ خداوند مین آبدیدہ ہو گیا

والد کی قسم آنسو جاری تھے۔ صاحب نے کہا رونے کی بات نہین۔ ہم نواب صاحب کو بالکل بری کر دے گا۔ مگر شکرانہ ضرور دے گا۔ عرض کیا کہ لینے دینے کی طرف سے آپ مطمئن رہین۔ خدا نے چاہا تو آپ کی اُمید سے زیادہ آپ کو ملیگا۔ مگر واسطے خدا کے بہت کچھ پیروی کیجیے تشفی کی کہ اب تم جاؤ اور نواب صاحب سے بھی کہہ دو کہ گھبرائین نہین کچھ نہ ہوگا۔

نواب۔ شکر ہے شکر ہے۔ مگر ہمکو عدالت تو نہ جانا پڑیگا۔ اِسکا جواب دو۔ اگر عدالت تک جانے کی ضرورت نہو تو جان مین جان آئے۔ دو چار سو اور زیادہ لین چاہے مگر بری کر دین۔ اجی مطلب یہ کہ مقدمے سے اور جرم سے تو ہم بری ہو ہی جائینگے مگر حاضری عدالت سے ہمکو مستثنی کر دین تو خوب بات ہے کوئی قانونی بحث کرین۔ آخر قانون دان ہین کہ بانین یا نام ہی کے بیرسٹر بن بیٹھے ہین۔

امام الدین۔ خداوند غلام کی تو یہی راے ہے کہ پیشی کے دن پالکی گاڑی پر حضور سوار ہون اور عدالت تک چلے چلین دم کے دم مین مقدمہ ہو جائیگا ذرا جو تکلیف ہو تو جو جی چاہے وہ کیجیے۔ کونسلی نے کہا کہ اگر عدالت مین حضور حاضر ہونگے تو فوراً بری ہو جائینگے اور اگر نہ تشریف لے گئے تو جرمانہ ضرور ہوگا۔ سو حضور اِتنی تکلیف گوارا کرین اور وہان تک چلے چلین بس اللہ اللہ خیر صلاح۔ اک بس دم کے دم مین حضور چلے آئینگے بات کرتے۔

تراب علی۔ کہتے تو سچ ہین خداوند۔ غلام کی بھی یہی راے ہے۔ جانا ضروری امر ہے۔ بے بس مجبوری ہے اور آپ کی تو خود صاحب مجسٹریٹ تعظیم کرینگے حضور کچھ اس طرح تھوڑا ہی جائینگے جیسے اور لوگ جاتے ہین۔ کیون بھائی امام الدین خان ہمہ شما کی اور بات ہے۔ اور حضور کی اور بات ہے۔ ہے کہ نہین۔ حضور چلے چلین اُس روز۔

نواب۔ اُف۔ غضب ہو گیا آج تک عدالت جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا۔

بڑی شرم کی بات ہی - افسوس - بھلا بیرسٹر سے بڑھکر بھی کوئی ہی - ذرا اسقدر دریافت کر دو -

امام الدین - خداوند اُنسے بڑھکر اور کون ہو گا - اور بہت سے وکیل ہین مگر ادھا ایک کے پاس نہین - اَدھا جسکے پاس ہو بس وہی سب سے بڑھکر ہی خداوند -

نواب - ہان -

تراب علی - ہان حضور مین کہنے کو ہی تھا - ادھا بڑی علامت ہی -

نواب - بھلا بمبئی کلکتے مین کوئی وکیل اُنسے بڑھکر ہی اتنا کسی سے دریافت کرو

اب روشن علی کا حال سُنیے - یہ جو تھانے پہنچ گئے تو صاف انکار - گویا بالکل کچھ جانتے ہی نہ تھے - تھانہ دار نے جو پوچھا اُسکے جواب مین اُنھون نے انکار سخت کیا -

سوال - یابو کب بکا -

جواب - ہمین نہین معلوم -

سوال - یابو کس کا ہی -

جواب - خدا جانے -

تھانہ دار نے سبز باغ دکھایا - سنو میان ٹھیک ٹھیک حال بیان کرو ورنہ اِتنے بید پڑینگے کہ یاد ہی تو کروگے - ہمین بھی کوئی جانگلو سمجھے ہو - یہان عمر اسی نوکری مین گذری - تمھاری آنکھین کہے دیتی ہین کہ تم چور ہو - روشن علی نے آہ سرد بھر کر کہا - خیر ہونگے چور ہی ہونگے ہم -

تھانہ دار بولے یہ ہم نہین کہتے کہ چوری تمھارا پیشہ ہی - مگر اس معاملے مین تمنے البتہ بے ایمانی کی ہی - اور اگر صاف صاف نہ بتاؤگے تو فورًا چالان کردونگا - منشی جی - منشی جی - حاضر - ارشاد - چالان کرو اِنکا -

منشی جی نے سمجھانا شروع کیا - آپ کیون اپنے آپ اپنے دشمن

ہوے ہین ۔ تبا کیون نہین دیتے صاف صاف ۔ جو معاملہ ہو صاف صاف بیان کر دو ۔ اور نہ بیان کر دگے تو ہو گا کیا ۔ یہ ممکن نہین کہ آن کے کوئی جھوٹ بول جائے اور ہم مان لین ۔

روشن علی ایسے خائف ہوے کہ ساری داستان مو بمو کہہ سنائی ۔

سوال ۔ یابو کس کا ہی ۔

جواب ۔ باہر سے کوئی لالہ آئے تھے ۔ اُنکو ہین نے گھر پڑ ٹکایا ۔ اُنھین کا گھوڑا ہی ۔

سوال ۔ گھوڑا ہی کہ یابو ۔

جواب ۔ اب آپ تو مداری کے سے سوال کرنے لگے ۔ کہ گدھا ہی یا گدھی وہ گھوڑا کہا تو کیا اور یابو کہا تو کیا ۔ مطلب تو ایک ہی ہی ۔ خداوند ۔

سوال ۔ کِتنے مین بکا ۔

جواب ۔ میرے سامنے تو چالیس روپے ایک دیے گئے ۔ اور ستر ایک اور نوّے ایک دو سو کا بکا ۔

سوال ۔ وہ لالہ اب کہان ہین ۔

جواب ۔ وہ لے دے کے لمبے ہوئے ۔ کچھ بید سے تھوڑا ہی تھے ہمکو پھنسا گئے ۔

سوال ۔ تمکو معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی ۔

جواب ۔ جی —— چوری کا مال کیا کیا —— ہم کچھ ——

تھانہ دار ۔ صاف صاف بتا دو ۔

محرر ۔ ہان ہان ۔ ڈرتے کیا ہو ۔ کچھ تمھارا مال ہی ۔ پھر کاہے کا ڈر ۔

روشن علی ۔ اب عزت آپ کے ہاتھ ہی ۔

تھانہ دار ۔ سچ بولو تو خدا جانتا ہی بچا لون ۔ مگر راست راست بے کم و کاست ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

روشن علی۔ ہان ہمین معلوم تھا کہ چوری کا مال ہی۔ مال مسروقہ ہی۔

محرر نے کہا میان تم بالکل گنوار ہی رہے۔ نواب صاحب تو بچ جائینگے تم جہنم ہی دیکھوگے۔ اب نہ کہنا۔ خبردار اب صاف صاف نہ بیان کرنا۔ بس تم انکار ہی کرتے جاؤ۔ صاف انکار۔ تم کہنا کہ نواب صاحب نے ہمارے ہان اِنکو ٹکایا۔ اور جو یابو کی قیمت دریافت کی جاے تو کہنا کہ ساٹھ ستر کو بکا زیادہ قیمت نہ بتانا۔ یہ یابو ہزار سے کم کا نہین ہی۔ جب صاحب مجسٹریٹ سنینگے کہ ساٹھ کو خریدا معًا شک ہو جائیگا صاف سمجھ لینگے کہ مال مسروقہ ہی۔ تم تلوہ بچ جاؤگے۔ ورنہ جو تمنے اسوقت بیان کیا ہی وہی اگر عدالت مین مجسٹریٹ کے سامنے بیان کیا تو دھر لیے جاؤگے تم انکار ہی کرتے جانا۔ اور قیمت ساٹھ ستر سے زیادہ نہ بتانا۔ خبردار خبردار۔ روشن علی نے کہا بہت خوب جو ارشاد ہو ہمین جو کچھ حکم دیجیے اسکے مطابق عمل کرین۔

اب سنیے کہ تھانہ دار صاحب لیتے دیتے نہین تھے۔ مگر محرر بھتا نہ ٹکا تک نہین چھوڑتے تھے۔ انکا قول تھا کہ (سرکاری نوکر رشوت نہ لے تو اپنے حساب پاگل) اور تھانہ دار کا قول تھا کہ (رشوت لے تو خدا اُس سے سمجھے) اب سنیے تو کیونکر بنے۔ دونون کے دو فتن۔ مگر کسی موقع پر محرر نے تھانہ دار کی جان بچائی تھی۔ تھانہ دار اسکا بہت لحاظ کرتے تھے۔ جب اُنھون نے دیکھا کہ محرر کی نیت ڈانوان ڈول ہی تو وہان سے چلے گئے۔ اور کہا منشی جی آپ اظہار لکھ لیجیے۔

منشی جی نے کہا بہت خوب۔ آپ جائیے۔ مین ابھی لکھے لیتا ہون روشن علی کو تخلیے مین خوب پٹی پڑھائی۔ اور حسب دلخواہ اظہار لکھے سوچے کہ بس اب نواب صاحب سے روپیہ لینا کون مشکل بات ہی چٹکیون مین جمع ہو جائے۔

روشن علی۔ پھرے مروگے کیا۔ اچھا تو ہی۔ ہمسے کیا پاتے بھلا یہان خود پیٹے جاتے ہین اور وہان کسی بات کی کمی نہین۔

محرر۔ دیکھتے جاؤ کہ ہوتا کیا ہی۔ ہمتے واحد شاہد ہون اور ہم خاموش ہو رہین۔ واہ یہ یہان سیکھا ہی نہین۔

روشن علی۔ وہان امام الدین خان کی صلاح کے بغیر کوئی کارروائی نہوگی۔ انھین کو پہچانو۔ وہ چھوٹے حضور کے نفس ناطقہ ہین۔ آنکا کہنا سننا بہت چلتا ہی۔ جو چاہے دلوادے۔ مگر استاد غریبون پر نظر عنایت رہے۔

محرر۔ اتنا ہی تو ہم مین جوہر ہی کہ غریب آزار نہین۔

ایک کانسٹبل نے دل لگی دیکھنے کے لیے روشن علی کو پٹی پڑھائی کہ پاگل بنجاؤ۔

روشن علی نے کہا خوب سوچے۔ تو ہم پاگل بنے جاتے ہین۔ یہ کہکر حضرت نے ہانک لگائی۔

خواجہ غلامی را بطلب انگور فرستاد۔ طپیدن سوختن بر خاک و خون غلطیدن۔ بقربانت روم۔

محرر تھانہ نے چالان کا نقشہ دکھایا تو آنکھین کھل گئین۔ روشن علی دل مین سوچنے لگے کہ اب خیریت کسی طرح سے معلوم نہین ہوتی ہی۔ یا خدا خیر کیجیو کہنے لگے۔ اور یقین کامل ہو گیا کہ اب نجات کسی طرح نہین ہی۔

چالان روشن علی کو دکھایا گیا۔ ہوش اڑ گئے ہاتھ جوڑکر کہا بھائی واسطے خدا کے بچالو۔ اب تمھارے سوا کوئی نہین جس سے مدد لین۔ محرر نے کہا بس تم صاحب کے سامنے وہی کہنا جو ہم نے سکھایا ہی اتنے مین امام الدین خان نے ایک آدمی تھانہ دار صاحب کے پاس بھیجا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

تھانہ دار نے کہا محرر تھانہ کے پاس جاؤ۔ محرر نے علحدہ لیجا کر کہا کہ روشن علی بالکل انکار کرتا ہی اگر نواب صاحب کچھ دین تو اظہار بدل دون۔

امام الدین خان نے چالیس روپے بھیجے اور کہا تھوڑی دیر مین اور روپیہ بھی نذر کرونگا۔ اظہار بدل دیجیے۔ چالیس روپے لیکر کہا بس اچھا ہی جی واہ مگر خیر۔ کہہ دینا کہ باقی کا روپیہ بھی جلد بھیجین۔ آدمی رخصت ہوا۔

محرر نے روشن علی سے کہا کہ تم صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس مین انکار بہت کرنا۔ کہنا ہم کچھ جانتے ہی نہین اور ادھر اظہار نواب صاحب کے خاطر خواہ لکھ دیے۔ روشن علی اجلاس پر پہونچے اظہار لیا گیا تو کہا کہ خداوند مین تو غریب آدمی ہون ٹکے کی اوقات۔ شہر بھر جانتا ہی کہ بدوضع نہین شریف زادہ ہون۔ مگر نواب صاحب کا نمک کھایا ہی اُنکے خلاف کیا کہون حضور صاف صاف تو یون ہی کہ لالہ شنکر سہاے کو مین پہلے نہین جانتا تھا۔ صورت آشنا بھی نہ تھا۔ نواب صاحب نے مجھکو حکم دیا کہ اپنے مکان مین اسکو ٹکا لو۔ آقا کا حکم مین نے فوراً منظور کر لیا مجھے کیا معلوم کہ کیا ہنڈیا پک رہی ہی۔ نواب صاحب نے باسٹھ روپے کو یابو خریدا اور لالہ سے لے کے چل دیے۔ جب یہ حال کھلا کہ چوری کا مال ہی تو نواب صاحب نے کہا کہ تم جرم اپنے اوپر عائد کر لو ہم تمھارے گھر مین تیس روپے مہینے کے مہینے بھیجے جائینگے۔ اور دو سو نقد دینگے۔ اور اگر حاکم نے جرمانہ کیا تو وہ بھی ہمارے ذمے۔ اب خداوند چاہے پھانسی دیدیجیے۔ غلام اسوقت جھوٹ نہ بولے گا مین تو راضی ہو گیا۔ سوچا کہ اگر قید ہوے تو گھر مین تیس روپے مہینے کے مہینے پہونچینگے اور دو سو نقد ملینگے۔ طمع تو بری چیز ہی مگر گھر مین جا کر جو بیان کیا تو بیوی لگین دو ہتڑ پیٹنے۔ کہا ہم فاقہ کرینگے مگر تم

نواب صاحب کا حکم نہ مانو۔ قید ہو گئے نام بد ہو گا۔ کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ ہو گے۔ خداوند یہ بات میں نے پسند کی اور کیوں نہ پسند کرتا۔ نواب صاحب کے سب مصاحب مجھسے بگڑ گئے۔ اور تھانے بھجوایا۔ وہاں سے یہاں آیا اب خدا مالک ہے۔ جو حکم ہو بجا لاؤں۔

صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا کھب گئی کہ یہ شخص بے قصور ہے۔ فوراً حکم دیا کہ نواب صاحب کے نام وارنٹ جاری ہو اور روشن علی حوالات میں رہے۔

سررشتہ دار نے معاً نواب صاحب کو اطلاع دی۔ اور جی کڑا کر کے یہ رقعہ لکھا۔

حضور اقدس۔ گو حضور کی خدمت میں نیاز نہیں حاصل ہے۔ مگر آپ ہمارے شہر کے رئیس اعظم ہیں چاہے موقوف ہو جاؤں چاہے سزا پاؤں مگر ایک افسوس ناک خبر سنی ضرور اطلاع دونگا۔ کہ بابو واسے مقدمہ مال مسروقہ میں ہمارے صاحب بہادر نے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ یہ خط بعد ملاحظہ چاک کر ڈالیے۔

آپکا خادم مشتاق علی عفی عنہ

یہ خط نواب صاحب کے پاس بھیجا۔

اب سنیے کہ صاحب بنگلے چل دیے۔ سررشتہ دار صاحب نے وارنٹ تو لکھوایا مگر صاحب سے دستخط کے لیے نہ کہا کل کارروائی ختم کر کے نواب صاحب کے دولتخانے پر پہونچے۔

اب یہاں کا حال سنیے کہ ادھر خط آیا ادھر نواب صاحب ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے خط کے آتے ہی اکام الدین خاں بھی داخل ہوئے۔

امام الدین ۔ حضور غضب ہو گیا ۔

نواب ۔ اُف ہائے کیا کرون زہر کھاؤن ۔

بڑے نواب صاحب کو خبر ہوئی ۔ تو وہ بھی دوڑے آئے پرانی شکر رنجی کا اصلاح خیال نہ کیا ۔ اور محبت پدری کا مقتضا ہی یہ تھا ۔ خدا مالک ہی خدا مالک ہی ۔ کچھ گھبرانے کی بات نہین ہی ۔ دیکھو مین ابھی فکر کرتا ہون ۔

چھوٹے نواب ۔ ابّا جان

بڑے نواب ۔ کچھ نہ گھبراؤ ۔

چھوٹے نواب ۔ اب فکر کا وقت کہان ہی ۔ وارنٹ آتا ہو گا ۔

سررشتہ دار ۔ نہین نہین یہی تو مین نے چالاکی کی ۔ آج دستخط کے لیے صاحب کے پاس وارنٹ نہین لے گیا ۔ اور کل اتوار ہی ۔ پرسون تعطیل ۔

بڑے نواب ۔ بڑا احسان کیا ہی ۔ حضرت

امام الدین ۔ حضور شریف زادے ہین ۔

بڑے نواب ۔ تو پرسون تک ہمکو مہلت ہی ۔

سررشتہ دار ۔ جی ہان حضور ۔

بڑے نواب ۔ آپ کا تو درم ناخریدہ غلام ہون ۔ خط چاک کر ڈالو ۔

سررشتہ دار ۔ مین تو سوچ چکا تھا کہ چاہے نوکری جائے مگر حضور اس بلا سے بچین ۔

بڑے نواب ۔ بڑا احسان کیا ۔

بڑے نواب نے صاحبزادے کی تشفی کی اور کہا کہ بیشک ہی تو گھبرانے ہی کی بات بلکہ زہر کھا لینے کی ۔ لیکن تسکین یہ ہی کہ دو دن ہم کو اختیار ہی چاہے جس طرح کا بندوبست کر لین ۔ آج اور کل آج تو

کچھری برخاست ہی ہوگئی۔ اور کل اتوار ہی۔

سررشتہ دار صاحب نے پھر کہا کہ حضور پرسون بھی تعطیل ہی۔

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوے فرمایا الحمد للہ۔ جان مین جان آئی خدا نے عزت رکھ لی۔ ورنہ باقی کیا رہا تھا۔

رفقا اور مصاحبین نے کہا اسمین کیا شک ہی خداوند۔ بڑی بیڈھب ہوگئی تھی۔ نواب صاحب بولے مگر اب کرین تو کیا کرین۔ جان ضغطے مین ہی کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی۔ سنگ آمد وسخت آمد مگر۔ ع

برسر اولاد آدم ہرچہ آید بگذرد

شاکر اور صابر رہنا چاہیے۔ إن اللہ مع الصابرین والشاکرین افسوس تو یہ ہی کہ اب وارنٹ ٹالے نہین ٹل سکتا۔

چھوٹے نواب صاحب نے کہا ابا جان واسطے خدا کے زہر منگوا دیجیے۔ مجھسے یہ بیعزتی نہ سہی جائیگی۔ ایسی زندگی سے تو مرنا ہی بہتر ہی۔

امام الدین خان نے کہا خداوند اب کچھ بن ہی نہین پڑتی۔ اور حضور خدا نکرے کہ کہین صاحب کو یاد ہو۔ اور خدانخواستہ وارنٹ جاری ہی کردین۔ تو بس غضب ہی ہو جائے۔ خداوند اب یہ موقع نہین ہی کہ جھوٹ موٹ باتین بنائین اب موقع یہ ہی کہ حق نمک ادا کرین۔ قدیم نمک پروردہ سرکار ہین۔ حضور جب سے سنا ہی اللہ جانتا ہی روح لرزتی ہے۔ اُف (کانپ کر)۔ خدا وہ وقت نہ دکھلائے مین تو کانپ اُٹھتا ہون خداوند۔ بس اب ہماری صلاح یہ ہی کہ چھوٹے حضور آج ہی انتظام کرکے حج عتبات عالیات کے لیے چُپکے سے چل کھڑے ہون۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ اور تب تک یہان بڑے حضور سب ٹھیک ٹھاک کر رکھین۔

میان جھمن بولے خداوند اب سوچنے اور غور کرنے اور صلاح

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہو مشورہ کا موقع نہین - ہا - اب تو آبرو پر بن آئی ہی - ورنہ ہماری تو صلاح یہی ہی کہ نیپال کی ترائی مین ہو رہیے - اور وہان سے خاص الخاص نیپال اتر جائیے - ذرا ہم جوکھم کی بات نہین - غلام ساتھ ساتھ چلیگا - ہمراہ رکاب دو مہینے چار مہینے مین یہان معاملہ رو براہ لائیگا - چلیے کچھ بھی نہ تھا -

دوسرے روز بڑے نواب صاحب خود صاحب ضلع کی ملاقات کو گئے اور وہان سے آنکر یون بیان کیا -

بڑے نواب - آج ملاقات کا دن ہی - صدر الصدور صاحب اور ڈپٹی صاحب اور دو ایک تعلقہ دار اور اہلکار اور خدا جانے کون کون تھے - ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی تو استقبال کو آئے - بڑے خلیق آدمی ہین - ہاتھ ملایا - کمرے مین لے گیے - جاتے ہی مین نے کہا اب اس شہر سے ہمارا چل چلاؤ ہی - اب کہین اور جا کر رہینگے - پوچھا - کیون کیون یہ کیا بات ہی - مین نے کہا - بس اب یہان نہ رہینگے اور رہین تو کس منہ سے بہت اصرار کیا کہ نہین ضرور بتائیے اور جلد بتائیے - مین نے کل داستان بیان کی - وارنٹ کا نام سنتے ہی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے - ول - وارنٹ !!! کیا جاری ہو گیا -

مین نے کہا نہین جاری نہین ہوا مگر لکھا گیا ہی - بہت افسوس کیا - اور کہا آپ جائین اور جا کر جلسہ دیکھین اور خوشی کرین ہم اسدم مقدمہ اپنے ہان منتقل کر لینگے - مین نے کہا مین ازبس مشکور ہوا - فرمایا آپ اس بارے مین کچھ نہ کہیے جب کچہری کھلی تو بڑے صاحب نے آتے ہی کہا منشی روبکار لکھو -

روبکار محکمۂ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

حسب منشاے چٹھی انگریزی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۶ دربارۂ انتظام

تصفیۂ حدود اینجانب کے نزدیک لفٹنٹ کریب صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا جانا موقع پر ضرور ہی۔ لہذا کل مقدمات مال و فوجداری اجلاس صاحب موصوف سے منتقل ہوکر مقدمات مال باجلاس پنڈت رائے درگا پرشاد صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منتقل کیے جائین۔ اور چالان فوجداری باجلاس اینجانب منتقل ہون لہذا حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا پاس لفٹنٹ کریب صاحب بہادر کے بھیجکر تلمی ہو کہ فوراً موقع پر تشریف لیجائین اور آج ہی مقدمی منتقل کردین۔

چھوٹے صاحب نے۔ چارج دیا روانہ ہوگئے۔

اتنے مین نواب صاحب کی جانب سے ایک باضابطہ عرضی صاحب بیرسٹر نے پیش کی کہ صرف ایک آدمی کے ذریعے سے جو خود مال مسروقہ فروخت کرنے کا مرتکب ہوا ہمارے نام بلا شہادت وارنٹ جاری ہونا ہماری کمال توہین ہی۔ لہذا عرض پرداز ہون کہ ازراہ نوازش وارنٹ کے عوض سمن بھیجا جاے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ عرضی شامل مسل پیش ہو اور تا حکم ثانی کوئی کارروائی نسبت اجراے وارنٹ نہ کیجاے۔ مقدمہ کل پیش ہو۔ رفقا اور مصاحبین نے جانتے ہی آسمان سر پر اٹھا یا فتح ہی۔ فتح ہی۔ بڑے حضور کو اطلاع کرنا بھئی کہو فتح ہی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

دور چودھوان

بچھڑے ہوون کی ملاقات اور دن عید رات شب برات

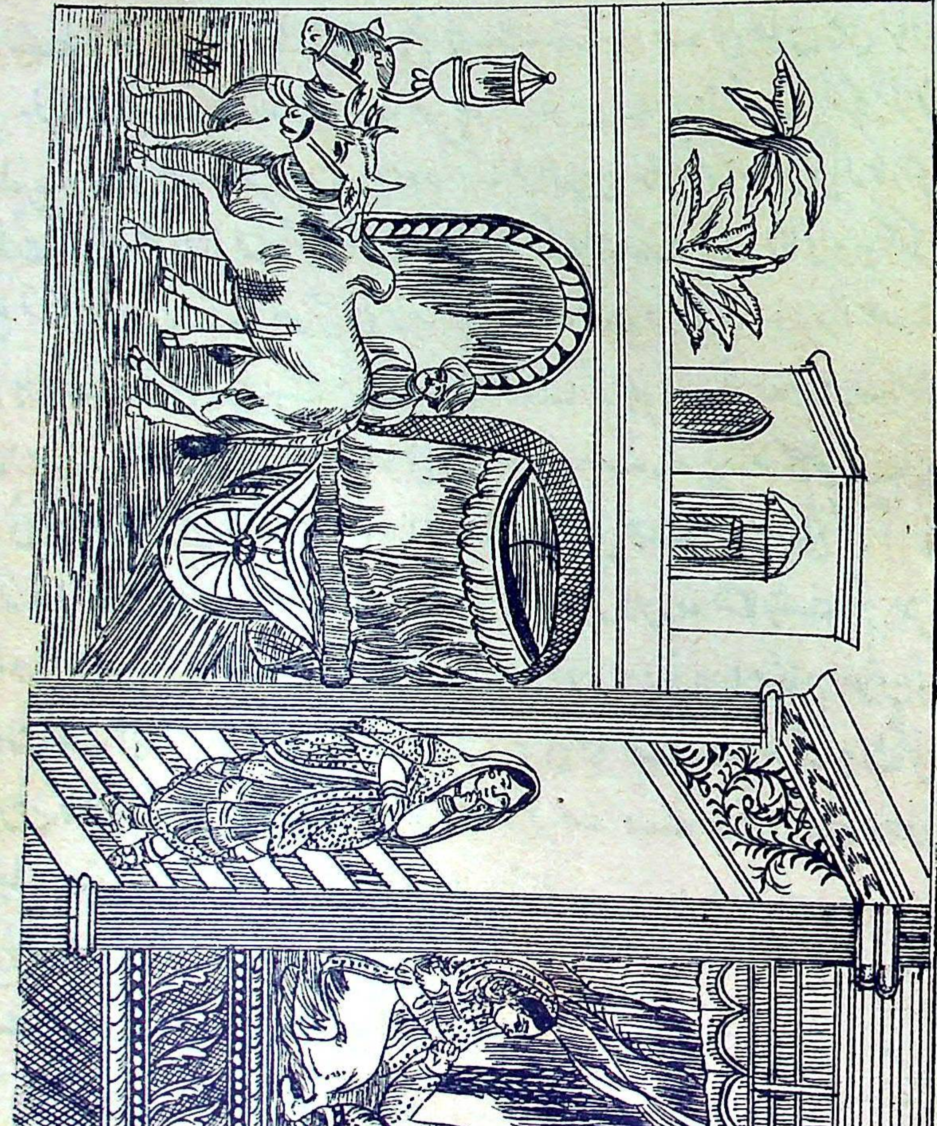

پیشی کے دن تین بجے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے چھوٹے نواب صاحب کو مال مسروقہ خریدنے کے جرم سے بری کر دیا۔ تو اُنکے کل مصاحب اور احباب بدرجۂ غایت محظوظ و مسرور ہوے۔ بڑے نواب صاحب دربار پر بیٹھے دعا مانگ رہے تھے پہلے چھوٹے نواب اپنے والد ماجد کے پاس حاضر ہوے عرض کیا۔ ابا جان لو فتح ہے۔ بڑے نواب کی جان مین جان آئی۔ فرزند دلبند سے کہا بیٹا اب گھر چلو۔ اُنھون نے عرض کیا سرکار تشریف لیچلین۔ فدوی بھی حاضر ہوتا ہے اور امام الدین خان کو حکم دیا کہ ہماری نشست کی کوٹھی صاف کرا رکھو اور کل اشیا قرینے سے لگا دو یہ کہکر باغ تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر مین بہت سے احباب اور اعزا جمع ہوگئے۔ کوئی پانچ بجے جب ذرا جماعت کم ہوئی۔ تو خدمتگار نے اطلاع دی (سرکار) ظہورن آئی ہین۔ چھوٹی بیگم صاحب نے کچھ پیغام بھیجا ہے چھوٹی بیگم اور ظہورن کا نام جو سُنا تو بیوی کی پچھلی محبت اور مغلانی کی اُس قتالۂ عالم چھوکری کی اُٹھتی جوانی یاد آگئی جتنی دیر مین خدمتگار نے عرض کیا اور اُنھون نے سُنا اتنی ہی دیر مین اُن دونون اصنام مہوش کی وجاہت نے ایسا ایسا گدگدایا کہ فرخندہ کی جانب سے طبیعت ہٹ گئی ظہورن کا نام سُنکر یہ اُٹھنے ہی کو تھے کہ فرخندہ نے پانون سے دامن دبا لیا۔ سوچی کہ بیگم صاحب کا پیغام آنا بیڈھب ہے۔ ایسا نہو ہمین جواب دیدین عورت تھی ٹن کی۔ ؎

منہ سے تو کچھ نہ بولی وہ پر فن
پانون سے پر دبا لیا دامن

مگر نواب صاحب بے اعتنائی کے ساتھ چلدیے۔ حکم دیا کہ ظہورن کو ڈولی سے اُتار دو اور اس کمرے مین تخلیے مین بھیجو۔ ظہورن ڈولی سے اُتری۔ کمرے کے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ عطر کی بو باس نے نواب صاحب کے دماغ کو طبلۂ عطار

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نہادیا اور رُخ انور اور پیشانی نورانی اور گوش صفا کوش اور جبین مبین اور ساعد سیمین پر جو نظر پڑی تو بیخود ہو گئے۔

ظہورن (مسکراتی ہوئی) لونڈی مجرا عرض کرتی ہی۔

نواب۔ (جھینپے ہوے) آیئے آیئے تشریف لایئے۔

ظہورن۔ آنے مین تو کچھ ہرج ذری بھر بھی نہین ہی۔ مگر آپ آدمی نٹ کھٹ ہین اس سبب سے کلیجہ کانپتا ہی۔

نواب۔ آؤ تمھین ہمارے سر کی قسم۔ چلی آؤ جی۔

ظہورن۔ ایسی بے طور قسم دے بیٹھے ہین کہ بس۔ اچھا بڑی روٹی کی قسم کھاؤ کہ چھیڑینگے نہین۔

نواب۔ این! ماشاء اللہ آپ بھی اپنے آپ کو کچھ سمجھتی ہین اور جو حسن ہوتا تو زمین پر قدم ہی نہ رکھتین۔

ظہورن اِدھر اُدھر دیکھکر کمرے کے اندر گئی اور فرش پر بیٹھی نواب صاحب کرسی پر متمکن تھے اُنھون نے بہت اصرار کیا کہ ہمارے سامنے والی کرسی پر بیٹھو مگر ظہورن نے کہا یہ ہماری سنجال (مجال) نہین ہی کہ حضور کے سامنے کرسی پر ڈٹ کے بیٹھین۔ نواب صاحب کو چین کہان خود بھی کرسی چھوڑ کر ظہورن کے پاس بھڑ کے بیٹھنے کو تھے مگر وہ ذرا کھسک گئی۔

ظہورن۔ دیکھو چھیڑ خانی نکرنا نواب اللہ جانتا ہی ہم اُٹھ کے چلے جائینگے ہان۔ چھوٹی سرکار تو ہمین آنے نہین دیتی تھین مگر ہم سے نہین رہا گیا مگر حضور سچ کہتے ہین کہ مَرد کی ذات بڑی بیمروت ہوتی ہی۔

نواب۔ تمھاری بیگم صاحب بدگمانی کے سبب سے تمکو ہمارے پاس نہین آنے دیتی ہونگی۔

ظہورن۔ (شوخی کے ساتھ) اے تم مردوُن کو اس بدنیتی کے سوا

اور بھی کچھ آتا ہی۔ تیسون کلام کی قسم کھا کے کہتی ہون دیکھیے اُنکا پیٹھ پیچھا ہی کہ روز رویا کرتی ہین بچاری۔ تین دن سے بڑی حضور اور چھوٹی حضور نے کھانا کھایا ہو تو قسم لیجیے۔ ہزار خرابی سے بیٹھین تو بس دو نوالے بزبردستی کھائے اور ہاتھ کھینچ لیا۔ اور آپ یہان رنگ رلیان مناتے ہین۔

اتنے مین پردے کے پاس سے ایک خدمتگار نے کہا (سرکار فرخندہ اپنے گھر چلی جاتی ہین۔ کیا حکم ہوتا ہی) نواب صاحب تو ظہورن کے دام زلف مین اسوقت گرفتار تھے اور اِس زبان دراز طرار معشوقہ گلعذار خورشید رخسار کی شکوہ سنجی اور والدۂ بلقیس مرتبت اور اہلخانہ حور طلعت کا حال زار سُنکر کسی قدر منفعل اور خجل بھی تھے کچھ جواب نہین دیا۔ ظہورن نے آہستہ سے کہا اے جانے دو موئی چھتیسی چھل پائی کو۔ یہ کہکر چق کے پاس سے جھانکا تو دیکھا ایک دُبلی پتلی سانولے رنگ کی کم سن عورت بہت ہولے ہولے چل رہی ہی۔

ظہورن ایک تو شوخ طبع۔ دوسرے نواب صاحب کی مطلوبہ تیسرے حسن خداداد پر مغرور۔ فورًا آوازہ کسا (دیکھ بتاسا نہ ٹوٹے اور رسان رسان چل) اللہ رے تیری نازکی۔ عورت کاہے کو موئی تپ دق ہی۔ فرخندہ ایک تو یون ہی جلی ہوئی تھی۔ یہ سُنکر اور بھی جل بھُن کے خاک ہو گئی اور بہلی پر سوار ہو کر چلدی۔ نواب صاحب کو اپنے منھ سے کہنا بھی نہ پڑا۔ ایک گھنٹے تک ظہورن نے بیگم صاحب کی بیقراری اور گریہ وزاری اور راتون کو اختر شماری کا حال اس حسرت کے ساتھ بیان کیا کہ نواب صاحب کا دل بھر آیا۔ کہا سنو ظہورن چلنے کو تو ہم چلتے ہین اور اباجان سے بھی وعدہ کر لیا ہی۔ اور فرخندہ کو بھی دھتا بتائی ہی۔ مگر ایک شرط ہی کہ ہم دو محلون کے بغیر نہ رہینگے۔ ایک

محل مین گھبرائے دوسرے مین چلے گئے تم ہمارے گھر پر جاؤ۔

ظہورن۔ (بلجائی ہوئی) یہ بھپاڑسے کسو گنوارن انیلی کو دو جاکے تمنے اُڑائی ہین تو ہم نے بھی بھون بھون کھائی ہین۔ اب ہم کو امی جان سے کہ دنیا پڑا کہ ہمارا نکاح کسو کے ساتھ پڑھوا دین۔ چاہے بیحیائی ہی سہی او بھا بلاسے۔

نواب۔ بس وہ ہمارے ساتھ نکاح پڑھوا دینگی۔

ظہورن۔ نواب اللہ جانتا ہی آج تمنے ہمین بڑا ذلیل کیا۔ ہمارا دل تو صاف ہی مگر لوگ کیا کہتے ہونگے کہ یہ جوان جہان چھوکری وہان اکیلے مین نواب کے پاس کیون بیٹھی ہی گھر سے نکلواؤگے کیا۔

نواب۔ (بوسہ لینے کو تھے) بڑی وہ ہو۔

ظہورن۔ (دروازے کے پاس آنکر) بس بہت چونچلے نہ بگھارو یہ نخرے اٹھاؤ۔ گزو۔ ازی۔ ذزیلھ۔ لزے۔ گزا۔

نواب۔ پزرت۔ وزا۔ گزیا۔ ہزی۔

دو گھنٹے تک نواب صاحب اور بی ظہورن اُس کمرے مین رہین اور جب باہر برآمد ہوئین تو دونون بند پالکی گاڑی مین سوار ہوے اور حوالی موالی سب بھاپ گئے کہ ظہورن محل مین داخل ہوگیئن تھوڑی دور کے فاصلے پر ظہورن کی ڈولی تھی۔ گاڑی رُک لی گئی ظہورن ڈولی پر سوار ہوئین۔ اور گاڑی سے اُترتے وقت نواب صاحب کے گال مین بہت آہستہ سے چٹکی لی۔

نواب صاحب کے ہان اندر سے باہر تک سب خوش۔ بڑی بیگم نے جو لڑکے کو اتنی مدت کے بعد دیکھا تو مارے خوشی کے آنسو روان ہوے چھوٹی بیگم کے پاس گئے تو کئی منٹ تک یہ مارے جھیپ اور وہ مارے خوشی اور حیا کے خاموش رہین اِسکے بعد نواب صاحب

نے زلف چلیپا کو جو رخسار تابان پر مار سیاہ کی طرح لہرا رہی تھی ہٹا کر ایک گرما گرم بوسہ لیا اور کہا ہم اپنی بد اعمالیون سے خود نادم ہین۔

اب سنیے کہ باہر آئے تو سنا کہ بڑی بیگم صاحب نے محلے کی کل مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے ہین اور بڑے نواب صاحب نے تھیٹر والے پارسیون کو چار ہزار روپیہ دیکر تماشہ کرنے کو بلایا ہی۔

دوسرے روز دس بجے شب کے تماشا شروع ہوا۔ شہ نشینون کے اوپر کے کمرون مین بیگمات مخدرات پردے مین بصد آن بان متمکن تھین۔ اور محفل مین شہزادگان گردون مدار اور روساے ذوی الاقتدار اور عمائد و امرا رونق بخش تھے۔ اور بارہ دری کے باہر دو مقام پر شامیانون کے نیچے ناچ ہوتا تھا۔ بارہ دری کے پردے جواہر نگار پر بہار۔ ہر در و دیوار۔ لطافت بار۔ بارہ دری چراغان سے جگمگاتی ہے۔ رات شب قدر کو شرماتی ہے۔ باہر دکانین جمی ہین۔ کوئی بی بی ساتن کے دھون کی خیر مناتا ہی۔ کوئی چرس کا دم لگاتا ہے۔ تنبولی کی دکان پر بھیڑ لگی ہے۔ گلوری پر گلوری بناتا ہے پیسے مین منھ لال ہے ہوباگرو کر ڈالا کھپے کا منھ کالا سوڈا واٹر والا۔ بوتلون پر بوتلین کھولتا جاتا ہے۔ دنادن کاگ اڑتا ہی۔ تماشا شروع ہوا نواب صاحب اور منجھو صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کرسیون پر بیٹھے تماشا دیکھنے لگے۔ تماشے کے بعد ایک دلچسپ نقل شروع ہوئی۔

ایک نوجوان عورت موجد رسم دلربائی طراز آستین خودنمائی طاؤس زیب ملائک نظر فریب۔ آفت ہوش۔ ستم کوش۔ سرتا سرخ ساری پہنے آئین۔ وہ سرخ ساری کہ یاقوت احمر ہیرا کھائے۔ معشوقون کے لعل لب کو شرمائے اور اس حور وش کے ساتھ اسکا شوہر بھی آیا۔ میانہ قامت گدرایا ہوا بدن مارواڑیون کی سی لال پگیا سر پر جمائے ہوے۔

مرد۔ ایک کام کو جاتا ہون ابھی آتا ہون۔

عورت۔ اچھا جائیے۔ مگر ایسا نہو کہ غوطہ لگاؤ تو کل تک نہ آؤ۔

مرد۔ نہین دو تین گھنٹے مین آجاؤن گا۔

حضرت چلے گئے۔ اثنائے راہ مین ایک دوست سے کہا کہ ہمین نوکر کی ضرورت ہی۔ ہمارے پاس کوئی آدمی نہین ہی۔ کوئی ہوشیار آدمی تلاش کر دیجیے۔ اُنھون نے کہا اچھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جوان آدمی کو ساتھ لائے اور کہا لیجیے خدمتگار حاضر ہی نوکر رکھ لیجیے۔

مرد۔ تم نوکری کروگے۔

خدمتگار۔ (آہستہ سے) ہان۔

مرد۔ کیا کہا۔

خدمتگار۔ مین نے کہا ہان۔ لیکن ایک شرط ہی آپ آدمی ذرا عقل کے بھدے معلوم ہوتے ہین۔

مرد۔ مطلب یہ کہ نوکری کروگے۔

خدمتگار۔ (باآواز بلند گھڑک کر) ہان۔ ہان۔ ہان۔

مرد۔ یہ بدتمیز معلوم ہوتا ہی۔

دوست۔ بڑا کھرا آدمی ہی۔

مرد۔ تمھارا کیا نام ہی۔

خدمتگار۔ جعفر۔

مرد۔ اچھا جعفر تم ہمارے ساتھ رہو۔

خدمتگار۔ بہت خوب۔

جعفر کو لیکر چلے تو ایک باؤلی کے قریب پہونچے۔ پن بھریان پانی بھر رہی تھین ایک سے ایک بڑھکر حسین و نازنین۔ کوئی جادو نگاہ کوئی غیرت مہر و ماہ کسی کی دھانی پوشاک جس سے پکھراج شرمائے۔ کسی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

سے کی گلابی دھوتی - جو ہے نئے ہی رنگ اور نئے ہی ترنگ مین

ہر لطف حسینون کی دورنگی کا امانت
دو چار گلابی ہون تو دو چار بسنتی

آقا - جعفر جعفر - او جعفر -

جعفر - اجی کیون غل مچاتے ہو بیکار -

آقا تو تم بولے کیون نہین -

جعفر - گھورین کہ بولین -

آقا - ہان رنگین مزاج بھی ہو -

جعفر - کیسے کچھ پرلے سرے کے -

آقا - ان مین سے کسی کا زیور اُتار لاؤ تو کھرے ہین -

جعفر - اجی یہ مجھ سے نہو گا -

آقا - ہائین وجہ - نہونے کا سبب -

جعفر - پکڑا جاؤن - جوتیان کھاؤن - الّو بنون - سزا پاؤن -

آقا - مین ایک تدبیر ایسی بتاتا ہون کہ سزا سے بھی بچو اور مطلب بھی نکلے -

جعفر - تو پھر کیا ہے - سب کا زیور اُتار لاؤن -

آقا - تو کنکریان لیے کھڑا رہنا - جب عورتین ادھر پانی لیکر نکلین تو ایک کنکری پھینکنا جو رنگیلی ہوگی اشارے سے بُلا لیگی -

جعفر - تو جاؤن پھر -

آقا - جاؤ -

میان جعفر کونے مین چپ چاپ کھڑے رہے - عورتین باؤلی پر آئین پانی بھرا تین گئین - جب چلنے لگین تو جعفر نے ایک عورت پر کنکری پھینکی - وہ پاک دامن تھی چپکی چلی گئی پھر دوسری آئی - اُسپر کنکری پھینکی تو وہ بھی چلدی - اُس

ادھر ایک بانکی عورت آئی انپر جو جعفر نے کنکری پھینکی تو پھیر کر اشارے سے بُلایا جعفر ریشہ خطمی ہی تو ہوگئے نہایت بشاش ہوئے کہ منھ مانگی مراد پائی۔ پری پیکر اُڑکر آغوش مین آئی لپکے اور اُسکے ساتھ اُسکے گھر گئے اُس رنگیلی عورت نے جعفر کو بیجا کر بڑے تپاک سے بٹھایا اور پیار کی باتین شروع کین۔

جعفر- آپ کا نام کیا ہی۔

عورت- کیسر-

جعفر- اہو ہو ہو- آپ کا نام کیسر اور میرا نام جعفر- دونون نام ایک سے۔

کیسر- آپ کی ملاقات سے ہم بہت محظوظ ہوے۔

جعفر- آپ کی عنایت-

کیسر- کبھی کبھی آیا کیجیے۔

جعفر- کبھی کبھی کیا معنی مین تو چاہتا ہون کہ روز آؤن۔

کیسر- واہ اِس سے کیا بہتر ہی نیکی اور پوچھ پوچھ۔

جعفر- حورون کا ذکر سنتے تھے آپ کو آنکھون دیکھا- ؎

وصف واعظ سے تو ہم سنتے ہین حسن حور کا
کون جانے جھوٹ ہی یا سچ ہی شہرہ دور کا

کیسر- واہ آپ البتہ حسین جہان ہین- ؎

تمھاری سرخی لب نے اڑایا رنگ ہنس ہنسکر
حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

جعفر- ہم لاکھ حسین ہون پھر مرد ہین تمھارے حسن و نزاکت کا بھلا مقابلہ کر سکتے ہین کیا مجال-

کیسر- کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہی-

جعفر- ہان کچھ کچھ-

کیسر- کچھ گائیے-

جعفر- بہت خوب-

جعفر ایسے مزے مین آئے کہ بے ڈھرک گانا شروع کیا۔ ؎

جب رخ سے حجاب اس گل رعنا نے اُٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اُٹھایا
گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اُٹھایا
اُٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اُٹھایا
دل تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون
کیا داغ نہ تھا جو لالۂ صحرا نے اُٹھایا
شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اُٹھایا

کیسر۔ واہ آپ نے اسوقت نہایت محظوظ کیا۔

جعفر۔ لطف تو جب ہی کہ آپ بھی ہمین محظوظ کرین۔

کیسر۔ (مسکرا کر) ؎

تمنا ہی بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم
تری اس بھولی صورت کو تری پیاری چتونکو

جعفر۔ احسان ہی ؎

بوسہ دو ہمین بغیر مانگے
اتنی ہمت تمھین خدا دے

کیسر۔ ہمارے میان تمھارے سے جوان نہین ہین۔

چمن مین مے کا مزہ ہی جو پاس یار بھی ہو
ہواے سرد بھی ہو ابر نو بہار بھی ہو

جعفر۔ ہان اس رنگ مین بھی ہو پھر لاؤ۔

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے
رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

کیسر۔ کل۔

جعفر۔ کیسر پیاری (کیسر کا گورا گورا ہاتھ چوم لیا۔

کیسر۔ (ہاتھ چھڑا کر) آج جائیے کل آئیے گا۔

جعفر۔ واہ کیا خوب۔ ؎

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اُٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

کیسر۔ (منھ پر ہاتھ رکھکر مسکرائی)۔

جعفر - شکریہ ہے - ۵

تجلی کی چمک رہ گئی آنکھوں کے سامنے
منھ پر کسی نے رکھ لیے جب مسکرا کے ہاتھ

کیسر - اب جاؤ - لو یہ ایک اشرفی لو کل نو بجے رات کو آنا -

جعفر نے اشرفی لی اور نہایت ہی محظوظ ہو کر چلے - راہ مین اِنکے آقا اِنکو ملے -

آقا - کہو کوئی ہتے چڑھی -

جعفر - اہو ہو ہو - اہو ہو ہو -

آقا - کیا پایا معلوم ہوتا ہے کسی نے بلا لیا -

جعفر - اہا ہا ہا -

آقا - ارے کچھ کہیے گا بھی -

جعفر - کچھ نہ پوچھو -

آقا - توبہ - عجب آدمی ہے - ارے منھ سے بول تو بھلے مانس -

جعفر - کئی عورتین آئین - کنکری پھینکی چلی گئین - ایک پری پیکر پر اوھر کنکری پڑی اِدھر اُسنے مجھے بلایا - اور اُچک کر ہم ساتھ ہو لیے مجھے اپنے گھر لے گئی -

آقا - واہ وا چین ہی چین لکھتا ہے - مکان کہان پر ہے -

جعفر - اجی مرغی بازار کے آگے تمھاری دکان ہے نہ - اُس کے بائین ہاتھ کو گلی گئی ہے - اُس گلی مین جو پہلا مکان ہے -

آقا - کیا کہا - مرغی بازار کے پاس جو گلی اور اُسکا پہلا مکان -

جعفر - ہان ہان جی شبیر پٹی جبکی ہے -

آقا - ارے غضب یہ میرے ہی گھر مین گھس گیا - ۵

کس نیا موخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اِس نے ہم ہی پر ہاتھ صاف کیا -

جعفر - ایسا اچھا مکان ہی کہ جی خوش ہو گیا -

آغا - اچھا پھر کیا ہوا -

جعفر - غزل گائی پیار کی باتین کین - ایک اشرفی دی اور کہا کل نو بجے آنا -

آغا - ہان تو تم نو بجے کل ضرور جانا -

جعفر - مین تو جاؤنگا مگر تم میرے پیچھے ہی رہنا -

آغا - ارے مین تو خود بخود ساتھ رہون گا - تو جا تو -

دوسرے دن نو بجے جعفر حسب ارشاد کیسر کے مکان پر گئے - کھولو کھولو دروازہ کھولو -

کیسر - کون ہی -

جعفر - مین ہون جعفر -

کیسر نے نازو ادا کے ساتھ اُٹھکر دروازہ کھولدیا جعفر اندر تشریف لائے -

جعفر - کہو جان جان اچھی تو رہین -

کیسر - ہان شکر ہی کہیے آپ کا مزاج -

جعفر - آپ کو دیکھا گویا قارون کا خزانہ ملگیا -

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجھے دل کی گواہی سے
زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الٰہی سے

اتنے مین اس عورت کا شوہر آگیا اور جعفر کو الماری کی آڑ مین چھپنا پڑا آتے ہی میز کے نیچے خوب لکڑیان لگائین مگر جعفر وہان سے چلے گئے تھے - راہ مین میان جعفر ملے -

جعفر - سلام ہی -

آغا - کہو گئے تھے -

جعفر - گئے اور بیچ کھیت گئے اور خوب باتین کین -

آغا - پھر کیا ہوا - جلد جلد بتا - سب حال - بولو -

جعفر - اجی تو بولتے بولتے بولون کہ باک اُٹھون - مثلاً - لکھتا ہون - کہتا ہون

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

آقا۔ ہم ایسا آدمی نہین چاہتے۔ جھٹ پٹ کیون نہین بتاتا۔ بولو جلد بولو۔

جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پیار کی باتین کین مجھے دیکھکر کیسر کھلی جاتی تھی۔

آقا۔ "پیچھے کیا ہوا"

جعفر۔ برفی کھلائی احمدآباد سے آئی تھی۔

آقا۔ (آہستہ سے) ارے رے رے۔ احمدآباد کی برفی بھی کھلائی کمبخت نے۔

جعفر۔ پانی پیا۔ پھر پان کھایا۔

آقا۔ ارے پتھر کھائے۔ پھر کیا ہوا۔ انجام کیا ہوا۔

جعفر۔ مزے سے بیٹھا تھا کہ اُسکا شوہر آگیا۔ خدا اُسکو غارت کرے روسیاہ ہو مردود۔ خدا سمجھے اُس سے وہ آگیا۔ آواز دی کھولو۔ کھولو جلدی کھولو۔ بڑی مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا۔ مگر بخیر گذشت۔

آقا۔ پھر کیا ہوا۔ تجھکو دیکھ لیا تھا۔

جعفر۔ اے توبہ اُسکی کیا حقیقت ہی۔ کیا مجال۔ اسکی عورت بڑی چالاک مگر مرد نرا گدھا

راوی۔ حضرت نے جو اپنی سرگذشت سنی تو منھ بنایا۔ مگر خاموش منظور تو یہ تھا کہ جعفر کو کیسر سے باتین کرتے ہوے گرفتار کرین۔ واہ

آقا۔ پھر تمکو کہان چھپا دیا تھا۔

جعفر۔ الماری کے اُدھر۔

آقا۔ ارے رے رے۔ سب کہین دیکھا۔ الماری کے اُدھر دیکھنا ہی بھول گیا افسوس صد افسوس۔ خیر اب سہی۔

جعفر۔ اُسکے شوہر نے آتے ہی چوطرفہ دیکھنا شروع کیا اور وہ غل مچایا کہ توبہ ہی بھلی۔ ہوش اُڑ گئے۔ مگر مجبور۔ اِدھر اُدھر دیکھکر وہ تو چل دیا پاگل تو ہے ہی۔ گھامڑ زمانے بھر کا۔ عورت نے مجھسے کہا آؤ ڈرتے ڈرتے الماری کے اِدھر اُدھر دیکھ بھال کرین اُس قید تنہائی سے کیسر کے سامنے آیا۔

آقا۔ اچھا جلدی بتاؤ پھر ہوا کیا۔

جعفر۔ مجھے اسکے تین اشرفیان دین۔

آقا۔ ہان تین اشرفیان دین۔

جعفر۔ اجی روز ایک ایک اشرفی بڑھتی ہی جائیگی۔

آقا۔ (جلکر) ہان کیون نہین۔ ایک ایک اشرفی روز بڑھتی ہی جائیگی آج کسوقت بُلایا ہی۔

جعفر۔ گیارہ بجے رات کو۔

آقا۔ ضرور جانا۔ ایسا نہو سو جاؤ۔

جعفر۔ واہ سوتے کوئی اور ہونگے۔ ہونھ۔ سونے کی ایک ہی کہی۔

آقا۔ اچھا تو پھر ضرور ضرور جانا۔

جعفر۔ مین تو جاؤنگا اِس مین شک ہی نہین۔ مگر آپ میرے ساتھ ہی رہیگا ایسا نہو اکیلا چھوڑ دیجیے۔ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اُسکے شوہر کو قتل کر ڈالین پھر چین ہی چین لکھتا ہی۔

اِس فقرے کے سنتے ہی انکا جی چاہا کہ جعفر کو قتل کر ڈالین۔ مگر غصے کو ضبط کیا۔ اور خاموش ہو رہے۔

شب کو میان جعفر پھر پہونچے۔ کھولو۔ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ کیسر نے شوخی کے ساتھ اُٹھکر دروازہ کھولا تو میان جعفر تشریف لائے۔

جعفر۔ کہیے مزاج شریف۔

کیسر۔ آپ ہی کے انتظار مین تھی۔

جعفر۔ مین ٹھیک وقت پر حاضر ہوا۔ مگر وہ کمبخت تو نہ آتا ہوگا۔

کیسر۔ نہین۔ وہ یہان کہان۔ وہ خدا جانے کس پھیر مین ہوگا۔

جعفر۔ کل تو اُسنے جان عذاب مین کر دی۔ ناک مین دم کر دیا سخت مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا۔

اتنے مین اُنھون نے آتے ہی غل مچایا - کھولو - کھولو - دروازہ کھولو جعفر کے ہوش فقرو - حواس پیترا - بوکھلایا ہوا چوطرفہ پھرتا ہی - کہان چھپون آج کہان چھپون - آج مار ہی ڈالے گا - اب زندہ نہ چھوڑے گا - واسطے خدا کے بچائے کیسر -

کیسر - الماری کی آڑ مین چھپ رہ -

جعفر - اب آج وہان نہ چھپونگا -

کیسر - اچھا صندوق کے اندر چھپ رہ -

جعفر روتے پیٹتے صندوق مین داخل ہوئے - اُنکے آقا تشریف لائے اور آتے ہی الماری کے اِدھر اُدھر اتنے ڈنڈے لگائے اتنے ڈنڈے لگائے کہ توبہ ہی بھلی - گھر بھر مین ڈھونڈھا - چوطرفہ تلاش کی کوئی جگہ باقی نہ رکھی -

مرد - بتا کہان ہی -

عورت - ہائین - ہائین! کچھ خیر ہی -

مرد - خیر کے بھروسے نہ رہنا - ہان بس کہہ دیا ہی -

عورت - تو کیا ہی کیا -

مرد - وہ کہان ہی -

عورت - وہ کون - آخر کچھ معلوم تو ہو -

مرد - وہ جسکو اشرفیان دین - برفی کھلائی - پان چکھائے - مزے مزے سے باتین کین - اور کون - اور اوپر سے باتین بناتی ہی -

عورت - کیا! (تنک کر) ہوش کی دوا کرو -

مرد - اب بتا دو کہ ہی کہان - مین ایک نہ مانونگا - ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور کیونکر مان لون - بیوجہ -

عورت - تم کیا کہتے ہو - ہماری تو سمجھ ہی مین نہین آتا کچھ -

مرد۔ ہان ٹھیک ہی۔

عورت۔ (منھ بناکر) تین چار دن سے جب آتے ہین ہلڑ ہی مچاتے ہین۔

مرد۔ ہان ہلڑ مچاتے ہین۔

عورت۔ زار زار رونے لگی۔

مرد۔ اس رونے سے کیا ہوگا۔

عورت۔ تو مین نے کیا کیا۔

مرد۔ یہان کون آیا کرتا ہی۔

عورت۔ واہ (روکر) آنکھین ہی پھوٹین۔

مرد۔ کسکی۔ کسکی آنکھین پھوٹین۔ یہ نہ بتائے گی۔ میری آنکھین پھوڑتی ہی یا اُسکی وہ جو آتا ہی۔

الغرض عورت نے بہت کچھ مکر کیے مگر اِسکے شوہر نے کہا مین ایک نہ مانونگا تو بڑی مکار ہی۔ تین دِن سے ایک آدمی یہان آتا ہی۔ اور روز روز کا کچاّ چٹھا مجھے کہ سناتا ہی ایک دن میز کے نیچے چھپایا۔ دوسرے دِن الماری کے پاس۔ تیسرے روز کہین اور چھپایا ہوگا۔ ہم آج گھر ہی پھونک دینگے جس مین وہ جل بھن کے خاک ہو جائے۔

عورت۔ اچھا پھونک دو۔

مرد۔ اب دیکھین کدھر بچ کے جاتا ہی۔

عورت۔ اچھا پھونک دو۔

مرد۔ لاؤ آگ۔

عورت۔ یہ روپیہ اور زیور اور اشرفیون کا صندوق تو یہان سے ہٹا دو۔

مرد۔ یہ کیون۔

عورت۔ سب پھونک دوگے تو کھاؤگے کیا۔

مرد۔ اچھا۔

عورت نے کہا صندوق اٹھاو۔ حضرت نے صندوق اُٹھایا تو پانی اُن پر گرنے لگا۔

مرد۔ یہ صندوق سے پانی کیسا گرتا ہی۔

عورت۔ اسمین گنگا جل رکھا تھا۔ گر پڑا ہوگا۔

صندوق اُٹھا کر اُنھون نے علیحدہ رکھ دیا۔ اور گھر بھر پھونک دیا تھوڑی دیر کے بعد اکڑتے ہوے نکلے۔ موچھون پر تاؤ دیکر کہتے تھے کہ اب تو ہمنے پھونک دیا۔ دیکھین میان جعفر اب کیونکر آتے ہین۔ یہ کہتے ہی تھے کہ جعفر آن موجود ہوے۔

آقا۔ ارے! یہ بھوت بنکر آیا۔ کیونکر آیا آخر۔ کہان تھے۔

جعفر۔ اجی آج کا حال نہ پوچھو۔

آقا۔ کچھ تو بتاؤ۔ نہ پوچھو کیا معنی۔ بتاؤ۔

جعفر۔ گیا۔ بیٹھا۔ پان کھایا۔ باتین کین۔ مزے سے گپین اُڑ رہی تھین کہ وہ بدبخت بدنصیب پلید نالائق نابکار پھر آن پہونچا۔

آقا۔ ہان پھر کیا ہوا۔ مطلب کی بات چھپا جاتا ہی۔

جعفر۔ سُنتے جلئے اب جاؤن تو کہان جاؤن۔ بو۔ بو۔

آقا۔ بھاڑ مین جا۔ مطلب تو کہ۔ پھر ہوا کیا۔

جعفر۔ اجی ہوتا کیا عورت تو بڑی چالاک ہی۔ مگر مرد گدھا ہی۔

آقا۔ ہان ہان گدھا تو ہی ہی۔ مطلب بیان کر۔ جلد بتا۔

جعفر۔ صندوق مین مجھے بند کر دیا۔

آقا۔ ارے رے رے سب کہین دیکھا صندوق ہی مین نہ دیکھا۔ افسوس (ہاتھ ملکر) کیا رنج ہوا ہی کہ بیان سے باہر۔

جعفر۔ آنکر چوطرفہ دیکھا گدھے نے۔ اِدھر۔ اُدھر۔ اوپر۔ نیچے۔ الماری کے آس پاس۔ میز کے نیچے۔ کہین پتا نہین۔ اپنی جورو پر بہت خفا

ہوا خوب للکارا۔

آقا۔ پھر کیا ہوا۔

جعفر۔ صندوق اُٹھا کر لیچلا۔

آقا۔ ارے رے رے۔ گھر بھر پھونک دیا مگر اُسکو چھوڑ دیا۔

جعفر۔ اجی کوئی ایسی تدبیر نہین کرتے کہ اُسکے شوہر کو مار ڈالو۔ تو وہ ہمارے ساتھ بھاگ جائے کاٹھیاوار جانے والی ہی۔

آقا۔ ہان ہان فکر ہو جائیگی۔ پھر تو چا۔

جعفر۔ بھیج دوگے۔

آقا۔ ہان ضرور بالضرور (آہستہ سے) بھیج دونگا کالے پانی۔

جعفر۔ اجی صندوق بڑا بھاری تھا۔ مگر اسنے اُٹھا ہی لیا۔

آقا نے جھلا کر خوب پیٹا۔ جعفر بھاگا۔ آقا پیچھے۔ جعفر آگے آگے بھاگا۔ یہ جا وہ جا۔

نقل کے بعد صحبت رندان می آشام آراستہ ہوئی نصرت الدولہ اور دو ایک اور روُسار تو تھوڑی تھوڑی پی کر رخصت ہوے مگر ان لوگون نے بوتلون پر بوتلین لنڈھائین کوئی گیارہ بجے تک پیا کیے اتنے مین امام الدین اُٹھے مگر لڑکھڑائے اور گرے۔ تہور نے کہا یا علیؑ اُف۔ بہت بچے بھئی بہت ہی بچے۔

نواب صاحب کرسی پر سے گرے۔ دھم۔ تہور نے لپک کر اُٹھایا اور حاتم علی اور جھمن کو پکارا۔ تینون نے ملکر کرسیان ہٹائین پلنگ بچھایا۔ نواب صاحب کو بہزار خرابی پلنگ پر سلایا۔ تراب علی کو جگایا اُٹھا کر بٹھایا۔ مگر وہ پھر لڑھک رہے تہور نے کہا۔ اُف آج سب کے سب بہت پی گئے۔

حاتم علی۔ سزا بے اعتدالی کا انجام یہی ہی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

جھمن - یہ امام الدین خان جو چاہین سو کرین -

تہور - اور آج خود بھی بہت پی گئے -

جھمن - دیکھو نہ پڑے ہین چارون شانے چت -

حاتم علی - سزا ہمکو نکلوا دیا تھا - جلتے ہین نہ ہم سے جلا کرین -

جھمن - ہم کو بھی دھروا دیا تھا جی - وہ کیا چوکتا ہی -

تہور - اب کوئی علاج تو بتائیے -

حاتم علی - علاج کیسا بس سونے دیجیے - دو تین گھنٹے مین ہوش آجائے گا -

تہور - سب کے سب پڑے ہین آج - نہ وہ چہچہے ہین - نہ دل لگی -

جھمن - اور سنیے - یہ چہچہے لیے پھرتے ہین - ہوش تو بجا نہین کسی کے کہنے لگے چہچہے - یار کسی تدبیر سے امام الدین خان کو نکلوانا چاہیے یہان سے مگر مشکل ہے ذرا - ذرا کیا بہت مشکل ہے یہ مزاج مین دخیل ہو گیا کسی کی دال ہی نہین گلنے دیتا ہی کیا کیا جائے -

تہور - دیکھیے تو سہی ہوتا کیا ہی -

تہور نے چپکے سے امام الدین خان کا انگرکھا چاک کر ڈالا اور باہر سے کیچڑ لا کر پائجامے مین مل دی - اور ٹوپی فرش کے تلے چھپا رکھی - تراب علی کا پائجامہ تھوڑا سا چاک کیا اور پٹے قینچی سے کتر کر اِدھر اُدھر منتشر کر دیے - اور کہا کیون کیسی سوجھی - جھمن اور حاتم علی بہت ہی ہنسے -

حاتم علی - واہ بھئی کیون نہو - اللہ جانتا ہے خوب سوجھی شاباش شاباش -

جھمن - اُستاد ہو - آج ہم مان گئے - دور کی کوڑی لائے

واللہ۔

حاتم علی۔ ڈنڈل دو تہور کے۔ اور لطف یہ کہ معًا سوجھی ہے آمد ہی نہ۔

تہور نے دیکھا کہ اور تو سب نے مزے مزے شراب لنڈھائی ایک ہم ہی رہے جاتے ہین چپکے سے ٹمبلیر مین تھوڑی سی انڈیلی اور پانی ملا کر پی گئے۔ حاتم علی نے کہا اور سنیئے یہ تو خود ہی پینے لگے بس جاؤ تم کہہ چکے۔ اب تمھارے قول و فعل کا بھی اعتبار نہین رہا جھمن نے بھی ڈانٹ بتائی۔ مرد خدا یہ کیا کفر کی باتین ہین۔ اے لاحول بس اب تم خود اپنے آپے مین نہ رہوگے۔ امام الدین خان اور تراب علی کو دھروانا تو دور ہے۔ تم کہین آپ ہی نہ دھرے جاؤ تہور نے کہا آپ دیکھتے ہی جائیے۔ ممکن کیا کہ ذرا معلوم بھی ہو کہ اسنے پی ہے۔ ایسی بات ہے بھلا۔ کیا مجال۔ ہمکو بھی کوئی وہ مقرر کیا ہی۔ تراب علی اور امام الدین خان ہم نہین ہین۔ یہ کہکر تہور نے تھوڑی اور پی۔

جھمن۔ چلیے یک نشد دو شد۔

حاتم علی۔ بلکہ سہ بلکہ چہار شد۔

تہور۔ جی کہین شد نہو۔ ہونھہ۔ کیا الّو سمجھے ہین۔

جھمن۔ سب یہی کہتے ہین۔ اور پھر الو بن جاتے ہین۔ امام الدین خان بھی یہی کہتے تھے۔

حاتم علی۔ جی تراب علی بھی بنکارتے پھرتے تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست

اِستنے مین میر گلباز آئے۔

حاتم علی۔ آئیے آئیے میر صاحب آئے ہین۔ کہیے شہر کی کیا خبرین ہین

میر گلباز۔ اسوقت ایک مژدہ سنا۔ جی خوش ہوگیا۔ سنا کہ بڑے صاحب نے حضور سے کہا کہ ہم مقدمہ اپنے اجلاس مین منتقل کرینگے

بڑی خوشی ہوئی۔ میر گلباز نے پوچھا این! کیا سب کے سب غٹ ہین آج۔ یہ امام الدین خان پڑے ہین۔ واہ ہے۔ اور یہ کون ہے۔ تراب علی شاباش۔ اور حضور بھی بیہوش سے معلوم ہوتے ہین۔ یہان تھور تم نے بھی چسکی لگائی ہے۔ حاتم علی نے کہا اجی سب بے کیف ہین یہان تھوڑنے تو تھوڑی سی ابھی پی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ یہ بھی نشے ہین چور ہو جائینگے ایک ہم اور جھمن البتہ بچے ہوئے ہین ابھی تک باقی خیر صلاح۔ میر گلباز نے کہا بڑی شرم کی بات ہے خدا گواہ ہے بڑی شرم کی بات ہے خیال تو کیجیے اتنے بڑے رئیس اور یہ حرکتین اے لاحول اسوقت کوئی آئے تو کیا کہے۔ لعنت اور نفرین کرتا ہوا یہان سے جائے یا نہین۔ ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلطست
بلکہ مے مے شود از صحبت نادان بدنام

یہ صحبت نادان ہے۔ ایک وہ پڑا ہے۔ ایک یہ لوٹ رہا ہے۔ انکو دیکھیے دنیا و مافیہا کا ہوش ہی نہین۔ یہ میخواری ہے یا سیہ کاری۔ ہے لاحول واللہ پچاسون بار پینے کا اتفاق ہوا مگر ایسی حرکت کبھی نہین سرزد ہوئی کہ آپے سے گذر جائین کیا مجال۔ لطف میخواری یہ ہے کہ چسکی لگاتا جائے کباب کھاتا جائے مزے مزے کی باتین ہو رہی ہین۔ چہل ہے لطف زندگی ہے۔ یہ نہین کہ پیتے کے ساتھ ہی ہوش ففرو حواس رخصت اے لاحول۔ یہ لکچر دیکر میر گلباز نے ایک جام پیا۔

حاتم علی۔ این! کیا خوب

جھمن۔ خود فضیحت و دیگران را نصیحت۔

حاتم علی۔ اتنی لمبی چوڑی تقریر کے بعد چسکی لگائی۔

جھمن۔ نہ رہا گیا نہ آخر۔ ع۔

چھٹتی نہین ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

حاتم علی - ہاے افسوس - واللہ ابھی لاحول پڑھتے تھے اور اب خود چسکی لگا رہے ہین -

میر گلباز - (بآواز بلند) رباعی

زاہد تو بہ تقوے وریا ارزانی
من دانم و بیدینی و بے ایمانی
ہان باش چنین و طعنہ بر غیر مزن
من کافر و من یہود و من نصرانی

تہور نے چپکے سے کہا ابھی اور پی لو تو تمھاری بھی گت نباؤن گا کیچڑ نہ ملی ہو تو تہور نام نہین - حاتم علی اور جھمن مسکرائے تو میر گلباز سمجھے کہ ہماری کسی بات پر ہنسے - کہا اب یون تو چاہے جسکو نبا لو - مگر انصاف شرط ہی - کوئی کلمہ کوئی بہکی بات کوئی لفظ ایسا زبان سے نکلے جس سے بیہوشی کا ثبوت ہو تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن - ایسی بات ہی بھلا - ہرگز نہین یہان تو وہ مشق بہم پہونچائی ہی کہ اگر بوتل کی بوتل لنڈھا جاؤن بھی تو معلوم نہو کہ پی یا نہین -

تہور آدمی تھا کائیان - بولا میر صاحب یون گپ اڑانے کو کہو مین بھی اڑایا کرون مگر اللہ جانتا ہی آدھی بوتل بھی پیو تو تین دن تک ہوش نرہے کہین ٹھہر اور اپیا ہو گا - یہ ولایتی ہی - خاص برانڈی - میر صاحب جھلا کر بولے نہ پیے اُسکی بھی ایسی تیسی اور نہ پلاے اُسکی بھی ایسی تیسی تہور نے بوتل سامنے رکھ دی آدھی بوتل سے کوئی چار پانچ ماشے کم تھی - میر گلباز نے چسکی پر چسکی لگائی - جام پر جام پیا - تو جھومنے لگے اٹھے مگر لڑکھڑائے - بیٹھے تو طبیعت بے چین - کسی بات کا ہوش باقی نہ تھا - ہان بس ہوش تھا تو اس بات کا کہ پیتے ہی جائین - کرسی پر پھر جا بیٹھے سوڈا کی ایک بوتل کھولی - دن کی آواز سے امام الدین خان چونک پڑے مگر نشہ تیز تھا پھر سو رہے - ادھر میر گلباز نے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لونڈ پیا۔ اہا ہا ہا۔ کیا خوش ذائقہ ہے۔ ذائقہ خوش ہے۔

جھمن نے اشارے سے کہا چڑھ گئی۔ حاتم علی نے مسکرا کر گردن پھیر لی۔ تہور گردن ہلانے لگے کہ ہان اب راہ پر آئے۔ تھوڑی دیر مین تنکے چننے لگو تو سہی۔ میر گلباز نے پھر گلاس مین انڈیلی اور چسکی لگائی اور یون غل مچایا۔ ؎

بہت سے غم گیتی شراب کم کیا ہی
غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہی

تہور نے سمجھایا کہ آہستہ آہستہ کہیے غل نہ مچائیے۔ میر گلباز فرش پر لیٹے مگر لیٹتے ہی اُٹھ بیٹھے۔ اور بڑی دقت سے پھر کرسی پر جا ڈٹے تھوڑی دیر تک اونگتے رہے گویا افیم کی پینک تھی۔ اس کے بعد پھر شراب پی اور کہا۔ ؎

یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجھکو شہید
لاش ہمچشمون کی۔ ——

اُف۔ بہت پی گئے۔ آج —— اسوقت —— سمجھے نہ بھی (غل مچا کر) سمجھے! سمجھے!! کیا خاک سمجھے!!!

یہ کہکر حضرت گلباز اُٹھے مگر پاؤن ڈگمگایا۔ تہور نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا بیٹھیے بیٹھیے۔ بہزار خرابی بیٹھے۔ جھمن نے کہا واہ ری شراب خدا اس شراب حرام زادی کو غارت کرے واللہ کچھ عجب اثر ہے۔ جب حضرت تشریف لائے تو بہت ہی بگڑے تھے۔ اَین! یہ بھی پڑے ہین تراب علی بھی غبین ہین۔ بہت ہی خفا تھے۔ بڑی دیر تک شراب کی ہجو کیا کیے۔ اور فرمایا کہ ہم اس طرح نہین پیا کرتے کہ غین ہو جائین یہ لوگ شراب پینے کے طریقے ہی سے واقف نہین اور اب دیکھیے خود لوٹ رہے ہین۔ حاتم علی نے کہا جی ہان یہ بڑی بلا ہے۔ خدا ہی اس سے

بچائے۔ بھئی ہم تو سرکار کے خیر خواہ ہین۔ ہمکو نفرت کُلّی ہے اس مردار سے مگر یہان منھ لگّون نے حضور کو بھی پلا ہی چھوڑی۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میر گلباز اُٹھے تہور نے کہا بیٹھیے بیٹھیے بولے چپ بدمعاش ٹکے کا آدمی پاجی۔ چپ۔ بولا اور ہم نے دھپ جمائی۔

حاتم علی۔ خدا خیر کرے۔

تہور۔ بیٹھیے حضور بیٹھیے۔ میر صاحب بیٹھیے حضرت۔ ہائین! ہائین!! ہائین!!!

میر گلباز۔ ابے ہمکو سمجھا تو کیا ہے۔ آخر کچھ کہہ تو سہی۔

میر گلباز اُٹھے تو لڑکھڑا کر تراب علی پر گرے۔ دھم۔ تراب علی نے غل مچایا۔ چور۔ چور۔ لینا جانے نہ پائے۔ امام الدین خان نے جو چور چور کی آواز سنی تو کُلبلا کر اُٹھ بیٹھے۔ اور باہر کی طرف دوڑے مگر احاطے کے صحن مین منہ کے بھل دھم سے گرے۔

تہور۔ ارے یہ بُری ہوئی۔

حاتم علی۔ اے لاحول۔ اب ہنڈیا چوراہے پر ہوئے بس۔

جھمن۔ میان کوئی جاکے اٹھاؤ۔ یہ کیا غضب کر رہے ہو۔

حاتم علی۔ ہو ہو نہین۔ ایک آدھ ذلیل ہو شراب چھوٹے۔ ع

چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

تہور۔ خان صاحب۔ خان صاحب اجی خان صاحب۔

جھمن۔ اجی یہ کیا دل لگی بازی کر رہے ہو۔ وہان جاؤ۔ تہور نے جاکر خان صاحب کو اُٹھایا۔

جھمن۔ بھلے کو اسوقت سناٹا تھا نہین تو پچاسون آدمی ڈٹے رہتے ہین۔

حاتم علی۔ اور کیا۔

جھمن۔ ارے یار ہمکو بھی سب شرابی سمجھے ہونگے۔

تہور۔ جی نہین۔ آپ نشان خاطر رہین۔

حاتم علی۔ کچھ پروا نہین ہے۔

تو پاک باش و برادر مدار از کس پاک
زنند جامئہ ناپاک گازران بر سنگ

امام الدین خان گو نور اور بان۔ گجراج ٹھاکر۔ مانک سنگھ سپاہی ان تینون آدمیون نے دیکھ لیا تھا کہ صحن مین پڑے لوٹ رہے ہین۔ مگر سوچے کہ اگر جاکر اُٹھایا اور نواب صاحب نے دیکھ لیا تو بڑے خفیف ہونگے لہذا چپ چاپ بیٹھے رہے۔ ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم امام الدین خان اور میر گلباز مین غوب چخ چلی۔ تہور اور جھمن نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر انھون نے ایک نہ سنی امام الدین خان نے کہا تمھاری ایسی ہیتی۔ میر گلباز بولے تمھارے باپ کی ایسی ہیتی امام الدین خان نے کہا پھر اُٹھون میر گلباز آستینین چڑھاکر بولے قضا آئی ہو تو آٹھ امام الدین خان نے دھول جمائی گلباز نے چپت لگائی لڑتے لڑتے دونون نواب کے پلنگ پر گرے پٹی چٹ سے ٹوٹ گئی اور نواب صاحب چونک پڑے۔

نواب۔ کیا ہے۔ کیا ہے کیا ہے۔ ارے کیا ہے۔ ابے کیا ہے۔ بول کیا ہے۔

تہور۔ حضور غل نہ مچائیے۔ خاموش ہو رہیے۔

نواب۔ کیا ہے کیا ہے۔

تہور۔ سو رہیے سو رہیے۔ بہت غل نہ مچائیے۔

نواب صاحب نے تہور کو ایک تھپڑ دیا۔ اس زور کا تھپڑ پڑا کہ آنکھون سے آنسو نکل پڑے۔

حاتم علی نے کہا خداوند یہ کیا غضب کر رہے ہین آپ۔ حضور نے اس زور سے تھپڑ لگایا کہ آنکھین نکل پڑین بیچارے کی۔ نواب صاحب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نے اٹھکر حاتم علی کے کان پکڑے اور کہا دور ہو مردود دور ہو سامنے سے میرے چل دور۔ جھمن دبکے دبکائے بیٹھے تھے۔ تراب علی پھر لیٹ رہے امام الدین کی حالت سب سے زیادہ ردی تھی۔ مگر آدمی تھا ضابط ضبط کیے چپ چاپ پڑا رہا۔ نواب صاحب نے تراب علی کے پٹے نوچے تو اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کون ہے بے پٹے نوچتا ہے۔ آنکھین کھولین تو دیکھا کہ حضور ہین۔ اب اٹھتے نہین لیٹے ہی لیٹے سمجھا رہے ہین کہ حضور رئیس اعظم ہین۔ حضور رئیس زادے ہین (دس منٹ تک خاموش رہکر) حضور جو ہین سودو دو بک۔ کیا تیرا دیا کھاتے ہین ہم۔ کسی کے دبیل ہین۔

جھمن نے رسوخیت جتانے کے لیے کہا دیکھو تراب علی۔ چھوٹے حضور ہین۔ یہ کیا بھونڈی تقریر ہے۔ نمکحرام۔ گھونسے لگائے بات تری کی نابکار۔ نالائق۔ جھمن کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور ایک قہر آلود نظر نواب صاحب پر ڈالی۔ حاتم علی نے دیکھا کہ تیور بڑے بےڈھب ہین۔ ایسا نہو جھمن اسوقت حماقت مین آکر ایک ہاتھ لگا بیٹھین تو نواب صاحب کی کرکری ہو۔ جھمن کے دونون ہاتھ پکڑے گئے۔ نواب صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ حاتم علی پر تھپڑ اٹھایا مگر حاتم علی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا خداوندا اسوقت نشے مین ہین بس لیٹ رہیے۔ ورنہ ہلڑ مچایئے گا۔ نواب صاحب نے اگالدان اٹھا کر حاتم علی کے سر پر دے مارا۔ فوراً خون کے تراٹے بہنے لگے۔

جھمن۔ ہائین! ہائین!!

حاتم علی۔ اف۔ مر گیا۔ ارے مار ڈالا۔

تہور۔ (اگالدان چھینکر) امام الدین خان سے خدا سمجھے۔

جھمن۔ کپڑا لاؤ۔ کپڑا لاؤ۔

تہور۔ لاؤ جی کپڑا کپڑا اور ریشم لاؤ۔ ذرا جلد لاؤ۔ توبہ۔ توبہ۔

اب سنیے کہ دربان اور خدمتگار اور فنس کے کہار اور سپاہی اور کوچمین اور سائیس اور حافظ جی اور لونڈیان اور مامائین اور ایرا غیرا نتھو خیرا سب دوڑے آئے کہ خون ہو گیا۔

سر مین خوب چوٹ آئی۔ خون کے شراٹے بہنے لگے۔ یاران سرپل نے گپ اڑا دی کہ خون ہو گیا۔ بات کا بتنگڑ کر دنیا تو یارون کے بائین ہاتھ کا کرتب ہی۔ اب لطف یہ کہ اس حماقت کو بنائے تو کون بنائے۔ کمرے کے اندر سب اپنے اپنے رنگ مین۔ حاتم علی زخمی تراب علی نشے مین چور امام الدین خان سیہ مست مخمور۔ نواب صاحب مدہوش میر گلباز کو دنیا و ما فیہا کی خبر نہین۔ تہور بھی پیے ہوے۔ ایک جھمن وہ نواب صاحب کی خبر لین امام الدین خان کو سمجھائین یا گلباز کو للکارین یا تراب علی کی فکر کرین یا حاتم علی کے زخم کی دوا درمن مین کوشش کرین یا اپنی خیر منائین۔

مگر جھمن نے جو دیکھا کہ اتنے آدمی جمع ہو گئے اور آدمیون پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین۔ تو باہر نکل کر کہا۔ کیا ہی کیا۔ چلو یہان سے۔ اچھا۔ تماشا مقرر کیا ہی۔ سبحان اللہ۔ ان لوگون نے صاف صاف سنانا شروع کین۔ ذرا اُف نہ کیا۔

کوچمین۔ بُرے کام کا بُرا نتیجہ۔

سائیس۔ اور کیا بھائی۔ یہ تو یہی ہی جی۔

دربان۔ روز یہی ہوتا ہی یہان۔

کہار۔ پی بہت گئے۔

سپاہی۔ توبہ توبہ مسلمان ہو کے اور شراب پین۔

حافظ جی۔ الامان۔ الامان۔ ابھی بڑے حضور سن لین تو غضب ہی ہو جاوے

لونڈی۔ اوئی اللہ نکرے۔ ابھی جوان جہان ہین چھوٹے حضور۔ عیش کے

تو دن ہی ہین۔

حافظ جی۔ ایسے ہی لوگون نے تو سلطنتین غارت کر دین۔

لونڈی۔ ادئی ذری پہ سہ کہیے گا۔ میرے منھ نہ لگنا میان۔

جھمن۔ حافظ جی۔ ذرا اس بھیڑ کو تو ہٹائیے۔

حافظ جی۔ یہ خون کا کیا ذکر ہی۔

جھمن۔ کچھ خبر ہی۔

حاتم علی۔ اجی حافظ جی کو یہان تو بلا لو۔

جھمن۔ آئیے دیکھ لیجیے۔

سپاہی۔ تہور کہان ہی۔

تہور۔ حاضر ہیے۔ اجی یہ تو سب مین خرافات مشہور ہو گیا۔

سپاہی۔ پھر یہ ہوا کیا۔

تہور۔ کچھ نہین۔ حاتم علی صاحب جو لپک کر جانے لگے تو گر پڑے پٹی پہ سر کھٹ سے بولا۔ ذرا سا خون چھلک آیا تھا۔ ریشم بھر دیا سپ چلیے چھٹی ہوئی۔

حافظ جی۔ (کمرے کے اندر جاکر) الامان۔ الامان۔ کچھ خوف خدا بھی ہے۔

حاتم علی۔ خوف خدا ہوتا تو یہ کفر کی باتین ———

حافظ جی۔ شرم نہین آتی تمھین۔

حاتم علی۔ بجھے! درست۔ بجا۔

جھمن نے بڑا کام کیا جتنے آدمی جمع ہوے تھے سب کو ہٹا دیا۔ حاتم علی کے زخم کی فکر لی اور شرابیون کو دیکھے رہے کہ دائرہ اعتدال سے باہر قدم نہ نکالنے پائین۔

تھوڑی دیر مین نواب صاحب نے کوشش کی کہ احاطے مین جائین

جھمن نے روک لیا کہ کہان ہرگز مین نہ جانے دونگا۔ چاہے حضور غلام کو قتل کر ڈالین مگر غلام نہ جانے دیگا۔ چوہا چوہا راز دان ہو جائے گا واسطے خدا کے باہر جانے کا قصد نہ کیجیے۔ تہور نے کہا حضور بس یہی تو برا کہ اب سرکار کسی کا کہنا ہی نہین مانتے۔ باہر جا کے مفت مین فضیحت ہونا کون سی عقل کی بات ہی۔ اور یون سرکار مالک ہین۔ نواب صاحب نے کہا ہم ضرور جائینگے۔ جھمن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ خداوند ہم لوگون کے لیے بڑی بدنامی کا باعث ہوگا۔ اسوقت حضور اسقدر کہنا مان لین۔ نواب صاحب سنتے کس کی تھے۔ حملہ کیا کہ چلا جاؤن۔ مگر ایک طرف سے جھمن دوسری طرف سے تہور نے روکا حضرت نے غل مچانا شروع کیا۔ دوڑو کوئی ہے یہ لوگ مجھے قتل کیے ڈالتے ہین۔ دو تین سپاہی ایک دربان اور حافظ جی پھر لپکے آئے۔ دیکھا کہ نواب صاحب سیہ مستی کی حالت مین واہی تباہی بک رہے ہین اور جھمن اور تہور سمجھاتے ہین مگر وہ ایک نہین مانتے۔ حافظ جی نے کہا۔ ہائین ہائین۔ خداوند خیر تو ہی یہ ماجرا کیا ہی۔ افسوس ہاے افسوس۔ سپاہی بولا۔ ہی کیا چڑھ گئی اسمین کسی کا اجارہ ہی۔ اسی سے تو ہزار مسائل مین لکھا ہی کہ شرابی کی صحبت مین نہ بیٹھے۔ دربان نے کہا یہ لوگ اور بھی مٹی خراب کرتے ہین آج تو تراب علی نے پلائی اور اتنی پلادی کہ دیکھیے سب نشے مین پڑے ہین نواب صاحب نے پھر حملہ کیا مگر لوگون نے روک لیا۔ نورا دربان کو جو خبر ہوئی تو اُس نے ظہورن کو بلایا۔

نورا۔ ظہورن۔ بی ظہورن۔ اجی بی ظہورن صاحب۔

ظہورن۔ کیا ہی۔ ارے کیون پکارتا ہی۔

نورا۔ (منھ چڑاکر) کیا ہی۔ ہی کیا۔ یہان آؤ۔

ظہورن۔ اے کام تو بتا۔

نورا - ذرا یہان تک آؤگی بھی کہ وہین سے باتین بناؤگی -

ظہورن پردے کے پاس آئی - نورا نے کہا کچھ خبر بھی ہی - وہان ہو کیا رہا ہی - آج تو ستم ہی ہو گیا - اور تم اندر قہقہے بیٹھی لگا رہی ہو -

ظہورن نے کسی قدر متحیر ہو کر پوچھا کہان کہان - ہم کچھ سمجھتے ہی نہین نورا نے کہا جاؤ نہ بتائینگے - ظہورن نے اصرار کیا کہ ٹانگین توڑ ڈالین اور بولتا نہین موا مسخرہ - نورا نے کہا کچھ چھوٹے حضور کی بھی خبر ہی -

ظہورن - نہین - نہین - کیا ہوا کیا - خیریت تو ہی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - ہان خیریت کے تو ڈھیر لگے ہین - مگر سر در بھی خوب گھٹے ہین -

ظہورن - ای ہٹ بھی اُدھر - سر در کیسا - کیا کچھ -

نورا - کچھ وچھ کے بھروسے نرہنا - تم سیدھی جا کے چھوٹی بیگم صاحب سے کہدو کہ ہم یہان پردہ کرائے دیتے ہین ذری آن کر نواب صاحب سے مزا کیفیت پوچھین -

ظہورن - اُوئی اسقدر کا نشہ چڑھ گیا ہی کیا - کیا کالا پانی پیا -

نورا - حاتم علی کا سر پھٹ گیا -

ظہورن - (کانپ کر) ! ہی ہی یہ نوبت آئی - یا اللہ خیر کیجیو -

نورا - اِسکے رفقا خوشامد خورے ہین -

ظہورن - چھوٹے حضور ہین کیسے -

نورا - نشے مین چور -

ظہورن - سر کسنے پھوڑا - چھوٹے حضور کو اطلاع ہوئی کہ نہین -

نورا - اری چھوکری تو دیوانی ہی رہی - نواب ہی نے تو سر پھوڑا - خون کے شرائے بہ رہے ہین -

ظہورن - ہی ہی مر تو نجائیگا وہ -

نورا - نہین اب لہو بند ہو گیا -

ظہورن - اچھا تو مین حضور سے کہتی ہون جاکر۔

نورا - اور تمکو بلایا کس لیے اِسوقت اِتنے مصاحب اور رفیق اور سپاہی اور آدمی یہان سے وہان تک بھرے ہین کسی کو بھی نہ سوجھی بس نورا ہی خیرخواہ نکلا باقی سب خوشامدخورے ہین۔ حضور سے جاکر کہو کہ چپکے سے پردہ کرائے دیتے ہین۔ پرندہ تک پر نہ مار سکے گا۔ بڑا پھاٹک بند ہو جائیگا۔ آدمی سب ہٹا دیے جائینگے۔ تشریف لائین۔

ظہورن محلسرا مین گئی۔ پہلے تو خوب بنی ٹھنی۔ نواب صاحب کے رجھانے کے لیے سولہ سنگار کرکے بیگم صاحب کے پاس گیئن۔ ارے حضور کیا عرض کرون۔ نورا تو کیا جانے کیا بک رہا ہے۔ جیسے ہاتھون کے توتے اڑ گئے اللہ بچائے۔ ابھی ابھی مجھکو پردے کے پاس بلایا اور کہا کہ چھوٹے حضور کی خبر ہی۔ مین نے کہا جلد ہی بتا خیریت تو ہی۔

بیگم - ظہورن اللہ جانتا ہی ہوش اڑ گئے۔ اب اِتنا بتا دو کہ اچھے تو ہین۔

ظہورن - ہان حضور فضل الٰہی ہی۔

بیگم صاحب - اُن جیسے سن سے جان نکل گئی۔ کیا ہی کیا۔

ظہورن - حضور کہتا ہی کتا ہی کہ پی بہت گئے۔ وہ تو کہتا ہے کہ ایک آدمی کا سر پھوڑ ڈالا۔ اللہ جانے۔

بیگم - (دانتون کے تلے انگلی دباکر) ارے!

ظہورن - کہتا ہی خون کے تراڑے بہنے لگے۔

بیگم - اور وہ تھا کون۔ کہین مر تو نہ جائیگا۔

ظہورن - اللہ نہ کرے۔ اب خون بند ہی۔

بیگم - نورا کو ڈیوڑھی مین بلا لو۔ بوڑھا تو ہی ہی۔

ظہورن - بہت خوب۔ کہتا ہی پردہ کرا کے حضور نواب صاحب کو تو جاکر دیکھین۔

بیگم۔ اچھا تو ہی۔

ظہورن۔ مگر بڑے حضور نہ سُن لین کہین اتنا سوچ لیجیے۔

بیگم۔ تم چپکے سے جاکر دیکھ آؤ کہ کیا کر رہے ہین۔

ظہورن گئی تھوڑی دیر مین آنکر کہا بڑے حضور تو آرام مین ہین اور بیگم صاحب بھی ابھی کھانا کھانے بیٹھی ہین۔ پردہ کراؤن اب۔ بیگم صاحب نے کہا ہان۔ مگر بڑا پھاٹک بند ہو جائے۔ اچھی طرح سے اور وہان کوئی نر ہنے پائے۔ ظہورن بولی ایسی بات ہے حضور۔ پرندہ تو پر مار نہ سکے پردہ کے پاس سے ظہورن نے نورا کو بلایا اور کہا پردہ کرا دو۔ حضور آئی ہین۔ باہر کا پھاٹک بند ہو جائے۔ نورا خوش خوش اُٹھے اور ڈھائی گھڑی خوب حکومت جتائی۔ اکڑ اکڑ کر حکم دینے لگے۔ گویا داروغگی ہو گئی تھی۔ سپاہی کہان ہین۔ سب سپاہیون کو بلاؤ۔ کہو سب حاضر ہو۔

"اخاہ۔ اِسوقت تو نورا بھی ڈپٹ رہے ہین۔ کیا سپاہیون کا جائزہ لوگے۔

"باتین پیچھے بنانا۔ پہلے اِدھر آؤ۔ نہور کو بلاؤ۔

"کہو۔ کہو۔ کیا ہے کیا۔ تم اور ہلڑ مچا رہے ہو"

"ہلڑ ورڑ کے بھروسے نہ رہنا۔ چھوٹی بیگم صاحب یہان تشریف لانے والی ہین"

نہور کے ہوش اُڑ گئے۔ ارے غضب۔ ہٹو بھئی ہٹو سب کے سب۔ وہ جو ٹھاکر اُن کوٹھریون مین ٹکے ہین اُنسے کہو ذرا باہر ٹھہرین اور سپاہی بھی سب پھاٹک کے باہر ہو جائین۔ نورا نے للکار کر کہا کہ امام الدین خان کہان ہو چلو۔ تراب علی کدھر ہے۔ نکلو۔ بھائی حاتم علی بیچارے اسکے سر گئی مگر ذرا باہر ٹھہرو۔ میر صاحب آئین! واہ ہے۔ افیمیون تمنے بھی کان کاٹے اجی میر صاحب تشریف کا ٹوکرا کھسکائیے۔ مصاحبون نے جو سنا کہ چھوٹی بیگم صاحب آنے والی ہین۔ تو حواس فقرو۔ کوئی ٹوپی ڈھونڈھتا ہے

کوئی جوتی کی تلاش مین ہی۔ کسی کے انگرکھے کا نپا نہین۔

اور نورا للکارتے جاتے ہین۔ کہ چلو کوٹھی خالی کرو۔ تہور اور جھمن نے جھٹ پٹ بوتلین ہٹائین ٹمبلر اور گلاس پلنگ کے نیچے چھپائے۔ لمونیڈ اور سوڈا کی خالی بوتلین مسہری کے پاس رکھین۔ بیچارے ٹھاکر جو ٹکے ہوے تھے اُنکو بھی نورا نے کھڑکھڑایا۔ کوئی کہتا ہے بھیا دال چڑھائی ہے جلجائیگی۔ کسی نے کہا چاول گرڑے ہو جائینگے۔ مگر نورا نے ایک کی نہ سنی سب کو نکال دیا پھاٹک بند ہوا تمام کوٹھی اور احاطے مین سناٹا ظہورن نے کہا۔ پردہ ہو گیا۔ نورا بولے جی ہان سب خوشامد خورونکو نکال باہر کیا۔

ظہورن۔ آئین حضور آئین نہ اب۔

نورا۔ بے تکلف۔

اب سنیے کہ تراب علی نشے کے مارے باہر تک جا نہ سکے۔ چق کے قریب ایک کونے مین دبک رہے تھے نورا نے انکو دیکھ لیا تو کس کے دو لاتین جمائین۔ او نالائق۔ یہان بیگم صاحب تشریف لاتی ہین اور تو گھورنے کے لیے دبکا پڑا ہی بے ادب۔ لاتین کھائین تو تراب علی کا نشہ ہرن ہو گیا لڑھکتے پڑھکتے بھاگے پھاٹک کھلوایا۔ نورا نے پھر اپنے سامنے پھاٹک بند کرا دیا۔

ظہورن۔ نورا۔ نورا۔ ای نورا۔

نورا۔ کہیے۔ مین یہان انتظام کرتا تھا۔

ظہورن۔ بیگم صاحب آتی ہین۔ آئین۔

نورا۔ شوق سے۔

ظہورن۔ نورا تم منہ پر کوئی کپڑا رکھلو۔

نورا نے اچھا کہکر جالی لوٹ کے رومال سے منہ ڈھانپ لیا۔ بیگم صاحب نے ناز و ادا سے قدم بڑھایا باہر آئین تو نورا جالی لوٹ کے رومال سے

چہرہ لپیٹ کر کھڑا ہوا اور جھک کر آداب بجا لایا۔ بیگم صاحب نے کہا۔ اے لو مونڈی کاٹے کی باتین تو دیکھو۔ موا مسخرہ۔ ظہورن بولی حضور دو سو برس کی تو عمر ہے۔ چلی آئیے۔ بیگم صاحب آگے بڑھین تو ظہورن نے نورا کی کھوپڑی پر ایک چپت جمائی۔ کوٹھی مین آن کر دیکھا نواب نامدار کو پلنگ پر بیہوش پایا۔ فرش سمٹا سمٹایا۔ خون دیکھکر سہم گئین کہا اوئی یہان تو خاصی مار دھاڑ ہوئی ہی۔ سر پھٹ پھٹ گئے۔ خانہ جنگیان ہوئین۔ ظہورن نے کہا حضور بس غضب ہی۔ نورا باہر سے بولے حضور ذری مسہری کے پاس جائیے صندوق کا ڈھکنا اُٹھائے دیکھئے تو کیا کیا کفر کی باتین ہوئی ہین ظہورن نے ڈھکنا اُٹھایا تو برانڈی کی بھبک آئی۔

ظہورن۔ (نخرے کے ساتھ) ای ہی۔ یہ کیا بلا ہی۔

بیگم صاحب۔ دیکھون اُف یہ تو بوتلین ہی بوتلین چنی ہین۔ واہ واہ واہ۔

ظہورن۔ حضور کو جگا دون۔

نورا۔ کہین ایسا غضب بھی نکرنا سونے دو سونے دو۔

بیگم صاحب۔ سوتے ہین کہ غش آگیا کہ مکر کیے پڑے ہین (نواب کا ہاتھ پکڑ کر) کیا سچ مچ سوتے ہو۔

نورا۔ ای حضور غلام کا التماس قبول فرمائیے۔ بس سونے ہی دیجیے ورنہ غل غپاڑہ مچیگا۔

ظہورن۔ ہان سونے دیجیے۔

بیگم صاحب۔ (آہ سرد بھر کر) کیا سونے دون ظہورن۔

ظہورن۔ بیٹھ جائیے یہان۔

بیگم صاحب۔ نورا کہو بی مغلانی سے جا کے دیکھین بڑے حضور اور بڑی بیگم صاحب کہان ہین۔

ظہورن نے نورا کو حکم دیا نورا نے بی مغلانی سے کہا۔ اُنھون نے

جاکر دیکھا اور نورا کے کان مین پردے کے پاس کہا۔

نورا ۔ ظہورن ۔

ظہورن ۔ ہان کہان ہین ۔

نورا ۔ بڑے نواب صاحب تو آرام فرماتے ہین ۔ اور بڑی بیگم صاحب ابھی ابھی لیٹی ہین خاصہ نوش فرما کے ۔

بیگم صاحب ۔ بس تو کچھ خوف نہین ہی ۔

ظہورن ۔ کوٹھی خوب بچی ہی ۔ کیون حضور ۔

بیگم صاحب ۔ ہمارے اُس کمرے سے زیادہ ۔ ؟

ظہورن ۔ وہ اور بات ہی یہ اور بات ہی ۔

نورا نے باہر سے کہا خداوند ہم تو حضور کا نمک کھاتے ہین ۔ اور نمک حلال ہین ۔ یہ امام الدین خان جو حضور کا رفیق ہی ایک ہی شریر آدمی ہے ۔ اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین ۔ حضور بہت دور ہے ۔ اسی کے تو سارے کانٹے بوئے ہوے ہین ۔ اور ہمارے حضور سیدھے سادے آدمی ایک نہین سنتے ۔ مین لاکھ بد ہون ۔ مگر خیر خواہی کی بات کہونگا ۔ یہ نہین ممکن ہی کہ کوئی بات حضور کے خلاف کہون ۔ کیا مجال ۔ منھ پر کہدونگا ۔ اور تراب علی ایک ہی گھاگ ہے درخت کو جڑ اور پھننگی اور پتے سمیت کھا جائین اور ڈکار تک نہ لین ۔ جی یہ اُن لوگون مین ہے ۔ اور گلباز ۔ واہ ۔ کیا صحبت ہے ۔ چھٹا ہوا بد معاش چور ڈاکو ۔ اُچکا بلکہ اچکون کا سردار ۔ خدائی خوار ساری خدائی مین ایسا چور ایک نہ پایئے گا اُنسے ہمارے حضور سے یارانہ ہے ۔ ہم تو صاف صاف کہینگے ۔ چاہین توپ کے مہرے اُڑا دین مگر کلمۂ حق ہی زبان سے نکلیگا ۔ اب حضور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ یہ شہدے نکالے جائین ۔ قسم قرآن کی جو غلام کو حکم ہو جائے نہ تو پھاٹک پر پہرا دون اور اِن بد معاشون مین سے ایک کو قریب تو آنے دون نہین جو آیا

گردن مین ہاتھ۔ جو آیا دھتا بلایا۔ کوئی چون تک تو نہ کر سکے۔ بولا اور ٹیٹوا لیا نالائقون نے رئیس کے بدنام کرنے کی فکر کی ہے۔ یہ خیال نہین کہ جسکا نمک کھایا اسکی بدنامی نہو۔ اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔ مردہ بہشت مین جاے یا دوزخ مین اِس سے واسطہ نہین۔ حضور دن بھر کے لیے حکم دین تو اللہ جانتا ہے کسی کو پھٹکنے نہ دون۔ روشن علی سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ توبہ ہی بھلی۔ سرکار تک نوبت آئی۔ بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ اور ایک روشن علی پہ کیا فرض ہو یہ سب ایسے ہی ہین۔ سگ زرد برادر شغال۔ ایک سے ایک بڑھا ہوا پائین تو پگڑی تک اُتار لین اور آج کی کیفت تو حضور نے خود ہی دیکھ لی۔ کہ اتنی دیر سے باتین ہو رہین ہین حضور کو ہوش ہی نہین۔ مگر اسوقت کا سونا اکسیر ہو۔ مین نے کہا۔ سونا اکسیر ہو۔ حضور اگر جاگئے ہوتے تو اسکی داد دیتے۔

ظہورن۔ نے کہا نور اللہ جانتا ہو تمکو ہم ایسا نمک حلال نہین سمجھتے تھے۔

بیگم۔ قدیم آدمی ہو نہ۔

ظہورن۔ جی اور کیا حضور۔

بیگم۔ اِسکی کیا عمر ہوگی۔

نورا۔ حضور نوے برس کا ہون۔ ابھی عمر ہی کیا ہو میری۔

ظہورن۔ ای ہو۔ اب اور کیا عاقبت کے بوریے بٹورو گے۔

نورا۔ اب چلتے چلاتے امام الدین اور تراب علی اور ان سب بدمعاشون کو اپنے سامنے نکلوا لون تو سمجھون کہ جی اُٹھا۔

بیگم۔ واہ کیا نمک حلال آدمی ہو۔

ظہورن۔ کیا شک ہو حضور۔

بیگم۔ اس سے کہدو کہ چار روپیہ مہینا ہم بھی دیا کرینگے۔

نورا۔ آداب بجا لاتا ہون۔ حضور یہ سب کسکا ہو۔ حضور ہی کا ہو یا کسو اور کا۔

ظہورن - تو نورا حضور کی پرورش ہوئی -

نورا - ہان - مگر بی ظہورن تمنے تو مجھ بوڑھے کو نکلوا یا ہی تھا -

ظہورن - پُرانی باتون کا ذکر نکرو اب -

نورا - ہان بہت خوب -

بیگم - اسنے کسکا نام لیا تھا اسوقت کہ وہ سب مین زیادہ شریر ہی -

ظہورن - امام الدین -

نورا - ہان حضور - امام الدین - ذات کا جلاہہ ہی -

ظہورن - اوئی - یہ جلاہے ہوے انکے مصاحب آنکے -

نورا - جی یہی تو رُونا ہی - اور رُونا کیا ہی -

بیگم صاحب - سچ مچ جلاہہ ہی -

نورا - حضور سے کبھی جھوٹ نہ بولونگا - چاہے ادھر کی دنیا اُودھر ہو جاوے جو یہ جلاہہ نہو تو ناک کاٹ ڈالیے - یہ جلاہہ - اسکا باپ دادا جلاہہ - اے حضور مین تو اب کچا چٹھا کھولونگا نہ -

ظہورن اپنے دل مین سوچی کہ کہین ہمارا حال نہ کہہ دے - نورا کی بڑی تعریف کی - واہ نورا واہ - شاباش - اسی سے کہتے ہین کہ پرانے نمکخوارون کی قدر کرنا چاہیے - اتون مین ایک اسی بیچارے نے آنکر کہا باقی اور سب تو بنے کے ساتھی تھے - اللہ جانتا ہے نورا ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہے - نورا تم سے حضور بہت خوش ہین - اب کل سے تم کسی کو یہان نہ آنے دنیا - اور اُس جلاہے کو تو بس نکلوا ہی دو - وہ بڑا خراب طینت ہی -

نورا سمجھ گیا کہ ظہورن کو اپنا بھی خوف ہی - مونچھون پر تاؤ دے کر اکڑنے لگا -

ظہورن - پھاٹک پر وہ شرابی غل تو نہین مچاتے ہین -

نورا - کیا مجال -

بیگم - کہو جاکر دیکھے -

ظہورن - حضور کا حکم ہو کہ جاکر دیکھ آؤ -

نورا - بہت خوب ابھی چلا -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نواب صاحب نے کروٹ بدلی - ظہورن نے کہا لیجیے اُٹھے بڑی بات -

بیگم صاحب نے شانہ ہلا کر کہا - ای اٹھو تو کب تک سویا کروگے -

نواب - اُنتِ تجُلِسُ - اَنتِ تجُلِسُ -

بیگم صاحب - این! ای واہ -

نواب - راحتی فی الراح لافی السلسبیل -

بیگم - ہم سے سیدھی سادی زبان مین بو لو تو سنین یہ عربی ترکی ہم کیا سمجھین -

نواب - سن بالسن والجروح قصاص -

بیگم - کبریا کے لیے ذری تو ہوش کی باتین کرو - اوئی -

ظہورن - حضور بھلا اس کہنے سے ہوش کی باتین کرنے لگینگے -

بیگم - اسوقت کیسے ہو کیسے -

نواب - لاتنم قم - لاتنم قم -

بیگم صاحب - نے بصد حسرت کہا خدا کے لیے اب تو اُٹھ بیٹھو ذری کچھ ہوش بھی ہے یا بالکل آپے سے گئے گذرے - ہائے ان لوگون نے تمھاری کیا گت بنائی - نواب صاحب نواب صاحب حضور پیر و مرشد خداوند کہکر جنگ پر چڑھایا - اللہ کرے یہ مونڈی کاٹے دنیا سے اُٹھ جائین اُنکے علم بردار کا علم لُوٹے - جنازہ نکلے موئن کا یہ بوتلون پر بوتلین چنی ہوئین روز ایک نیا ہی گل کھلتا ہے - ایک دن موئی بیسوا آئی قہقہے پر قہقہے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

پڑتے تھے آنکھون کے سامنے اُسکو لیکے بیٹھے۔ اُسدن توبہ کی کہ اب نہ پیون گا۔ جب وہ مرگیا تھا لالہ کوئی۔ وہ ایک دن ہو تو کوئی کہے یہ تو اب تیس دن کا دور ہوگیا۔ اور ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہی نواب نے اِس کل لکچر کے جواب مین بسہولت تمام کہا۔ ع

ہات الصبوح عبّوا یا ایہا السکارا الخ

ظہورن منہ پھیر کر مسکرانے لگی۔ بیگم صاحب نے کہا سچ کہتا تھا نورا۔ اِنکا سونا ہی اچھا تھا۔ پانی پیوگے کچھ منہ سے بولو تو۔ توبہ۔ مین کہتی کس سے ہون اسوقت سنتا کون ہی۔

بیگم صاحب۔ ظہورن۔ ہاے سچ کہون رونا آتا ہی۔
نواب۔ (ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاکر) ؎

ما ظرف بادہ نگہ مے کنیم
در شب آدینہ گنہ مے کنیم

بیار بادہ و بازم رہان زرنجوری
کہ ہم بہ بادہ توان کرد دفع مخموری

بیگم صاحب۔ اب یہ شعر ہی ہوتے رہینگے یا اُٹھوگے بھی۔

نواب صاحب پلنگ سے اُٹھے مگر متحیر حیرت کی نظر سے چوطرفہ دیکھتے تھے۔ پوچھا تم اسوقت یہان کہان۔ بیگم صاحب نے کہا بھلا خیر ہوش تو آیا۔ حواس تو برجا ہوے۔ ہائین ہا کوئی اِتّی پی جاتا ہے۔ ذرا ہوش ہی نہین۔ نواب صاحب نے گردن نیچی کر لی۔ ازبس خجل و منفعل سوچنے لگے کہ اللہ اللہ ہم تو پی کر اپنے جامے سے باہر ہوگئے۔ یہ نوبت آئی کہ بیگم صاحب کو یہان آنا پڑا۔ اور آبا جان تک بھی خبر گئی ہی ہوگی۔ ہاے ستم غضب ہوگیا۔ پوچھا کہ بڑے حضور کو تو نہین خبر ہوئی۔ ظہورن نے کہا نہین۔ حضور۔ وہ آرام کر رہے ہین اور بڑی بیگم بھی آرام مین ہین پوچھا مین نے ہلڑ تو نہین مچایا۔ بیگم صاحب نے کہا کسی سے تم سے

لڑائی ہوئی تھی۔ نواب صاحب نے گردن نیچی کرکے کہا۔ مجھے نہین یاد ہے افسوس خدا جانے مین نے کیا کیا بدعت کی ہوگی۔ اُف۔ اسوقت جی چاہتا ہے زہر کھاؤن۔ اب نہ پیئنگے آج سے بس قسم کھائی توبہ کی۔

بیگم صاحب۔ توبہ! ہونھ۔ ہزار بار توبہ کر چکے۔

نواب۔ اب کی توبہ شکنی نہوگی۔

بیگم۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

ظہورن۔ آمین اللہ۔ آمین۔

بیگم۔ آج کا حال تو بس رونے کے قابل ہے۔ فرش پر یہ کیا پڑا ہے۔

نواب۔ (خون دیکھکر) اُف۔

نواب صاحب اس درجہ ملول ہوئے کہ منھ ڈھانپ کر پلنگ پر لیٹ رہے اور خوب روئے بیگم صاحب نے سمجھایا کہ اب تو جو ہوا سو ہوا اب ایسا نہو بس نواب صاحب نے آہستہ سے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے۔ ظہورن بولی کسی مصاحب کو آپنے مارا اُسکا سر پھٹ گیا۔ مگر اب اچھا ہے۔ نواب کے دل کا عجب حال تھا۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی نواب صاحب اُٹھ بیٹھے۔ پوچھا اور بھی کوئی بدعت کی تھی۔ بیگم صاحب نے تشفی دی اور کہا چلو جو ہوا سو ہوا اب خیال رکھنا نہین تو تمکو اختیار ہے۔ نواب صاحب نے بمنت کہا کہ اب تم جاؤ مین سو رہونگا۔ بیگم صاحب ظہورن کو لیکر محلسرا مین چلی گئین۔ تو نواب نامدار نے آدمیون کو بلایا۔ نورا اور نواب علی اور امام الدین خان اور میر گلباز اور چھبن اور حاتم علی سب آئے۔ حافظ جی اُنکے ساتھ آئے۔ حافظ جی کو دیکھکر نواب صاحب سخت نادم ہوے۔ حاتم علی پر جو نظر ڈالی تو گردن نیچی کرکے خاموش ہو رہے اور آنکھون سے اشک جاری ہوئے۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب - حاتم علی تم ڈاکٹر کے پاس جاؤ -

حاتم علی - نہین خداوند مین گر پڑا تھا پٹی پر سر کھٹ سے بولا - اب فضل الٰہی ہی -

نواب - ہان - خیر ہم سب جانتے ہین -

حافظ جی - حضور اب اِسکا خیال نہ فرمائین - گذشتہ را صلوات -

نواب - مگر آیندہ را احتیاط -

حافظ جی - ہان بیشک -

نواب - بھئی اب اسوقت سب جاؤ اپنے اپنے گھر ہم ذرا آرام کرینگے -

حافظ جی - ہان خداوند سو رہیے ذرا -

امام الدین - آداب عرض ہی حضور - کل حاضر ہونگے -

نواب - بہت اچھا مگر حاتم علی کی خبر ———

امام الدین - حضور اب فضل الٰہی ہی -

حاتم علی - پیر و مرشد حضور کے نمک کی قسم - اب غلام تندرست ہی -

نواب - افسوس صد افسوس -

جھمن - خداوند حافظ جی سچ کہتے ہین اب زیادہ خیال اسکا نہ فرمایئے - آیندہ ایسی صحبت ہی نہوگی -

نواب - انشاءاللہ - انشاءاللہ -

امام الدین - کیا غضب ہو گیا -

جھمن - ع

ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

تراب علی - چلو جو ہوا وہ ہوا -

جھمن - ہان بجا ہی -

حافظ جی - خداوند اسی سبب سے حرام ہی -

جھمن - اور کیا۔

یہ دختر رز حرامزادی مردار
مینا بازار کی ہر رہنے والی

امام الدین - حضور کا مزاج کیسا ہے۔

نواب - مزاج تو بخیر ہے مگر۔

جھمن - غضب ہو گیا تھا آج۔

حاتم علی - مین تو خداوند پٹی پر گر پڑا تھا۔

جھمن - بیشک ذرا سا خون آ گیا تھا۔

نواب - ہمین ذرا ہوش نہین کہ کیا کارروائی ہوئی۔

حافظ جی - حضور تو آرام مین تھے۔

نواب - آرام مین تو کیا تھے بیہوش تھے۔

جھمن - نہین خداوند ایسے بیہوش نہ تھے۔

نواب - غضب کیا واللہ۔ اب کسی کو قتل کر ڈالتے تب بیہوش کہلاتے۔

امام الدین - پیر و مرشد اب اس گفتگو سے اور رنج بڑھتا ہے۔

جھمن - میر صاحب ابھی ٹھیک نہین ہین۔

گلباز - چپ بے گدھے۔

نواب - امام الدین خان۔ بھئی تم اور تراب علی انکو لیکر انکے گھر پہونچاؤ۔

تراب علی - بہت اچھا خداوند۔

امام الدین - اب صبح کو سب حاضر ہونگے۔

تہورن - پیر و مرشد۔ بی مغلانی کہتی ہین کہ ذرا تشریف لائیے۔

نواب - ذرا کیا معنی اب ہم چلتے ہی ہین۔

امام الدین - آداب عرض ہے۔

جھمن - کورنش عرض کرتا ہون خداوند۔

نواب - بندگی میر حاتم علی صاحب سلام۔

حاتم علی۔ آداب عرض ہی خداوند نعمت صبح کو ضرور حاضر ہونگا۔

حوالی موالی سب رخصت ہوئے۔ نواب صاحب تشریف لے گئے۔ ظہورن ڈیوڑھی مین بناؤ چناؤ کرکے معطر و معنبر کھڑی تھین۔ نواب صاحب کا نشہ تو اُترا تھا ہی نہین اس البیلی زنکہ پانزدہ سالہ کی اچپلاہٹ اور شوخی نے ایسا بے اختیار کر دیا کہ اُسکے دونون کاندھون پر ہاتھ رکھ دیے (اے ہٹو بھی مخنت مخنت کے نخرے نہ بگھارو) یہ کہکر اُسنے ہاتھ ہٹانا چاہا تو نواب بوسہ لیکر اندر چلے گئے۔

بیگم۔ یہ بابو کا تو اچھا جھگڑا پیدا ہو گیا۔ تمھارے جتنے رفیق ہین سب ایسے ہی ہین۔ ایک سے ایک بڑھکر۔ انکو تو چُن چُن کے نکالو۔ یہ سب موئے خوشامد خورے ہین۔ اب یہ بتاؤ وہ داروغہ آپ کے کون امام الدین خان اسکو کیون نہین نکال باہر کرتے اور ایک اُسپر کیا فرض ہے۔ سب ایسے ہی بدمعاش بھرے ہین۔ دیکھو خدا گواہ ہے ایک نہ ایک دن انکے ہاتھون نصیب اعدا عزت جاتی رہیگی۔ آیندہ تمکو اختیار ہے۔ جو چاہے سو کرو۔ ظہورن نے بھی ہان مین ہان ملایا۔ حضور سچ فرماتی ہین بیگم صاحب نواب نے کہا کہتی تو سچ ہین مگر سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکتی ہین۔ امام الدین بڑا خیرخواہ ہی۔ بڑا معتبر آدمی۔ اُسکو مین کیونکر نکالدون نورا کی نسبت ظہورن نے کہا تھا۔ مین نے کہا اچھا اس ڈیوڑھی پر نہ بیٹھنا پھاٹک پر بیٹھا رہے مگر خان صاحب تو بڑے کام کے آدمی ہین انکو کیونکر بے قصور نکال دون۔

بیگم صاحب چین بہ جبین ہو کر بولین۔ بجا ہے۔ ایسے ہی بڑے کام کے آدمی ہین ڈبو دینے کے لائق ہے۔ کام کا آدمی وہ جو بُری صحبت مین نہ بیٹھنے دے۔ نواب صاحب تھوڑی دیر تک خاموش رہکر بولے ہان صحیح ہے مگر مین کوئی ننھا ہون۔ اگر صحبت بُری ہے تو ہمارا ہی قصور ہے

امام الدین خان کا کیا قصور اس مین۔ بیگم صاحب نے تنک کر کہا۔ جی درست ہی (اگر صحبت بری ہی) ابھی صحبت کے برے ہونے مین آپ کو شک بھی ہی (اگر) کی ایک ہی کہی۔ ہونھ۔ اب اور اس سے بری کیا ہو گی صحبت۔

ظہورن۔ نورا کو ہم برا سمجھتے تھے مگر وہ کام کا آدمی ہی۔

بیگم۔ نمک حلال ہی۔

نواب۔ بھلا شکر ہے کہ ایک تو اچھا ہے۔ مگر کل برا تھا آج اچھا ہو گیا یہ کیا بیگم صاحب نے کہا افسوس تو یہ ہے کہ شرماتے تک نہین۔ مگر ہان جسوقت ہوش آیا تھا اور ہمنے کہا کہ تم نے ایک رفیق کا سر پھوڑ ڈالا۔ تب البتہ خفیف ہوے تھے۔ ہی بڑی بری چیز۔ خدا ہی شریف کو اس سے بچائے۔ عجیب بلا ہے نگوڑی۔ ظہورن نے کہا نگوڑی تو اچھا نام رکھا حضور نے کہا شرابی کے پانون نہین شل مشہور ہی چلا اور لڑکھڑا کر گرا۔

اتنے مین دو بجے اور بیگم صاحب نے ظہورن کو رخصت کیا۔ تخلیے مین ان دونون میان بیوی مین شکوہ و شکایت کی باتین ہوئین اور تھوڑی دیر مین دونون نے آرام کیا۔

دور پندرھواں

نواب حور نقا محل

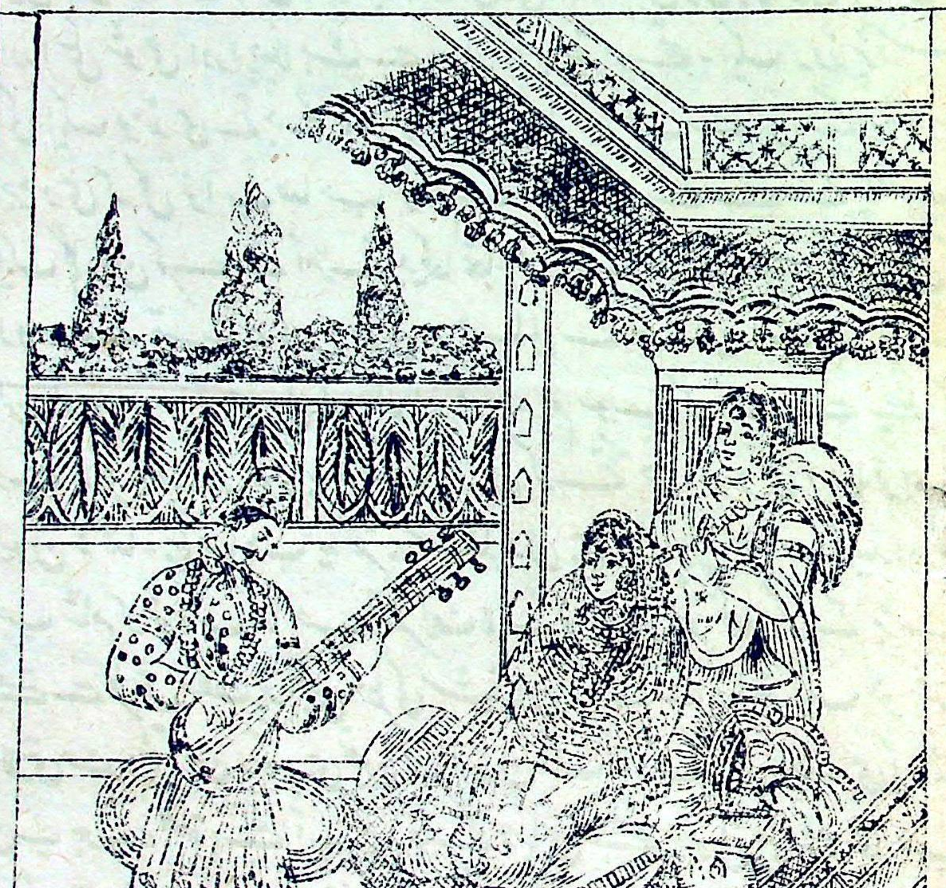

سات آٹھ مہینے کے بعد جو بچھڑے ہوؤن کی ملاقات ہوئی تو دس بارہ روز تک میان بیوی مین خوب بنی رہی۔ ایک دوسرے کا عاشق زار جان و دل سے نثار۔ مگر وہ قتالۂ عالم مغلانی کی چھوکری کہ از سر تا پا دریاے حسن مین غرق اور آفت جان آشوب دوران تھی اُنکے دل مین جگہ کرتی جاتی تھی اور اُسکی شوخی اور اچپلاہٹ سے یہ از بس بیقرار تھے۔ ایک روز پڑوس کی ایک لونڈی نے جسکا نام نورن تھا بیگم صاحب سے اُن کے یہ شکایت جڑ دی کہ کل نواب صاحب کو ہم نے شاہ فصیح کے تکیے کے پاس ایک گلی مین کمرے سے اُترتے دیکھا تھا۔ اور ایک عورت ہمسے کہتی تھی کہ دوسرے تیسرے اس موئی ہرجائی کے یہان آپ پہونچا کیا کرتے ہین۔ ہم تو ہجور کی کھیر کھواہ ہین۔ ہم سوچے کہ آپ سے چلکے کہہ دینگے کہ کل کبھار ہجور یہ اُلھنا دین کہ تئے حرامجادی دیکھا تو ہمسے کیون نہ کہا۔ بیگم صاحب یہ تقریر سُنکر دل ہی دل مین خفا اور رنجیدہ ہوئین جب شام کو نواب صاحب تشریف لائے تو چھوٹی بیگم نکھار کرکے بڑے ٹھسّے سے فرش مکلف پر بیٹھی عطر کی شیشیان قرینے کے ساتھ ایک خوشنما ولایتی صندوقچی مین رکھ رہی تھین اور ظہورن ایک نازک پنکھیا چاندی کی ڈنڈی کی لیے ہوے جھلتی ہے آپ بھی جاکے وہان بیٹھے چھوٹی بیگم اُنسے مخاطب نہوئین تو انھون نے چھیڑ خانی شروع کی۔

نواب۔ بیگم صاحب۔ یہ اس شیشی مین کسکا عطر ہے۔

ظہورن اس بیگم صاحب کے لفظ پر مُسکرائی مگر بیگم صاحب نے کچھ جواب ندیا۔

نواب۔ ارے ہا توبہ۔ دھوکا ہوا۔ عطر نہین تیل ہے۔ مگر ذرا ذرا سی شیشیون مین تیل رکھتے آج ہی دیکھا۔

ظہورن پھر مسکرائی تو نواب صاحب نے کہا دیکھیے بیگم صاحب آپکی پیشخدمتین ہماری باتون پر ہنستی ہین۔ انکو سمجھائیے اسکے کیا معنی

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

بیگم - (منھ پھیر کر) - ظھورن - یہ صندوقچی اور سارا سامان اس کمرے مین لیچلو اور کنواڑے بند کر دینا خبردار خبردار کوئی بھی آنے نہ پائے ہم کسی سے بولین نہ چالین - ہمین یہ چھیڑ خانی ایک آنکھ نہین بھاتی -

ظھورن - (مسکرا کر) حضور اور تو کسی کی کیا مجال ہے کہ قدم بھی رکھ سکے مگر چھوٹے حضور آئین تو بھلا سوا آپ کے اور کون روک سکتا ہی -

بیگم - (بہت ہی تیکھی ہوکر) چلو ان باتون سے کیا واسطہ تم یہان سے اُٹھائے چلو -

ظھورن - ذری ادھر دیکھیے تو -

بیگم - دیکھون کیا - ہم اس کمرے مین چلتے ہین - تم یہ سامان لیکے آؤ -

ظھورن - ای بیوی لونڈی حکم تو بجا لائے مگر دیکھیے تو ذری چھوٹے حضور تو ندوقچی بھر پر قبضہ کر بیٹھے -

بیگم - کیا ! اے واہ - چہ خوش - کیا شہر شملہ ہی - پرائے مال پر کسی کا کیا اجارہ -

ظھورن - حضور اسکو چھوڑ دین - ہمین بیوی کا حکم ہے کہ اُس کمرے مین لے چلو -

چھوٹی بیگم صاحب منھ پھیر کر تو بیٹھی ہی تھین نواب صاحب نے موقع پا کر ظھورن کے ہاتھ مین چپکے سے ایک ٹھوکا دیا ظھورن نے تیکھی ادا کے ساتھ ساتھ جھٹک دیا - اور بصد شان دلربائی اشارے سے کہا کہ بیگم صاحب بیٹھی ہین - ہاتھا پائی کا کون موقع ہی -

نواب - انسانیت کے یہی معنے ہین کہ بھلے مانسون کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھے -

بیگم - جب بھلے مانس ہڑدنگیون کے پاس بیٹھتے ہین تو شریفون کی بہو بیٹیان ایسا ہی برتاؤ اُنسے کرتی ہین -

نواب - کوئی دو بدو باتین کرے تو ہم جواب دین -

ظھورن - حضور منھ ادھر پھیرئے -

دوریندر ھوان

نواب۔ کیون صاحب ہم ذرا سا عطر لین اسمین سے۔

بیگم۔ ظہورن اللہ جانتا ہی۔ تم بڑی نٹ کھٹ ہو۔ تم ہی سکھاتی جاتی ہو یہ ساری باتین

نواب صاحب نے ظہورن سے کہا کہ ذرا جا کے دربان سے کہو پوچھے گھڑی مین کَے بجے۔ ظہورن اُٹھنے ہی کو تھی کہ بیگم صاحب نے جھڑک کر کہا ظہورن جو تم یہان سے ہمارے حکم کے بغیر اُٹھین نہ تو تم جانو گی بیٹھو بس۔ خبردار جو اُٹھین۔ نواب صاحب خوب ہی ہنسے کہا ظہورن انکا کہنا مان چلین۔ اب ہمارے کہنے سے جاؤ۔ ظہورن اُٹھ کھڑی ہوئی تو بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا دیا۔

ظہورن۔ اوئی اللہ اچھی اُٹھا بیٹھی ہے۔ جیسے مکتب خانے مین مولوی لوگ لڑکون کو اُٹھاتے بٹھاتے ہین۔ اب ہم کسکا کہنا مانین کسکا کہنا نہ مانین۔

نواب۔ دیکھیے۔ بیگم صاحب۔ آپ کی خواصین اب ہم پر پھبتیان کہنے لگین کٹ ملا ہمکو بنا یا۔ ایک ہوئی بی ظہورن صاحب۔

بیگم۔ اوئی اب ظہورن سے بھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی جبھی! منھ لگائی ڈومنی اور ناچے تال بے تال۔

ظہورن۔ سرکار۔ لونڈی کی مٹی ہر طرح خراب ہی۔

بیگم۔ یہ کاہے سے۔ ملشے اللہ جوان جہان ہو۔ نازک ہو۔ دھان پان ہو گیا اُپ اُس نگوڑی دیہاتن سے بھی گئی گذری ہو۔ موئی کالی کوئیلا جیسے تمباکو کا پنڈا۔ مگر ان لوگون کی بھی کیا ارواح ہے۔ ہر دم گی پیچھے۔ یہ تم بن ناحق کہتی ہو کہ مٹی خراب ہی۔ مٹی خراب ہو تمھارے دشمنون کی۔

ظہورن۔ حضور ہمارا دشمن ہمارا پیٹ ہے۔ جسکی بدولت سب کے نکتورے سہنے پڑتے ہین۔

ظہورن تو باغ مین نواب صاحب کی خدمت مین ازبس گستاخ اور بے ادب ہو گئی تھی اور رئیس موصوف کے ساتھ بند پالگی گاڑی مین آنے

سے اور بھی نڈر تھی۔ اور ان سب باتون کے علاوہ اپنے حسن پر مغرور بھی تھی۔ جل کے جو بیگم کو جلی کٹی سُنائی تو وہ انتہا سے زیادہ بددماغ ہو گیئن نکتورے کا لفظ سنتے ہی بلبلا پڑین (کیا کہا) بہت اِترا چلی ہے کہتی ہے کہ سب کے نکتورے سہنے پڑتے ہین۔ تو صاحب اب ہماری یہ وقعت ہو گئی۔ ہمارا بھی اور سب مین شمار ہونے لگا اِنھین کر توتون تو آدمی فضیحت ہوتا ہے۔ مغلانی کی چھوکری گھر کی پرورش یافتہ ساختہ پرداختہ اور ہمارے بر رو آئے۔ اور مین تو تیری چال ڈھال اور چلبلے پن سے سمجھتی تھی کہ تو بیسواؤن کے بھی کان کاٹے گی۔

ظہورن نے تو نواب صاحب کے دل مین جگہ کر لی تھی آدھی بات سننے کی تاب نہین۔ تنک کر بولی (بس بس حضور اپنی نوکری لین راجہ روٹھیگا راج لیگا۔ رانی روٹھیگی سہاگ لیگی۔ اور چلبلا پن کیا معنی چلبلے پن کے تو ہمارے دن ہین) اِسپر آتو۔ دوا۔ مہری یہ وہ سمجھانے لگین کہ کیا واہیات بکتی ہے۔ بہت چل نکلی ہر چھوکری۔

الغرض ظہورن نیچے اُتر آئی اور بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اِسکو کھڑے کھڑے نکال دو۔ جب تک یہ یہان سے نہ نکلیگی ہمین پانی تک پینا حرام ہے۔ اُسی دم ڈولی منگوائی گئی۔ مگر ظہورن کے جانے کے قبل نواب صاحب بھی باہر چلے گئے۔ ظاہر انو باہر گئے مگر اصل مین ڈیوڑھی مین کھڑے ہو رہے اور ایک عورت کو جو ڈیوڑھی کے ایک کونے مین گنڈیریان چھیل رہی تھی اشارے سے کہا کہ یہان سے چلی جا۔ ڈولی ڈیوڑھی مین لگائی گئی پردہ ڈالا گیا۔ کہار (ڈولی لگائی گئی) کہکر باہر چلے گئے تو ظہورن سِنکیان بھرتی ہوئی آئی ڈولی پر سوار ہی ہونے کو تھی کہ نواب صاحب نے جو اس طرح گھات سے دبکے ہوئے کھڑے تھے جیسے بلی چوہے کے پکڑنے کو کھڑی ہوتی ہے فورًا جھپٹکر ظہورن کا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب گھسیٹنا چاہا۔ وہ ایک کلان کار خوب جانتی تھی کہ نواب میرے فراق مین ضرور ڈیوڑھی مین کھڑے ہونگے جیسے ہی اُنھون نے ہاتھ پکڑا ویسے ہی (تھو تھو) کرکے زور سے جھٹکا دیا اور ہاتھ چھوڑا کر ڈولی مین بیٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ غل مچا کر کہا کہارو چلو۔ اب نواب صاحب کو بھاگتے ہی بن پڑی۔

اُس روز نواب صاحب بی ظہورن کے فراق مین بہت بیقرار رہے دوسرے دن اُنھون نے سُنا کہ ظہورن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی اِسکی مان بھی چلی گئی۔ اور بھی زیادہ متوحش ہوے کہ اب پتا بھی نہ ملیگا۔ اتنے بڑے شہر مین کہان ڈھونڈھتے پھرینگے کئی ہفتے گذر گئے اور باوصف تلاش بی ظہورن کا کہین پتا نہ ملا۔ جس روز سے ظہورن کو بیگم صاحب نے نکالا تھا اُس روز سے نواب صاحب نے محلسرا مین قدم نہین رکھا۔ اِس سے بیگم صاحب بھی پریشان ہوئین۔ ایک تو نواب صاحب نے جانا آنا ترک کر دیا دوسرے ظہورن جو اُنکی ایک قسم کی گوئیان سی ہوگئی تھی وہ بھی دفعتہً چلی گئی۔ مگر یہ بھی ٹین کی رئیس زادی تھین۔ اُنھون نے بھی نواب کے بلانے یا پیغام بھیجنے مین اپنی طرف سے پہل نہین کی۔

جب دو ڈھائی مہینے اس طرح سے گذر گئے تو نواب صاحب نے اپنے گھر کی دواجی کو گانٹھنا چاہا کہ اُسکے ذریعے سے ظہورن کا حال معلوم ہو تو کسی آدمی یا کٹنی کو بھیجکر بلوائین۔ ایسا نہو کہ کسی اور رئیس کی نظر پڑے۔ عورت ہے نوخیز اور شوخ اور حسین شوقین کی نظر ضرور پڑیگی اور شوقین کی نظر پڑ کر پھر ہاتھ نہ چڑھیگی۔ دواجی نے بالکل لاعلمی ظاہر کی یہ بڑی وضعدار بوڑھی عورت چھوٹی بیگم صاحب کی خیر خواہ

اور نمک پروردۂ قدیم تھی۔ نواب صاحب کی دال یہان بھی نہ گلی۔ کچھ عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ ایک روز جھمن نے عرض کیا کہ دوا جی کی زبانی آج معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبع مبارک کسیقدر ناساز ہے۔

نواب صاحب نے اپنے والد کے ایک خدمتگار کو بلا کر دریافت کیا اُسنے کہا حضور کل سے کھانا بھی نہین کھایا ہے۔ اور بخار بھی بہت تیز ہی اور اعضا شکنی بھی ہے۔ اور درد کے مارے سر خدانخواستہ پھٹا جاتا ہی بڑی بے چینی رہی۔ سرکار کو خبر کو ضرور چلنا چاہیے۔ نواب صاحب نے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ کہا (سمجھا جائیگا)۔

جب شام کو اِنکے احباب جمع ہوے اور اِنکو معلوم ہوا کہ بڑے حضور کی طبیعت ناساز ہی تو افسوس اور رنج در کنار یون گفتگو ہونے لگی۔

نصرت۔ ہمسے میان جھمن نے کہا بڑے حضور کی طبیعت دو دن سے ناساز ہی۔ مگر کسی ملعون ہی کو یقین آتا ہوگا۔

بہادر۔ بڑے حضور معلوم ہوتا ہی دھوکے مین آب حیات پی گئے ہین۔

چھٹن۔ (صاحب) ہمنے سُنا ہی آپ کے والد نے قسم کھائی ہے مین ہرگز نہ مرنگا آدمی ہین وضعدار زبان ہار گئے۔

نصرت۔ ارے یار نواب اب یہ بتاؤ جسدن آپ کے پیر فرتوت والد ماجد کا واقعہ ہوگا اُسدن کی طائفون کا ناچ دکھائیے گا۔ بھئی پٹنے عظیم آباد سے حیدر جان ضرور بلوائی جائین۔

نواب۔ واہی ہو۔ ع

مزن فال بد کاورد حال بد

اسیر احباب نے قہقہہ لگایا اور نواب صاحب بھی خوب ہنسے امیر باپ سے نالائق لڑکون کی یہی کیفیت ہے۔ ہردم دست بدعا کہ یا خدا

ابا ڈھلگین تو مزے اُڑین - بابا جان کھسکین تو پانچون گھی مین بعض بعض ناخلف لڑکے ہزارون لاکھون روپے اس بنیاد پر قرض لیتے ہین کہ جب باپ خدا گنج کی راہ لینگے تو قرضہ ادا کرینگے - دو ہزار دیجیے دس ہزار کا تمسک لکھوا لیجیے - جب بادا مرینگے تو بیل بٹینگے - دینے والے اس آرزو پر اندھا دھند قرضہ دے نکلتے ہین کہ ایک ایک کے دس دس بنائینگے -

خیر ایک ہفتے کی علالت کے بعد بڑے حضور راہی ملک بقا ہوے اُنکے اعزا و اقربا مصروف ماتم تھے - مگر چھوٹے نواب کے احباب اور لنگوٹیے یار انکو مبارکباد دیتے تھے - اور یہ کبھی مسکراتے اور کبھی ظاہرداری کے لیے منھ بناتے تھے -

نصرت - نواب صاحب اب صبر کیجیے - مشیت ایزدی ! (مسکرا کر) آپ پر کوہ الم لوٹ پڑا -

نواب - (ہنسی کو ضبط کرکے) ابا جان خود تو چل دیے اور مجھے یتیم کر گئے - مجھ معصوم کو کسی کے سپرد بھی نہ کیا -

نصرت - اب آپ مجھ کمبخت کو اپنا باپ سمجھیے - اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے - ماتم اور پرسا اور تعزیت درکنار یہان قہقہے پڑ رہے ہین -

بہادر - خدا ہمارے نواب کو اس کا نعم البدل دے - اسپر پھر فرمایشی قہقہہ پڑا -

چالیس دن تک تو نواب صاحب کچھ نہ بولے - اسکے بعد پر پرزے نکالے - سب کے پہلے یہ فکر ہوئی کہ دل بستگی کے لیے کوئی معشوق سمن بر تجویز ہو - ورنہ جی کیونکر لگیگا - مصاحبون نے اپنی اپنی رسوخیت جتانے کے لیے ادھر ادھر سے عورتین تلاش کرکے

کرکے اپنے نوجوان اور رنگین طبع آقا کی خدمت مین پیش کین مگر کوئی پسند نہ آئی انکی طبیعت روز بروز پریشان ہوتی جاتی تھی اور ہوا ہی چاہیے

باغبان کونسی صورت مرے جی لگنے کی ۔۔ ایک تو مجھکو قد یار سا بوٹا دکھلا

ایک دن نواب صاحب کے داروغہ نے تخلیے مین عرض کیا کہ خداوند آج ایک بوڑھی دلالہ سبح مجھے ڈھونڈھتی ہوئی مکان پر آئی اور مجھسے کہا کہ اگر آپ ذری ہمین اپنی سرکار کے پاس تک لیچلیے تو بڑا احسان ہو۔ ہمین ایک ضروری بات کہنی ہے۔ مین نے لاکھ لاکھ دریافت کیا۔ چھاتھ تک نہ دی۔ نواب صاحب بوڑھی دلالہ کا ذکر سُن کر بہت شائق ہوے۔ کہ اُس سے ملین۔ کہا بھئی تمنے غضب کیا۔ میان اُسکو ساتھ کیون نہ لے آئے۔ مین تو اس قسم کی عورتون کی تلاش ہی مین تھا۔ اُسنے عرض کیا سرکار حاضر ہے۔ اکّے پر سوار کرکے لایا ہون حکم ہوا کہ فوراً حاضر کرو۔ بوڑھی دلالہ حاضر ہوئی۔ دیر تک اُسمین اور نواب صاحب مین باہم گفتگو رہی اُسنے کہا سرکار ایسی ایسی صورتین دکھاؤن کہ حضور غش غش کر جائین۔ مگر یہان دفعتہً نہین آسکتین حضور کو لونڈی کے گھر تک چلنا ہوگا رات کے وقت تکلیف کیجیے اور اگر حضور کی مرضی ہو تو دن ہی کو آئیے مگر دن کو شاید حضور کے خلاف ہو نواب صاحب نے اس سے وعدہ کیا کہ ہم کل شام کو تمھارے مکان پر آئینگے۔ مگر کوئی غیر اُسوقت وہان نہو۔ اور داروغہ کو حکم دیا کہ تم خود جاکے مکان دیکھ آؤ۔ دوسرے روز نواب صاحب مع داروغہ حسب اقرار اس بوڑھی دلالہ کے مکان پر گئے۔ اسکا مکان ایک تنگ گلی مین واقع تھا۔ مگر پختہ اور خوشنما۔ ایک سجے سجائے کمرے مین انکو اُس بوڑھی عورت نے بٹھایا۔ اور تابڑ توڑ کئی جوان جوان عورتین دکھائین نواب صاحب نے ان عورتون کے سامنے تو کچھ نہین کہا بلکہ اُنسے گھڑی دو گھڑی باتین کین ڈولی کا کرایہ اور فی عورت دس دس

روپے انعام دلوا کر رخصت کیا۔ مگر اُس بوڑھی دلالہ سے کہا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھکر تمھارے ہان آئے تھے۔ ہم تو چاہتے ہین کہ کوئی پری نظر سے گذرے تو کچھ دن اس سے بناہین۔ یہ بات تو ہمکو گھر بیٹھے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ دلالہ بولی سرکار مین تو صرف ٹٹولتی تھی کہ حضور کتے ہین۔ معلوم ہو گیا کہ حضور کی نیت کیا ہے لیکن ایک قول دیجیے۔ اگر کوئی آگ بھبوکا ایسی دکھاؤن کہ حضور اگلی پچھلی سب کو بھول جائین تو حضور لونڈی کو تمام عمر کے لیے بے پرواہ اور مالا مال کر دینگے کہ حضور کی بادولت اس کار کو چھوڑ دون۔

نواب صاحب نے کچھ دیر تامل کر کے جواب دیا کہ تم کل باتین ہماری ہی رائے پر چھوڑ دو۔ عمر بھر کے لیے خوش کر دون اور پشتہا پشت تک چین کرو بشرطیکہ کوئی ایسی صورت تو دکھاؤ۔

بوڑھی دلالہ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد آئی۔ داروغہ نے نواب صاحب سے آنکر کہا حضور وہ قتالۂ عالم اب کی لائی ہے کہ ساری خدائی مین ایسی حسینہ دوسری پیدا نہین ہوئی ہوگی حضور کے قدمون کے قسم نور کی صورت ہے کلکتے اور بمبئی تک غلام ہو آیا مگر ایسی پری نہین دیکھنے مین آئی۔ پھولون کی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہے۔ گلاب کا پھول۔ کہا اس سے کہو حاضر کرے۔ داروغہ نیچے چلے گئے اور بوڑھی دلالہ اس قتالۂ عالم کو ہمراہ لیکر آئی۔ پہلے تو عطر روح افزا کی بوے عنبر بار نے دماغ کو تازہ و معنبر کر دیا یہ معلوم ہوا کہ عطر روح پرور کے قرابے کسی نے کھول دئے ہین اُسکے بعد چھڑون کی چھما چھم نے شور محشر بپا کیا کمرے کے دروازے کے پاس بوڑھی دلالہ اور اِس شوخ قتالہ مین آہستہ آہستہ باتین ہونے لگین۔

دلالہ۔ ای چلو بیٹا۔ اوئی نگوڑی حیا بھی انوکھی حیا ہے۔

شوخ۔ شرم آتی ہی خالہ جان ہم نہین جانے کے

دلالہ۔ اوی ہی! گھونگھٹ کاڑھے لڑکی۔ بڑی حیا دامنگیر ہے ے چلو بابا بس اب نخرے نہ بگھارو۔

شوخ۔ میری اچھی خالہ۔ ہمارے عوض باجی جان کو بھیج دو۔ زناخی جان کو بھیج دو۔

دلالہ۔ کیا! باجی جان کو بھیج دو۔ اوی واہ ہے۔ اب رنگ لائی گلہری اور جو کسو کے ساتھ نکاح ہوگیا ہوتا تو وہان بھی باجی جان کو اپنی عوضی بھیجتی۔ (بلائین لیکر) خالہ صدقے جاؤ بیٹا۔

شوخ۔ کلیجہ جیسے کانپتا ہی۔ اچھا خالو ابا کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے۔

دلالہ۔ (جھڑک کر) اوی کچھ دوانی ہوئی ہی لڑکی۔ اور سنو خالو ابا کو انکے ساتھ بھیج دو۔ خالو ابا کو اب اس بوڑھوتی وقت یہی تو کرنا رہگیا ہے سفیدی مین سیاہی لگانی۔

شوخ۔ اچھا پہلے تم چلو۔

دلالہ۔ (کمرے مین قدم رکھکر) اوئی کوئی جلانے توپ لگی ہی کمرے مین۔

نواب۔ اوی حضور تشریف لائیے۔ بھلے مانسون سے یہ خوف۔ کیا کوئی چور یا اُچکا مقرر کیا ہی۔

دلالہ۔ اوی حضور یہ کیا فرماتے ہین۔ صدقے جاؤن حضور پوتڑون کے رئیس ہین۔ مگر لڑکی ابھی اپنلی ہی۔ بچہ ہی۔ ڈھٹائی کہان سے لائے۔ جی مین تو خوش ہوگئی ہوگی کہ ایسا رئیس زادہ پایا جو لاکھ بچا سب ہزار مین ایک ہی مگر وہ ہندی مثل ہی نہ کہ سن بھائے سونڑی ہلائے۔ اب یہ پردہ کب تک کروگی بیٹا آخر کھونٹے تو انھین کے بندھوگی۔ سچ تو یون ہے کہ میان اور بیوی ہون تو ایسے ہون۔ چاند سورج کی جوڑی۔

الغرض بعد خرابی بسیار بڑی منت اور سماجت سے اُس شوخ گلبدن نے

کمرے مین قدم رکھا مگر ہنوز نواب صاحب سے چار آنکھین بھی نہین ہونے پائی تھین کہ لجا کر منھ پھیر لیا اور تھر تھر کانپنے لگی۔ اتنے مین نواب صاحب نے اُٹھکر اُس دلالۂ ضعیفہ کے سامنے اس جادو جمال کا دست سیمین آہستہ سے اپنے ہاتھ مین لیا اور دلالہ سے اشارہ کیا کہ تم چلی جاؤ۔ اسکو نیچے جاتے ہوے دیکھکر اُس شرمیلی نازنین نے دبے دانتون یہ کہا (اچھی خالہ جان ہمین یہان اکیلا نہ چھوڑ جاؤ) اُسنے زینے سے تشفی دی (مین واری بیٹیا) گھبراؤ نہین۔ ہمارے جانے بوجھے ہین اللہ چاہے تو کل ہی نکاح ہو جاے دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا۔ اُنھون نے ہاتھ پکڑ کر کھینچنا چاہا تو اُس نازنین نے ہاتھ ڈھیلا کر دیا۔ اُنھون نے اپنے قریب فرش پر بٹھا لیا۔ مگر ابھی تک اچھی طرح صورت نظر سے نہین گذری تھی صرف اسکی ادائے دلربا اور پیاری پیاری سڈول کلائی اور دست حنائی اور پور پور چھلے اور گورے گورے پانون دیکھ کر لٹو ہوئے تھے۔ کچھ عرصے کی خوشامد اور چھینا جھپٹی کے بعد جو اس مہوش خورشید رخسار کے چہرۂ زیبا پر نظر پڑی تو دنگ ہو گئے اور دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یا خدا تو بڑا مسبب الاسباب ہے۔ جب دینے پر آتا ہے تو چھت پھاڑ کے دیتا ہے۔ اس نازنین مہ جبین کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ مین تیرے صدقے ہو جاؤن جانی۔ میری جسقدر ثروت اور دولت اور مال اور متاع ہے سب تیرے قدمون پر رکھ دونگا۔ یہ کہکر بڑے جوش دلی کے ساتھ اُسکے رخسار رشک مہر کا بوسہ لیا اور اس پری پیکر نے بھی اسی جوش اور محبت کے ساتھ بوسے کا جواب دیا۔ اس بوس و کنار کے بعد باہم یون مکالمہ طرب انگیز ہونے لگا۔

نواب - جان جان جس روز تم روٹھ کے ہمارے ہان سے چل دی تھین

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُس روز سے آج تک مین تمھاری تلاش مین تھا۔ ایک دم بھی کسی پہلو چین نہین آتا تھا سیکڑون تدبیرین کین مگر مطلب نہ نکلا۔ آخر کار مین نے جی کڑا کرکے دوا جی سے کہا اُنھون نے صاف انکار کیا سوچا کہ یا الٰہی اب کیا کرون۔ ظہورن اپنی پیاری جانی کو کہان سے لاؤن سو خدا نے آج ہم بیکسون کی سُن لی۔

ظہورن۔ نواب یہ تو تم جھوٹ کہتے ہو۔ اگر ہماری ایسی ہی چاہ تمکو ہوتی تو تم یہان اِس پھیر مین نہ آتے۔ تم خوب جانتے تھے کہ مین کوئی ہرجائی تو ہون نہین کہ کسی کٹنی کے ہان آؤن جاؤن۔ مگر ہماری محبت کو دیکھو کر تم چھٹ اور کسی مرد پر نظر ڈالی ہو تو یہ دونون آنکھین پھٹم ہو جائین۔ چلو جی اب جو ہوا سو ہوا۔ ع

بات پیشانی کی ہوتی ہے سو پیش آتی ہے

اب اللہ کرے ہماری تمھاری عمر بھر نبھ جائے مگر بیگم سینگی تو بڑا خار کھائینگی۔ ہماری جوتی کی نوک سے کیا پروا ہے۔

نواب۔ ظہورن کے سر کی قسم جو اُس روز سے صورت بھی دیکھی ہو مگر تم بھی اُسوقت عجب نخرے سے آئین مجھے اب تک نہین معلوم ہوا تھا کہ تم ہو۔ ذرا جو شک بھی ہوا ہو مگر دل کو دل سے راہ ہے۔ شکر ہے کہ اللہ نے تمھاری صورت دکھائی۔

ظہورن۔ تمھاری بیگم ہمین کوس کوس کے کھا جائینگی۔

نواب۔ اُسکی ایسی تیسی تمھاری لونڈی بنا کر رکھون تو سہی۔

راوی۔ حضرت ناظرین رونگٹے کھڑے ہونے کی بات ہے۔ بڑی عبرت کا مقام ہے منکوحہ بیوی رنج غم خوشی شادی کی شریک۔ دل و جان سے ہر دم حاضر۔ آسایش تن۔ پھر غریب غیور۔ عفیفہ۔ پاک باز ہسمکھ۔ خندہ پیشانی۔ اور حسن و جمال سن و سال مین بھی سو پچاس

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مین ایک۔ مگر نواب کی اس حرکت ناملائم کو ملاحظہ فرمایئے کہ مغلانی کی چھوکری سے کہتے ہین کہ ہم اُسکو تمھاری لونڈی بنا کر رکھین گے۔ افسوس صد افسوس۔

اُسی شب کو نواب نامدار اپنی معشوقۂ سیم بدن گلعذار کو اپنے مکان پر لیگئے۔ اور دوسرے ہی دن کھلے بندون نکاح کی رسم ادا ہوئی اور بی ظہورن کا نام نواب حور لقا محل رکھا گیا۔

نواب حور لقا محل کا دماغ عرش برین پر تھا۔ پنجون کے بل چلتی تھین زمین پر قدم ہی نہین دھرتی تھین۔ اور نواب صاحب کی یہ کیفیت کہ کل جمع جتھا اُنکے حوالے کردی یہی سیاہ سفید کی مالک تھین نواب کو صبح سے شام اور شام سے صبح تک سوائے بدمستی اور بادہ پرستی کے اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ چار مہینے کے عرصے مین یار لوگون نے آدھی جمع اڑادی اور اُنکے کان پر جون بھی نہ رینگی مگر ظہورن یعنی حور لقا محل کے مرید تھے جو حکم اُنھون نے دیا یہ بسر و چشم بجالائے۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ اُس ناز آفرین کے غلام ہین اور وہ اُنکی آقا بیگم صاحب دل ہی دل مین کُڑھتی تھین۔ مگر اُنکی سنتا کون تھا۔ بڑی حضور بالکل بے بس۔ بی ظہورن کا طوطی بولتا تھا۔ مگر اُنھون نے جتنی خادمہ اپنے ہان نوکر رکھی تھین سب بوڑھی یا ادھیڑ جوان عورت گھر مین نہین آنے پاتی تھی یہ نواب صاحب سے ہمیشہ کھٹکتی رہتی تھین کہ ایسا نہو جس طرح بیگم صاحب نظر بند ہوگئین اسی طرح اب کسی اور نوخیز چھوکری پر میان ریجھین اور ہم بھی نکالے جائین اور ہماری طرح وہ محل مین داخل ہون ایک مرتبہ انگومہری کی ضرورت تھی ایک ماما محل کی ایک لڑکی کو جسکا نام گلچین تھا نوکری کے لیے لائی۔ چونکہ یہ بھی بڑی نمکین اور خوبصورت دُخت سیزدہ سالہ تھی بی ظہورن صاحب نے اُسکو نوکر رکھنا پسند نہ کیا۔

دور سولھواں

سحر حرام و حلال اور نصرت الدولہ کا پتلا حال

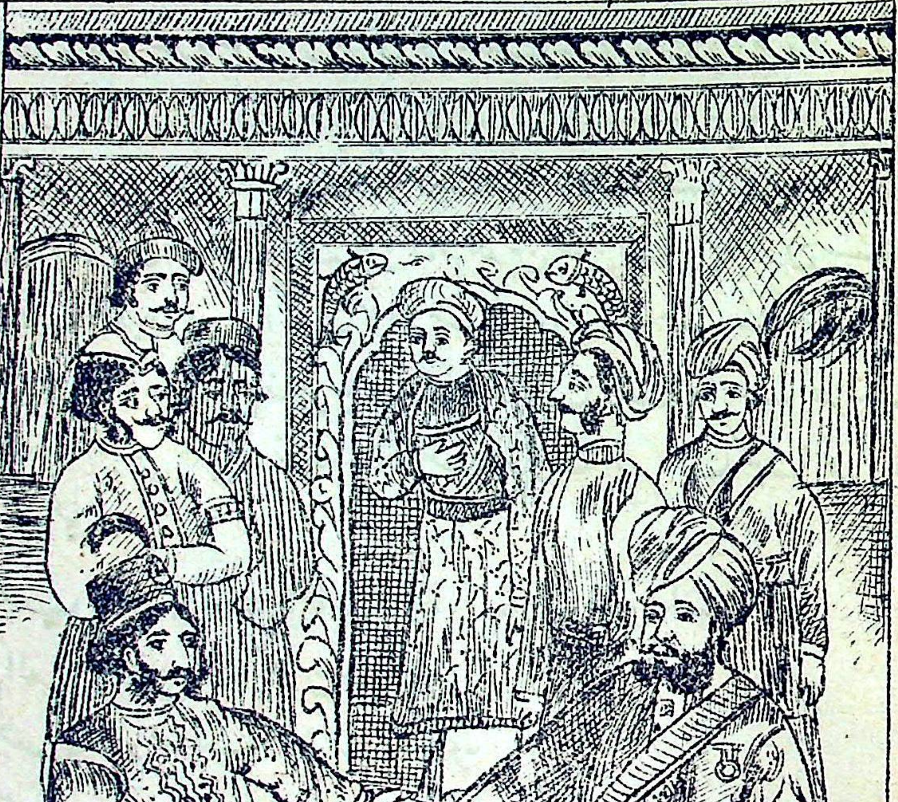

مکائد سے شعبدے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

نواب صاحب اس فکر مین تھے کہ کسی طرح سیٹھ گوجرمل صاحب کا پتا ملے تو انکو صلاح نیک دین اور ہندوستان کے لائق فائق بیرسٹرون اور نامی گرامی وکلا سے مشورہ لین اور سیٹھ جی کو مصیبت سے بچائین - مگر لاکھ تلاش کی گوجرمل کا پتا نہ ملا - ایک روز نصرت الدولہ بہادر سے اپنے شفیق مفرور و مہجور کی حالت زار کی نسبت گفتگو کرتے تھے کہ ایک سپاہی نے آنکر کہا خداوند ایک صاحب آئے ہین امام الدین خان نے پوچھا کون ہے - اُسنے کہا انگریز ہین - انگریز کا نام سُنکر نواب صاحب نے کہا جاکر دیکھو تو ذرا - امام الدین خان باہر گئے - دیکھا ایک صاحب کھڑے ہین - امام الدین خان نے جھک کر سلام کیا اور کہا کیا نواب سے ملیگا -

صاحب - ہان ہم اُنسے ملاقات کرینگے - آپ بول دین جاکے -

امام الدین خان - کیا کہون -

صاحب - کہو صاحب سلام کرنے آیا ہے -

امام الدین - آپ کا نام کیا ہے -

صاحب - آف جی آسلر -

امام الدین - کیا ؟ -

صاحب - دل کیا کا جواب کیا - بولو آف جی آسلر صاحب آیا ہے -

امام الدین - بہت خوب - اور آپ نوکر کہان ہین کس محکمے مین -

صاحب - جہنم مین - ہم دوزخ کے داروغہ ہین سمجھا آپ یا نہین سمجھا ابھی -

امام الدین - آپ تو دل لگی باز آدمی ہین - صاف صاف بتائیے -

صاحب - دل بولو کہ ایک پاگل آیا ہے - ابھی پاگل خانے سے آتا ہے -

امام الدین۔ اب صاف بتانا ہو بتاؤ۔ ورنہ مین جاتا ہون۔

صاحب۔ آسکر ہمارا نام ہی۔ اور ملیگا نواب سے۔

امام الدین نے آنکر کہا حضور ایک صاحب خاص ولایتی۔ سرخ سفید ایک ٹٹوی پر آیا ہی۔ مگر بڑا مسخرہ ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ مین نے کہا آپ کہان نوکر ہین کہنے لگا ہم دوزخ کے داروغہ ہین نواب صاحب نے کہا بلالو۔ صاحب رپ رپ کرتے ہوے آئے۔ اور آنکر کہا۔ سلام ہی نواب صاحب۔

نواب۔ سلام آئیے کرسی پر بیٹھیے مزاج اچھا آپ کا۔

صاحب۔ ہان نواب صاحب ہمارا مزاج بہت اچھا۔ آپ کا مزاج بہت اچھا۔

نواب۔ ارشاد فرمائیے۔

صاحب۔ سلام کو آیا ہی۔ ملاقات کرنے۔

نواب۔ مشکور ہوا۔ کہان مکان ہی آپ کا۔ اسی شہر مین ہی ہین نہ آپ۔

صاحب۔ ول ابھی آیا ہی۔ چار دن ہوے۔ ہم ایسٹرالجر۔

نواب۔ کیا ٹرالا کیا۔

صاحب۔ ایسٹرالجر۔ ایس بولو۔ ایس۔ پھر ٹرا۔ ٹرا۔ پھر لجر۔

نواب۔ ہم نہین سمجھا۔ تم کیا بولتا ہی۔

چھمن۔ یہ کون لغت بولے صاف صاف بتاؤ۔

تراب علی۔ صاحب ہم لوگ انگریزی نہین جانتا۔ اردو بولیے۔

صاحب نے کہا ول آپ لوگ یہ پڑھے ہمارا سارٹیفکٹ ہی۔ نواب صاحب نے سارٹیفکٹ لیکر امام الدین خان کو دیا کہ پڑھو مگر بآواز بلند پڑھنا۔ امام الدین خان نے یون پڑھنا شروع کیا۔ نواب صاحب اور رفقا غور سے سنتے جاتے تھے۔

ہم اُس بات کی تصدیق کرتے ہین کہ مسٹر آف جی آسلر نجومی نے

ہمکو بہت سی باتین بتائین۔ اور انمین سب باتین سچی نکلین۔ پچھلا حال بھی خوب بیان کیا اور مطابق ہوا۔ اور آیندہ کا حال چار دفعہ بتایا۔ دو باتین صحیح نکلین۔ دو کا ابھی وقت نہین آیا۔ ہم انسے بہت خوش ہین اور انکو سچا اور فن نجوم مین لائق تصور کرتے ہین۔ جو جو اصحاب انسے کچھ پوچھینگے یہ خوب بتائینگے۔

راقم راجہ تیغ بہادر تعلقدار وزیرپور

نواب ۔ اللہ اللہ یہ نجومی ہین۔ معقول۔ یہ کہیے۔ ــہ

تو باوج فلک چہ دانی چیست
کہ ندانی کہ در سراے تو کیست

بنانے کا اچھا موقع ہاتھ آیا کچھ پوچھو نصرت الدولہ بہادر۔

نصرت الدولہ ۔ اچھا۔

صاحب نے ایک اور سارٹیفکٹ جیب سے نکالا اور کہا اسکو آپ لوگ دیکھو نصرت الدولہ بہادر نے باواز بلند پڑھنا شروع کیا۔ قابل سننے کے ہے۔

یہ صاحب۔ اف۔ جیگ آسلر نجوم کی باتان مین ہسیار دکھے۔ دو تین باتان پوچھین سب بتا دین۔ شائی (۲۷) تاریخ کو کہا اٹھائی (۲۸) کو مینھ برسیگا سو برسا۔ اور ہمکو کہا کہ تمھارے باپ کابل کی لڑائی مین لسٹن صاحب کے ساتھ مارا گیا۔ سو ٹیک (ٹھیک) ہے دونون باتان ٹیک (ٹھیک) نکلا صاحب بڑا کرتبی ہے۔

پنیم سنگھ رسالدار۔

نواب ۔ یہ کسی پنجابی نے دیا ہے۔

صاحب ۔ ہان رسالدار ہے۔

نصرت الدولہ ۔ وہ تو زبان ہی کہے دیتی ہے۔

امام الدین ۔ باتان کی ایک ہی کہی اور شائی سمجھے حضور۔

نواب ۔ نہین مین نہین سمجھا۔

جھمن ۔ شائیں سے مراد ہے۔ ہم تو عنبر سر بین رہے ہین۔

امام الدین - کہان رہے ہین آپ ؟

جھمن - عنبر سر ہین -

نواب - امرتسر ہین - بڑے مولوی بنے ہین - عنبر سر کیسا -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کتاب کون سی ہے - صاحب نے کہا اسمین نجوم کا ذکر ہی - بہت دام خرچا جب کتاب پایا - اسکا پہلا صفحہ دیکھیے ٹیٹل پیج -

نواب صاحب نے کتاب لی - تو پہلے صفحے پر ایک تصویر نظر آئی -

نواب صاحب نے پوچھا یہ کیا ہی - نجومی نے کہا اس مکان مین، نجوم کے علما مُردون سے باتین کرسکتے ہین - اوڈورڈ کلی ایک تھے بڑے زبردست نجومی اور سحر مین بھی مسلم الثبوت اُستاد - لنکاسٹر ایک ملک ہے وہان جو آدمی مرگیا تو کلی صاحب نے لوگون سے کہا کہ ہم جادو کے زور سے اس سے باتین کرسکتے ہین - لوگون نے پوچھا - کیونکر؟ اُسنے ایک اپنے دوست کو ساتھ لیا اور قبرستان گئے - سُن چکے تھے کہ فلان فقیر چند روز ہوے مرگیا تھا - مشہور تھا کہ متوفی بڑا مالدار تھا - مگر اُسنے اپنی دولت کا حال مرتے دم تک کسی پر ظاہر نہ کیا - کوئی کہتا تھا اُسکے مکان مین اشرفیان دفن ہین - کوئی کہتا تھا کہ میدان مین دفن کرآیا - مختلف روایتین مشہور تھین - ٹھیک بارہ بجے رات کے وہ لوگ قبرستان مین داخل ہوے کلی نے سحر کے زور سے مردے کو اُٹھایا - مردہ سامنے آن کھڑا ہوا - اپنی دولت کا کل حال بیان کردیا - اور بعض پڑوسیون اور محلے والون کی نسبت پیشین گوئیان کین اور وہ سب صحیح نکلین -

نواب - ہان ! ہمکو تو یقین نہین آتا - مردے کو زندہ کرنا محال ہی -

نجومی - نواب صاحب اگر آپ اس کتاب کو پڑھے تو یقین کرے -

نصرت الدولہ - آپ مردے کو زندہ کرسکتے ہین -

نجومی - ہم نجومی ہے - جادو والا نہین ہے - یہ جادو کا بات ہی آپ سمجھے کہ جو لوگ زہر کھا کر مرتا ہے - یا پُرانی عمارت کے تلے دب کر یا جہاز مین ڈوبتا ہے یا دریا مین ڈوبتا وہ ایک ستارہ ہے

(سیٹرن) اُسکے اثر سے مرتا ہے۔ اور جو لوگ آگ سے جلکر مر جاتا ہے۔ یا بجلی گر پڑتا ہے۔ یا بندوق یا گولا توپ سے مرتا ہے۔ یا گھوڑے پر سے یا اونچے پر سے گر کر مرتا ہے۔ یا پھانسی سے وہ ایک ستارہ ہے (مارس) اُسکے اثر سے آپ لوگ (مارس) کو (مریک) بولتے ہین۔

نصرت الدولہ۔ مریخ۔

نجومی۔ ہان ہان۔ یہی ہم بتا سکتا ہے کہ کتنی شادیان ہون۔ کتنا روپیہ ہوگا پاس ہاتھ دیکھ سکتا ہے۔ ہم سب جانتا ہے۔ آپ کچھ پوچھیے گا تو ہم کہیگا آپ لوگ نے فولر کا نام سنا ہے یہ بڑا نجومی تھا اُسکی کئی بات مشہور ہے۔ اور دور دور تک۔

نواب صاحب نے کہا کہیے۔ فرمایئے۔ نجومی نے کہنا شروع کیا۔ بوڑھا آدمی تھا لکھنا پڑھنا کچھ نہین جانتا تھا۔ بالکل اَن پڑھ۔ نام تک نہین لکھ سکتا تھا مگر نجوم مین استاد تھا۔ اسقدر ملکہ بہم پہونچایا کہ کل باتین بتانے لگا رات رات بھر بیدار رہتا اور ستارون کی گردش اور حالات پر غور کرتا تھا یہان تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی اور کرے مین پیدا ہوتا تو وہ بتا دیتا کہ زندہ رہے گا۔ یا مر جائیگا۔ یا کب تک زندہ رہیگا۔ اُسنے پیشین گوئی کی تھی کہ نپولین بوناپارٹ نیچا دیکھیگا اور اُسکی عظمت اور صولت سب خاک مین ملجائیگی اُسنے پیشین گوئی کی تھی کہ ولنگٹن کے دبدبے کے جھنڈے نصب ہو جائینگے دونون باتین صحیح نکلین اور یہ پیشین گوئی کئی سال قبل کی تھی۔ ایک ستارہ ہے (جیابرجیم سائی ڈس) اس ستارے کا حال اسکو ہرشل سے پیشتر معلوم تھا۔

ایک دن یہ شخص اپنے مکان کے پڑوس ایک سرا مین کسی دوست سے باتین کر رہا تھا لوگون نے نجوم کا ذکر چھیڑ دیا۔ اتنے مین ایک کسان آیا

اُسنے کہا بہت نجوم کیا کرتے ہو بھلا بتاؤ تو اگر مین آج فصد لون تو زندہ بچون یا مر جاؤن۔ لوگ سمجھے کہ نجومی یہی کہیگا کہ زندہ بچوگے مرنا کیسا مگر نجومی نے فوراً کہا کہ مر جاؤگے۔ ادھر فصد کھولی گئی اُدھر تم مر گئے۔ بوڑھا کسان خوب ہنسا کہا اچھا ہم جاتے ہین جا کر فصد کھلوائی خون زیادہ آیا۔ ہر چند تدبیر کی گئی مگر بے سود۔ تھوڑی ہی دیر مین جان نکل گئی۔

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ نجوم عجب علم ہو بھئی۔

نواب۔ اجی سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہو۔ بالکل بے اصل چیز۔

نصرت الدولہ۔ جی ہان بے اصل چیز آپ کے کہنے سے بے اصل ہو۔

نواب۔ آپ اسقدر دانا ہو کر اور اِن باتون کو صحیح سمجھتے ہین۔

نجومی۔ نواب صاحب آپ لوگ کوئی نہین مانتا ہمارا بات۔ تمام دنیا ہمکو بے ایمان اور جھوٹا سمجھتا مگر پروا نہین ہو۔ ہم لوگ سچ بولتا ہے۔ کوئی چاہی جو کہے کچھ واسطہ نہین ہمکو۔

نواب۔ یہ اپنی اپنی راے ہو۔ اسمین زبردستی تو ہو نہین کچھ۔

نجومی۔ او۔ ذرا نہین۔ اپنا اپنا راے جو جسکا ہو۔

نصرت الدولہ۔ آپ ہمارے مکان پر ضرور آئیے گا۔ ہم خوشی سے ملیگا ہمین کچھ پوچھنا بھی ہے کل آپ آئیے یا اپنے مکان کا پتا دیجیے۔

نجومی۔ ہوٹل۔ لاگ صاحب کا ہوٹل۔

نصرت۔ اچھا تو ہم آدمی بھیج دینگے۔ آپ آئیگا اور گاڑی بھیج دینگے۔

نجومی۔ ہم بہت خوشی کے ساتھ آے گا۔

نواب صاحب نے امام الدین خان سے کہا یہ اب گئے ہاتھ سے انکو یقین آگیا کہ نجومی نے جو کچھ کہا سب صحیح ہے۔ امام الدین بولے خداوند ہمکو تو بہروپیا معلوم ہوتا ہے جھجھا لیا۔ ساری خدائی کا بے ایمان

نجومی سنے ہین ۔ واہ ۔

نصرت الدولہ ۔ کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے ۔

نجومی نے کہا لیجیے یہ اخبار ہے ٹائمز ۔ لندن ٹائیمز ۔ دیکھیے اسمین کیا چھپا ہی

نواب صاحب نے کہا ہم لوگ انگریزی خوان نہین ہین ۔ نجومی نے کہا اچھا ہم ترجمہ کرینگے ۔ نجومی نے ترجمہ کرنا شروع کیا ۔ گڑاٹاپ شاپ ۔

نجومی سنڈے کو ۔ سنڈے ایک دن کو ہم بولتی

نواب ۔ کس دن کو بولتے ہین ۔

نجومی ۔ ہمارا گرجا کا دن بڑا اچھا دن ہی ۔ وہ دن ہی

نواب ۔ اتوار ۔ اتوار ۔ ہم سمجھ گئے ۔ گرجا کا وہی دن ہی نہ ۔

نصرت الدولہ ۔ اجی سننے دو ۔ دن سے کیا واسطہ اتوار ہو یا بدھ ہو یا پیر ہو ۔

نواب ۔ اچھا ہان صاحب فرمائیے بولیے ۔ پھر کیا ہوا ۔

نجومی ۔ جیس ویلیس ایک آدمی تھا کم ۔ بہت نہین عمر کم ۔

نواب ۔ ہان جوان آدمی تھا سمجھے آپ مطلب کیسے ۔

نجومی ۔ وہ اپنے سب لوگ کو ملکر ساتھ ساتھ جاتا ۔ ہنسی ۔ دریا مین سب بس وہ ڈوبتا ہی ۔ دریا مین وہ ڈوبتا ہی

نواب ۔ دریا مین ڈوب گیا ۔

نصرت الدولہ ۔ ڈوب گیا یا ڈوبتا تھا ۔

نجومی ۔ تین دن تین رات ڈوبنے کے پہلے اسنے دیکھا تھا رات کو سوتے مین ڈریم مین ۔ جسکو ہم ڈریم کہتے ہین ۔ ڈریم جانتا ۔

نواب ۔ سمجھے سمجھے ۔ بتاؤ امام الدین خان کیا کہا ۔

امام الدین ۔ مین تو نہین سمجھا خداوند ۔

نواب ۔ خواب سے مراد ہی ۔ کہا نہ کہ رات کو سوتے مین دیکھا ۔

تراب علی ۔ اعجاز اعجاز ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چھمن۔ واہ خداوند۔ کیا خوب بات فرمائی ہی۔ جی خوش ہو گیا اسوقت۔

امام الدین۔ ہان خوب طبیعت لڑی۔ ماشاء اللہ ذکی ہین۔ دانا ہین۔

نجومی۔ تین رات بروبر (برابر) دیکھا رات کو ڈریم مین کہ ڈوبا۔ ڈوبا۔ ڈوب گیا۔

امام الدین۔ واہ یہ نئی بات ہی سمجھے چھمن۔ تین مرتبہ خواب دیکھا کہ ڈوبنے والا ہی اور پھر ڈوب ہی گیا۔

نجومی۔ پہلے جب ڈریم دیکھا تو کچھ نہ پروا کیا۔ مگر دیکھا بہت بڑا ڈوبنا بڑا ڈوبنا سمجھا یہ کہ ڈوبنا۔ جان جاتا۔ روتا چلاتا۔ گول۔ (غل مچاتا۔) جب دوسرا ڈریم دیکھا تو کچھ پرواہ کیا نہین جب تیسرا دیکھا ڈریم تو ڈر گیا بولا اپنی بہن سے کہ ہم دیکھا ڈریم۔ تین رات ڈوبا۔ پھر ڈوبا۔ پھر ڈوبا۔ اور ہم جان سے ڈرتا ہے۔ ایک ڈریم۔ دو ڈریم۔ تین ڈریم۔

نواب۔ لٹا دیا۔ واللہ لٹا دیا۔ ڈریم۔ ڈریم۔ ڈریم۔ خواب کہو خواب۔

نجومی۔ ول ہم زبان اُردو نہین اچھی جانتا۔ کھاب کیا۔

چھمن۔ جیسا انگلو ہی جی۔ ؎

اُدبیت اور شے ہے علم ہی کچھ اور چیز
لاکھ توتے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

نواب۔ کیا کہتے ہو۔ اسکی کچھ زبان ہی بیچارے کی۔ وہ کیا جانے بھلا۔

نصرت الدولہ۔ آپ کے رفقا جانین اور آپ جانین ہم اس بارے مین دخل نہ دینگے۔

امام الدین۔ لاحول ولا قوۃ۔ چھمن بات نہین سنتے ونتے توبہ۔

نجومی۔ اسکی بہن کہا نہین بڑا بات۔ دوسرے روز وہ دریا جاتا نے مانگتا کہ وہان (اشارے سے بتایا کہ پیرنے کے لیئے گیا۔)

نواب۔ دریا پیرنے گئے۔ ہم سمجھے۔ آپ فرمائیے پھر کیا ہوا۔

نجومی۔ لوگ سے بولا۔ لوگ بولا تم۔ پاگل ہی۔ ڈریم کون بات۔ ول ڈریم سے پڑھا لوگ اور یورپین جنٹلمین کیون بھاگنے والا کیا بات

(این اینڈل ڈریم) وہ دریا مین گیا۔ گیا دریا کے بیچ مین کہ (اشارے سے پیرنے۔)

نواب۔ آپ کہتے جائین مین اسقدر سمجھ سکتا ہون۔

بنجومی۔ ول۔ لوگ بولا تم پاگل ہی۔ ڈریم سے بھاگتا۔ ڈریم سے۔

امام الدین۔ ہم نوکرور برس تک دریا نہ جاتے۔

جھمن۔ ہم تو ابھی دم بھاند پڑتے۔

تراب علی۔ جہالت اسی کا نام ہی۔

نصرت الدولہ۔ واہ عجب عجب لوگ ہین۔

نواب۔ بات سننے دو۔

نصرت الدولہ۔ اجی کسکی بات۔ کہان کی بات۔ یہان تو منڈی لگی ہی۔

بنجومی۔ آپ لوگ بولتا ہی یہ جھوٹ ہی۔

نواب۔ ہرگز نہین۔

نصرت الدولہ۔ آپ فرمائین ہم سنتے ہین۔

جھمن۔ لطف آتا ہی اس ڈریم مین۔ یہ ڈریم خوب ہی۔

بنجومی۔ بالکل سچ ذرا وہ نہین کہ جھوٹ ہی۔

اتنے مین ایک انگریزی خوان آئے۔ نواب صاحب بولے۔ نواب بات بنگئی۔ انگریزی خوان سے کہا ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کیجیے۔ انگریزی خوان نے کہا کیا خوب کیا چھوٹی سی کتاب ہی۔ اسکے ترجمے کے لیے بھلا کم سے کم ایک مہینا تو ہو۔ اسکا ترجمہ آسان نہین۔ کس مزے سے آپ نے فرمایا کہ ذرا اس کتاب کا ترجمہ تو کر دینا۔

نواب۔ اجی ایک صفحہ کا ترجمہ چاہیے۔

انگریزی خوان۔ ہان! لائیے یہ کون بڑی بات ہی۔

انگریزی خوان نے ترجمہ کرکے یون سنایا۔

گذشتہ اتوار کے دن ایک معزز نوجوان آدمی جسکا نام جیمس ولیمس تھا ڈوب کر مر گیا۔ یہ نوجوان چند احباب بذلہ سنج و لطیفہ گو کے ہمراہ تفنن طبع کے لیے دریا مین شام کے وقت پیرتا تھا۔ دفعتہً بھنور مین پڑگیا۔ لاکھ لاکھ کوشش کی کہ اس گرداب بلا سے نجات پائے مگر بے سود اسکے احباب منھ ہی تاکتے رہے اور کہا کہ ہمنے معتبر ذریعے سے سُنا ہی کہ ڈوبنے کے تین روز قبل یعنی پنجشنبہ جمعہ اور ہفتہ کی شب کو اُسنے کئی بار یہی خواب دیکھے کہ دریا مین ڈوبتا ہے وہ رات کو چونک پڑا اور کئی بار پکار اُٹھا ڈوبا۔ ڈوبا۔ ہاے ڈوبا۔ جب بیدار ہوا تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور تھرتھرانے لگا۔ جب تیسری شب کو بھی اُسنے متواتر اور متوالی ایسے ہی خواب دیکھے تو نہایت ہی خائف ہوا صبح کو اُٹھتے ہی بہن سے ذکر کیا اور کہا کہ مین ایک شخص سے شرط بد چکا ہون کہ ایک پل سے کود کر ملاحی چیرتا ہوا اچھلی کے باند تک جاؤنگا۔ اسکی بہن نے کہا۔ خبردار ایسا غضب نہ کرنا یاد رکھو ستم ہو جائیگا۔ صاف صاف یون ہی کہ زندہ بچکر نہ آؤ گے۔ جن لوگون سے شرط بدی تھی انسے اِس بد بخت نوجوان نے اپنے خواب پریشان کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ ہم دریا نہ جائینگے۔ لوگون نے قہقہہ لگایا اور اُسکو باور نہ کیا ایک نے کہا ڈر گیا دوسرا بولا ضعیف الاعتقاد ہی۔ تیسرے نے کہا تم اِس ملک مین کیون پیدا ہوے وحشیون مین پیدا ہوے ہوتے۔ خواب کی ایسی تیسی اس ملک کے تربیت یافتہ آدمی کہین خواب کو مانا کرتے ہین سب نے ملکر اسکو خوب بنایا۔ جب تو طیش کھا کر اُسنے کہا چلیے آئیے یہ کہکر انکے ہمراہ پل پر گیا اُسکی بہن نے جو خبر پائی تو فوراً اسکے پاس پہونچی اتفاق سے ایک نجومی کا بھی وہان گذر ہوا۔

نجومی سے لوگون نے پوچھا اگر یہ شخص پل سے کودے تو کیسا

نجومی کو خوب معلوم تھا کہ وہ شخص اِس فن کا مسلم الثبوت اُستاد سمجھا جاتا ہے لیکن اُسنے نجوم کے زور سے کہا کہ کودتے ہی ڈوب جائیگا - اُسپر حاضرین نے قہقہہ لگایا اور وہ شخص پُل پر سے دھم سے کودا پھر کسی شخص نے اُسکو اُبھرتے نہ دیکھا تین دن کے بعد اُسکی لاش ملی - اور جو لوگ نجوم کے خلاف تھے وہ بھی معتقد ہو گئے -

نصرت الدولہ - صاحب آپ کچھ ہمکو بھی سکھائیے ہمین بڑا شوق ہے -

نجومی - اچھا جب آپ سیکھیے - ہم حاضر ہین - جب حکم ہو -

نواب - انکو چیلا کیجیے - یہ پھنس جائینگے -

نصرت الدولہ - بس آپ خاموش ہی رہین بس آپ تو کسی چیز کو نہین مانتے -

بہادر علیخان - عرض کرون حضرت حقیقت حال یون ہی کہ غیب کی بات جناب باری کے سوا اور کوئی نہین جان سکتا -

نواب - اسمین کیا فرق ہی -

نصرت الدولہ - حضرت یہ اپنا اپنا عقیدہ ہی - بحث کی ضرورت نہین -

نواب - اچھا اُنسے کہیے کوئی مردہ ہمارے سامنے بولنے لگے -

بہادر علیخان - کیا مجال - ممکن ہی نہین یہ محض ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی -

نصرت الدولہ - اچھا ہم کچھ دن سیکھ لین تو پھر عرض کرین -

نواب - بسم اللہ سیکھیے مگر یاد رکھیے دھوکا کھائیے گا -

بہادر علیخان - اسوقت کمال افسوس ہے کہ آپ اور ان ضعیف الاعتقادی کی باتون کو باور کرین اگر ذرا غور کیجیے تو ہمسے اتفاق کرنے لگیے -

نجومی - اچھا اپنی آنکھون آپ دیکھین تب تو یقین آئے یا تب بھی ہٹ دھرمی کیجیے گا -

نجومی نے طرح طرح کی دلچسپ باتین بیان کین - نواب نامدار اور بہادر علیخان اُنکے عزیز قریب نے کہا یہ سب بے سر و پا کہانی ہی - مگر

نصرت الدولہ اور چھمن معتقد ہو گئے۔ نجومی نے کہا زراعت کے ذریعے سے جن لوگون کو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ خاص زحل سے متعلق ہے۔ کسی عمارت مین خزانہ نکلے یا جہازرانی کے ذریعے سے زرکثیر حاصل ہو یہ سب اُسی ستارے کے متعلق ہی۔

ایک جنٹلمین نے یون لکھا لارڈ ٹلٹن نامے ایک رئیس انگلستان نے جب انتقال کیا تو مین وہان ہی تھا۔ کئی جنٹلمین اور لیڈیان اور مسین اُنکی وفات کے وقت اُنکے اردگرد موجود تھین۔ وفات کے تین دن قبل انھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک چڑیا پھرپھڑاتی ہوئی اُنکے سامنے آئی۔

نواب۔ کون آئی۔ یہ کون لفظ آپ نے فرمایا ابھی۔

نصرت الدولہ۔ ایک چڑیا آئی۔

نواب۔ ہان۔ اچھا صاحب پھر۔ اب توتے مینا کی کہانی شروع کردی۔

نصرت الدولہ۔ آپ لوگ بڑے بیوقوف ہین۔ ذرا خاموش رہیے۔

نواب۔ (مسکراکر) این! اب تو گالیان دینے لگے آپ۔ خدا خیر کرے۔

نجومی نے کہا پہلے ایک چڑیا سامنے آئی اُسکے بعد ایک عورت سفید پوش نے اُنکی طرف مخاطب ہو کر کہا مرنے کے لیے مستعد ہو رہو تین دن سے زیادہ اب تم نہین زندہ رہ سکتے اُنکی آنکھ کھل گئی۔ فوراً آدمی کو بلایا اور مارے ڈر کے تھرتھر کانپنے لگے۔ آدمی فوراً حاضر ہوا دیکھا تو اُنکو سخت متوحش پایا۔ کئی بار خدمتگار کے سامنے زار زار روئے دوسرے دن اُنکی طبیعت ازبس پریشان رہی۔ تیسرے دن صبح کے وقت کھانا کھاتے ہوئے اُنھون نے کہا اگر آج مین زندہ رہون تو اُس بھوت کو خوب بتاؤن۔ تھوڑی دیر کے بعد انتہا سے زیادہ پریشان ہوے۔ مگر آدھ گھنٹے مین صحت کلی حاصل کی۔ شام کو پانچ بجے کے وقت اُنھون نے پھر کھانا کھایا اور ۱۱ بجے بستر پر گئے۔ اور خدمتگار سے کہا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چار تیار کر لاؤ۔ جب خدمتگار چار لیکر آیا تو دیکھا کہ انکی بڑی ردی حالت ہے اسقدر خائف ہوا کہ وہین سے غل مچایا اور بھاگا اور لوگون کو مدد کے لیے بلایا۔ اتنے مین لارڈ موصوف اوپر کے دم بھرنے لگے اور لوگون کے آنے کے قبل ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔

جھمن۔ اف۔ اُسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

نواب۔ اَین۔ معقول۔

امام الدین۔ یہ ڈنڈا اور تین کانے۔

جھمن۔ اجی حضرت آپ ہین کس بھروسے۔ خدا کی قسم کانپ اُٹھو۔

امام الدین۔ بجا۔ اپنا ہی سا بودا آپ سب کو سمجھتے ہین۔

نجومی۔ ہم ان امور کا ثبوت دے سکتے ہین بلا ثبوت نہین کہتے۔ چنانچہ لارڈ لٹلٹن نے لوگون سے یہ بھی کہا تھا کہ جس عورت کو اُنھون نے خواب مین دیکھا تھا اُس سے وہ بخوبی واقف تھے۔ کمال خوف ہوا۔

جھمن۔ واقف تھے کیا معنی مین اسکا مطلب نہین سمجھا۔

نجومی نے بیان کیا دو نوجوان مسین تھین اُنپر لارڈ صاحب عاشق ہو گئے مگر اُنکی بوڑھی مان نے انکو للکار دیا کہ خبردار یہان نہ آیا کرو۔ اُنھون نے اُسکو زہر دلوا دیا۔

نجومی نے کہا اگر یہ صاحب جو انگریزی پڑھے ہین آپ کو اس صفحے کا مطلب سمجھا دین تو ہم شکر گزار ہونگے۔ نواب صاحب نے کہا بسم اللہ حضرت ترجمہ کیجیے۔

انگریزی خوان نے یون ترجمہ کیا۔

جسوقت لارڈ لٹلٹن نے یہ خواب پریشان دیکھا کہ ان دونون لڑکیون کی مان سامنے کھڑی کہ رہی ہے کہ اب مرنے کے لیے مستعد رہو۔ اسی وقت اس عورت کی جان نکلی تھی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لیڈی لٹلٹن یعنی لارڈ صاحب کی بیوی نے یون بیان کیا ہو۔ وفات کے دو شب قبل جب وہ بستر پر جاتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی جانور مثل فاختہ کے کمرے مین پھڑپھڑاتا ہی۔ ادھر اُدھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دریچے کے قریب ایک عورت کھڑی ہے۔ اُسکی ڈراؤنی اور مہیب شکل ہے یہ از بس خائف ہوگئے۔ کمرہ خوب روشن تھا۔ اور روشنی بدستور نظر آتی تھی اُس عورت نے ہاتھ اُٹھاکر کہا کہ پرسون تو دنیا سے کوچ کر جائیگا تیری زندگی کا پیمانہ اب لبریز ہوگیا اتنے مین وہ شکل دفعتہ غائب ہوگئی اور لارڈ لٹلٹن مارے خوف کے کانپنے لگے۔

نواب۔ اگر کسی بزدل آدمی کے سامنے کہیے تو ڈر جاے۔

چھمن۔ حضور اسمین جوانمردی کیا کر سکتی ہو۔

امام الدین۔ اجی یہ سب گڑھی ہوئی کہانیان ہین بے سر و پا بے اصل۔

نصرت الدولہ۔ خدا کی قسم اسقدر حظ آتا ہو کہ بیان سے باہر ہے۔ نہ جانین نہ بوجھین۔ اور دخل در معقولات دینے کو مستعد۔

نواب نصرت الدولہ نے کہا ہمارے ایک دوست ہین سیٹھ گوجرمل اُنکا حال بتایے کہ وہ آج کل کہان ہین۔

نجومی نے کہا۔ اُنکی پیدائش کا وقت اور مقام بتایئے۔ تو ہم ابھی ابھی اسی دم بتا دینگے۔

نصرت الدولہ نے آدمی کو بلایا اور کہا جاکر سیٹھ جی کے ہان سے اُنکا زائچہ مانگ لاؤ کہنا ایک بڑے پنڈت آئے ہین اُنکو دکھاینگے۔

اتنے مین انگریزی خوان اور نجومی مین خوب باتین ہوئین مگر انگریزی زبان مین۔ نواب صاحب نے کہا بھئی اب یہ گٹ پٹ تو رہنے دو۔ اُردو مین باتین کرو تو ہم بھی سمجھین۔

اتنے مین نواب نصرت الدولہ بہادر کا خدمتگار سیٹھ گوجرمل کا زائچہ لایا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اور اُسکے ساتھ ہی لالہ نتھولال بھی آئے۔ نواب صاحب کے کان مین کہا زائچہ حاضر ہے۔ نصرت الدولہ نے زائچہ لیکر نجومی کو دیا نجومی نے کہا ہم فقط وقت اور مقام ولادت دریافت کرنا چاہتے ہین اور کچھ نہین لالہ نتھولال نے بتا دیا۔ تھوڑی دیر خوب غور کرکے بخوبی سمجھکر نجومی نے کل حالات یون بیان کیے۔

یہ شخص بڑا خوش قسمت اور مالدار اور ہنس مکھ ہے۔ مگر اسکی زندگی کے دو برس بڑے سخت ہین۔ جان کا خوف نہین۔ مال کا خوف نہین۔ مگر آبرو کا خوف ہی۔

اسپر نصرت الدولہ اور لالہ نتھولال اور جھمن اور دو تین اور رفقا نے بڑی تعریف کی۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا بات بتائی ہے۔ واہ واہ واہ کامل ہی یہ شخص۔

نصرت الدولہ۔ کہیے نواب صاحب اب قائل ہوے یا اب بھی نہین قائل ہوئے۔ بولے بس اب ہولیے۔

جھمن۔ خداوند۔ صاد ہی۔ ایسا باکمال نجومی نہین دیکھا۔ اسکا تو کمال اعزاز ہونا چاہیئے خداوند انعام کے قابل بات کہی ہی۔

نجومی۔ آپ لوگ ہمکو جھوٹ بولنا مت سمجھینگے۔ ہم سچ بولیگا۔

نصرت الدولہ۔ اب آپ ہمارے ہان آنکر رہین۔

نجومی۔ ہان۔ اچھا۔ ہمین کیا عذر ہی۔

نجومی یہ کہکر رخصت ہوے۔

دوسرے روز نواب نصرت الدولہ بہادر کے ہان شام کے وقت کئی نواب زادے اور رئیس بیٹھے تھے۔ نواب صاحب نے جابجا کہلا بھیجا تھا کہ آج ایک نجومی جو اپنے فن مین کمال رکھتے ہین ہمارے مکان پر آئینگے۔ جو صاحب شائق ہون تشریف لائین۔ نواب صاحب بھی رفقا

اور مصاحبین اور بہادر علی خان بہادر کو ہمراہ لیکر آئے کل رئیس زادون نے سر وقد تعظیم کی۔

تھوڑی دیر مین آسلر صاحب نجومی بھی آئے۔ اس مرتبہ بھی ایک انگریزی خوان کو ساتھ لیے آئے۔ نواب نصرت الدولہ بہادر نواب امین الدین حیدر اور نواب بہادر علیخان سے ہاتھ ملایا بیٹھے۔

نصرت الدولہ۔ سب صاحب آپ کے مشتاق ہین۔

نجومی۔ دل ہم شکر کرنا اور ہم حاضر ہون۔

نصرت الدولہ۔ آج کچھ کمال دکھائیے۔

نجومی۔ آج کون دن ہی۔

نصرت الدولہ۔ آج بدھ ہی۔

نجومی۔ وڈنس ڈے۔ دل نواب صاحب پرسون ٹھیک بات۔

بہادر علیخان۔ بہتر ہے اپنے قواعد کے موافق عملدرآمد کیجیے۔

نجومی۔ ایک خبر کا کاغذ۔

اتنا کہکر نواب نصرت الدولہ بہادر نے نجومی سے پاینیر لیا۔ انگریزی خوان نے کہا لائیے مین پڑھکر سناؤن۔ پوچھا کس سال کا پاینیر ہے۔ انگریزی خوان نے کہا پرسون کا۔ آج ۱۹ تاریخ ہے یہ ۱۷ کو چھپا تھا۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ پڑھئے سنائیے کل حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش ہوکر سننے لگے انگریزی خوان نے ترجمہ شروع کیا۔

آج شام کے وقت قبل غروب آفتاب مسٹر ہوم صاحب ممبر بورڈ آف ریو ممالک مغربی و شمالی نے میڈم بلاڈسکی کی دعوت کی تھی چنانچہ وقت مقررہ پر میڈم صاحب آئین انکے علاوہ اور بھی کئی معزز لیڈیان اور افسران سول ملیٹری اور جنٹلمین مدعو تھے۔ کھانا کھانے کے وقت میڈم صاحب نے مسز ہیوم یعنے ہیوم صاحب کی زوجہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

شریفہ سے پوچھا۔

ایک رئیس۔ یہ میڈام کیا معنی۔

نصرت الدولہ۔ ہان ہم بھی نہین سمجھے۔

انگریزی خوان۔ میڈم کے معنی میم اور بلاڈ ھسکی نام ہے۔ اُنھون نے کہا کہ ہم کچھ تماشا دکھائین آپ اجازت دیتی ہین مسز ہیوم کی میم صاحب نے کہا ہان دکھائیے ہے اجازت میڈم نے پوچھا تین سال کے عرصے مین کوئی چیز آپکے ہان سے گم تو نہین ہوئی۔ مسز ہیوم یعنی ہیوم صاحب کی زوجۂ شریفہ نے کہا پارسال ایک چیز کھو گئی تھی اب تک نہین ملی میڈم نے کہا اچھا اس کاغذ پر اُس چیز کا نقشہ بنا دو اُنھون نے پنسل سے نقشہ بنا دیا۔ میڈم نے کہا یہ کاغذ ہمکو نہ دکھاؤ مگر لپیٹ کر ہمین دے دو۔ دے دیا گیا اتنے مین کچھ اور باتین چھڑ گئین جب کھانے سے فراغت پائی تو میڈم نے کہا چلیے ذرا باغ کی سیر کرین سیر کرتے کرتے یون گفتگو کی۔

میڈم۔ آپ سے مین نے کچھ کہا تھا آپ بھول گئین شاید۔

مسز ہیوم۔ کیا کچھ یاد نہین آتا۔

ایک لیڈی۔ کیا کہا کیا بھو گئین۔

میڈم۔ آپ سب کی سب بھو گئین۔

دوسری لیڈی۔ ہان کچھ خیال نہین آپ فرمائیے۔

میڈم۔ کسی چیز کا نقشہ آپ نے بنا دیا تھا یاد ہی۔

مسز ہیوم۔ ہان یاد ہی۔ پھر۔

جنٹلمین۔ وہ تو بات ہی ٹال دی گئی۔

دوسرے جنٹلمین۔ آپ نے تماشا دکھانے کا وعدہ کیا تھا پھر دکھائیے میڈم نے کہا وہ تماشا دکھاؤن کہ آپ سب پھڑک جائین اقرار کرکون اور تماشا نہ دکھاؤن ایسا ہو سکتا ہے بھلا ممکن ہی نہین جو وعدہ

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

کرونگی اسکو پورا کرونگی۔

نواب۔ حضرت سینے آپ کا قطع کلام ہوتا ہے۔ مین سمجھ گیا کہ انجام کیا ہوگا مگر۔ ع

شنیده کے بود مانند دیده

کہنے اور کرنے۔ سننے اور دیکھنے مین فرق ہے۔

نصرت الدولہ۔ تو سن تو لیجیے پوری داستان سینے پہلے پھر اعتراض فرمائیے۔

ایک انگریزی خوان۔ میڈم سکرائین پوچھا آپ سین کیا کہا جی کی خوشی پوچھا تماشا کب تک دکھائیے گا کہا ابھی ابھی۔ عمر بھر کبھی ایسا تماشا دیکھا ہی نہو۔ باغ مین ٹہلتے ٹہلتے اخبار پانیر کے اڈیٹر مسٹر سنیٹ صاحب کی زوجۂ شریفہ نے کہا این! یہ کیا پڑا ہے یہ تو وہ کاغذ ہے جو مسز ہیوم نے دیا تھا اور نقشہ بنا تھا اُس کاغذ کو اٹھایا تو ایک موتیون کا جگنو اُس مین لپٹا ہوا نظر آیا۔

مسز سنیٹ۔ یہ زیور اسمین کیسا ہے۔

مسز ہیوم۔ دیکھین ارے یہ تو وہی جگنو ہے جو کھو گیا تھا۔

میڈم۔ اُسی کا نقشہ آپ نے بنایا تھا یا کچھ اور۔

مسز ہیوم۔ اُسی کا خاص اسی کا۔

جسقدر خاتونین اور جنٹلمین وہان تھے سب دنگ ہو گئے۔ میڈم ازبس محفوظ تھین سب کے سب ملکر اُنکی تعریف کرنے لگے۔ اُسپر میڈم بلاوٹسکی نے کہا آپ لوگ آج کے واقعہ کا حال اخبار مین چھپوا دین۔ چنانچہ اس اخبار مین وہ حال درج ہو گیا ہے۔

نواب۔ دستخط کیے ہین۔

نجومی۔ کرنیل۔ کپتان۔ لیڈیان۔ مسز ہیوم اور عزت دار لوگ کے دستخط ہین

سب رئیس اور سب عزت والا لیڈی اور جنٹلمین۔

نصرت الدولہ۔ کیون صاحب یہ کیونکر سنگوا دیا۔

نجومی۔ اسپری چولزم کے زور سے۔

نصرت الدولہ۔ وہ کس علم کا نام ہے۔

نجومی۔ دل اسپرٹ کو۔

نصرت الدولہ۔ اسپرٹ کسے کہتے ہین۔

انگریزی خوان۔ روح بعد وفات۔

نواب۔ افسوس کہ ہم انگریزی خوان نہین ہین کمال رنج ہے۔

نجومی۔ آپ کو نواب صاحب کچھ اب دل کا بات کہا۔

نواب۔ (انگریزی خوان سے) کیا کہتے ہین صاحب انگریزی مین پوچھکر بتا دیجیے۔

انگریزی خوان۔ پوچھتے ہین اب شک کم ہوا یا نہین۔

نواب۔ کہہ دو کل ہم اور آپ جب ہونگے تو پھر راے ظاہر کرینگے۔

نجومی۔ (ہنسکر) اچھا چھا بہت اچھا۔

نصرت الدولہ۔ کچھ شعبدے دکھائیے۔

نجومی۔ فائی ہم شعبدہ باز نہین۔

نصرت الدولہ۔ ہماری خاطر سے۔

نجومی۔ آپ ایک (وہ) کرتا ہے۔

نصرت الدولہ۔ شعبدے ضرور دکھائیے جسمین یہ سب صاحب خوش ہو جائین۔

نجومی۔ انعام ہونگا۔

ایک رئیس۔ یہان سب رئیس ہی رئیس بیٹھے ہین جو مانگوگے ملجائیگا۔

امام الدین۔ بجا ہے خداوند۔ اسمین کیا شک ہے حضور۔ اب آپ خدا کا نام لیکر دکھائین تو شعبدہ۔

نجومی نے کہا۔ یہ فارسی کتاب ہے آپ لوگ کسی مقام پر اسکو کھولین

نواب صاحب نے کتاب کھولی تو صفحہ ۲۰۳

نجومی۔ سرے کے سات شعر پڑھیے۔ مگر ہمسے کچھ بولنے کا نہین مطلب۔

نواب۔ پڑھ لیے اور فرمایئے۔

نجومی۔ اسکے سات مصرعے سرے سرے کے لکھنا ہوگا۔

نواب۔ کیا بات آپ سمجھا دیجیے ذرا انگریزی ہین کہ مطلب ہم لوگ نہین سمجھے۔

انگریزی خوان نے کہا اُن ساتون شعرون کا مصرعۂ اول لکھ دیجیے۔ بس ایک ہی ایک مصرعہ لکھیئے گا اور دوسرے مصرعہ کی جگہ باقی رکھیے گا۔

نواب۔ بہتر ہی لکھے دیتے ہین۔

نواب صاحب نے ابتدائی صفحہ کے سات مصرعے لکھے۔

کی طالب ساغر شراب ست
تا دیر بخواب دید رویت
جان نیست دریغ از تو دل چیست
مانند چراغ روز بے نور
جوید دم خنجرت گلویم
داد از تو کہ قتل عشقبازان
از زلف مسلسل تو جانم

نواب صاحب نے کہا لکھ دیے اب فرمایئے اسمین کیا شعبدہ ہے نجومی نے کہا لایئے لایئے یہ کہکر کاغذ نواب صاحب کے ہاتھ سے لے لیا اور پھر کاغذ رکھکر اسپر سرخ سرخ پانی چھڑکا اور کہنا شروع کیا چربون چربون چربون اسکے بعد دو تین کھلونے جھولی سے نکالے اور کبھی اُس کھلونے کو اُٹھایا کبھی اُس کھلونے کو۔ اتنے مین بندوق داغی۔ دن۔ بندوق داغتے ہی کیا خوش ہوے الگ ہی ایک مصرعہ لکھا یا دونون۔ نواب صاحب نے کہا ایک ایک پوچھا پہلا یا دوسرا

کہا پہلا۔ نجومی نے کہا کاغذ اُٹھا کر دیکھیے تو ذرا نواب صاحب نے کاغذ اُٹھایا تو مصرعۂ اولی ندارد۔

نواب۔ آیئن! یہ تو وہ کاغذ نہین ہی ہرگز وہ نہین ہی۔

نصرت الدولہ۔ کاغذ تو اس مقام پر سے اُنھون نے اُٹھایا ہی نہین۔

حاجی صاحب۔ واقعی کاغذ جس مقام پہ تھا وہین رہا۔

جھمن۔ خداوند جنبش تک تو ہونے نہین پائی۔ قسم خدا کی۔

بہادر علیخان۔ ہان اسکی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین۔

ایک رئیس نے کہا آخر اس بحث کا نتیجہ کیا ہے۔ صاحب سے پوچھیے کہ وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہین۔ ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا نجومی نے کہا ہم یہ کہتے ہین کہ آپ نے اس کاغذ پر پہلے سات مصرعے لکھے وہ غائب ہوگئے اور پہلے مصرعون کے عوض دوسرے مصرعے نظر آئینگے اگر ایسا نہو تو جرمانہ دون۔

نصرت الدولہ۔ ابھی کاغذ کو نہ دیکھیے پہلے یہ فرمائیے کہ اُنکا مطلب سمجھے یا نہین سمجھے۔

نواب۔ خوب سمجھے بخوبی سمجھے۔

رئیس۔ بیشک اگر ایسا ہو تو قابل تعریف کام کیا ہی اسمین ذرا شک نہین۔

نصرت الدولہ۔ آپ ملاحظہ فرمائیے۔

پندرہ بیس رئیس زادون نے گھیر لیا اور پڑھا تو یہ مصرعے اُن مصرعون کے جواب مین تھے۔

از لعل تو ہر کہ کامیاب ست	
پیوستہ در آرزوے خواب ست	
در دادن دل چہ اضطراب ست	
پیش رخ یار آفتاب ست	

لب تشنہ در آرزوے خواب ست	
در کیش تو داخل ثواب ست	
پیوستہ اسیر پیچ وتاب ست	

نواب - این! تعجب ہی- اور وہی مصرعے ہین جو ہونے چاہیے تھے-

نصرت الدولہ - اب قائل ہوے ہمارے نجومی کے یا اب بھی نہین-

حاجی صاحب - حیرت ہی واللہ حیرت ہی یہ کمال کہلاتا ہی-

نواب گھسیٹے - کمال مین کیا شک ہی قابل تعریف کام کیا ہی- سبحان اللہ کا دونگڑا پڑ گیا نجومی کا دماغ ساتوین آسمان پر-

نواب صاحب اور بہادر علیخان اور دو تین اور رئیس اور امام الدین خان کے سوا اور سب اُسکا کلمہ پڑھنے لگے-

امام الدین خان - خداوند کیا بات ہی کہ سمجھ مین نہین آتی-

نواب - اجی مخفی شعبدہ ہی مگر ہاتھ صاف ہے- اور پہلے مصرعون سے ان مصرعون کو ملائیے تو شعر ہو جاتا ہی-

نصرت الدولہ - کوئی ہی-

رفقا نے خدمتگارون کو آواز دی- سب حاضر ہوئے حکم دیا دو سو روپیہ اور ایک دوشالہ نجومی کو دو- دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ دیا گیا-

نجومی - ابھی نہین جب اور دکھائے تب دیگا اور لیگا-

نصرت الدولہ - اجی اب تو یہ لو-

نجومی نے دو سو روپیہ نقد اور ایک دوشالہ لیا سلام کیا اور کہا کل پرسون ہم اور تماشے دکھائینگے-

نصرت الدولہ نے کہا آج اُنھون نے بڑا کمال کیا ہاتھ تک نہین لگایا او مصرعون کا جواب لکھ دیا اور اُسدن ہمنے اپنے ایک دوست کا حال

پوچھا تھا اسقدر صحیح بتایا کہ عرض نہین کرسکتے ہو بہو بالکل صاف صاف۔ اور نواب صاحب سے پوچھ لیجیے اسکی شہادت نواب صاحب بھی دینگے کہ نجومی کو اس دوست کا حال ذرہ بھی نہ معلوم ہوگا۔

نواب ۔ ہان خدا جانے کیا باعث اصلی تھا حضرت۔

بہادر علیخان ۔ ہان بتایا تو خوب مگر وہی۔ ع

گاه باشد ز پیر دانشمند　برنیاید درست تدبیرے
گاه باشد که کودک نادان　به غلط بر هدف زند تیرے

نصرت الدولہ ۔ واہ حضرت واہ کیا تعریف کی ہے آپ نے۔

جھمن ۔ خداوند اس دن آج سے زیادہ انعام کا کام کیا تھا۔

نصرت الدولہ ۔ کیا شک ہے واقعی آپ کی راے صحیح ہے اسمین اصلا شبہہ نہین۔

نجومی ۔ اب ہم جاے۔

نصرت الدولہ ۔ اجی اب ہوٹل سے اُٹھکر یہان چلے آؤ۔

نجومی ۔ اچھا ہم پرسون کہیگا آپ سے۔ سلام صاحب۔

نصرت الدولہ ۔ بہتر۔ پرسون سہی مگر کچھ سکھائیے ضرور۔

نجومی ۔ ہان ہان اچھا بات اچھا علم۔

ایک رئیس نے کہا۔ حضرت پھر تو آپ بھی چربون جربون کیجیے گا۔ دوسرے رئیس بولے بلکہ چل بون چل یون۔ نصرت الدولہ نے کہا خدا کی قسم اگر ۶ مہینے سکھاوے دل سے تو پھر دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہے دیکھیے گا رفتہ رفتہ انشاءاللہ مگر۔

بہادر علیخان ۔ مگر وہی ایک آنچ کی کسر رہیگی۔

اُسپر قہقہہ پڑا اور نصرت الدولہ مسکراکر بولے خیر صاحب اب ہم بحث نہ کرینگے سمجھا جائیگا چھ مہینے کے بعد پھر کل حالات نہ بیان کردین تو سہی۔

نواب ۔ کیون قبلہ اپنی پیدایش کے قبل کا بھی کچھ حال بیان کیجیے گا۔

جلسہ برخاست ہوا۔ نواب صاحب مع رفقا دولتخانے پر آئے بڑی دیر تک نجومی ہی کی باتین رہین۔ چھمن تو نجومی کے معتقد تھے۔ وہ برابر یہی کہتا جاتا تھا کہ حضور اس شخص کو اپنے فن مین کمال حاصل ہے۔ سیٹھ جی کا حال ایسا بتایا کہ بس مین عقیدہ لے آیا اور آج بھی اچھے کرتب دکھائے حضور نے جو مصرعے لکھے اُنکے جواب کے مصرعے موجود۔ اور کاغذ نے جنبش تک نہ کی۔ نواب صاحب نے کہا بھئی نجوم کو اس شعبدہ بازی سے کیا واسطہ کجا نجوم۔ کجا شعبدہ بازی مگر شعبدہ تو خیر ہاتھ کی صفائی کا نام ہے۔ یہ نجوم کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بہادر علی خان نے کہا ہمسے ایک لائق انگریزی خوان نے کہا تھا کہ نجوم علم ہیئت کے متعلق ہے۔ اور علم ہیئت کے علما نجوم کو نہین مانتے۔ وہ کہتے ہین کہ نجومیون کو عموماً ستارون کے ٹھیک ٹھیک مقامات تو معلوم ہی نہین۔ وہ بکارتے کیا پھرتے ہین امام الدین خان بولے خداوند یہ سب باتین ہین غیب کا حال کوئی نہین جان سکتا۔ تراب علی نے کہا ہمین حیرت ہے کہ کیا کہین گو جرل صاحب کا کچا چٹھا ایسا کہ سنایا کہ پھڑکا دیا۔ مگر جب ہم سوچتے ہین کہ انسان ضعیف البنیان اور غیبدانی کا دعوے تو کوئی بات سمجھ مین نہین آتی۔

دوسرے روز ادھر غنچۂ صبح کھلکھلایا اُدھر نواب نصرت الدولہ بہادر نے کوٹھی بہبت منزل مین جلوہ فرمایا۔ حکم دیا گیا کہ کسی معبر کو بلاؤ توکل کے خواب پریشان کا حال اُس سے دریافت کرین۔ بہادر خان رفیق نے عرض کیا حضور رحم اللہ سے بہتر معبر اب یہان کوئی نہین ہے اور بڑا مشہور آدمی ہے۔

خداوند ایک مرتبہ ایک شخص نے آنکر کہا کہ آج مین نے خواب مین ایک پیرہن دیکھا۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی سبز پوش نورانی صورت دور سے

پیرہن دکھاتا ہی۔ اور پرسون بھی یہی خواب دیکھا تھا۔ اسکا مطلب سمجھ مین نہ آیا۔ بس مولوی فضل رسول نے چھوٹتے ہی کہا اسکی تعبیر بہت آسان ہے۔ تمہارا کوئی لڑکا عرصہ درازسے باہر ہے وہ دو تین دن مین آنے والا ہے اور ایسا ہی ہوا دس برس سے لڑکے کا پتا نہ تھا کامروپ کے دیس مین ایک عورت اُسپر عاشق ہوئی تو جادو کے زور سے اُسکو بکرا بنا دیا۔ دن بھر بکرا بنا رکھتی شام کو مرد بناتی۔ اتفاق سے ایک جادوگر اُسکے ہان پہونچا۔ عورت کو نہین معلوم تھا کہ یہ بھی جادوگر ہے۔ بکرے کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ جادو کے زور سے کسی غریب کو بکرا بنا دیا ہی اُسی وقت جادو کا توڑ کیا اور بکرا آدمی بنگیا۔ عورت دو ہتڑ پیٹنے لگی۔ اور اُسنے بڑی کوشش کی کہ پھر بکرا بنائے مگر اُس جادوگر کی وجہ سے ایک تدبیر بھی کارگر نہوئی۔ بس تیسرے دن اُس شخص کا لڑکا دروازے پر آنکر کھڑا ہوا۔ ماما باہر آگ لینے گئی تھی باہر ہی سے مارے خوشی کے غل مچانا شروع کیا کہ چھوٹے میان آئے چھوٹے میان آئے۔ حضور رحم اللہ سے بہتر معبر اب آپ کے شہر مین نہین ہی۔

اتنے مین یہ بات تو ٹل گئی مگر اتفاق سے لالہ جگت سنگھ صاحب آگئے اُنھون نے نواب نصرت الدولہ کا میلان طبیع نجوم کی جانب دیکھکر اُنکو چٹکیون پر اڑانا شروع کیا اور ایسے ایسے بھرّے دیے کہ نصرت الدولہ اُچلے مین آگئے۔ آدمی تھے جلد باز۔ کہا اگر آپ کامروپ کمچھیا جاکر وہان جادو ٹونا اور سحر سیکھیے تو تمام عمر کے لیے آپ کو خوش کردون اور جائیے تو آج ہی روانہ ہو جائیے۔ روپیہ مجھسے لیجیے۔ اور جب کبھی روپے کی ضرورت ہو مجھے فوراً مطلع فرمائیے۔ جگت سنگھ نے دیکھا کہ اگر جلد بازی کرتا ہون تو ممکن ہے کہ شاید ناکام رہون لہذا ٹھنڈی کرکے کھانا بہتر ہی دیر آید درست آید۔

نصرت الدولہ - تو اب آپ خوب غور کیجیے لالہ صاحب -

جگت سنگھ - حضور کامروپ جانا تو آسان ہی مگر وہان سے آنا مشکل ہے بکرا بنا دین - بیل بنا دین - نہ آنے دین -

نصرت الدولہ - پھر چاہے جو کچھ ہو یہ ملاقات کب کام آئیگی بس غور کرکے فرما دیجیے -

جگت سنگھ - دیکھیے عرض کرتا ہون - کوئی دیوان منگوا لیئے -

ٹھور خدمتگار نے دیوان لادیا - جگت سنگھ نے کہا کھولو - ٹھور نے کھولا -

جگت سنگھ - دیکھون تو - ہان! یہ

کبھی چہرہ ہمسے چھپا لیا کبھی پردہ آکے اُٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا
کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم ہوئے خوفناک نہ طوق سر
سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا
نہ تو صبر ہے نہ قرار ہے شب و روز نالۂ زار ہے
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

مصرعۂ اولی مین کاف ہی - دوسرا اور تیسرا اور چوتھا خالی - پانچوین مین نون ہی تو کاف اور نون - اچھا چھٹے مصرعے مین دال ہے - کاف نون - دال اچھا کوئی لفظ کہو امام الدین خان -

نواب - اسکے کیا معنی -

جگت سنگھ - حضور ایک حساب ہی -

امام الدین - گُل - نُل - بُلبُل -

جگت سنگھ - پیش - اچھا - کاف نون دال - کاف نون پیش کن - دال ساکن کند - حضور بدھ کے دن نہ جاؤنگا - اچھا اور شعر تو پڑھو تراب علی مگر اسکے بعد کے شعر ہون -

تراب علی ۔ ؎

کہین گیا جنون مین جو حال ہی کسے پیرہن کا خیال ہی
جو کسی نے لاکے پنھا دیا وہین پرزے پرزے اڑا دیا

جگت سنگھ ۔ مصرعۂ اولی مین کاف ہی اور مصرعۂ ثانی مین جیم تو کاف اور جیم ۔ اچھا اب پھر کوئی لفظ کہیے خان صاحب ۔

امام الدین ۔ شبنم ۔

جگت سنگھ ۔ شبنم ۔ زبر ہی ۔ تو کاف جیم زبر کج ۔ حضور بدھ کو نہ بھیجیے ۔

نواب ۔ یہ کیا حساب ہی بھئی ۔

جگت سنگھ ۔ حضور پہلے کند کا لفظ آیا ۔ پھر کج ۔ کُند سے یہ مراد ہے کہ اگر بدھ کے دن گیا تو ذہن کُند ہو جائیگا ۔ اور کج سے یہ مطلب ہی کہ سیدھے ڈھرے پر نہ جا سکونگا ۔

نواب ۔ سبحان اللہ ۔

تراب علی ۔ واہ واہ وا ۔ اچھا حساب ہی ۔

امام الدین ۔ ہم خاک بھی جو سمجھے ہون ۔

جھمن ۔ علی ہذا ہماری سمجھ مین بھی نہ آیا ۔

حاتم علی ۔ حساب ہی تو ہی ۔

نصرت الدولہ ۔ بتاؤ ہمکو بھی ۔ اتنا ہی بتائے جاؤ ۔

جگت سنگھ ۔ خداوند غلام کو عذر نہین ۔ مگر چالیس دن چلا کھینچنا پڑتا ہے نمک نہ کھاؤ گوشت نہ کھاؤ ۔ عورت کی صورت نہ دیکھو ۔ مرغ اور کوے کی آواز نہ سنو ۔ چارپائی پر نہ آرام کرو ۔ دن کو سوؤ ۔ رات کو جاگو بڑا بکھیڑا ہی ۔

نواب ۔ گوشت اور نمک کا چھوڑنا تو محال ہی ۔

امام الدین ۔ حضور اور شغلین بھی تو ٹیڑھی کھیر ہین ۔

نواب - ہان ہی تو ایسا ہی -

جھمن - لالہ صاحب نے تو یقین ہے ان سب پر پورا پورا عمل ضرور ضرور کیا ہوگا -

جگت سنگھ - کیا خوب -

نواب - صریح تمھارے سامنے حساب کر چکے کند اور کج بتا دیا -

امام الدین - اور حضور خود دیوان بھی نہین کھولا کہ شک ہوتا -

نواب - اور کیا - دیوان کھولا تھوڑے نے -

تراب علی - اور کہہ دیا تھا کہ کوئی کتاب لاؤ - خاص دیوان کا نام بھی نہین لیا -

جھمن - اجی بس بیٹھے بھی رہیئے -

نواب - پاگل ہی کیا -

امام الدین - سڑی ہی خاصہ -

تراب علی - سوائے بے تکی کے اور کچھ جانتا ہی نہین -

نصرت الدولہ - دنگ ہون اسوقت کہ کیا حساب لگایا ہی -

جگت سنگھ - (بندگی کرکے) قدردانی -

نصرت الدولہ - بیشک خوب حساب لگایا - جھمن سڑی ہی -

تراب علی - خداوند بس ڈنڈ پیلنے جانتا ہی -

نصرت الدولہ - باد غل در معقولات دینا - دگر ہیچ -

امام الدین - حق ہی حضور نے اسکو خوب پہچان لیا -

تراب علی - بڑی دور ہی نگاہ - حضور کی نگاہ بڑی دور ہی -

جھمن - ہان اس سے ہمین کب انکار ہی -

اتنے مین آسلر صاحب نجومی آئے - اور اُنکے ساتھ ایک انگریزی خوان بھی تھا - صاحب سلامت کے بعد اُسنے ایک کتاب کھولی اور انگریزی خوان

سے ترجمہ کیا۔

فرشتون کا لباس ایسا عمدہ ہوتا ہے کہ انسان دیکھے تو غش غش کرنے لگے اور جہان وہ رہتے ہین انواع واقسام کے خوشنما اور خوشبو پھول اور ہرے بھرے درخت اور پھلے پھولے اشجار اور خوشبودار گھانس اور دوب وہ لطف دکھاتی ہے کہ بیان سے باہر۔ ہر سمت چشمہ سار اور رود بار۔ اور خاص بہشت کی کیاریان سینچی جاتی ہین۔ وہ فرشتے نہین ہین جو آپ لوگ سمجھتے ہین۔ یہ اور ہی فرشتے ہین۔ جنکو صرف علماء علم نجوم جلنتے ہین۔ مین نے کئی بار اُن فرشتون سے باتین کی ہین۔ مگر آواز سنتے ہی غش آگیا۔ اچھے سے اچھا خوش گلو ہو مگر ممکن کیا کہ اُنکا مقابلہ کرسکے۔ درختون کے ہرے بھرے پتون مین سنہری بیل بنی ہے اور وہان آفتاب کا نام ہے نہ مہتاب کا۔ مگر اسقدر روشنی ہے کہ اندھے تک کی آنکھون مین نور آجائے۔

نصرت الدولہ۔ اسکے کیا معنی۔

نجومی۔ اندھا آنکھ والا ہوجائے۔ مگر وہان سے دور آیا تو اندھا۔

ایک نواب زادہ۔ کیا دور آیا۔

انگریزی خوان۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ اندھا اگر وہان جائے تو جبتک وہان رہے اسکی آنکھین روشن ہوجائین لیکن اگر اُس مقام کو چھوڑ دے تو پھر نور جاتا رہے۔

ایک رئیس۔ یہ گپ ہی ہم نہ مانینگے۔

رفیق۔ خداوند گل بکاولی ہی مین یہ تاثیر تھی۔

مصاحب۔ ہان اور کیا۔

نصرت الدولہ۔ گپ نہین واقعات ہین آپ نے کہدیا گپ ہی۔

رئیس۔ بڑے ضعیف الاعتقاد ہو۔

نصرت الدولہ - چھ مہینے مین جواب دونگا انشاء اللہ -

انگریزی خوان - جتنے اشیا وہان ہین سب اسقدر صاف ہین کہ اگر آپ چاہین تو انکو آئینہ بنالین

رئیس - کیا خوب - مطلب -

نجومی - جو چیز ہو صاف بہت اتنا کہ آئینہ بناکر منھ کو دیکھ سکو - وہان صدہا پہاڑ ہین - اور ہر پہاڑ سے عطر و عنبر اور مشک اذفر کی بوے خوشگوار آتی ہے - مکانات سب سونے کے بنے ہوے اور فوارون سے پانی کے عوض نور نکلتا ہے -

ایک نواب - یہ کہین لکھا ہے - صاحب نے خواب مین دیکھا تھا -

امام الدین - حضور بس خواب و خیال ہے -

دوسرے نواب - واقعی سب لغو -

نصرت الدولہ - تم لوگ یون نہ مانوگے -

نجومی - حضور ایک شاعر تھا جاستر نام سہے - اُسکے اشعار کا ترجمہ سنیے -

انگریزی خوان - ستارے بلور سے کہین زیادہ شفاف اور روشن ہین - ان چمکتے دمکتے پترون پر جو کچھ جناب باری نے لکھا ہے اُسکو کوئی نہین پڑھ سکتا ہے - ہر شخص کی قسمت کا دار مدار اسی پر ہے - ان ستارون پر لکھا تھا کہ ہکڑ سا بہادر پیدا ہوگا اور اچلیز جری آدمی اپنی جرأت اور بسالت سے دنیا مین نام کریگا - تھیبز کی لڑائی بھی ان ستارون سے معلوم ہو سکتی تھی - سقراط کی دانائی کا حال ظاہر ہو سکتا تھا مگر حضرت انسان کا ذہن ایسا کند تھا کہ سمجھنا دشوار ہو گیا -

نجومی نے کہا اسقدر بات اور سن لیجیے کہ ایک عالم نجوم کی نسبت کیا کہتا ہو (انگریزی خوان سے) ترجمہ کرکے سب صاحبون کو سمجھاتے جائیے

انگریزی خوان نے سمجھانا شروع کیا -

زمانۂ حال کے بڑے بڑے مدبرون اور لائق لائق حکمرانون اور اعلی طبق کے بزرگوارون کا میلان طبع یہی ہے کہ خواہ مخواہ علم نجوم کو بُرا بھلا کہین۔ لطف یہ کہ نجوم سے ذرا بھی واقفیت نہین پیدا کرتے اور باوصف عدم واقفیت یہ کہتے ہین کہ اُسکی کچھ بنیاد نہین۔ اے کاش کسی قدر واقفیت پیدا کرین اور پھر ایسا کہین تو خیر۔ مگر ابتدائی اصول سے بھی واقف نہین اور غل مچانے لگے۔ بونا پارٹ بڑا دوراندیش آدمی تھا اُسکے ساتھ ہمیشہ دس پانچ کامل فن کے منجم رہتے تھے جو زائچہ اور ساعت دیکھنے مین اپنے آپ ہی نظیر تھے۔

ایک رئیس۔ کیا بونا پارٹ ہندو تھے۔

نواب صاحب۔ (ہنسکر) مین پوچھنے ہی کو تھا۔

دوسرے صاحب۔ یہ بونا پارٹ تھے کون۔

انگریزی خوان۔ نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس۔

نواب۔ کیا خوب ہم سمجھے تھے کوئی لالہ بونا پارٹ یا پنڈت بونا پارٹ تھے۔

امام الدین۔ زائچے کی ایک ہی کہی۔

نجومی۔ بڑے بڑے عالم لوگ۔

انگریزی خوان۔ صاحب کہتے ہین کہ جسقدر کامیابی سے حاصل کی اور تم سمجھا دو جو کچھ عروج اُسکو ہوا وہ اُسکی قابلیت یا لیاقت ہی کے سبب سے نہ تھا بلکہ خاص نجومیون کے سبب سے۔ ورنہ وہ کسی جنگ مین اسقدر نام نیک نہ حاصل کرسکتا۔

امام الدین۔ اچھی بٹی۔

رئیس۔ بھلا کبھی شکست بھی پائی تھی اُسنے۔

نجومی۔ ہان کئی بار۔

رئیس۔ پھر اُس وقت نجومی کہان چلے گئے تھے۔

حاضرین - اچھا سوال کیا -

نجومی - جب اُنکا بات مانا تب ملک کو پالیا اور نہ مانا نہ پایا -

نصرت الدولہ - کیا بات پیدا کی ہی -

حاضرین - اور سینے بات پیدا کی ہی -

نصرت الدولہ - اجی تم لوگ نہ مانوگے -

انگریزی خوان - اگر وہ اپنے خاص مشیر نجومی کی راے کے مطابق چلتا تو ہرگز قید نہوتا -

نصرت الدولہ - افسوس -

انگریزی خوان - صاحب کہتے ہین کہ بادۂ عشرت کے نشے مین وہ آخرکار ایسا چور ہوگیا کہ اپنے کو کچھ سمجھنے لگا - اور یہ نہ اُسکو یاد رہا کہ خاص علم نجوم کی بدولت اُسنے اس درجہ عروج حاصل کیا تھا - آخرکار جو نتیجہ ہوا وہ پُرظاہر ہے - نجوم عجب علم ہی -

امام الدین - حضرت ان کہانیون سے کچھ نہوگا -

رئیس - قبرستان مین چلکر کسی مردے سے گفتگو کیجیے تو جانین -

نواب - ہان بس ایک بات کہی یہ آپ نے -

نصرت الدولہ - اب یہ لوگ یون نہ مانینگے - چھ مہینے کے بعد ہم بتائینگے انشاءاللہ -

نجومی - رنسیل کا قول ہی کہ اگر انسان نجوم کے علم سے واقف ہو تو روزمرہ کے معاملات مین اُسکو ذرا بھی دقّت نہ واقع ہو - وہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مرتبہ غبارے مین اُڑنے کو تھا - نجومی نے منع کیا اور کہا ہرگز نہ جانا - خبردار جراُت نہ کرنا - ورنہ پچھتاؤگے وجہ یہ کہ ایک ستارہ ہے جوپٹر اُسکا اثر بہت خراب پڑتا ہے - اگر تمنے جراُت کی تو جان جائیگی - اُسنے ایک نہ سنی - کہا جاؤ بھی ہم کب کسی کی سنتے ہین

مسٹر ہیرس صاحب ۲۵ - مئی سنہ ۱۸۲۴ء کو غبارے مین اُڑے - اُسوقت ایک ستارہ ہی سیٹرن یعنی زحل موت کے برج مین تھا - بس تھوڑی دیر مین غبارہ پھٹا اور گرا - گرا تو دریا مین - ہیرس غرقاب ہو گئے -

امام الدین - اجی ایسی کہانیان بہت سُنی ہوئی ہین -

رئیس - اور کیا - سب لغو -

لالہ جگت سنگھ نے کہا ڈھکوسلا نہین بڑے کام کی چیزین ہین رو ہنی - موہنی دونون بہنین - وہ پہنین چام کا سونٹا - نٹ موہن - نٹنی موہن - پلنگ چڑھی راجہ موہن - اور بیڑھی بیٹھی راہی موہن - سوتی ہو - سوتی کو جگا لا - بیٹھی ہو - بیٹھی کو منا لا - نار سنگھ چوہریا بیر اُٹھو - استی لونگ کا جوڑا تیار ہے دہائی لونا چماری کی -

حضور یہ عجب موہنی ہی - پھونک کے منتر پڑھ کے اُسکو جگاتے ہین جس عورت کو چاہیے قبضے مین آجائے -

نصرت الدولہ - اسوقت اس منتر سے دل پر عجب اثر پیدا ہوا -

بہادر علیخان - جی ہان حضور میرے قلب کی بھی یہی کیفیت ہو -

حاتم علی - کیا بات کہی ہی - واہ صاحب واہ - ہونہہ کہنے لگے قابو مین آجائے اور جنتر منتر اور خدا جانے کیا الم غلم بکتے ہین - اوہنی موہنی نٹ موہن نٹنی موہن -

جھمن - (مسکراکر) واللہ اس گپ کے قربان جانا چاہیے - نٹ موہن نٹنی موہن -

جاگت سنگھ - اِسقدر تو ہمنے سنا ہی - واللہ - معتبر معتبر آدمیون نے کہا ہے کہ چور جب چوری کرنے جاتے ہین تو کئی دن پہلے سے سارا بندوبست کر لیتے ہین - چور چوری کر رہا ہو - اور کوئی اتنا کہے کہ تیل گر گیا یا خالی تیل کا نام ہی لے لے - فوراً بھاگ جائیگا - یا اتنا

کہ دے کہ بلی آئی۔ بس سنتے ہی چمپت نہ ہو تو سہی۔

ایک شخص تھے رسالدار۔ شاہی مین اُنھون نے خوب چین کیے مگر پھر زمانہ بکام نہ تھا ایک چور اُنکے مکان کے پڑوس مین رہا کرتا تھا اُسنے کہا رسالدار صاحب ہماری ٹکڑی مین شریک ہو جیے تو پھر ایک لطف دیکھیے۔ اُنھون نے کہا اچھا۔ پرسون سے تیسرے دن گئے چور کے پاس۔ چورون نے ایک منتر انکو پہلے روز سکھایا۔

دہی مچھلی روپے کے ٹکے۔ کہین اٹکے نہ کہین پھٹکے۔ ہتا مارا اور سٹکے
یا فیروز شاہ شکاری۔ چڑیا ہماری دُم تمھاری۔

جھمن۔ اُف۔ واللہ ہنسی آتی ہی چڑیا ہماری دُم تمھاری۔

نواب۔ کہی تو اچھی۔ مگر کہین اٹکے نہ کہین پھٹکے۔

جھمن۔ ہان خداوند۔ اور ہتا مارا اور سٹکے۔ بس پھر آشنا نہین۔

جگت سنگھ۔ خداوند ایک دن بنگال حلطے مین غلام تھا۔ ایک عورت بال کھولے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ مین نے جو دیکھا تو کوئی سترہ برس کا سِن اور ایسی نمکین کہ تعریف محال ہی۔ مین نے ذرا گھورا بس آنکھین نیلی پیلی کر کے اُس نے کہا کیون شامتین آئی ہین۔ مین سمجھا اُس کی شوخی ہی ہنسنے لگا۔ بس ایک تنکا اُسنے اُٹھا لیا۔ اور کوئی گجی دو گھڑی تک کچھ بڑبڑائی اُس کے بعد وہ تنکا میری طرف پھینکا۔ قسم ہی آپ کے قدمون کی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے سڑاپ سے کوڑا جمایا۔ اُف۔ بلبلا گیا۔

نصرت الدولہ۔ بس یہ جادو کا زور ہی۔ اسمین ذرا شک نہین۔

جگت سنگھ۔ خداوند مین اپنی کیفیت بیان نہین کر سکتا۔ ایک تنکا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی اچھے شہ زور نے سڑاپ سے کوڑا جمایا۔ بس روتا ہوا بھاگا ابھی سنیے تو۔ مین بھاگا۔ مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی نے پانون باندھ دیے۔ گر پڑا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا بدن کا جس وقت بیان کرتا ہون

کانپ اُٹھتا ہون ایک کم سن عورت اور ذرا سا ٹکا اور بس کیا کہون ستم کا سامنا تھا۔

جھمن۔ خدا نے بچایا آپ کو۔ مگر دس گیارہ مہینے تک بخار رہا ہوگا۔

امام الدین۔ تعجب ہی واللہ تعجب ہی۔

حاتم علی۔ اجی سُنا کیجیے۔

میر گلباز۔ ہم تو ہم ہمارے شاگردون سے اِن باتون کو دریافت کیجیے۔

نواب۔ ہان واللہ اُنکو تو بھول ہی گئے تھے۔ استاد جی ہین۔

میر گلباز۔ واہ حضور کیا تعریف کی ہی۔ خداوند۔ استاد جی کی اچھی کہی۔

جگت سنگھ۔ اور ایک دن کا ذکر سنیئے۔ اُف۔ خداوندا بچائیو۔ حضور سردی کے دن ہین۔ اور دریا کے کنارے کنارے غلام جاتا تھا۔ اور رات کا وقت اور ہوا ایسی تیز چل رہی تھی کہ جگر تک ٹھٹھرا جاتا تھا۔ چلتے چلتے کیا دیکھتا ہون کہ ایک عورت برہنہ بالکل برہنہ فقط ایک جانگھیا پہنے تھی اور اکڑتی ہوئی چلی جاتی تھی مین سمجھا کوئی چڑیل ہی جان نکل گئی۔ کانپنے لگا۔ تھر تھر کانپنے لگا اُس عورت نے کہا۔ کوئی کوئی کوئی کوئی اور بھی ہوش اُڑ گئے۔

جھمن۔ افوہ۔ مین تو سُننے سے کانپ رہا ہون۔

حاتم علی۔ مین بھی علی ہذا القیاس۔

نواب۔ ہان صاحب کوئی کوئی کوئی۔ پھر کیا کہا اُسنے۔

رفیق۔ مین ایک جگہ بیٹھ گیا۔ بس حضور وہ میرے قریب آئی تو آنکھین اس طرح چمکنے لگین جیسے جگنو ایک اُنگلی میرے سر پہ رکھ دی تو یہ معلوم ہوا کہ دس بارہ من کا بوجھ کسی نے میرے سر پہ رکھ دیا چیخ اُٹھا تب وہ مسکرائی اور کہا ہمکو پہچانا۔

نواب۔ اِہن! کیا کبھی کی واقفیت تھی۔ این گل دیگر شگفت۔

رفیق۔ بس حضور مین تو سمجھا کہ اب جان گئی اب نہ بچونگا وہ مسکرائی کہا مین تمھارے پڑوس رہتی ہون اب پہچانا یا اب بھی نہین پہچانا۔ مین نے کہا ہان اب پہچان گیا۔

چھمن۔ بارے خیر جیتے تو بچے۔ ورنہ خبر آہی گئی تھی۔

حاتم علی۔ اجی خدا نے بچایا۔ واللہ خدا نے بچایا۔ بہت بچے۔

رفیق۔ اِن لوگون کے نزدیک تو دل لگی ہے اور یہان جان پر بن آئی تھی خیر پھر ہمنے پوچھا کہ تم یہان اِس وقت اس قطع سے کیون آئین کہا ایک لڑکے کی جان لینے آئی تھی۔

نواب۔ این! معاذ اللہ۔ خدا بچائے۔ توبہ توبہ غضب ہی کیا۔

چھمن۔ لڑکے کی جان لینے! کیا اسکا بھی منتر ہے کوئی۔ یا الٰہی۔

جگت سنگھ۔ مین نے کہا اسکا مطلب۔ کہا۔ دکھا دون۔ مین سمجھا میری جان لیگی ہاتھ جوڑ کر کہا واسطے خدا کے جانے دو۔ بس مین سمجھ گیا۔ کہا ڈرو نہین دیکھو یہ اس لڑکے کی کلیجی ہے۔ بس کلیجہ ہماری غذا ہے اگر نہ ملے تو ہماری جان ہی جاتی رہے۔ سال مین دو بار دو لڑکون کا خون کرتی ہون اَب چار دن تک کھانا نہ کھاؤنگی سیر ہون قدمون پر غلام نے ٹوپی رکھ دی اور کہا کچھ تو ہمکو بھی بتاؤ مگر اُسنے کہا ہرگز نہین اگر بتاؤن تو مرجاؤن جان جائے۔

نواب۔ ہان الامان۔ الامان۔ توبہ۔ توبہ یا حضار۔

امام الدین۔ لالہ جگت سنگھ جاؤ اور ضرور جاؤ واللہ جاؤ۔

جگت سنگھ نے کہا اجی ہمارا کیا حرج ہے ہمکو کھانے کو ملتا ہے سفر کا خرچ ملتا ہے پھر ہم کیون نہ جائین مگر اسمین ایک بات اور باقی ہے۔ اکیلا سو باؤلا۔ دُکیلا سو سنگ۔ تکیلا سو کھٹ پٹ۔ چوکیلا سو جنگ۔

نواب صاحب نے کہا یہ کِس ملک کی زبان ہے۔ جگت سنگھ نے

مطلب یون سمجھایا کہ ایک ہو تو دیوانہ ہو جاے دو ہون تو خوب بتے تین ہون ہرگز نہ بنے اور چار ہون تو گتھم گتھا جوتی پیزار ایک کہے پورب چلو دوسرا پچھم جاے تیسرا اُتر کی راہ دھرے چوتھا دکن ہو رہے تو مجھکو اگر بھیجیے تو کوئی اور بھی ساتھ بھیجیے اور حضور اکیلی تو لکڑی بھی چولھے مین نہین جلتی مشورے کے لیے اصلاح کے لیے بات چیت کے لیے ایک آدمی تو ہمراہ ہو۔ پس پھر کچھ پروا نہین فرض کیجیے کہ ہمکو کسی جادوگرنی نے سحر کے زور سے بکرا بنا دیا تو کوئی دوڑ دھوپ کرنے والا تو ہو۔ آپ کو کوئی اطلاع تو دے سکے۔ یہ نہین کہ ہم عمر بھر کے لیے بکرے بنے رہین اور آپ کو کانون کان بھی خبر نہ ہو اور گھر والے الگ سر پٹکین۔ آیندہ جو حضور کی راے ہو اسمین ہمین اتفاق ہے تعمیل حکم مین غلام کو عذر نہین۔

نصرت الدولہ بہادر نے انکی تقریر بہت پسند کی اور کہا ایک آدمی اور ساتھ جانا چاہیے۔ دو یہ ہون اور ایک ایک خدمتگار بس چار آدمی کافی ہین ایک ہندو اور ایک مسلمان اور دو خدمتگار۔

تین چار روز کے بعد لالہ جگت سنگھ اور مولوی منور علی منجانب نصرت الدولہ بہادر کامروپ روانہ ہوے سات ہزار روپیہ ان لوگون کو دیا گیا اور یہ شرطین کی گئین۔

۱۔ جو کام ہو دونون کے اتفاق راے سے۔

۲۔ اگر اختلاف راے ہو تو نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کو لکھا جاے دونون فیصلہ کر دینگے۔

۳۔ روپیہ بیدریغ صرف کیا جاے۔

۴۔ اگر دونون مین سے کوئی شخص چپیٹ مین آ گیا یعنی کسی زن ساحرہ نے بزور سحر کسیکو بکرا یا بیل یا گدھا بنا ڈالا تو دوسرے پر فرض ہے کہ

فوراً اُس کی اطلاع کرے اور رجسٹری کرکے خط بھیجے یا ضرورت اشد ہو تو تار کے ذریعے سے فوراً اطلاع دے۔

۵۔ اس قسم کے خطوط خواہ نواب صاحب کے پاس آئین۔ خواہ نصرت الدولہ بہادر کے پاس۔ مگر لفافہ زرد ہو تاکہ فوراً معلوم ہو جائے۔

۶۔ خبر تار پر بھیجی جائے تو یہ علامتین لکھی جائین۔

مثلاً اگر لکھنا ہو کہ لالہ جگت سنگھ کو ایک ساحرہ نے بکرا بنایا تو یون لکھے۔ لالہ بکرا۔ بس کافی ہی۔

یا مولوی تہور علی کو ایک ساحرہ نے بیل بنایا تو یون لکھے مولوی بیل بس۔

۷۔ اور اگر روپے کی ضرورت ہو تو ہمیشہ تار کے ذریعے سے اطلاع دی جائے۔ اس طرح دس ہزار بھیجو۔ پھول کے لیے۔

۸۔ پھول ہماری اصطلاح مین جادو سے مراد ہی۔ اور پھول والی ساحرہ سے اور پھول والا ساحر سے۔

۹۔ ہر مقام سے خطوط آئین اور ہر روز دو خط بھیجے جائین۔ دونون رجسٹری کیے ہوے ایک صبح۔ ایک شام۔

۱۰۔ اگر کوئی عورت جادو سکھائے تو جسقدر روپیہ ماہواری منظور کیا جاوے فوراً دیا جائے اور سحر سکھائے۔

۱۱۔ اگر کوئی عورت یہان آنا منظور کرے تو پچاس ہزار تک کی اجازت ہی مگر وہ فنکار ہو۔ انسان کو بہائم و غنائم کرنے مین قابلیت رکھتی ہو۔

۱۲۔ ایک باری یا کہار لالہ جگت سنگھ کے لیے اور ایک خدمتگار مولوی صاحب کیواسطے منظور کیا گیا۔ اگر ضرورت ہو تو دس آدمی اور نوکر رکھ سکتے ہین۔

۱۳۔ جو عورت بکرا یا بیل یا گدھا بنائے اُسکی خوشامد کرنا لازم ہی۔

۱۴۔ اُس ساحرہ کو جو مانگے دیا جائے۔

۱۵۔ ایک لاکھ سے تین لاکھ تک روپیہ منظور ہی۔

۱۶- اگر دس بارہ ساحرہ دستیاب ہون فوراً نوکر رکھی جائین اور اُنسے سبق لیا جائے۔

۱۷- حتی الوسع کوشش کیجاے کہ وہ سب یہان آجائین۔

۱۸- اور اُنسے کام لیا جاے۔

۱۹- ۵	زر برسر فولاد نہی نرم شود	

اس مسئلہ سے مُنھ نہ موڑا جائے۔

۲۰- ریل سے اُترتے ہی خط روانہ ہو۔

ان شرطون کو لالہ صاحب اور مولوی صاحب دونون نے منظور کرلیا اور رخصت ہوے۔

ریل پر سوار ہو کر چلے۔ اَب سنیے کہ لالہ جگت سنگھ اور مولوی تہور علی مین کبھی کی ملاقات اور بے تکلفی نہ تھی۔ صورت آشنا تھے۔ لالہ اپنے دل مین سوچے کہ ہمنے یہ ناحق ہی کہا کہ ایک آدمی اور ساتھ دیجیے ہم سمجھے تھے کہ ہماری ہی ٹکڑی مین سے کوئی مقرر ہو گا۔ مگر ایک اجنبی کا ساتھ ہوا۔ اگر ہم روپیہ کھائین اور یہ نواب صاحب کو لکھ بھیجین تو دین دنیا سے جائین۔ اور اُن سے کہین تو کیونکر۔ اور مولوی صاحب دل مین سوچتے تھے کہ رقم معقول ہی تین لاکھ تک نہ بھیجنے کا نصرت الدولہ نے اقرار کرلیا ہی۔ اور سات ہزار نقد دیے ہین۔ مگر خدا جانے کہ یہ لالہ کس قسم کے آدمی ہین کسی طرح اُن کو گانٹھنا چاہیئے ورنہ مطلب برادی معلوم ایک چوکی تک دونون سوچا کیے کہ باہم کیونکر کھلین۔ دوسری چوکی سے یون گفتگو ہونے لگی۔

مولوی صاحب۔ آپ نے ٹکٹ کہان تک کے لیے ہین۔

لالہ صاحب - کانپور تک کے۔

مولوی صاحب - بس!۔

لالہ صاحب۔ اور کہان تک کے لین۔

مولوی صاحب۔ کامروپ تک۔

لالہ صاحب۔ (مسکراکر) کامروپ ہی کہان۔

مولوی صاحب۔ واللہ اعلم آج تک نام ہی نہین سُنا حضرت۔

لالہ صاحب۔ پھر آپ چلتے کہان ہین۔

مولوی صاحب۔ کس مردک کو معلوم بھی ہو۔ مین تو صرف نواب نصرت الدولہ بہادر کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوا ہون۔

لالہ صاحب۔ اور بندہ بھی۔ کامروپ تو صرف ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی۔

مولوی صاحب۔ اس لغو خیال کو ملاحظہ فرمائیے کہ انسان کو ساحرہ بزور سحر غنائم و بہائم بنا سکتی ہی استغفر اللہ۔ بھلا کوئی بات بھی ہی غیر ممکن کجا انسان کجا بکرا۔ گدھون کے خیالات ہین مگر اُنکی راے اور اُنکے خیالات پر افسوس آتا ہی لاحول ولاقوۃ۔

لالہ صاحب۔ آپ تو عربی پڑھے ہین اور لئیق لوگ ہین۔ مین تو جاہل ہون۔ مگر جو تجویز ہو اُس کے مطابق فیصلہ ہو۔ کہان جائین اور کیا کرین اور کامروپ کو کیونکر ڈھونڈھ نکالین۔ سخت مصیبت ہی مگر ہماری راے جو آپ مانین تو ہم عرض کرین۔

مولوی صاحب۔ بسم اللہ فرمائیے۔ مگر سحر کی نسبت ہماری شرع کی رو سے جو کچھ راے ہی اِس سے ہم واقف ہین۔ لفظ سحر کو اکثر حضرات غلط سمجھ بیٹھتے ہین۔ سحر کے معنی شعبدہ مگر اعلیٰ درجے کا اگر شایستہ ملک ہی تو اعلےٰ سے اعلیٰ درجے کے شعبدے کو بھی لوگ سحر نہ سمجھین گے اور اگر وحوش بستے ہین تو ادنیٰ سے ادنیٰ شعبدے کو سحر سے بڑھ کر تصور کرینگے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے وقت مین سحر کی بڑی ترقی تھی کنعان اور سلیم یعنے بیت المقدس اور مصر اور عرب کے مختلف حصون مین

جادو بڑی ترقی پر تھا۔ حضرت موسیٰ نے ایک روز فرعون سے کہا کہ ہم ایک معجزہ دکھاتے ہین۔ فرعون خدائی کا دعوی کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ سے اُسنے کہا کہ اگر آپ معجزہ دکھائین تو ہم آپ کے قائل ہو جائین حضرت موسیٰ نے عصا کو اُسکے سامنے پھینک دیا۔ عصا بصورت اژدر بنکر اُس کی طرف دوڑا۔ فرعون بہت ڈرا اور ڈر کر پیچھے ہٹا دوسرے روز اپنے یہان کے کُل ساحرون کو بلوایا اور کہا کہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ ساحر (نقل کفر کفر نباشد) تمسے گوے سبقت نہ لیجائے۔ حضرت موسیٰ کو بھی وہ مدعیان خرد معاذ اللہ ساحر سمجھتے تھے۔ ساحرون نے کہا کہ ہم سب وہ ترکیب کرین کہ آپ بھی خوش ہو جائیے۔

لالہ صاحب۔ اخاہ ہر فرعون راموسائے جب ہی مشہور ہی۔

مولوی صاحب۔ ہان ہر فرعونے راموسیٰ۔ ہر فرعون راموسائے نہین۔

لالہ صاحب۔ تسلیم۔

مولوی صاحب۔ بس حضرت ساحرون نے مل کر مشورہ کیا ایک سے ایک بڑھ کر جادوگری کے فن مین طاق ایک خرانٹ جادوگر نے کہا کہ ہم اسکا دفع دخل کرینگے۔ اُسنے ایک سانپ بنایا اور اُسمین پارہ بھرا اور کچھ ادویہ اور۔ اور دھوپ مین رکھ دیا۔ فوراً سانپ اُڑا لوگون نے بڑی تعریف کی۔

الغرض فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ فلان روز آپ کا اور ہمارے ملک کے ساحرون کا مقابلہ ہو۔ حضرت موسیٰ نے منظور کیا اُس روز اُن ساحرون نے کئی لاکھ بلکہ کئی کرور سانپ میدان مین جمع کیے جب دھوپ خوب تیز ہوئی تو یہ اُڑے اور آسمان پر چوطرفہ پھیلے تو بدلی سی چھا گئی۔

لالہ صاحب۔ جادو کا بڑا گھر ہی۔ مگر جادوگر اب کوئی ہی نہین

مولوی صاحب۔ اچھا کامروپ کا پتا تو دریافت کیجیے

لالہ صاحب۔ کسی سے پوچھین تو شاید کوئی جانتا ہو نام تو سنا ہی۔

مولوی صاحب۔ اجی سیدھے بنگالے چلو بس وہی کامروپ ہی۔

لالہ صاحب۔ ہم تو سوچے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے۔ اور ہوٹل مین اُترین مزے مزے سے۔

مولوی صاحب۔ بس ہان کیا بات کہی ہی۔

لالہ صاحب۔ وہان ہمارے دوست ہین لالہ پنّا مل بس اُنسے صلاح لین۔

مولوی صاحب۔ بات تو پکی کہی۔

لالہ صاحب۔ کانپور مین دو دن رہ کر سیر کیجیے اور سوچ لیجیے۔

مولوی صاحب۔ آپ یہ فرمائیے کہ سات ہزار روپیہ کسطرح خرچ کیجیے گا کیا معنی کہ تنخواہ تو آپ اور ہم اپنے آقا سے پاتے ہی ہین تو اس حساب سے صرف ریل اور سرائے کا کرایہ سرکار کے تعلق ہی اور باقی ہمارے آپ کے ذمے اور پردیس کا واسطہ مسافرت مین دس کی جگہ پچاس خرچ ہوتے ہین بنی بنائی بات ہی تو پھر کچھ گھر سے خرچنا پڑے گا۔ بڑی مصیبت مین پھنس گئے یہان آنکر کہین وہی مثل نہ ہو۔ کہ بی بی گئی تھین نماز بخشانے روزے گلے پڑے۔

لالہ صاحب۔ سنیے مولوی صاحب۔ آپ تو ہین مولوی صاحب آپ صیغے گردانا جانئے یا لڑکے پڑھانا یا الفاظ اور لغات کی تحقیقات اور ہم ہین مہاجن کے لڑکے روزگاری آدمی اب دِوالا نکل گیا چچا ہمارے شہد سے نکلے۔ سب جما جتھا ہمارے باپ کی کمائی ہوئی لٹا دی ہم جو کچھ پڑھ لکھ گئے اس سے ہمین عزت نہین ہی بلکہ ہماری عزت ہمارا روزگار ہی۔ سمجھے صاحب کھتری کے لڑکے ہین ہم۔ کچھ کسی سے سروکار نہین ہمین بس اپنے روزگار سے مطلب ہی چار پیسے کسیطرح پیدا کرتے سو آپ چاہے اپنے پاس سے خرچین ہم تو اس سات ہزار مین سے بھوسی تک نہ بچائینگے بس چاہے ادھر کی دنیا

اُدھر ہو جائے چاہے جو ہو سو ہو جو آپ مولوی بنے کی لین تو ہم ابھی سے اپنے گھر بیٹھین کہہ دین نواب صاحب سے کہ ہم اب کچھ نہین جانتے ہمسے جایا نہ جائیگا۔

مولوی صاحب۔ جو راے ہو ہمین منظور ہی ہم کچھ تمھارے مخل تھوڑا ہی ہوتے ہین۔

لالہ صاحب۔ لگی لپٹی اچھی نہین مخل دخل ہین جانتا نہین آپ بھی کھائین ہم بھی کھائین۔ دونون مِل جُل کے کھائین اسمین کچھ حرج تو ہی نہین یا حرج ہی دیکھو جیسی راے ہو جو آپ بھی کھائین تو بس آدھون آدھ اور نہ کھاؤ تو ہم بھاگ جائین اور نواب صاحب کا روپیہ اُنکے حوالے کرین۔

مولوی صاحب۔ ہمین تو لکھنؤ چھُٹنا کمال شاق گذرتا ہی مگر چار پیسے کی طمع سے سفر اختیار کیا ورنہ لکھنؤ کے گلی کوچے ہمسے چھُٹتے ؎

بلبل وہ ہون چھٹا نہ پس مرگ بھی چمن
گلبن تلے پڑے ہین مرے مشت پر ہنوز

لالہ صاحب۔ تو بس پھر پَو بارہ ہین۔

مولوی صاحب۔ عذر نہین چشم مارو شن۔

لالہ صاحب۔ چلیئے آپ کو کامروپ کی سِیر دکھالائین۔

مولوی صاحب۔ (مسکراکر) مگر بکرا یا گدھا یا بیل نہ بنایا جاؤن۔

لالہ صاحب۔ کیا مجال۔

مولوی صاحب۔ اجی یہ سب ڈھکوسلا ہی۔

لالہ صاحب۔ جی ہان مگر ایسے گوسکھے بھی کم دیکھے۔

مولوی صاحب۔ ؎

چو احمق درجہان باقیست مفلس درنے ماند

لالہ صاحب۔ درین چہ شک۔

مولوی صاحب۔ تو کانپور سے کلکتہ کی طرف کوچ ہو گا بھلا وہان تک ریل ہی۔

لالہ صاحب۔ ہان کیا خوب۔

مولوی صاحب۔ مین کبھی باہر کا ہیکو گیا ؎

کیا حقیقت چرخ کی ہے سے چھوڑائے لکھنؤ
لکھنؤ ہمپر فدا ہی ہم فدائے لکھنؤ

ایکبار کانپور تک گئے تھے جب ریل جاری نہ تھی مگر چار روز قیام کر کے سیدھے لکھنؤ واپس آئے اِس درجہ عشق ہی ؎

پھر پھر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم
آئی کہان سے گردش پرکار پائون مین

سو حضرت یہان تو یہ کیفیت ہی مگر طمع۔

لالہ صاحب۔ یہ طمع نہین زر کی خواہش سب کو ہوتی ہی۔

مولوی صاحب۔ پھر کچھ دلوائیے

لالہ صاحب۔ ہان ہمارا ذمہ یہ سات ہزار ہمارے آپ کے بلکہ ہمارے آپ کے باپ کے۔

مولوی صاحب۔ ایسا نہ ہو کھل جائے۔

لالہ صاحب۔ کھلتی ہی گھاٹرون کی بات ہماری بات کھل چکی۔

مولوی صاحب۔ بھائی عزت کو ڈرتے ہین۔

لالہ صاحب۔ آپ نشان خاطر رہین۔

مولوی صاحب۔ بھلا کیا تدبیر سوچتے ہو۔

لالہ صاحب۔ بتا دین پھر بتا ہی دین آپ کو تدبیر یہ سوچتے ہین کہ یہان سے چلین کلکتے اور ٹکین اپنے دوست کے ہان اور کامروپ کا پتا لگائین اور نواب صاحب کو لکھین کہ دو آدمی گانٹھے ہین جو کامروپ کے حال سے واقف ہین کہین کامروپ کا پتا ہی نہ ملتا تھا آخرکار دو آدمی بڑی تلاش کے بعد ملے مگر وہ ناخداؤن کے گماشتے ہین۔ اور ناخدا سب کر ورپتی آدمی ہین وہ روپے کو کچھ سمجھتے تو ہین نہین مگر ہمنے سپے یار بنایا ہی بالفعل سات ہزار مین کام نکلے گا گر کچھ رقم اور بھیجیے تو فوراً کلکتے سے روانہ ہون۔

مولوی صاحب۔ خوب سوچے شاباش۔

لالہ صاحب۔ مگر یہ نہین کہ جاتے ہی لکھ بھیجین۔ کچھ دن بعد۔

مولوی صاحب۔ اور لکھوایئے گا ہمسے۔

لالہ صاحب۔ ہان آپ خوب فقرے درست کر کے لکھیے گا۔

مولوی صاحب۔ دیکھتے تو جایئے۔

لالہ صاحب۔ پہلے خط بھیجین گے کہ داخل ہوے پھر لکھین گے کہ کلکتہ بڑا شہر ہی پھر لکھین گے کہ یہان کی بولی ہماری سمجھ مین نہین آتی۔ پھر دس بارہ دن کے بعد لکھین گے کہ ہر روز کامروپ کے حالات دریافت کرتے ہین ذرا مشکل ہی سرکار کے ڈر کے مارے کوئی بتاتا ہی نہین۔

مولوی صاحب۔ ہان واللہ بہت خوب۔

لالہ صاحب۔ خط روز جائے۔

مولوی صاحب۔ اجی تار بندھا رہے تو سہی۔

لالہ صاحب۔ پھر خلاف ہو جانے کی سند نہین اتنا یاد رکھیے گا۔

مولوی صاحب۔ اِی لاحول۔ وجہ یہ ہی۔ کہ اگر ساحرون کو جا کر روپیہ دیا جیسا کہ نواب صاحب کا حکم ہی تو کھاری کنوئین مین پھینک دیا اِس سے ہم ہی اُڑا ئین۔

لالہ صاحب۔ اور کیا صاحب تمھارے۔

مولوی صاحب۔ خوب یاد رکھیے واللہ جس قدر روپیہ طلب کیجیے گا فوراً پہونچتا جائیگا۔

لالہ صاحب۔ ضرور مگر ذرا تدبیر اچھی ہو۔

مولوی صاحب۔ بس ایسی تدبیر ہو کہ اُن سب کو یقین آتا جائے۔

لالہ صاحب۔ ڈر بس اتنا ہی ہی کہ حوالی موالی خان صاحب جھمن وغیرہ چغلخوری نہ کرین ۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

خدا کے غضب سے ذرا دل مین کانپ
چغلخور کے مُنھ کو ڈستے ہین سانپ

مولوی صاحب۔ نصرت الدولہ بہادر ہمارے آقا کے مقابلے مین نواب صاحب کے کسی مصاحب کی نہ چلے گی جو وہ کہین گے نواب صاحب فوراً مان لینگے۔

لالہ صاحب۔ بس یہی تو تقویت ہی ہمین اور تقویت کیا ہی۔

مولوی صاحب۔ خدا نے چاہا تو کم سے کم بیس ہزار روپیہ یہان سے پیدا کر لے چلین گے۔

لالہ صاحب۔ اسمین کیا فرق ہی۔

مولوی صاحب۔ مگر یہ جو پیچ ہی کہ کوئی ساحرہ یہان سے لے چلیے۔

لالہ صاحب۔ لے چلین گے۔

مولوی صاحب۔ مگر وہ کہین گے کہ ہمارے سامنے تو انسان کو گدھا بنا دو۔

لالہ صاحب۔ ہم کہین گے وہ بیس بائیس ہزار مانگتی ہی۔

مولوی صاحب۔ وہ دے نکلین گے۔

لالہ صاحب۔ پھر ہم گدھا بھی بنا دینگے۔

مولوی صاحب۔ اُب آپ تو لینے لگے د دن کی بس۔ گدھا بنا دینگے بس بنا چکے تعلّی بھی تو کتنی۔

لالہ صاحب۔ مولوی صاحب کے سر کی قسم گدھا بنا دینگے

مولوی صاحب۔ کیونکر۔

لالہ صاحب۔ اجی سہل تدبیر بے ادبی معاف آپ کو بنا دین۔

مولوی صاحب۔ خیر آپ جانیے آپ کا کام جانے ہم بھی شریک ہین۔ صرف بغرض حصول زر ؎

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا
ستّار عیوب و قاضی الحاجاتی

لالہ صاحب۔ ہم تو اِس فکر مین ہین کہ نصرت الدولہ اور نواب صاحب کی تمام پونجی اُڑا دین۔ جمع جتھا سب گھما دین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مولوی صاحب۔ چشم ما روشن۔

لالہ صاحب۔ ہمارے کھرے پن کو تو دیکھیے کہ اکیلے آئے ہی نہین کہہ دیا صاف صاف کہ ایک آدمی اور ساتھ ہو۔ اکیلی تو لکڑی بھی نہین جلتی۔ اکیلا سو باؤلا۔ دُکیلا سو سنگ۔ تکیلا سو کھٹ پٹ۔ چوکیلا سو جنگ ہمکو تو وہ بے ایمان سمجھ ہی نہین سکتے۔

مولوی صاحب۔ اس مین کیا شک ہے۔

لالہ صاحب۔ ایک خط صبح کو بھیجیے ایک شام کو۔

مولوی صاحب۔ کانپور پہونچتے ہی۔

لالہ صاحب۔ یہ دیکھیے کارڈ پوسٹ موجود ہے۔

پوسٹ کارڈ کو لالہ صاحب کارڈ پوسٹ ہی کہا کرتے تھے۔

مولوی صاحب۔ واہ سب کیل کانٹے سے درست ہین آپ۔

لالہ صاحب۔ اور کیا یہ دیکھیے قلم یہ دوات۔

مولوی صاحب۔ ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔

لالہ صاحب۔ اِدھر ریل سے اُترے اُدھر خط لکھا اور ریل ہی کے ڈاکخانے مین ڈال دیا۔

مولوی صاحب۔ لائیے ابھی نہ لکھ ڈالین۔

لالہ صاحب۔ لیجیے۔

مولوی صاحب۔ کیا لکھون۔

لالہ صاحب۔ القاب آداب پہلے لکھیے تو بتاؤن۔

الغرض خط یون لکھا گیا۔

آقاے نامدار خداوند نعمت دام اقبالہ۔ فدویان جگت سنگھ و تہور علی نمک خواران سرکار عالیہ متعالیہ عرض رسا ہین کہ ہم فدوی حضور پرنور سے رخصت ہوکر مع الخیر والعافیۃ داخل کمپ کانپور ہوے حضور کے اقبال سے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

راہ مین ذرا تکلیف نہ اُٹھائی اب آج شام کی یا کل صبح کی ریل مین بخط رست کلکتہ روانہ ہونگے۔ وہان کا مروپ کا حال دریافت کیا جائیگا۔ پٹنہ عظیم آباد سے ایک نیا زنامہ ہم فدوی حضور کی خدمت مین بھیجین گے۔

عالی حضور ولی نعمی نواب صاحب بہادر دام اقبالہ کی خدمت مین مضمون عریضہ ہذا واحد ہی۔

السعی منی والاتمام من اللہ۔ دعاے خیر کیجیے کہ ہم فدوی باقبال سرکار نامدار اپنے مطلب پر پہونچکر سرخرو ہون۔ زیادہ حد ادب

عریضہ کمترین لالہ جگت سنگھ مولوی
فدویان
نور علی عفی عنہ از کانپور

کانپور کے اسٹیشن پر داخل ہوتے ہی لالہ جگت سنگھ نے پوسٹ کارڈ لمبے مین ڈالا۔

مولوی صاحب۔ بڑے ہوشیار آدمی ہین آپ۔

لالہ صاحب۔ ہوشیار نہ ہوتے تو اتنا بڑا مشکل کام ہمارے سپرد ہوتا بھلا۔

مولوی صاحب۔ صحیح ہی۔ اب چلیے کسی سرا مین ٹکین اکا کیجیے۔ باہر نکلکر لالہ جگت سنگھ صاحب نے اکا کیا سرا پہونچے۔ بستر جمایا۔ نہایا۔ کھانا پکایا۔ کھایا۔ حقہ پیا۔ مولوی صاحب پہلے ہی سے چکھ چکے تھے۔

مولوی صاحب۔ کیا کھایا آپ نے۔

لالہ صاحب۔ روٹی اور ماش کی دال۔

مولوی صاحب۔ بس ہمنے تو قورمہ اور روغنی روٹیان اور بالائی اور کباب چکھے۔

لالہ صاحب۔ ہم گوشت نہین کھاتے۔ ہمنے اپنے ہاتھ سے روٹی بنائی آپنے

بکی بکائی کھائی۔

مولوی صاحب۔ اب کیا فکر ہی۔

لالہ صاحب۔ اب دو بج گئے ہین۔ ذرا کمر سیدھی کیجیے۔ اور پھر چلیے شہر کا چکر لگائین اور لوگون سے پوچھکر ریل گھر چلین۔

مولوی صاحب۔ اچھا ذرا مین بھی سو لون۔

لالہ صاحب۔ آرام کیجیے۔ کیا حقہ آپ نہین پیتے۔

مولوی صاحب۔ جی نہین ہم اخبار لیے ہین۔

لالہ صاحب۔ واہ حقہ نہین پیتے۔

مولوی صاحب۔ حقہ نہ پان چونے کے سبب سے۔

دونون اپنی اپنی چار پائیون پر سوئے۔ پانچ بجے اُٹھے اور کانپور کی سیر کو چلے۔

مولوی صاحب۔ اخّاہ بڑی بستی ہی۔

لالہ صاحب۔ جو رونق یہان ہی وہ اور کہان۔

مولوی صاحب۔ بچہ لکھنؤ ہی۔ عجب مقام ہی واللہ۔

لالہ صاحب۔ جی اور کیا۔

مولوی صاحب۔ رئیس بھی یہان ہین۔

لالہ صاحب۔ لکھ لُٹ نہین ہین۔ مہاجن ساہوکار روزگاری آدمی ہین۔

مولوی صاحب۔ یہ بزازہ ہی۔

لالہ صاحب۔ ہان آہا۔ لالہ دھرمو ہین۔

دھرمو۔ کہان کہان۔ لالہ جگنو کہان۔

لالہ صاحب۔ کلکتے جاتے ہین ذری

دھرمو۔ کیا کوئی رُجگار ہی (روزگار)۔

لالہ صاحب۔ نہین جس نواب کے نوکر ہین اُسنے بھیجا ہی۔

دھرمو۔ اجی ناریل تو پیتے جاؤ۔

لالہ صاحب - آب اور لوگون سے بھی ملنا ہی -

لالہ صاحب دو قدم آگے بڑھے تھے کہ ایک اور بزاز صاحب سے ملاقات ہوئی -

لالہ صاحب - کھو بھئی لالہ چیت رام کُسل کھیم -

چیت رام - جے ٹھاکرجی کی - کہان چلے -

لالہ صاحب - ذری کلکتے تک جاتے ہین -

چیت رام - کیون کوئی کار ہی کیا -

لالہ صاحب - ہان نواب نے بھیجا ہی - کچھ کام ہی -

چیت رام - گڑگڑی نہ پیو گے -

لالہ صاحب - اچھا لائیے -

لالہ صاحب نے دکان پر بیٹھکر دو چار دم لگائے اور چلے - اسی طرح خوب گھومے لوگون سے ملے چلتے چلتے ایک پُرانے دوست ملے - لالہ بھولاناتھ مہاجن -

مہاجن - ارے بھئی لالہ جگتو ہین - لالہ جگتو -

لالہ صاحب - خوب ملے یار - کھو سب خیریت -

مہاجن - ہان مہاجنی کرتے ہین - تم یہان کہان آئے -

لالہ صاحب - نواب نے ہمکو کلکتے بھیجا ہی -

مہاجن - ٹکے کہان ہو -

لالہ صاحب - سرا مین -

مہاجن - ہان بجے کہے - کچھ ڈول ہی - گھر چھوڑ کے سرا مین ٹکے جا کے -

لالہ صاحب - مولوی صاحب بھی ساتھ تھے اِس سے وہین ٹکے -

مہاجن - جے بات - تو انکو جگہ نہ ملتی گھر پر کیا - کیون جی اور اس گھڑی نہ ملتے تو ملاکات (ملاقات) کاہے کو ہوتی -

لالہ صاحب - اور جاتا مین کہان تھا -

مہاجن - پھر چلو مکان سامنے ہی۔

لالہ بھولا ناتھ - جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو اپنے مکان پر لے گئے مولوی صاحب کے واسطے پڑوس سے حقہ منگوایا - جگت سنگھ کو اپنا حقہ پلایا اور باتین ہونے لگین۔

لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تم سے کچھ پردہ تو ہی نہین صاف بات یہ ہی کہ ہمارے نواب نے اور ایک اور نواب نے صاحب تمھارے ہمکو کامروپ بھیجا ہی سو ہم جاتے ہین مگر کامروپ ہی کہان یہ بتائیے اگر معلوم نہ ہو تو کسی اور سے پوچھ دو اگر کامروپ کہین ہی سچ مچ تو اچھا اور جو نہین ہی تو لاچاری کی بات ہی مگر نام تو سنا ہی - بھولا ناتھ نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ کچھ وصول بھی ہوگا یا مفت کی جھنجھٹ ہی ہی۔ جو وصول ہو تو سب بتا دین ہم سے سیانے سو دوانے (دیوانہ) جگت سنگھ نے کہا یار قدمون پہ ٹوپی رکھتا ہون بتا دو اور وصول نہ ہوتا تو مین جاتا ہی کیون۔

مہاجن - کامروپ بنگال حاطے مین ایک جلا (ضلع) ہی۔ وہان عورتین جادوگرنیان ہین جسے چاہین دم بھر کے بیچ مین مار ڈالین اور پھر دم بھر کے بیچ مین جلا دین اور جسے چاہین بنا دین کتا پاس بٹھین اور لکھ پتی کر دیا۔

لالہ صاحب - بھئی یہ تو سنی ہوئی باتین ہین کیا معلوم سچ ہی یا جھوٹ ہی۔

مہاجن - اور نہین کیا دیکھی ہوئی باتین بتاؤن۔

لالہ صاحب - کبھی گئے ہو وہان۔

مہاجن - توبہ کر بندے پرمیشر نہ لیجائے جینے کی باتین کرو گدھے بناؤ گے۔

مولوی صاحب - مشہور تو ایسا ہی ہی مگر واللہ اعلم اصلیت کیا ہی۔

مہاجن - آپ کے ہان تو جادو کو مانتے ہین مل جادو برہک (برحق) کرنے والا کافر۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مولوی صاحب - خیر کامروپ ہی کوئی مقام ضرور -

مہاجن - اجی بس کلکتے چلے جاؤ وہان پتا مل جائیگا کچھ -

لالہ صاحب - یہ تو ہم بھی جانتے ہین مگر کسی اور سے بھی پوچھ دیکھو تو کیا حرج ہی -

مہاجن - واہ ہمسے بڑھکے کوئی ہی ارے رام سنگھ جری ایک روپے کے منڈے تو لے آنا -

لالہ صاحب - اَب آپ تکلف کرنے لگے -

مہاجن - کیا کھوب (خوب) جیسے آپ ہی کے واسطے تو منگواتا ہون -

مولوی صاحب - یہ حسن طلب ہی -

لالہ صاحب - تو پھر کلکتے ہی جائین نہ -

مہاجن - ہان ہان جی یہان سے کلکتہ جاؤ وہان حال مل جائیگا ہمارے سالے وہان ہین سیتا رام نیل کا بیپار کرتے ہین وہ سب باتون سے واکف (واقف) ہین سب بتا دینگے - کہو چٹھی لکھ دون -

مولوی صاحب - ہان انسب ہی -

مہاجن - قلم دوات کاگج لاؤ -

لالہ بھولا ناتھ صاحب نے ایک چٹھی اپنے سالے کے نام دھر گھسیٹی اور لکھکر لالہ جگت سنگھ کو دی اور کہا اب آج کھانا یہین کھائیے کل جائیے گا لالہ جگت سنگھ نے عذر کیا کہ کچھ مضایقہ نہ تھا مگر جلدی ہی جس کام کے لیے جاتے ہین وہ پورا ہو تو سکیے دو دن ٹکین آن کر پھر -

الغرض ایک روپیہ کی منڈے لالہ جگت سنگھ کی نذر کیے اور سرا ے تک لالہ بھولا ناتھ انکے ساتھ گئے اسی شب کو لالہ جگت سنگھ مع مولوی صاحب اور نوکرون کے روانہ کلکتہ ہوے -

کلکتہ جو پہنچے گاڑی کرایہ کرتے ہین تو لکھنؤ اور کانپور سے دس گنا

بھاؤ آٹھ روپی پر گاڑی ہوئی اور آدھ گھنٹے مین لالہ صاحب اپنے دوست لالہ مکندرام کے مکان پر پہونچے گاڑی سے اُترتے ہی مکندرام سے گلے ملے دونون خوش ہوے۔

مکندرام۔ آج برسین چھ ایک کے بعد ملے کھو اچھے تو رہے۔

جگت سنگھ۔ ہان بہت خوش۔ بھوکے بڑے ہین کھانا کھلواؤ۔

مکندرام۔ باہمن کو بلاؤ کھولوکی اور آلو اور چھپنیا پھل کی ترکاری کرلے اور پہتی بنائے اور چانول اور روٹی اور ملائی لے آئے کوئی ایک آدھ سیر اور حلوا بنے۔

جگت سنگھ۔ جناب مولوی صاحب کے لیے۔

مکندرام۔ حافظ جی سے کہو مولوی صاحب کے لیے اچھا اچھا کھانا لادین۔

اسیوقت کھانا کھاکر تھوڑی دیر کے بعد لالہ جگت سنگھ اور مولوی صاحب کو لالہ مکن نے کلکتہ کی سیر دکھائی جگت سنگھ تو جہانیان جہان گشت آدمی سے تھے ہی کئی بار کلکتے آ چکے تھے اور بمبئی تک گشت کر آئے تھے مگر مولوی صاحب دنگ ہوگئے۔

مولوی صاحب۔ اللہ اللہ یہ بھیڑ بھڑکا۔

لالہ صاحب۔ کلکتہ ہی کہ باتین۔

مولوی صاحب۔ جم غفیر اسی کے معنی ہین یعنی جماعت ایسی کہ زمین چھپ جاے۔

لالہ صاحب۔ بیشک۔

مولوی صاحب۔ اور گاڑی کے قریب سے جب گاڑی جاتی ہی تو کلیجہ دہل جاتا ہی۔

مکندرام۔ اجی یہان اسطرح گاڑی چلاتے ہین کہ باہر والا آئے تو سمجھے لڑ گئی۔

لالہ صاحب۔ یہان ہوٹل بھی تو ہین۔

مولوی صاحب۔ ہوٹل کیا۔

مکندرام۔ یہان سب کچھ ہی۔

جب سیر کرکے آئے تو لالہ جگت سنگھ نے کہا بھائی تمسے کچھ کہنا ہی ہمین دونون تخلیے مین باتین کرنے لگے مولوی صاحب شمس بازغہ کی سیر کرتے تھے۔

اب سنیے کہ لالہ مکند رام نے جگت سنگھ کو خوب پٹی پڑھائی۔ اور کئی خطوط نواب صاحب کے پاس مکر و فریب کے بھجوائے۔

ایک خط۔

حضور اقدس۔ یہان کامروپ کا پتہ نہین ملتا۔ کامروپ کے نام سے تو سب واقف ہین۔ مگر وہان کے جادو کا حال سرکار کے خوف سے لوگ چھپاتے ہین۔ سرکار کا نادری حکم ہی کہ اگر کسی شخص نے کسی ساحر یا ساحرہ کو مدد دی تو پھانسی پائیگا۔

یہ خط بعد ملاحظہ چاک کیجیے گا۔ ورنہ ہم فدویان پر سخت جرمانہ ہو جائیگا اور قید کر دیے جائینگے۔

عریضہ فدویان تہور علی عفی عنہ و
جگت سنگھ از کلکتہ۔ چورنگھی مکان
لالہ مکند رام۔

اس خط مین پھانسی کی اچھی دھمکی دی۔

دوسرا خط۔

نواب قمر رکاب دارا حشم سکندر فر مدظلہ۔ آداب فدویانہ بجاکر بحضور بندگان عرض رسا ہین کہ ہم فدویون نے امر معلومہ کی خوب تحقیقات کی مگر نقش مراد کرسی نشین نہ ہوا ہان اسقدر فائدہ البتہ ہوا کہ ہر روز ایک نئی اور حیرت انگیز بات نسبت سحر معلوم ہوتی جاتی ہی۔ اگر خواستہ خدا ہی تو دو تین مہینے مین داخل منزل مقصود ہونگے مگر جو روایات حیرت سمات قرع سمع ہوئین انسے خوف ہی۔

عریضۂ فدویان تہور علی عفی عنہ و جگت سنگھ از کلکتہ۔ چورنگھی مکان لالہ مکند رام صاحب

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اِس خط مین شوق دلایا ہی۔ کہ ہر روز نئی باتین سننے مین آتی ہین۔

تیسرا خط۔

حضور فیض گنجور ولی نعمت نواب نصرت الدولہ بہادر دام اقبالہ۔

سپس تسلیم التماس یہ کہ ہوٹل مین اگر ہم فدوی قیام کرتے تو صرف کیثر سے دھرے اُڑ جاتے۔ لہذا ایک ساہوکار کا مکان پچاس روپیہ ماہواری کرایے پر لیا۔ یہان ہر شی گران ہی۔ اُسکی تفصیل یہ ہی۔

گوشت	آلو	پھلی	روغن زرد
صہ ثار	ہہ ثار	پہ یام	طسہ یام
روغن تلخ	ماہی	جعفرات	شیرینی فی روپیہ
ہے ثار	سہ ثار	ہ ثار	لے ثار
کٹھل	نمش	بالائی کی برف	برنج
ہا ثار	عنقا	کبریت احمر	ہا ثار
گندم	دال	گرم مصالحہ	نخود
ہا ثار	ہا ثار	۱۲ ثار	ہ ثار

الغرض یہان عمدہ طرز پہ رہنا روپیہ بلکہ اشرفیان چبانا ہی۔

عریضہ
فدویان تہور علی و جگت سنگھ
پتہ مذکور السابق

اِس خط مین وہ گپ اڑائی ہی کہ الامان اور لطف یہ کہ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر کو یقین آگیا کہ اگر امرا کے اہلکارون کی طرح امارت کے ساتھ بسر کرے تو اشیاے متذکرہ اسی نرخ سے لین گی سچ ہی ؎

بچہ احمق در جہان باقیمت مفلس در سفے ماند

چوتھا خط

عالی حضور سکندر فر نواب امین الدولہ بہادر کی خدمت بابرکت مین

فدویان تہور علی اور لالہ جگت سنگھ کورنش عرض کرتے ہین۔ شکر ہی کہ ہماری کوشش ٹھکانے لگی یعنی ہم فدویون نے ایک شخص معتبر کو جو گو خود ساحر نہین مگر ساحرون سے کامل واقفیت رکھتا ہی ڈھونڈھ نکالا وہ امیر آدمی ہی مگر طامع۔ کہتا ہی اگر دس ہزار روپیہ دو تو فوراً ایک ساحرہ سے ملا دون۔ بلا اجازت حضور ایک ساہوکار سے دس ہزار روپیہ قرض لیا۔ ڈیڑھ روپیہ فی صدی سود پر۔ ابھی اس شخص کو فقط تین ہزار اور دو سو روپے دیے ہین اور اسکی سواری کا خرچ اب تک ستاسی روپیہ ہی۔ اگر اجازت دین تو فوراً کل روپیہ دے دیا جائے تار کے ذریعے سے اطلاع بخشیے۔

عریضہ فدویان تہور علی الخ

یہ خط دوپہر کے وقت نصرت الدولہ نے پایا۔ پڑھتے ہی نواب صاحب کے نام رقعہ لکھا اور آدمی کو دیا کہ اسی دم پہونچاؤ۔ رقعہ کا مضمون یہ تھا ؎

صد شکر کہ آفتاب مقصود
از برج امید چہرہ بنمود

اجی حضرت مطلب نکلا۔ جگت سنگھ کا ایک خط آیا ہی جلد آؤ مگر بہت جلد

راقم نصرت الدولہ

نواب صاحب بہادر خط پڑھتے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے اور پہونچے اترتے ہی پھاٹک کے پاس سے غل مچایا۔

کہو بھئی فتح ہی۔ لاؤ خط لاؤ مین خود پڑھونگا۔

اتنے مین نصرت الدولہ نے تار بھیجا کہ دس ہزار فوراً اس شخص کو دے دو بیس ہزار کی ہنڈوی لالہ متھرا پرشاد ساہوکار کے ذریعے سے پہونچے گی۔

اتنے مین مولوی ممتاز الحق صاحب کہ عالم اجل تھے تشریف لائے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

علیک سلیک کے بعد بیٹھے تو نواب صاحب نے کہا مولوی صاحب سحر کی نسبت آپ اپنی مفصل رائے بیان فرمائیے۔ فرمایا سحر کسی نہ کسی پیرائے مین ہر ملک مین اور ہر زمانے مین رائج رہا ہی۔ اور ہر مذہب اور ہر قوم مین مکروہ و مذموم ہی۔ اور ہر زبان مین اِسکے چند در چند معانی اور مصداق ہین۔ چنانچہ جادو۔ ٹونا۔ افسون۔ شعبدہ۔ ٹوٹکا وغیرہ یہ سب اقسام سحر سے ہین۔

سحر کے معنی متعارف تو یہی ہین کہ کوئی ایسا عمل جسکی حقیقت سے عموماً لوگ آگاہ نہ ہون لہذا اُنکے تعجب اور تحیر کا باعث ہو۔ اور جس سے اُنکو نفع یا ضرر بین محسوس ہو چونکہ عوام کے ذہن مین سحر کے معنی مرگ منتر ہین لہذا جس شخص کو افسون کرنے اور شعبدہ بازی مین دخل ہوتا ہی اُسکا اعزاز و اکرام کرتے ہین اور اُسکو صاحب کرامات سمجھتے ہین اور اکثر اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین لیکن فی الواقع سحر کا مفہوم بہت وسیع اور عام ہی اور مجملاً اُسکی حقیقت یہ ہی کہ چند قوائے طبعی کو اس طرح سے منتظم و مترتب کر لینا کہ اس سے ایک تعجب انگیز اثر پیدا ہو اور اُسکا نفع یا ضرر انسان کو بخوبی محسوس ہو یا صرف انسان کے تحیر اور انتشار اور خوف و اضطراب کا باعث ہو۔ یہ تعریف سحر کی ایسی جامع و مانع ہی کہ غالباً کسی قسم کی بازیگری و افسون سازی و شعبدہ پردازی اس سے خارج نہین ہو سکتی۔

اس حد منطقی یا مفہوم عقلی کو اخلاقاً عامہ کی جبلیت سے ملاحظہ کیجیے یعنی سحر کے اثر کے حسن و قبیح اور نفع و ضرر پر نظر کیجیے تو اُس کی دو قسمین پیدا ہوتی ہین سحر حلال اور سحر حرام۔ سحر حلال وہ ہی جس سے کسی ذی حیات چیز کو ضرر جسمانی یا مضرت روحانی نہ پہونچے اور نہ اس درجہ انسان خواہش ظاہری و باطنی اور اسکے قلب و دماغ یعنے اِسکے حس قلبی اور ادراک ذہنی پر غالب اور مسلط ہو جائے کہ سفہا و مجانین کی کیفیت مسحور مین پیدا کرے اور

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اُسکے دل مین خلاف عقل سلیم خیالات پیدا ہون اور حرکات ناشایستہ کرنے لگے ۔

سحر حرام وہ ہی جو اُسکے خلاف ہو یعنی جس سے کسی جاندار چیز کو علی الخصوص انسان کو ضرر جسمانی یا روحانی پہونچے یا جو بطلان و تعطل ۔ حواس ظاہری و باطنی اور سلب عقل کا باعث ہو ۔ پس اس تعریف سے اکثر ٹوٹکون اور شعبدون اور تماشون کی حلت ثابت ہوتی ہی جو ہر قوم اور ہر ملک مین کم و بیش شائع اور مستعمل ہین ۔ مثلاً ہمارے ملک مین مداری کا تماشا یا ہولی کے بعد سوانگ یا اور شعبدے اور عورتون کے ٹوٹکے جنسے خوف مضرت اور ضرر جسمانی و تعطل حواس اور سلب عقل کا گمان نہ ہو سحر حلال مین داخل ہین غایۃ الامر یہ کہ لہو لعب اور اشغال بے سود ہونے کی وجہ سے مرجوح و مکروہ سمجھے جائین ۔ لیکن دوالی مین جو موٹھ چلتی ہی جس سے ہلاکت کا ظن غالب ہوتا ہی یا بنگالہ مین ایک ضلع کامروپ کچھیا مشہور ہی کہ ایسے ایسے قیامت کے جادوگر ہین کہ آدمی کو حیوان اور پرند بنا دیتے ہین یہ بیشک سحر حرام ہی ہر چند راقم کو نہ موٹھ کا اعتقاد ہی نہ کامروپ کے جادوگرون کی کرامات کا یقین ہی کیونکہ ابھی عرض کیا گیا ہی کہ سحر کوئی معجزہ یا خارق عادت نہین ہی جسکا سمجھنا اور کرنا دونون عقل بشری سے خارج ہو اور جو نظام طبیعی اور قوانین قدرت کے خلاف ہو بلکہ سحر انھین قوائے طبیعی کی ترکیب و انتظام سے پیدا ہوتا ہی جنسے اور آثار و حوادث عالم کون و فساد پیدا ہوتے ہین گو اُس کی علت فاعلیہ یعنے اُسکی لم اکثر کی سمجھ مین نہ آئے ۔

چونکہ دین فطری یعنی اخلاق عام جو تراکیب و کیفیات و انتظامات طبعی اور افعال و خواص و آثار حقائق خارجیہ سے مستنبط کیا گیا ہی اکثر مسائل اور تمام مواقع و محال مین دین الہامی یعنے مذاہب و ملل رائجہ سے موافق و

موافق ومطابق ہین لہذا اس سحر کے مسئلہ مین بھی اکثر بلکہ کُل مذاہب نے اخلاق عامہ کا تتبع کیا ہی یعنے جو سحر عقلاً اور بموجب قوانین طبیعی حرام ہی اُسکو حرام کیا اور جو سحر عقلاً اور بموافقت نظام طبیعی حلال ہی اُسکو حلال رکھا ہی۔

ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زمانے مین سحر کا چرچا کم وبیش ضرور رہا ہی۔ چنانچہ انگلستان مین بھی ایک عرصہ تک جادوگرون اور جادوگرنیون کا زور رہا اور عوام کالانعام علی الخصوص دہقانیون کی روح پر صدمہ رہتا تھا کہ مبادا ہماری زراعت کو اور ہمارے بچون کو یہ اخوان الشیاطین (جادوگر) کچھ ضرر پہونچائین اور اُن کے دفعیہ کے واسطے دعا اور تعویذ اس شد و مد سے ہوتے تھے کہ ہندوستان کے جہلا کو بھی مات کیا تھا۔ یہان تک کہ ملکہ میری سفاکہ کے عہد مین سحر کی اسقدر طغیانی ہوئی کہ ساحرون کو انواع عقوبات سے قتل کیا جیسا کہ تاریخ انگلستان مین مفصل درج ہی۔ اور ہندوستان مین جو کچھ کیفیت سمجھی گئی وہ اظہر من الشمس ہی۔ عیان را چہ بیان۔ اور زمانۂ قدیم مین عرب اور نواحی شام اور مصر مین سحر کا اس قدر رواج تھا کہ بعض اعاظم انبیاے بنی اسرائیل کے معجزات ایسے قرار دیے گئے کہ بڑے بڑے کامل ساحر اور کاہن اِنکے جواب سے عاجز آگئے اور اُنکی نبوت اور رسالت کا اعتراف کیا۔ چنانچہ اجل انبیاے بنی اسرائیل حضرت کلیم اللہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہین جنکا معرکہ فرعون مصر کے سحر کے مقابلہ مین ایسا حیرت خیز اور عبرت انگیز ہی کہ شاید تاریخ عالم مین ایسے واقعات کمتر وقوع مین آئے ہین۔ چنانچہ تورات مدون کے سفر الخروج اور قرآن مجید وفرقان حمید کے اکثر سورون مین یہ قصہ لکھا ہی کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ سے معجزہ طلب کیا تو دو معجزے سردست آپ نے دکھائے ایک ید بیضا جس کی حقیقت یہ ہی کہ آپ نے جیب مین ہاتھ ڈال کر جو نکالا تو کف دست سے ایسا نور مشرق ساطع ہوا کہ آفتاب کی روشنی پژمردہ ومضمحل ہوگئی اور کئی فرسخ تک وہ نور برابر پہونچا

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

اور دوسرا معجزہ عصا کا اژدھا بنجانا ہی۔ یہ وہ عصا تھا جو حضرت موسیٰ کے خُسر حضرت شعیب پیغمبرؑ نے اپنے باقیات الصالحات کے طور پر اُسوقت آپ کو دیا تھا کہ جب آپ اپنی زوجہ صیفرا بنت شعیب کو لے کر جانب مصر روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین وادی مقدس مین پہونچکر مخلع بخلعت نبوت اور مبعوث برسالت اور مشرف بشرف خطاب آلہی اور ملقب بلقب کلیم اللہ ہوے جیسا کہ آیہ کریمہ اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی سے ظاہر ہی۔ ٥

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جاے

خیر۔ عصاے موسیٰ کی یہ حقیقت ہی کہ ایک لکڑی چوب خُرما کی تھی کہ عند الضرورت اور بامر اللہ منقلب بہ اژدہا ہو جاتی تھی۔

چنانچہ بارہا فرعون نے معجزہ طلب کیا اور حضرت موسیٰ نے عصا کو پھینکا اور وہ بڑا بھاری اژدہا بنکر منھ کھول کر اُسپر لپکا اور اِس شریر و عیار نابکار نے اُس وقت تو دعوٰے خدائی سے توبہ کی مگر جب وہ عصا اپنی ہیئت اصلی پر آگیا تو پھر وہی کفر و ہزیان بکنے لگا اور دعویٰ خدائی کرنے لگا اور حضرت موسیٰ سے کہا کہ آپ سب جادوگرون کے استاد ہین اور کئی لاکھ ساحرون کو جمع کر کے کہا کہ جلد موسیٰ ساحر سے میری جان بچاؤ ورنہ تم سب کو قتل کر دونگا اُنھون نے کہا بہت خوب یہ کون بڑی بات ہی۔

جس دن مصر مین وہ عظیم الشان میلہ ہوتا ہی اُس روز ہم موسیٰ کا مقابلہ کرینگے اور بادشاہ مع حشم و خدم اور لشکر ظفر پیکر خود تشریف لائین اور ساری دنیا اسی معرکے کو مشاہدہ کرے اور اُن ساحرون نے یہ شعبدہ بنایا کہ بڑے بڑے نرکل جوفدار لیے اور اُن کے اندر پارہ بھرا اور اوپر سے کاغذ کا سر اور پانون وغیرہ بنا کر اور اُسپر سیاہ رنگ اور سفید دھاریان ڈال کر بالکل سانپون کی قطع بنائی اور روز موعود کو ریگستان

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

مصر مین عین تمازت آفتاب مین جب حضرت موسےٰ کا مقابلہ ہوا تو اُن ساحرون نے کئی لاکھ نرکل کے بنے ہوے سانپ ہوا پر اُڑائے اور آفتاب کی شدت اور حدت سے پارا اُنکو لے اُڑا اور وہ بڑے بڑے گران ڈیل اژدھون کے مانند مُنھ کھول کر ہوا مین فرفر کرتے ہوے مثل بلاے بے درمان حضرت موسےٰ اور ہارون پر دوڑے اور اس کثرت سے تھے کہ آفتاب پر مثل ابر غلیظ کے چھا گئے تھے اور اندھیرا ہو گیا تھا۔

حضرت موسےٰ اپنے دل مین جھجکے فوراً حکم الٰہی ہوا کہ اپنے عصا کو پھینک پس اُسکا پھینکنا تھا کہ اژدہا بنکر ایک ہی مُنھ مین کئی لاکھ اژدھون کو ہڑپ کر گیا اور فرعون کے ساحر سربسجود ہو کر زمین پر گرے اور کہا کہ امنّا برب موسےٰ و ہارون یعنے ہم ایمان لائے خداے موسیٰ و ہارون کا۔

الحاصل سحر کی حکایتین ہر مذہب اور ہر موقع مین عجیب و غریب ہین اور اُس کے وجود اور اُسکے اثر کا کسی اہل مذہب نے انکار نہین کیا گو اُسکی حلت و حرمت مین اختلاف ہی۔ اور سحر اور معجزہ مین یہ فرق لکھا ہی کہ معجزہ خارق عادت کا نام ہی جو کسی خاصۂ خدا کے ہاتھ پر ارادہ اور بعون خدا جاری ہو اور نظام طبیعی کے بالکل خلاف ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ کا ید بیضا اور عصا اور دریاے نیل کے پانی کو روک کر بارہ راستے بنا دینا۔ حضرت داؤد کا آہن کو ہاتھ سے نرم کر دینا اور حضرت عیسیٰ کا احیاے اموات اور ابرار اکمہ و ابرص یعنی کوڑھی اور جذامی کو فقط مس کی برکت سے اچھا کر دینا اور مٹی کی چڑیا بنا کر اُسمین نفس مسیحی دم کر دینا کہ وہ واقعی چڑیا بنکر اُڑی اور آج تک موجود ہی یعنی چمگادڑ۔

اور حضرت خاتم الانبیاء کا شق القمر اور کلام شجر و حجر اور معراج شریف

وغیرہ یہ سب خوارق عادات ہین یعنے نظام طبیعی کے خلاف ہین۔ بخلاف سحر کے کہ قوائے طبیعی کی ترتیب خاص سے پیدا ہوتا ہی۔ اور ہر شخص بعض اصول و قواعد کی پابندی سے اُسکو بنا سکتا ہی اور سمجھ سکتا ہی۔

جو لوگ نیچر یعنی نظام طبیعی کا زیادہ اعتبار کرتے ہین اُنکے اصول سے معجزہ کا امکان تو بجیر۔ مگر سحر مین اُنکے مسلک سے کوئی استحالہ نہین لازم آتا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ حکماے فرنگ سحر کے قائل نہین کیونکہ سحر تو خارق عادت نہین ہی بلکہ اُنھین مواد اور قوائے طبیعی کے فعل و انفعال اور کسر و انکسار سے پیدا ہوتا ہی جنسے ریل اور اور آلات کام دیتے ہین۔ غالباً مطلق سحر سے وہ منکر نہین ہین بلکہ جو عظمت اور ہیبت عوام کے دل مین اُسکی ہی اور جو حقیقت وہ اپنے زعم ناقص مین سحر کی سمجھے ہین کہ جن پریت اور بھوت پریت کی شرکت کے اثر سے جادو ہوتا ہی۔ اُن لغویات اور خرافات کے وہ منکر ہین خدا ان وساوس شیطانی اور اوہام فاش سے سب کو بچائے اور ہمارے ملک سے اُن کو نیست و نابود کر دے۔

نواب نصرت الدولہ بہادر کو نجومی نے اُنگلیون پر نچایا۔ ایک دن کہا کہ چالیس دن ایک منتر انگریزی زبان مین پڑھو نور کے تڑکے آفتاب کی طرف دس بارہ منٹ غور سے دیکھئے۔ مگر شرط یہ ہی کہ آفتاب کی شعاعین کچھ کچھ نمودار ہون۔ بارہ منٹ تک اگر ہر روز نظر بغور ڈالو تو چالیسوین دن بھوت قابو مین آجائے اور ثبوت اُسکا یہ ہی کہ بھوت صاف نظر آنے لگے نصرت الدولہ بہادر نے نجومی کے حکم کے مطابق کارروائی شروع کر دی تڑکا ہوا اور نصرت الدولہ بہادر نے مُنھ دھویا اور سہ منزلے پر جا کر آفتاب کو عین طلوع کے وقت دیکھنا شروع کیا ساتوین روز چکا چوندھ کے سبب سے اُنکو کچھ دھوان سا نظر آیا۔ اور واہمے نے پٹی پڑھائی کہ بھوت ہی اَب سنیے کہ واہمہ تو خلاق ہی ہاتھ پائون آنکھ ناک مُنھ سر پائون کُل اعضائے جسم

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نظر آنے لگے۔ نصرت الدولہ بہادر کسی قدر خائف ہوئے اور آنکھ بند کرکے نیچے اُتر آئے اگر شب کا وقت ہوتا تو سہم جاتے فوراً نجومی کو اُسکے کمرے سے بلوایا۔

نصرت الدولہ۔ آسلر صاحب۔ اسوقت تو ہمنے بھوت کو مجسم دیکھا۔

نجومی۔ ہاں بس اب کیا پوچھنا ہی۔

نصرت الدولہ۔ اَب کتنے دن تک دیکھین۔

نجومی۔ این! کیا خوب۔ اپنے نزدیک آپ بڑے واقفکار ہو گئے۔

نصرت الدولہ۔ نہین ابھی کجا

نجومی۔ اجی ابھی تو آپ ابجد خوان بھی نہین۔ پہلے الف بے تو درست کر لیجیے۔

نصرت الدولہ۔ آپ کی راے پر منحصر ہی اَب تو۔

نجومی نے نصرت الدولہ کو وہ مشکل مشکل باتین بتائین کہ نواب صاحب کے ہوش اُڑ گئے۔ سردی کے دن ہین اور حکم دیا کہ پانچ بجے تڑکے کنوئین کے پانی سے نہائیے کورے پانچ گھڑے سے۔ اور نہا کر ایک سرخ ریشمی چادر اوڑھ کر بیٹھیے۔ اور جو منتر ہم بتائین اُسکو اِسّی بار جمعرات اور پیر کو اور بیس بار اتوار اور ہفتے کے دن اور چالیس مرتبہ جمعہ اور منگل کو پڑھیے بدھ کے دن ناغہ۔ ہم اس شہر کے کل ویرانے اور کھنڈل بغور دیکھ لین تو بدھ کے دن تمکو لے کر چلا کرین۔

نجومی۔ آپ ڈرپوک تو ہی نہین۔

نصرت الدولہ۔ نہین۔ واہ۔ ڈرپوک اچھی کہی۔

نجومی۔ ڈریے گا نہین ہرگز نہ ڈریے گا۔

نصرت الدولہ۔ جی نہین۔ اگر کوئی ایسی ہی بات ہو تو مجبوری ہی مگر ڈرنا کیا معنے۔

نجومی۔ ہم لوگ برسون سے اِس بات کو کرتا آیا ہی اور جو ڈر کا بات ہی اس سے ہم لوگ خوف کے واسطے بہت ڈرتا۔ مگر ایک منٹ بھر کچھ ڈر نہین رہتا۔ بالکل نہین۔

نصرت الدولہ - اچھا کچھ اور دکھائیے ہمکو -

نجومی - ایک منتر کا ترجمہ ہی اور اوُردو کی زبان کے بیچ مین آپ سنیئے گا -

ای اسپرٹ تم ہمارا باس سے
ای اسپرٹ بتا دو ہمکو وقت
اور اسپرٹ جو مرا کل یا پرون
ای اسپرٹ تم بڑا امکان

ای اسپرٹ تم بولو ہم سے
مرنے کا اس بڑا بدبخت
اسکو دفن کہان رکھا بولو
ہمارا ات بو بیچ آو بے گمان

نصرت الدولہ - کسی بنگالی نے ترجمہ کیا ہی -

نجومی - نا - ایک انگریز نے - صاحب ہی - کلکتے کا -

نصرت الدولہ - مگر یہ تو بالکل واہیات ہی -

نجومی - او - ایسا بات مت بولو - پاک چیز کو بُرا مت بولو - اسکا اثر اُسکے منتر کا ہی - جیسا منتر اچھا ویسا اثر اچھا زبان پہ بُرا بھلا ہو گا جو ہو گا سو ہو گا - اسپرٹ کل بات خواب سمجھتا ہی - اچھا اب آج آپ اسپرٹ کے نام پر کچھ دے منتر پڑھ کر ہم اُن لوگ پاس بھیجے گا جو جمع کرتا ان کل روپیہ کو اسپرٹ کے واسطے - ہم غریب آدمی دو سو تین پہلے دیا تھا - جب پاک اسپرٹ نے ہمکو اپنے کا نور دکھلاتا تھا سب کے پہلے جیسا آج آپ کو دکھلایا اور آپ نہائے کپڑے بدلے عطر ملے اور جلسہ خوشی کا دیکھے -

نصرت الدولہ - بہت خوب تو ہم کوئی دو ہزار نذر کرین اسپرٹ کے -

نجومی - کم ہی - مگر اب زیادہ نہ دو - نہین اسپرٹ بُرا مان جانتا جو پہلے نیت ہوا -

نصرت الدولہ - ارے! لاحول ولا قوۃ -

نجومی - نہین دینے کا ہزار وہ ہی -

نصرت الدولہ - ہان دینے کے ہزار طریق ہین -

نجومی - اجی ہم منت مان لینگے -

نصرت الدولہ- ہان اچھا-

نجومی- مگر سہل بات کا-

نصرت الدولہ- ہم منت مانتے ہین کہ جسکو بلائین وہ گانے کے لیے آجائے

نجومی- اچھا بات بہت ٹھیک ہے-

نصرت الدولہ- کتنے کی منت-

نجومی- او- یہ ہمسے مت پوچھیے- جو پہلے جی چاہے-

نصرت الدولہ- تین ہزار-

نجومی- بس زیادہ- نہ کم-

آلغرض دن بھر مین میان نجومی نے نصرت الدولہ کو اُلّو بنا بنا کر کوئی دس ہزار روپی کی رقم سیدھی کی نصرت الدولہ بہادر کی یہ کیفیت کہ مسند تکیہ لگائے بڑے ٹھسّے سے بیٹھے ہین- اور دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ اب آج سے اینجانب بھی نجومیون مین شامل ہو گئے- داروغہ کو حکم دیا کہ فوراً محفل رقص و سرود آراستہ ہو اور نواب امین الدولہ حیدر اور نواب تہور علیخان بہادر اور نواب رونق علیخان بہادر اور بڑے مرزا اور تیغ بہادر اور راجہ ٹھاکر پرشاد اور مرزا حفیظ الدین بیگ کو بلواؤ داروغہ نے فوراً تعمیل حکم کی- تھوڑی ہی دیر مین طائفے آنا شروع ہوے

نصرت الدولہ بہادر نے احباب کو اپنے ہاتھ سے خط لکھے ایک نواب صاحب کے نام دوسرا راجہ ٹھاکر پرشاد کے نام-

ا- نواب نامدار ؎

سحرم دولت بیدار ببالین آمد
گفت برخیز کہ آن خسرو شیرین آمد

آج منہ مانگی مراد پائی- یعنی اسپرٹ کو بچشم خود دیکھا- اسپرٹ بھوت کو کہتے ہین شکر خدا ہزار شکر خدا- ؎

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

آسلر صاحب فرماتے ہین کہ ابھی الف باے نجوم ہی۔ اللہ اللہ کیا علم ہی علم کیا بحر زخار ہی۔ جسکا اور نہ چھور۔ واسطے خدا کے تم بھی سیکھو۔

آج اِس تقریب سعید کے سبب سے کہ بھوت کو منتر کے زور سے اول مرتبہ دیکھا خاکسار نے جلسہ قرار دیا ہی۔ آیئے اور مع رفقا و مصاحبین آیئے۔

آپ کا دوست نصرت الدولہ نجومی

۲۔ اجی راجہ صاحب۔ تسلیم۔ ہمنے جو آپ سے کہا تھا وہ صحیح نکلا۔ آج صبح کو نجومی کے منتر کے زور سے ہمنے بھوت دیکھا جسکو ہم لوگ یعنے علماے نجوم اپنی اصطلاح مین اسپرٹ کہتے ہین۔

آپ بھی سیکھیے۔ اور ضرور سیکھیے۔

آج اسی وقت جلسہ قرار دیا ہی۔ ضرور آؤ۔ اور بھی کئی صاحب تشریف لائینگے۔

تمھارا دوست نصرت الدولہ عالم علم نجوم

دونون خط لکھ کر سپاہیون کو دیے اور حکم دیا کہ ابھی ابھی لے جاؤ۔ چوبدار نے بھی تاکید کر دی۔

نواب صاحب نے جو خط پڑھا تو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔

امام الدین۔ حضور اسنے بلٹایا انکو۔

جھمن۔ وہ نجومی بھی سوچتا ہوگا کہ ایسے اُب اور نہ پھنسین گے۔

نواب۔ (سپاہی سے) تمکو کچھ حال معلوم ہی۔

سپاہی۔ کاہے کا حال حضور۔

نواب۔ اسوقت جلسہ کیسا ہی۔

سپاہی۔ حضور کیا بتاؤن وہ صاحب جو نئے آئے ہین نجومی۔ اوسیلر صاحب جب سے نواب صاحب رات دن بھوت پریت ہی دیکھا کرتے ہین کئی ہزار لے چکا ہی وہ۔

جھمن۔ اجی ابھی اور لیگا۔

امام الدین۔ تم لوگون مین سے کوئی سمجھاتا نہین۔

سپاہی۔ اب لے حضور ہم چار روپڑ کے پیادے ہم کیا سمجھائین اُنکے مصاحب تو سمجھاتے ہی نہین جنپر کل باتون کا دارومدار ہی ہماری وہان بھلا کون سنتا ہی حضور سمجھائین۔

نواب۔ واہ۔ ہان چکے۔

جھمن۔ پھر اس بیچارے غریب کی کون سُنے نقارخانے مین طوطی کی آواز۔

نواب۔ صحیح ہی۔

میر گلباز۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ نجومی اِنکو پھسلاتا کیونکر ہی۔

نواب۔ پڑھے لکھے عقلمند آدمی اور بھرّون مین آجاتے ہین۔

میر گلباز۔ جی ہان یہ کون بات ہی۔

نواب صاحب نے جواب خط یون لکھا۔

حضور اقدس و انور مبارک ہو۔ آمین۔ بحمد اللہ کہ آپ نے بھوت کو مجسم دیکھا ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

جلسہ بہت موزون ہی۔ بندہ بھی ضرور شریک ہو گا مگر واسطے خدا کے کہین ایسا نہ کیجیے گا کہ عین جلسے کے وقت بھوت کو بلا لیجیے۔ کہو کوئی چڑیل بھی دیکھی بھئی چڑیل کی چوٹی ہمین بھی دکھا دو۔ ارے یار تم نرے گوکھے ہی رہے لاحول ولا قوۃ۔ کجا انسان کجا بھوت واہ ری عقل۔ بھوت کیا اور پریت کیا واہی ہو خاصے۔ خدا کے لیے اس بھیتہ مین نہ پڑو ورنہ آیندہ پچھتاوگے ؎

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

بھوت پریت کا وجود ہمارے مذہب کی رو سے مطلق ثابت نہین ہوتا۔

ہیچمیرز امین الدین حیدر عفی عنہ۔

تراب علی۔ بس اب دعوت کے ٹھاٹ پورے ہو گئے۔

نواب صاحب نے امام الدین خان کو حکم دیا کہ برانڈی لاؤ۔ حاتم علی نے

کہا خداوند وہان اور بھی رئیس زادے امیر زادے ہونگے ۔ اور شراب مردار کا قاعدہ ہی کہ اُسکی بُو بھی نہین رہتی ۔ خواہ مخواہ وہان جاکر اپنے کو نکو بنانا کونسی دانائی ہی ۔

جھمن نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا ۔ تراب علی اور امام الدین خان جل مرے ۔ میر گلباز نے یون تردید کی ۔

میر گلباز ۔ کسی کے باپ کا اجارہ ہی ۔

حاتم علی ۔ واہ تم ہی ایسے خوشامد خورون نے تو غارت کیا ۔

تراب علی ۔ کیا! غارت کیا ۔ کسکو ۔ کسکو غارت کیا ۔

امام الدین ۔ جو منھ پر آتا ہی بک دیتا ہی ۔ نابکار ۔

حاتم علی ۔ نابکار تو ۔

جھمن ۔ خان صاحب بس نابکار وابکار نہ بکیے گا ۔

امام الدین ۔ کیون ہڈیان چُلچلاتی ہین ۔

نواب ۔ چپ رہو ۔ گدھے نالائق ۔

امام الدین ۔ حضور (ناک مین)

نواب ۔ تم سب نالائق ہو ۔

جھمن ۔ ہان خداوند سچ ہی ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمے بینی کہ گاوے در علفزار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را

نواب ۔ جب کبھی جھگڑا ہوتا ہی ۔ تم لوگ بس یہ رباعی پڑھ کے اپنے اپنے تئین بری کرنا چاہتے ہو ۔ حالانکہ ؎

این خیال ست و محالست و جنون

امام الدین خان نے فوراً سامان بادہ نوشی مہیا کردیا اور دَور چلنے لگا ایک خان صاحب بھی آج نئے نئے شریک صحبت ہوے بعد شغل امام الدین خان نے

کُل بوتلین ہٹائین حکم ہوا کہ اَدھا تیار ہو اور بالکی گاڑی ادھے مین جوڑی جُتی ہو اور گاڑی مین وہ گرّا حکم کی معاً تعمیل ہوئی۔ چھوٹے حضور نے گلوریان کھین حقہ پیا۔ اور مصاحبون کو لے کر چلے۔ حضور ادھے پر سوار ہوے۔ رفقا گاڈی پر نصرت الدولہ بہادر کے مکان پر پہونچے۔ اُترے

نصرت الدولہ۔ آئیے بہت جلد آئے آپ غضب خدا کا اب چار بجے آپ برآمد ہوے۔

نواب۔ حضرت دن کے وقت کا جلسہ ہمین تو پسند نہین۔

نصرت الدولہ۔ پھر آپ دو ہی گھنٹے مین تو رات بھی ہوئی جاتی ہی گھبراتے کیون ہین آپ۔

نواب۔ اخاہ راجہ صاحب ہین تسلیم۔

راجہ صاحب۔ آداب عرض کرتا ہون نواب صاحب مزاج شریف۔

نواب۔ شکر ہی۔ کہیئے۔ آپ کہان رہتے ہین۔ ملاقات ہی نہین ہوتی

نصرت الدولہ۔ پیئے بیٹھے رہتے ہین۔ دھت بنے ہوے

نواب۔ استغفر اللہ۔

نصرت الدولہ۔ کیون یہ استغفر اللہ کا کیا موقع تھا۔

نواب۔ اجی برہمن آدمی اور شراب۔

راجہ صاحب۔ کہان لکھا ہی کہ ناجائز ہی۔ ٹھرا ناجائز ہی۔ مہوے کی دارو کو ہم بھی حرام سمجھتے ہین مگر یہ برانڈی اور برگنڈی اور میٹھی شرابین تو اُس وقت مین تھین ہی نہین وہ ناجائز کیونکر ہین۔ چو گفتی دلیلش بیار۔ شراب راح روح ہی۔ کیمیا فتوح ہی کسیکو نصیب کہان مگر ہان جو حرام ہی وہ حرام ہی۔ دیسی ٹھرا حرام ہی۔ بیشک حرام ہی۔

نواب۔ خیر آپ بھی نواب نصرت الدولہ بہادر کے رنگ کے ہین۔

راجہ صاحب نے۔ مسکرا کر فرمایا۔ جناب ہ

ہی ہوا مین شراب کی تاثیر ۔۔ بادہ نوشی ہی بادپیمائی

نواب۔ اب جلسہ کب سے شروع ہوگا۔ کون کون صاحب آئے ہین۔

نصرت الدولہ۔ نواب تہور علی خان بہادر۔ اور رونق علی خان بہادر آئے ہین بڑے مرزا کانپور گئے ہین۔ اور مرزا حفیظ الدین بیگ صاحب ہین۔

نواب۔ ہان انکا گھوڑا دیکھا تھا مین نے کمیت۔

نصرت الدولہ۔ پھر چلیے اوپر ہی بیٹھین نہ۔

نواب۔ چلیے تشریف لے چلیے راجہ صاحب بسم اللہ۔

راجہ صاحب۔ پہلے حضور چلین۔ مین حاضر ہون ہمراہ رکاب۔

سب صاحب کوٹھے پر تشریف لے گئے کمرے سب سجے سجائے۔ آداب تسلیم کورنش کے بعد سب کے سب بیٹھے۔

تہور علیخان۔ مزاج اقدس۔

نواب۔ الحمد للہ آپ کا مزاج اقدس آج کس تقریب کے سبب سے جلسہ ہوا ہی۔

تہور علیخان۔ اسکی تحقیقات تو ہم لوگون کو آپ سے کرنا چاہیے۔

نواب۔ یہ کیون۔ خصوصیت کی وجہ۔ مہمان آپ بھی مین بھی۔

تہور علیخان۔ نہین۔ ہی۔ خصوصیت ایک۔

نواب۔ وہ کیا مین بھی تو سنون۔

تہور علیخان۔ کان لائیے (چپکے سے) وہ آپ کے ہم مشرب ہین بس سمجھ جائیے

نواب۔ تسلیم ہین آپ کا کمال ممنون ہوا۔ مگر افسوس۔ نصرت الدولہ کی صحبت مین جب بیٹھے تھے تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ بدنام ہونگے۔ خیر اب یارانہ تو ترک کیا جاتا نہین۔

رونق علیخان۔ نواب امین الدین حیدر صاحب۔

نواب۔ ارشاد۔

ای حضرت یا آپ قریب آئیے یا مجھے بلائیے کچھ عرض کرنا ہی۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب - ارشاد بسم اللہ آیئے - فرمایئے مزاج اقدس -

رونق علیخان - ارے میاں یہ نصرت الدولہ گھانس تو نہین کھا گیا - آخر اِس پاگل کا کوئی علاج بھی ہی یا اُسکا جنون اب لا علاج ہی لاحول ولا قوۃ اور سنیئے کہنے لگے آج بھوت دیکھا جلسہ دکھائینگے - واہی ہی کون - یہ اُسکو ہوا کیا کمبخت کو لاحول ولا قوۃ -

نواب - مین تو سمجھاتے سمجھاتے سودائی ہوگیا بھئی میری ایک نہین چلتی -

رونق علیخان - لاحول ولا قوۃ واللہ ہنسی آتی ہی بھوت دیکھا - اُف -

تہور علیخان - کیا شی - جی ہان پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے واللہ خبط ہوگیا - قسم خدا کی خبط ہوگیا - پکا جنون ہی - ورنہ عقل کی باتین ہین یہ اور وہ نجومی انکو خوب بنائیگا دیکھیئے گا - کئی ہزار تو لے چکا ہی - باقی اب لیگا - اور یہ کسی روز بھوت دیکھین گے - کسی روز پریت کسی دن چڑیل - بس یہی کیا کرینگے افسوس جاتا رہا ہاتھ سے -

نواب - وہ مانتے ہی نہین کسی کی -

تہور علیخان - جی ہان مجھ سے تو بگڑنے لگے تھے - مین نے کہا پڑا پنی ایسی تیسی مین - اب جگت سنگھ کا حال سُنیے - مجھے کلکتے کے خط سے معلوم ہوا لالہ جگت سنگھ نے تیس ہزار روپیہ پاکر ایک بنک مین اپنے نام سے جمع کردیا پہلے جو سات ہزار ساتھ لائے تھے اُس مین سے ڈھائی ہزار مولوی صاحب کو دیے اور ڈھائی ہزار خود لیے اور دو ہزار رہنے دیے کہ کسی اور امر مین صرف کرینگے احباب کے مشورے سے نواب صاحب کے نام ایک خط اِس مضمون کا بھیجا -

خداوند نعمت سلامت - کورنش کے بعد ایک ضروری امر عرض کرتے ہین سننے کے قابل ہی کا مرد پ خاص تو ابھی تک ہم نہین جا سکے کیونکہ وہان جانے کا اول مقدمہ یہ ہی کہ اگر دس بارہ دن انسان رہے تو

ذرا بھی نہ معلوم ہو کہ اس ملک مین جادو کی گرمی بازار ہی مگر آب و ہوا اس درجہ ناقص ہی کہ دس بارہ دن تو درکنار دس بارہ گھنٹے بھی رہنا دشوار ہو جاتا ہی یہان کی عورتین بڑی چالاک ہین - اُنکو وہ نسخے یاد ہین کہ انسان برسون رہے اور آب وہوا کا ذرا بھی اثر نہو مگر ہر ایک کو وہ نسخے نہین بتاتین صرف انھین لوگون کو بتاتی ہین جنپر اُنکا دل آ جاتا ہی - لیکن اُنکا دل آنا بس ستم کا سامنا ہی - دل آیا اور اُنھون نے بکرا بنا دیا - گدھا نہین بناتین گدھا بنانا محال ہی - مرغ بنا سکتی ہین - بکرا بیل گھوڑا بنا سکتی ہین مگر گدھا بنانا بالکل غلط مشہور ہو گیا -

ایک روایت اُسی واقفکار آدمی نے کل سنائی تھی جسکو ہمنے پھانسا ہی اُسکا نام نہ پوچھو ہی خدا جانے کس ملک کا رہنے والا ہی - مگر معتبر اور ہوشیار آدمی ہی - ہمنے اُسکو کُل روپیہ دے دیا - اُسنے ایک روایت بیان کی -

بیان کیا کہ دکھن کا ایک سپاہی کسی ضرورت سے کامروپ کھچیا گیا سپاہی خوبرو اور کڑیل جوان تھا - اور ہنوٹ کا استاد - مگر مالدار نہ تھا - کامروپ کی ایک عورت اسپر عاشق ہوئی - سپاہی کو کچھ بھی معلوم نہین کہ کون اُسپر عاشق ہوئی اور کون نہین ہوئی ایک روز سپاہی اپنی چارپائی پر سو رہا تھا تو شب کے وقت ایک آدمی نے اُسکو جگایا پوچھا تم کون ہو کہا چور - سپاہی چارپائی پر سے اُٹھ بیٹھا اور باتین کرنے لگا -

سپاہی - تمنے کیا تلایا - کون ہو تم -

آدمی - ہم چور ہین -

سپاہی - پھر یہان کیون آئے -

آدمی - چوری کرنے

سپاہی - ہمارے پاس ہی کیا - ایک تلوار - ایک تپنچہ - ایک قرولی - ایک برچھا چار پانچ جوڑے کپڑے - بس اللہ اللہ خیر صلاح -

چور - یہ کیا کم ہی - جو ملجائے -

سپاہی - تو یہ تو نہین مل سکتا - ہان جان جاتی رہے تو مال بھی جائے ورنہ جبتک دم مین دم ہی تلوار اور برچھا اور کپڑے ہم نہین دے سکتے -

چور - تمسے لین اور تمھارے باپ سے لین -

سپاہی - ہان اگر ایسے ہی بڑے بیر ہو تو لوگے -

چور نے کہا بس آب سنبھلو - مین ولایتی کا ہاتھ لگاتا ہون - سپاہی تو اپنے فن کے کمال پر نازان تھا اور بیس برس کا پٹھا اور ناکتخدا اور کرارا آدمی دو دو ہزار ڈنڈ ایک سانس مین پیلنے والا مسکرایا - تلوار اُٹھالی اور کہا تیری قضا ہی آئی ہے تو مین اسکو کیا کرون -

چور پینترا بدل کر سامنے کھڑا ہو گیا - سپاہی کو للکار کر گالی دی گالی کھاتے ہی سپاہی آگ ہو گیا اور بڑھ کر کڑک کا ہاتھ لگانے کو تھا کہ چور نے بیس چوٹین دین -

سپاہی - اُف دھوکا ہو گیا - لکڑی کا پیچ کیا - بنوٹ کا پیچ نہین کیا اب سہی -

چور - کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہی - تلوار رکھ دے -

سپاہی - آنتون کا ڈھیر کر دونگا - ابھی ابھی -

چور - اچھا لے روک -

سپاہی - روکون اور لگاؤن - آ -

چور نے اُچک کر کیلی کی تو سپاہی کے ہاتھ سے تلوار کھٹ سے الگ اور چور ندارد - ایک عورت موجود - ابھی چور نظر آتا تھا اب دیکھتے ہین تو عورت ہی سترہ اٹھارہ برس کی عورت وہ حسن ملیح کہ سپاہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا - ذرا اِس چھپر کھٹ پر بیٹھ جاؤ ورنہ میری جان تن سے نکل جائیگی - اُس پر کالہ آتش نے گلے مین ہاتھ ڈال کر بوسہ لیا اور سپاہی کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئی جو تھے روز گھوڑا بنا دیا - دو

برس تک دن بھر گھوڑا بنا رکھتی شام سے انسان بناتی۔ اسکے بعد جب سپاہی صاحبِ اولاد ہوا تو اُس عورت نے سپاہی کو بھی جادو سِکھایا اور چھ سال کے بعد اجازت دی کہ اپنے وطن جائے مگر شرط کرلی کہ جب بلاؤن فوراً آنا۔ سپاہی جو اپنے وطن پہونچے تو وہان اُن کی بڑی قدر ہوئی۔ اور جادو کے زور سے اُنھون نے طرح طرح کے کرتب دکھانا شروع کیے۔ ایک آدمی راہ راہ چلا جاتا ہی۔ اُنھون نے ماش پڑھ کر پھینکے۔ اور اُسکی ٹانگین گھوڑے کی سی ہوگئین۔ پھر دم کے دم مین بدستور رئیسون اور امیرون سے سپاہی نے خوب روپیہ لوٹا۔ ایک رئیس کو شب کے وقت جادو کے زور سے مرغ بنا دیا۔ جب اُسکے اعزا نے دس ہزار روپے دیے تب مصیبت سے بچا۔

اُسی سپاہی سے اِس شخص نے جادو سیکھا ہی مگر خامی ہی۔ ہان اِس قدر فائدہ اِس سے مترتب ہی کہ کامروپ ساتھ جائیگا۔ اور جادوگرون اور ہر قسم کی ساحرہ سے ملاقات کرا دیگا۔

عریضۂ فدوی جگت سنگھ الخ

حکم گیا کہ جگت سنگھ روانہ ہون۔ تہور علی وہین رہین۔

جگت سنگھ۔ مولوی صاحب۔ ہم آج رات کی ٹرین مین جاتے ہین۔

تہور علی۔ اچھا کب تک آئیے گا۔

جگت سنگھ۔ ایک مہینے مین ضرور بالضرور۔

لالہ جگت سِنگھ جو نواب صاحب کے مکان پر پہونچے تو پھاٹک ہی پر سے غُل مچنے لگا۔ آئے آئے۔

لالہ جگت سنگھ آئے۔ رفقا نے جھانک کر دیکھا اور کہا لیجیے جگت سنگھ آگئے آگئے خداوند۔

نواب صاحب بہت ہی خوش ہوئے۔ آؤ۔ آؤ۔ جلد آؤ جگت سِنگھ پکے

نواب صاحب کھڑے ہو گئے۔ لالہ نے کہا آداب عرض ہی حضور نواب صاحب نے بڑے تپاک سے بٹھایا۔ اور حکم دیا کہ نواب نصرت الدولہ بہادر کو فوراً بلاؤ کہنا لالہ جگت سنگھ آئے ہین۔ اور آپ کو نواب صاحب نے اسیوقت بُلایا ہی مہربانی کرکے جلد چلیے۔

نواب۔ تم دُبلے ہو گئے ہو۔ آب و ہوا راس نہ آئی وہان کی۔

جگت سنگھ۔ خداوند ماندہ ہو گیا تھا۔

نواب۔ تمنے ہمکو لکھا نہین مگر۔

جگت سنگھ۔ لکھتا کیونکر آپ کو تشویش ہوتی۔

نواب۔ کہو۔ حال تو کہو وہان کا۔

جگت سنگھ۔ خداوند جادو کا گھر ہی۔ الامان الامان۔ وہ وہ باتین دیکھین کہ عرض نہین کر سکتا۔

نواب۔ اچھا ذرا ٹھہر جاؤ۔ نصرت الدولہ بھی آلین تو پھر کہنا۔

جگت سنگھ۔ خداوند ذرا سی برانڈی پلوائیے۔ مگر نہایت عمدہ برانڈی ہو۔

امام الدین۔ اینلوبن کی سی باتین کرتے ہو۔ یہان سوائے اکستا نمبر دون کے اور قسم کی برانڈی کہان۔ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی برانڈی اکستا نمبر دون کی موجود ہی۔

یہ کہکر امام الدین خان۔ برانڈی کے گودام مین گئے۔ اور اکشا نمبر دون کی بوتل کھولی سوڈا ملا کر ایک گلاس خود پیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک گلاس اور پیا۔ اور ڈیڑھ گلاس برانڈی ٹمبلیر مین رکھ کر لے چلے۔ سوڈا ملا کر لالہ جگت سنگھ کو دی۔ تین بار تھوڑی تھوڑی پی۔

اتنے مین نصرت الدولہ بھی آن پہونچے۔ آتے ہی غل مچایا۔

جگت سنگھ۔ تسلیم عرض ہی حضور۔

نصرت الدولہ۔ آداب آداب۔ مزاج معلےٰ۔

جگت سنگھ- دعائین دیتا ہون حضور کے جان و مال کو-

نصرت الدولہ- مولوی صاحب بخیریت ہین-

جگت سنگھ- جی ہان فضل الٰہی ہی-

نصرت الدولہ- کہو کچھ حاصل بھی کیا- یا کورے ہی آئے-

جگت سنگھ- کورے آتے ہین کہین-

نصرت الدولہ- کچھ کرتب دکھاؤ-

جگت سنگھ- ایک گولی منگوائیے-

حکم ہوا کہ ایک گولی آئے- فوراً حاضر کی گئی- نواب صاحب نے کہا گولی سے وہ بات دکھاؤ کہ حیرت ہو آپ کو-

گولی لیکر لالہ جگت سنگھ نے تین چار بار لوگون کو دکھائی اور اُچھال اُچھال کر کہا یہ چلی وہ چلی- یہ گئی وہ گئی- یہ غائب وہ غائب ہٹ چلیے گولی واقعی غائب ہو گئی-

نصرت الدولہ نے کہا بھئی واہ دیکھتے ہی دیکھتے پتا نہین کہ کہان گئی لالہ نے کہا جہان سے کہیے وہان سے نکالون-

جھمن- اُس طاق سے نکالو جہان بوتل رکھی ہی-

امام الدین- اِس شیشے کے گلاس سے نکالو تو جانین-

میر گلباز- اجی ہمارے کان سے نکالو-

جگت سنگھ- اجی کان کیسا کہو تو تمھاری داڑھی سے نکالون-

نواب- بھلا نکالو تو-

نصرت الدولہ- پانچ روپے کی مٹھائی کھلاؤن جو میر صاحب کی داڑھی سے گولی نکلے-

لالہ جگت سنگھ نے اپنے دونون ہاتھ سب کو دکھائے اور آستینین بھی چڑھا لین اور آہستہ سے میر گلباز کی داڑھی ہلائی تو گولی کھٹ سے نیچے-

نواب - اہاہا - کمال ہی کمال ہی -

نصرت الدولہ - بھئی کیا صفائی ہی واللہ - خدا کی قسم کیا صفائی ہی -

امام الدین - یہ تو عمر بھر کی روٹیون کا سہارا کر کے آئے ہین -

جمن - ہان واللہ ہی تو ایسا ہی -

میر گلباز - واللہ مین چونک پڑا جب داڑھی سے گولی نکلی -

جگت سنگھ - خداوند کامروپ کمچھیا عجب مقام ہی مگر ہائے افسوس دو دن رہا علیل ہو گیا عورتین ایسی بلا کی حسین کہ بس کچھ نہ پوچھیے ملیح - رنگ دیکھنے کے قابل حضور

لالہ جگت سنگھ نے گولی کے کھیل مین پورے چار گھنٹے صرف کیے اور مختلف مقامات سے گولی نکالی جسکی تشریح درج ذیل ہی -

۱ - میر گلباز کی ریش مبارک سے جیسا مرقوم ہو چکا ہی -

۲ - امام الدین خان کی جیب سے -

۳ - جھمن کے کان سے

۴ - نواب نامدار کے ہاتھ سے

۵ - نصرت الدولہ بہادر کے گھوڑے کی دُم سے -

۶ - تراب علی کے دستانے مین سے -

۷ - تہور کی بھون سے کُل حاضرین دنگ ہو گئے -

نواب - جگت سنگھ تم تو باکمال ہو کر آئے ہو - اللہ اللہ یہ صفائی -

نصرت الدولہ - کیا شک ہی - واللہ مین ششدر ہون اسوقت -

نواب - ہم تمھارے کمال کے قائل ہوے لالہ جگت سنگھ سبحان اللہ - سبحان اللہ -

جگت سنگھ - حضور قسم ہی خدائے لم یزل کی حضور کمال کہتے ہین مجھے ہنسی آتی ہی - یہ کرتب صرف بیس روز مین کامروپ کی ایک عورت نے سکھائے ہین مگر وہ انسان کو بکرا نہین بنا سکتی - یہ بہت مشکل چیز ہی بس یہ سمجھیے خداوند کہ

سب جیسے ایک عالم ہی کہ عربی کی سے مشکل کتابین پڑھا سکتا ہی اور ایک طالب علم ہی کہ کچھ یون ہی عربی جانتا ہی۔ وہ شعبدے اور کرتب اور جادو تو خوب جانتی ہی مگر انسان کا جانور بنانا اعلےٰ درجے کے جادوگر اور اعلیٰ درجے کی ساحرہ کا کام ہی + ہر شخص نہین جانتا۔ اور ابھی تو حضور یہ بسم اللہ تھی اس فن کی وہ وہ باتین دکھاؤن کہ جی خوش ہو جائے آپ کا۔

نصرت الدولہ۔ بھوت تو ہم تین چار بار دیکھ چکے مگر ابھی گفتگو کی نوبت نہین آئی کیا تمھارے قبضے مین بھوت ہی۔ اچھا جمعرات کو کسی نہ کسی کے سر پر ضرور بلواؤ مردون کا وار خالی نہ جائے۔ تراب علی ہی کے سر پر بلاؤ۔

جگت سنگھ۔ بہتر اب کی جمعرات کو۔

تراب علی۔ کیا مجال ہی۔ یہ تمنا ہی رہے۔ شان خدا۔ ہم پر اور بھوت۔

جگت سنگھ۔ ہان ہان تم پر۔ تم پر اور تمھارے پیر پر۔ کیا دل لگی ہی۔

تراب علی۔ حضور سب ڈینگ ہی انکی۔ اچھا جمعرات کو بھی تو عرصہ نہین ہی۔

جگت سنگھ۔ خیر۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی سمجھا جائیگا۔

لالہ جگت سنگھ نے دو چار شعبدے اور دکھائے۔ نواب نصرت الدولہ اور امام الدین خان اور جھمن نے خوب زور سے اُنکے ہاتھ پانون باندھے لالہ جگت سنگھ نے کہا۔ کمر بھی باندھ دو اور گردن بھی۔ بالکل جکڑ دو ہم کھول لینگے۔ جب خوب مضبوط باندھ چکے تو امام الدین خان نے کہا اَب تو آپ کے فرشتے خان سے بھی نہین کھلتا۔ جھمن بولے اجی لاحول ولاقوۃ کیا دل لگی ہی۔

نصرت الدولہ بہادر نے پوچھا۔ اچھا یہ بتاؤ کھولے گا کون۔

لالہ نے کہا حضور وہی بھوت کھولیگا اور کون کھولیگا۔ اُسکے بعد جگت سنگھ نے کہا آپ لوگ ہم پر ایک کپڑا ڈال دیجیے۔ اور اس پر ایک کپڑا اور۔ مگر ہاتھ جوڑ کے کہتا ہون کہ کوئی صاحب دیکھین نہ میری طرف۔

نصرت الدولہ۔ سب باہر جاؤ۔ نواب صاحب آپ رُخ پھیر کر بیٹھیے۔

نواب۔ بہتر۔ اور تم۔

نصرت الدولہ۔ ہم بھی۔

مصاحب سب باہر نکالے گئے۔ نواب صاحب اور نصرت الدولہ بہادر پیٹھ پھیر کر بیٹھے رہے۔ لالہ جگت سنگھ دو منٹ کے بعد اُٹھ کھڑے ہوے۔

لالہ۔ آداب عرض ہی خداوند۔

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ اس قدر جلد اور بالکل بے لاگ ایک گرہ بھی باقی نہین رہی۔ شاباش ہی۔ واللہ خوب قابو مین کیا آفرین صد آفرین۔

لالہ۔ حضور ابھی بھڑکتا ہی۔ بہت بڑے اصرار سے آئے تھے اس وقت اور خداوند حضور سے واقف ہی یہ۔ آپ کبھی بھوت کو دیکھ کر ڈرے تھے۔ دیکھیے ہمکو معلوم ہوگیا۔

نصرت الدولہ۔ اُف واللہ سچ کہتے ہو بے شبہہ ڈرا تھا۔

لالہ۔ خداوند وہ اُسکا بھتیجا ہی۔ مجھسے اُنھون نے کہا کہ یہ جو یہان بیٹھا ہی یہ بھی اس فشن مین ہی۔ تب مین نے کُل امورات دریافت کیے۔ تو اُس نے یہ سب حال بتایا۔

نواب۔ مگر اس وقت سخت تعجب ہی کہ اتنی مضبوط گرہین کیونکر کھول لین جھٹ پٹ۔ بھئی کارے کردی۔

نصرت الدولہ۔ اجی اُنھون نے کیا کھولین۔

لالہ۔ حضور واقف ہین۔ وہ کھولنے والا کوئی اور ہی ہی۔

نصرت الدولہ۔ اسمین کیا شک ہی۔ ورنہ دل لگی ہی کچھ۔ انسان کا کام ہی لاحول ولا قوۃ۔ خون تھوکنے لگے۔

رفقا باہر سے آئے۔

امام الدین - اَیں! صاف الگ - واہ اُستاد کیون نہ ہو -

جھمن - کمال کیا - اور مین نے بڑی طاقت کی تھی - یہان صفایا ہی -

تراب علی - یار اگر یہ ہی تو بیشک تم بھُوت بلاؤ گے -

لالہ - اب ڈرے - ہات تیرے کی - دیکھتے تو جاؤ -

میر گلباز - ارے بھئی اگر ہم لوگ ملکے کھولتے تو ایک گھنٹے کامل مین کھُلتا اور پھر ہمکو چاقو کی مدد لینا پڑتی - ہاتھ یا ناخن سے بھلا یہ گرہین کھلجاتی ہین -

نصرت الدولہ - ای لاحول - ہنسی ٹھٹھا ہی کچھ - استغفر اللہ -

نواب - اب آج تو نہین کل کچھ اور تماشے دکھانا -

لالہ - حضور ہمارے اُستاد منگل بدھ کو مانتے ہین - جمعرات کے دن خوش کرونگا حضور کو -

نواب - بہتر - تین تو دن باقی ہین -

لالہ جگت سنگھ کا رنگ جم گیا - مصاحب خار کھانے لگے -

نصرت الدولہ بہادر کے دل مین اُنھون نے جگہ پائی - نصرت الدولہ نے کہا ہمارے یہان کل کسی وقت آنا -

نواب نامدار بھی اُنکے شعبدون سے خوش ہوے اور تعریف کی -

اب سنیے کہ جمعرات کے روز نواب نامدار کے دربار مین نصرت الدولہ بہادر اور نواب علی رضا صاحب اور مرزا مومن علی اور امام الدین خان اور جھمن تراب علی میر گلباز صاحب لالہ جگت سنگھ اور لالہ اودھ بہاری لال رفقا بیٹھے گپ اُڑا رہے تھے - لالہ جگت سنگھ نے بھوت کا ذکر چھیڑا - نصرت الدولہ بہادر نے کہا ہمنے کل شب کو پھر بھُوت دیکھا تھا - نواب صاحب نے مسکرا کر کہا مبارک ہو - تراب علی نے دبے دانتون کہا ہم تو بھُوت پریت کے قائل نہین -

نصرت الدولہ - ہان نہ ہون آپ مگر پہاڑ تلے آئے نہین -

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نواب - اچھا لالہ جگت سنگھ اُنکو بھوت دکھا تو دو -

تراب علی - اے حضور سب ڈھکوسلا -

لالہ - کیا ڈھکوسلا -

تراب علی - لائے وہان سے بھوت لالہ جی اپنے کو بڑا عاقل سمجھے ہین جن قبضے مین ہین آپ کے شان خدا -

نصرت الدولہ بہادر نے اصرار بلیغ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تراب علی کو قائل کرو ورنہ ہم سمجھ جائینگے کہ تمنے کچھ بھی نہ سیکھا - اور تراب علی کی یہ کیفیت کہ اکڑے ہی جاتے ہین بڑے ہی جاتے ہین - سنتے ہی نہین کسیکی - اور نصرت الدولہ لالہ جگت سنگھ سے اور بھی اصرار کر رہے ہین کہ اُن کے سر پہ بھُوت ضرور آئے -

لالہ - خداوند جان جوکھم ہی -

تراب علی - اجی جاؤ بھی - لائے وہان سے جان جوکھم ہی -

لالہ - لکھ دو اسٹامپ کے کاغذ پر کہ اگر مر جائین تو کوئی لالہ جگت سنگھ پر دعوے نہ کرے - لکھ دو ابھی ابھی -

جھمن - پھر اس سے کیا ہو گا - کیا آپ بری ہو جائینگے - واہ - فوراً پھانسی پاؤ گے - اور پھانسی نہ ہو تو قید تو ضرور ہی ہو -

نصرت الدولہ - ایسی بات نہ کرو کہ جان جاتی رہے - صرف دکھا بھر دو -

تراب علی - خداوند بھلا کوئی بات بھی ہی - یہ ہی کہین گے کہ اندھیری رات ہو اور ٹھیک آدھی رات کے وقت مرگھٹ پر جاؤ یا قبرستان چلو ہمارے ساتھ - اور یہان ان باتون مین بند ہنین - جب چاہے آزما لیجیے ہمکو یہ ڈرائینگے کیا بھلا -

لالہ - قبرستان اور مرگھٹ سے کوئی سروکار ہنین کہیئے تو اس وقت بھوت آپ کی کھوپڑی پہ آئے - اسی دم -

تراب علی - دیکھا نہین کسیکو -

لالہ - اچھا بدتے ہو کچھ کچھ -

تراب علی - بیس بیس روپے -

لالہ - مارو ہاتھ پر ہاتھ - خداوند یہ کمرہ خالی کرا دیجیے - دیکھیے تو ابھی اِسی دم ناچنے لگتے ہین یا نہین -

کمرہ خالی کیا گیا دروازے سب بند ہوگئے - رفقا اور احباب کوٹے گئے تو ایک صاحب باہر برآمدے مین ٹھہرے - جگت سنگھ نے کچھ کچھ جھوٹ موٹ پڑھنا شروع کیا -

بیا بیا برادر غضنفر نوت بیا - بیا از جمادات و از نباتات و از حیوانات و اجسام و اجرام علوی - علوی علوی - بیا برادر غضنفر نوت بیا -

نواب نصرت الدولہ بہادر بڑے غور سے سنتے جاتے تھے - امام الدین خان دل ہی دل مین ہنستے تھے کہ اچھا اُلّو پھانسا - اتنے مین لالہ جگت سنگھ نے کہا کھڑی مونچھین اور چڑھی ڈاڑھی لمبے گیسو والا ہی کھڑی مونچھین اور چڑھی ڈاڑھی والا ہی - درجہ میرا اعلیٰ ہی اور دنیا سے نرالا ہی - رنگ اسکا کالا ہی - بیا بیا - برادر غضنفر نوت بیا -

اسکے بعد آہستہ آہستہ کچھ کہا -

لالہ - گنتی گن -

تراب علی - د جہ - کیون گنون -

لالہ - گن - گنتی گن -

تراب علی - ون ٹو - تھری - فور - فایٔو - سِکس - سون - نایٔن - ٹین -

لالہ - ترکی بولو - ترکی بولو -

تراب علی - غلیوق - برقاق تنگری ارمان - کورنش - ہات لعلوم وقان چاپوق

لالہ - فرانسیسی بول -

تراب علی - مانشبو دیو پلے سٹاٹی پیری لو -

لالہ۔ انگریزی بول۔

تراب علی۔ آل مین پریزنٹ ہیر آر فولز۔

لالہ۔ سنسکرت بول۔

تراب علی۔ کنک رچت کھنٹا نر بلا پس یہ کھیتی پون جوت دھوتا سیہ کتا پتا کا لگن۔ تلو جاری۔

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کمال حاصل ہی اس شخص کو واللہ کمال حاصل ہی۔

نواب۔ ہم تو جانتے ہین بھوت اُنکے سر پر آگیا۔

جھمن۔ خداوند اب اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہوگا کہ ترکی بولے انگریزی بولے سنسکرت بولے کوئی اٹھارہ بیس زبانین بول چکے ہین تب سے۔

نصرت الدولہ۔ ہم آئین لالہ جگت سنگھ اگر اجازت دو تو حاضر ہون ورنہ خیر۔

لالہ۔ یہ جو صاحب آئے ہین یہ آپ کے وہ جو ہین اُنکے عزیز ہین اگر آئیے تو کچھ نذر ضرور لائیے۔ خفیف سی رقم مگر جو اول مرتبہ دل مین آئے۔

نصرت الدولہ۔ ڈھائی ہزار۔

لالہ۔ بس چلے آئیے۔

نصرت الدولہ بہادر بھی غڑاپ کمرے مین داخل ہوے دیکھا کہ تراب علی کی آنکھین سُرخ ہین اور چہرے سے جلال برس رہا ہی جھک کر آداب بجا لائے اور باادب بیٹھے لالہ جگت سنگھ نے باواز بلند کہا خداوند حضور بھی تشریف لائین اور سب صاحب آئین مگر دروازہ بند کر دیجیئے گا روشنی نہ ہونے پائے تاریکی رہے نواب صاحب اور رفقا بھی داخل ہوئے۔

تراب علی۔ کوئی دیوان لاؤ۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ فرنسیسی انگریزی جس زبان مین ہو لاؤ یا اُردو لاؤ۔

نور جا کر دیوان نسخ اُٹھا لایا تراب علی کو دیا تراب علی جھومنے لگے آنکھین بیربہوٹی کی سی سُرخ لال انگارا۔

تراب علی۔ عطر لاؤ ابھی ابھی عطر لاؤ۔ مگر میان نثار حسین کے کارخانہ کا عطر فتنہ اور لوبان لاؤ اور مشک اور عنبر اور پھول اور کورے باسن۔

تھورر۔ سب حاضر کرتا ہون ابھی ابھی اسیدم اسی وقت حاضر کرتا ہون ایسی بات ہی بھلا۔

تراب علی۔ لا۔ لا۔

لالہ۔ حضور کو دعا دو۔

تراب علی۔ دعا دعا۔ خیر کی دعا۔

لالہ۔ حضور دعا دیتے ہین۔

نواب۔ ہمین تو حیرت ہی اسوقت۔

نصرت الدولہ۔ یہ تراب علی نہین بولتے ہین یہ کوئی اور ہی ہین انکو پہچانیے تو ذرا ہان بات ہی۔

تراب علی۔ ہم بحث کرنا مانگتے ہین۔

ایک آواز آئی کہ جزر و مد کسے کہتے ہین بتاؤ شاہ جی۔

تراب علی۔ (جھوم کر) جزر و مد سن جزر و مد کسے کہتے ہین۔

جب پانی سطح بحر سے کئی فٹ اونچا چڑھ جاتا ہی اور پھر گھٹ کر اپنے اصلی مقام پر آتا ہی تو اُسکو مد و جزر کہتے ہین یعنے مد پانی چڑھنے سے مراد ہی اور جزر پانی کے گھٹنے سے عبارت ہی اسیکو جوار بھاٹا کہتے ہین یہ گھٹنا بڑھنا آفتاب کی کشش سے عموماً اور قمر کی کشش سے خصوصاً اثر پذیر ہوتا ہی۔

اَب سُنیے کہ لالہ جگت سنگھ کی ایسی ہوا بندھی کہ نصرت الدولہ کیا خود نواب نامدار اُنکا دم بھرنے لگے۔ نصرت الدولہ نے ٹھان لی کہ لالہ جگت سنگھ کے ساتھ کلکتے جائین۔ بخومی نے دیکھا کہ جگت سنگھ کا طوطی بول رہا ہی۔ ایک روز نصرت الدولہ سے یون ہمکلام ہوے۔

بخومی۔ آپ کو شراب کا شوق ہی یا نہین۔

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نصرت الدولہ- اَیِن! آپ کو ابھی اسقدر بھی نہین معلوم-

نجومی- تو آیئے پھر دور چلے-

نصرت الدولہ- اچھا یہان عذر کیا ہی- اسی دم- ابھی ابھی سہی-

نصرت الدولہ بہادر اور نجومی آسلر صاحب نے پینا شروع کی نجومی نے دانائی اور اُستادی سے تھوڑی تھوڑی پی مگر نصرت الدولہ کو عمداً بہت پلادی جب دیکھا کہ نصرت الدولہ خوب نشے مین ہین تو اُنکو چکمہ دیا-

نجومی- آپ نے انگریزی کیون نہین پڑھ لی-

نصرت الدولہ- تھوڑی سی انگریزی جانتا ہون-

نجومی- ہان اچھا آپ نقل کر سکتے ہین یا نہین-

نصرت الدولہ- ہان- کچھ لکھیئے فوراً نقل کر دونگا-

نجومی نے ایک کاغذ پر چند سطرین لکھین اور کہا مین نے بہت صاف صاف لکھا ہی آپ اسکی نقل کر دیجیے- نصرت الدولہ نے نشے کی حالت مین اُس کی نقل کر دی نجومی نے اُس کاغذ کو اپنے کوٹ کے پاکٹ مین رکھا اور نصرت الدولہ کو تھوڑی اور پلادی نصرت الدولہ بہادر بدمست ہو گئے دوسرے روز ۱۲ بجے کے وقت نصرت الدولہ کی آنکھ کھُلی لالہ جگت سنگھ نے کہا کل چلیے ساعت اچھی ہی-

نصرت الدولہ- ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ لیے چلتے ہین-

جگت سنگھ- جی ہان بس کافی ہی-

نصرت الدولہ- اور آسلر صاحب کو دس ہزار دیے جاتے ہین-

لالہ- کیا بات ہی آپ کی-

اتنے مین نصرت الدولہ بہادر کے نام ایک سوداگر کابل آیا- جان اینڈ کمپنی برانڈی کی قیمت چودہ ہزار روپیہ-

نصرت الدولہ- اَیِن- چودہ ہزار کا بِل ہی چودہ ہزار کی پی گئے ہم-

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

چپراسی - اَب اسے حضور ہم کیا جانین - یہ بل ہی اور یہ خط ہی اور منشی جی ساتھ ہین -

نصرت الدولہ - منشی جی چودہ ہزار کیسے نکالے بھئی -

منشی - خداوند صاحب نے کہا ہی کہ اگر آپ کو فرصت ہو تو آپ آئیے اور نہین تو ہم آئے ۶ مہینے سے حضور نے ایک حبہ نہین دیا ہی -

نصرت الدولہ - بھلا پھر چودہ ہزار کی رقم ہو گئی -

منشی - بل منے مجھے عنایت کیجیے -

بل لے کر منشی نے کہا - حضور دو ہزار اٹھتر تو ادھر کے ہین اور تین ہزار مسٹر آسلر کے نام ہین حضور حکم دے آئے تھے کہ یہ جسقدر مانگین فوراً انکو دی جائے اور کوئی نو ہزار کی حضور کے نام ہی سب ملا کر چودہ ہزار تیس کی ہی -

نصرت الدولہ - لاحول ولا قوۃ - خزانچی کو بلاؤ (کان مین) کچھ روپیہ ہی -

خزانچی - خداوند روپیہ تو کل حضور لیے جاتے ہین یہان ہی کیا خاک سترہ ہزار رہ گئے تھے جسمین دس ہزار نجومی کو دلوائے ہین اب سات ہزار یہان کام آئینگے - آیندہ جو حکم ہو -

نصرت الدولہ - اچھا تم اور رونق علی جاؤ اور آٹھ ہزار جا کر سوداگر کو دو اور حسب ضابطہ رسید لو اور گواہی لکھواؤ -

اِتنے مین دوسرا بِل آیا - فرمونجی اینڈ کمپنی - کھولتے ہین تو سات ہزار کا ٹوٹل آسلر صاحب سے پڑھوایا -

مشکی گھوڑا	دیگر	ادھا گاڑی	برانڈی
الـحاۓ	سمـۓ	الـحاۓ	الـۓ
متفرق	کل ٹوٹل		
ماار	ھمـ۱۱ۓ		

نصرت الدولہ بہادر نے کہا چھ ہزار انکو بھی دیے جائین -

خزانچی - بہت اچھا لیے جاتا ہون -

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

لالہ جگت سنگھ۔ اس قدر خرچ نہ کیا کیجیے۔

نصرت الدولہ۔ اجی اَب کیا خرچ ہی۔

لالہ جگت سنگھ۔ اَیں! کچھ خرچ ہی نہین ہی۔

خزانچی۔ تو آٹھ اور سات پندرہ ہزار ہوا۔

نصرت الدولہ۔ ہان اور کیا۔

نواب نصرت الدولہ بہادر اسباب بندھوانے کی فکر ہی مین تھے کہ ایک اور بل آیا مس کلارک کے ہوٹل سے۔ ٹوٹل الـــــ ئر

نصرت الدولہ۔ این! ہوٹل کا ایک ہزار۔

آسلر۔ ہان ایک ہزار لکھا ہی۔

اَب سنیے کہ مسٹر آسلر صاحب بھی اس مین شریک تھے دوسو تو نصرت الدولہ کے نام تھے باقی آسلر صاحب کے نام۔ نصرت الدولہ نے حکم دیا کہ پورا ایک ہزار بھجوایا جائے اور رسید لی جائے ہوٹل کے دام باقی رکھنا خلاف مصلحت ہی۔

اسکے بعد ایک اور بل آیا حسین بخش گھڑی ساز پندرہ سو روپیہ کا۔

نصرت الدولہ۔ پندرہ سو۔

محمد بخش۔ جی ہان۔ اور ابّا نے کہا ہی کہ آج روپے کی بڑی ضرورت ہی مہربانی کرکے دلوا دیجئے۔ ہمپر کئی صاحبون کی ڈگریان ہین۔

نصرت الدولہ۔ پرسون ملے گا۔

محمد بخش۔ خداوند بغیر روپیہ لیے نہ جاؤنگا اور یون حضور کو اختیار ہی۔

نصرت الدولہ بہادر نے خزانچی کو حکم دیا کہ ہزار اُنکو بھی دو اور رسید لو

اِسکے بعد مرزا اسد بیگ آئے۔

مرزا۔ خداوند آداب عرض کرتا ہون تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہی۔

نصرت الدولہ۔ خیر باشد۔

مرزا۔ ذرا اِس طرف حضور آجائین۔

نصرت الدولہ نے علیحدہ جاکر کہا خیریت تو ہی۔

مرزا۔ حضور اسوقت ایک ایسی خبر سنی کہ بس کچھ نہ پوچھیے۔

نصرت الدولہ۔ میری نسبت ہی۔

مرزا۔ جی ہان حضور ہی کی نسبت ہی۔

نصرت الدولہ۔ خدا خیر کرے۔

مرزا۔ حضور ٹھنٹھی مل مہاجن نے نالش کی ہی۔

نصرت الدولہ۔ کتنے کی۔

مرزا۔ باون ہزار کی۔

نصرت الدولہ۔ اُف باون ہزار کی ستم ہو گیا۔

مرزا۔ اور خداوند وہ کہتا ہی کہ اگر نہ دینگے تو قید کرا دونگا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے پاس تو اب ایک لاکھ نقد ہی جواہرات سب بیچ ڈالے ہان مکانات ہین اور جائداد غیر منقولہ اب کوڑیون کے مول بکتی ہی گھوڑے گاڑی اسباب وغیرہ بیچا تو فائدہ کیا۔

مرزا۔ خداوند پھر ابتو اُسی ایک لاکھ مین سے یہ رقم بھی نکلنی چاہیے۔

نصرت الدولہ۔ پھر ہمارے پاس کیا رہیگا۔

مرزا۔ حق ہی اِس مین کیا شک ہی۔ توبہ۔ توبہ۔

نصرت الدولہ۔ ہاے اس شراب خواری اور عیاشی اور بد معاشی نے ہمین کہین کا نہ رکھا اور اِن رفقا نے رہی سہی اور بھی مٹی خراب کی افسوس صد افسوس۔

مرزا۔ حضور تو کسی کا کہنا مانتے ہی نہ تھے۔

اتنے مین بزاز آیا صورت دیکھتے ہی نصرت الدولہ بہادر کے ہوش پَران ہو گئے پوچھا کہو تقاضے کو آئے ہو بزاز بولا۔ خداوند حاضر ہوا ہون جو دیجیے گا

لے جاؤنگا آج کل روپے کی بڑی ضرورت ہی۔

مرزا۔ حساب لائے ہو۔

بزاز۔ جی ہان۔ کل ملا کر آٹھ ہزار ہین۔

نصرت الدولہ۔ آٹھ ہزار ہین کیا کپڑا خریدا تھا۔

بزاز۔ حضور رفیقون کو سات سو کا کپڑا بنوا دیا تھا خدمتگارون اور سپاہیون اور چوبدارون کو وردیون کے لیے دو سو کا دیا کہارون کا ساٹھ کا فرخندہ کے جوڑون کے لیے دو ہزار کا آیا اور مچھر ہٹے والی کے نام دو ہزار تین سو کا ہی کچھ اندر گیا کچھ حضور نے لیا کچھ صاحب کو دیا جو نجومی ہین۔

نصرت الدولہ سیاق سباق کیا جانین لالہ سے کہا آپ دیکھیے لالہ نے کہا سب ٹھیک ہی حکم ہوا کہ چار ہزار دیا جاے باقی پھر دینگے۔

بزاز۔ بڑی ضرورت ہی۔

نصرت الدولہ۔ اچھا سمجھا جائیگا۔

بزاز۔ تو اب کس روز آؤن۔

مرزا۔ ایک مہینے مین آؤ۔

بزاز۔ ضرورت تھی اس سے کہا ورنہ نہ کہتا۔

مرزا۔ اچھا بھئی یہ تو لو باقی پھر سمجھا جائیگا۔

بزاز۔ کیا کہین امیرون کا تو یہ نقشہ ہی۔

مرزا۔ چپ رہو۔

بزاز۔ بہت اچھا۔ لیتے وقت آندھی روگ دیتے وقت یون۔

مرزا۔ کیا بیدھے آئے ہو۔

بزاز۔ نکلوا دو۔ مار بیٹھو خطا ہوئی جو بزازون کا بیوپار کیا۔

نصرت الدولہ اپنے دل مین سخت نادم ہوے کہ نہ شراب خواری اور بدمعاشی کرتے نہ مصیبت مین پھنستے اور نہ یہ باتین سنتے۔ سچ ہی ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

جیسا کیا ویسا پایا-

نواب نصرت الدولہ کی روانگی کلکتے کی خبر اِس درجہ مشہور ہوگئی کہ کُل قرض خواہون نے آسمان سر پہ اُٹھایا- نصرت الدولہ ناچار نواب نامدار کے پاس گئے-

نواب -(تپاک کے ساتھ) کہو کل جاؤگے-

نصرت الدولہ-بھائی کچھ نہ پوچھو -اب مدد کا موقع ہی-

نواب-کیا- کیا کہا -خیریت ہی-

نصرت الدولہ-کچھ مدد دو- اک پچاس ہزار کی ضرورت ہی-

نواب - (اپنے دل مین) پچاس ہزار کیا خفیف رقم ہی معقول ایک نہ دو- پچاس ہزار- اللہ اللہ پچاس ہزار آپ کے نزدیک کچھ ہوے نہین-

نصرت الدولہ-آپ نے کچھ جواب نہ دیا-

نواب -(بیرخی کے ساتھ) آپ نے اِس نجوم کے پھیر مین اپنے کو مٹا دیا- افسوس-

نصرت الدولہ- ہان (آبدیدہ ہوکر) افسوس صد افسوس -

نواب -اب آپ بتائیے تو کہ یہ پچاس ہزار کی رقم کیا ہوگی-

نصرت الدولہ بہادر نے کُل حال کہ سُنایا اور کہا اب قصد ہی کہ کسی طرف بھاگ جاؤن نواب صاحب نے کہا ہان اب تو ایسا ہی موقع ہی بغیر اِسکے نہ بنے گی چپکے سے چل دیجیے جو رو نہ جاتا اللہ میان سے ناتا کوئی رونے والا تو تمکو ہی نہین-

نصرت الدولہ-ارے یار تم لوگون کو تو ہماری جدائی شاق گذرے گی-

نواب -پھر مجبوری ہی-

یہ وہ نواب صاحب ہین جو نصرت الدولہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور اب اِس قسم کی تقریر کرتے ہین- نصرت الدولہ کا انکسار اور نواب صاحب کی

بیرجی تو ملاحظہ فرمائیے وہ کہتے ہین ہماری جدائی تمکو شاق گذریگی یہ کہتے ہین پھر مجبوری ہی۔ وہ کہتے ہین کہ اب کسی طرف بھاگ جائین یہ کہتے ہین کہ ہان اسکے بغیر اب چارہ ہی کیا ہی۔

نصرت الدولہ بہادر اُٹھ کھڑے ہوے تو نواب صاحب نے اتنا بھی نہ کہا کہ کہان جاتے ہو۔ جھمن کو یہ حال معلوم نہ تھا اُسنے ٹوکا۔

جھمن۔ حضور حقہ تو پی لیجیے۔

نصرت الدولہ۔ نہین اب اسوقت نہین۔

جھمن۔ خداوند تیار ہی۔

نصرت الدولہ۔ جی نہین چاہتا اسوقت۔

جھمن۔ یہ کیون خیریت ہی۔

نواب صاحب نے اشارے سے کہا کہ جانے دو اصرار نہ کرو نصرت الدولہ بہادر بادل سرد گاڑی پر سوار ہوے اور ایک مہاجن کے یہان گئے اس مہاجن کے باپ کی نصرت الدولہ نے جان بچائی تھی اور مہاجن کا باپ نصرت الدولہ ہی کے طفیل مین لکھ پتی ہو گیا تھا مہاجن کے یہان کی تقریر سنیے وہ پہلے ہی سے نصرت الدولہ کے حالات سے بخوبی واقف تھا۔

نصرت الدولہ نے جاکر کہا اطلاع دو مہاجن نے کہا کہ دو نہین ہین۔

آدمی۔ حضور وہ تو نہین ہین۔

نصرت الدولہ۔ کہان گئے ہین۔

آدمی۔ باغ گئے ہونگے۔

نصرت الدولہ دو گھنٹے تک بیٹھے رہے مہاجن سمجھا کہ چلے گئے ہونگے دو گھنٹے کے بعد جو گھر سے باہر آیا تو دیکھا حضرت ڈٹے بیٹھے ہین رنگ فق ہو گیا۔ نصرت الدولہ نے لپک کر چاہا کہ حسب معمول ہاتھ ملائین۔ مگر مہاجن نے کہا دیکھیے دیکھیے ذرا الگ ہی رہیے مین پوجا کرنے جاتا ہون چھوئیے گا نہین الگ رہیئے۔

اس فقرے پر نصرت الدولہ کی آنکھون سے اشک جاری ہو گئے یہ وہ مہاجن تھا جسکا بال بال نصرت الدولہ کا ممنون تھا ادھر نصرت الدولہ نے احاطے مین قدم رکھا اور مہاجن نے جھک کر آداب عرض کیا اور حضور حضور کہنا شروع کیا۔ دوسرے تیسرے شام کو اُن کے یہان جاتا تھا اور نصرت الدولہ اس طرح پیش آتے تھے جس طرح اپنے رفقاے خاص سے مگر آج وہی مہاجن ہی کہ دماغ ہی نہین ملتے نصرت الدولہ جائین اور وہ کہلا بھیجے کہ کہ دو نہین ہین۔ الامان۔ الامان۔ نصرت الدولہ مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھائین اور وہ للکارے کہ الگ رہو ہمین نہ چھونا۔ الامان۔ الامان کیا نازک وقت ہی۔

ایک روز کا تذکرہ ہی کہ یہی مہاجن نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان آیا نصرت الدولہ نے کہا بندگی عرض ہی تو مہاجن نے اُنکے قدمون پر ٹوپی رکھ دی اور کہا حضور ہمارے گھُسیان اور اَن داتا یعنے خداوند مجازی ہین اور رزق آپ ہی کے ذریعے سے ہمکو ملتا ہی آپ پہلے سلام کر کے ہمین کانٹون مین کیون گھسیٹتے ہین آج وہی مہاجن اس بے اعتنائی اور بے رُخی سے پیش آیا کہ دور ہی سے ڈانٹ بتائی۔ ایک دن نصرت الدولہ بہادر مہاجن کے یہان بعد مدت آئے اور کہا اس وقت مجھے انتہا سے زیادہ نشہ ہی گھوڑے پر سے گرا پڑتا تھا تمھارا مکان ملا تو جان مین جان آئی مہاجن نے اُن کو مسہری پر لٹایا اور اپنے آپ پانون دبائے آج جو اُنھون نے چاہا کہ ہاتھ ملاؤن تو للکار دیا کہ خبردار الگ ہی رہنا انقلاب اسکا نام ہی۔ ہاے افسوس واے افسوس۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہ وہ مہاجن ہی جو نصرت الدولہ والے مہاجن کے نام سے مشہور تھا جسکو ایک جعل کے مقدمے سے نصرت الدولہ نے بچایا تھا جو مقدمہ دائر ہونے کے دنون مین صبح و شام نصرت الدولہ کی کوٹھی پر حاضر ہو کر ہاتھ جوڑتا تھا کہ حضور فلان صاحب سے سفارش کر دین۔ فلان مجسٹریٹ کی کوٹھی پر لے چلین اور اب وہی مہاجن نصرت الدولہ سے بات نہین کرتا۔ اللہ رے انقلاب زمانہ۔

اُف ۔ کچھ ٹھکانا ہی ۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہان سے بھی ناکام و نامراد بیچارے نصرت الدولہ بہادر چلے اثنائے راہ مین سوچا کہ آؤ ایک دوست کو اور آزماؤ اُس دوست کا بشیر الدین نام تھا نواب صاحب سے نہایت ہی تپاک تھا ۔

بشیر الدین نے اِنکو کئی بار سمجھایا تھا کہ اِس نجومی کے پھیرے مین نہ پڑنا شرابخواری کے بھی دشمن تھے کئی بار نصرت الدولہ کی صحبت سے خفا ہو کر چلے چلے آتے تھے نواب صاحب آج اُنکے پاس بھی گئے ۔ ملاقات ہوئی ۔

بشیر الدین ۔ آیئے مزاج شریف ۔

نصرت الدولہ ۔ (آبدیدہ ہو کر) دوالہ نکل گیا ۔

بشیر الدین ۔ کیا کیا ۔ خیریت تو ہی ۔

نصرت الدولہ ۔ قرض سے چوٹی تک ڈوبی ہوئی ہی ۔

بشیر الدین ۔ واللہ !

نصرت الدولہ ۔ اب کیا فکر کرون ۔

نصرت الدولہ نے بشیر الدین کو کل حال سے اطلاع دی تو بشیر الدین نے تھوڑی دیر غور کر کے کہا اچھا شام کو اِسکا جواب دونگا ۔ میرے امکان مین جو کچھ ہوا اُس سے دریغ نہ کرونگا میرے پاس نقدی تو کچھ ہی نہین ۔ صرف پانچ ہزار روپیہ مہاجن کے یہان جمع ہی اور کوئی دو ہزار روپیہ اِدھر اُدھر پھیلا ہی مگر ایک باغ ہی عین ناکے پر وہ اگر بیچا جائے تو دس بارہ ہزار کو بک جائے شام تک اُسکی نسبت ایک راجہ سے گفتگو کرونگا اور آپ کو اطلاع دونگا ۔

نصرت الدولہ کو کمال استعجاب ہوا کہ یہ چھوٹی پونجی کے آدمی اور ایسا دل کرین اور وہ لکھ پتی مہاجن ذرا رخ بھی نہ کرے اور وہ نواب نامدار جو ایسے بڑے یار تھے بالکل بے رخی سے پیش آئین شکریہ ادا کرنے کو جی چاہتا تھا مگر زبان بند ہو گئی ۔

بشیر الدین - کمال افسوس ہوا مگر اب موقع ہمدردی ہی -

نصرت الدولہ - خاموش -

بشیر الدین - ایسے مصاحبون پر خدا کی مار -

نصرت الدولہ - (آبدیدہ ہو کر) چُپ -

بشیر الدین - خدا کو یاد کیجیے - ہ

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

نصرت الدولہ نے آہستہ سے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون -

بشیر الدین - مُنھ دھوئیے اور پان کھا لیجیے -

نصرت الدولہ نے مُنھ دھویا اور پان کھایا اور سوار ہو گئے - شام کو گھر پہونچے تو آسلر صاحب کا پتا ہی نہین ادھر تلاش کی اُدھر تلاش کی اِدھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا مگر پتا نہ مِلا نہ مِلا -

خدمتگار - حضور وہ تو بھاگ گئے -

نصرت الدولہ - کیا -

خدمتگار - خداوند بیگ اور کپڑے لے کر چلدیے -

خاص بردار - حضور اُنکو تو ہمنے ریل کے اسٹیشن پر دیکھا تھا -

رفیق - ہمکو حسین گنج مین ملے تھے کرایے کی گاڑی پر سوار تھے -

نصرت الدولہ - اُف -

رفیق - کیا سچ مچ بھاگ ہی گئے -

نصرت الدولہ بہادر اُنکے کمرے مین گئے تو بیگ اور کتابین اور کپڑے ندارد -

نصرت الدولہ - دے گیا جھانسا ہاے غضب -

رفیق - جو مجھے معلوم ہو تو گرفتار کر لون -

نصرت الدولہ - تم کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھے ہو -

اِتنے مین ایک رفیق نے آنکر کہا خداوند وہ نجومی تو بنک گھر گیا تھا اور آپ کے

CC-0 Kashmir Research Institute. Digitized by eGangotri

نام سے کئی ہزار روپیہ لایا۔

نصرت الدولہ۔ این! غلط ہی۔ ہمارے نام سے کیونکر لایا بھلا۔

رفیق۔ حضور بنک کا بابو کہتا تھا۔

نصرت الدولہ۔ کیا کہتا تھا۔

رفیق۔ خداوند کہتا تھا کہ تمھارے نواب صاحب نے آج کیسقدر روپیہ منگوایا ہی۔

نصرت الدولہ۔ اُسکو یہان بلا سکتے ہو۔

رفیق۔ جاتا ہون حضور۔

بابو کو رفیق فوراً بلا لائے۔

بابو۔ سلام نواب صاحب۔

نصرت الدولہ۔ آئیے بابو صاحب۔ مزاج شریف۔

بابو۔ ہان ہمارے کا مجاج بہت ٹھیک۔ آپ آج کچھ روپیہ منگوایا ہمارے کو بنک سے وہ بخومی مسٹر آسلر آیا تھا۔

نصرت الدولہ۔ ہمارے نام سے روپیہ کیونکر ملا۔

بابو۔ آپ کا نام سے نہین آپ کا دسشت کھت (دستخط) سے ملا۔

نصرت الدولہ۔ جعل ہی ہمارے دستخط نہ تھے۔

بابو۔ ناہین۔ دَل آپ کا لکھا۔ ہم ملایا۔ بڑا بابو ملایا۔ شاہب ہمارا ملایا۔ شاب (سب) ملایا۔

نصرت الدولہ۔ لاحول ولاقوۃ۔ بھلا کسقدر روپیہ لے گیا۔

بابو۔ پچیش ہجار۔

نصرت الدولہ۔ اَیئن! پچیس ہزار!!! اُف۔

نصرت الدولہ دھم سے گر پڑے۔

رفیق اور مصاحبین دوڑے اُٹھایا تشفی دی دم دلاسا دیا نصرت الدولہ کا چہرہ زرد ہوگیا اور تھر تھر کانپنے لگے۔

ایک رفیق نے کہا یارو اب حضور سے تو کچھ پوچھو نہین باہم مشورہ کرکے جو مناسب ہو وہ کرو۔

ننھے مرزا۔ ننھومل۔ شیر خان۔ تہور بیگ۔ دولت۔ اسد علی۔ اور حسین بخش اسقدر مصاحب جمع تھے اور نواب خورشید علیخان۔ اور بشیر الدین یہ دو دوست آئے اور مشورہ ہونے لگا۔

بشیر الدین۔ ایک آدمی تو تھانے پہ رپورٹ کرے اور ایک ریل گھر بھیجا جائے اور ایک بنک کے صاحب کے پاس جائے۔

خورشید علیخان۔ اسوقت بنک کے صاحب شاید نہ ملین۔

بشیر الدین۔ اُنکے بنگلے پہ جائے۔

ننھے مرزا۔ چلیے ہم اور آپ چلین

بشیر الدین۔ بسم اللہ۔

خورشید علیخان۔ ننھومل اور شیر خان ریل گھر جائین اور ٹکٹ بابو سے پتا لگائین اور حسین بخش اور دولت جاکے تھانے پر لکھا آئین۔

ننھومل اور شیر خان ریل گھر گئے۔ بشیر الدین اور ننھے مرزا بنک کے صاحب کے بنگلے پہ گئے اور دولت تھانے پر رپورٹ لکھانے چلے۔

دولت۔ تھانہ دار صاحب ایک واردات ہوگئی۔

تھانہ دار۔ خوب ہوا۔ روز وارداتین ہی ہوا کرتی ہین۔ ہم تو اس تھانے سے بہت حیران ہین یارو دنیا بھر کے بدمعاش اسی تھانے مین رہتے ہین کیا واردات ہوئی بولو۔ بدمعاش بولو کیا واردات ہوئی بتاؤ۔

دولت۔ نواب نصرت الدولہ بہادر کے یہان ایک صاحب ٹکے تھے آنکر۔

تھانہ دار۔ وہ بدمعاش نجومی۔

دولت۔ جی ہان۔ تو وہ نواب صاحب کے نام سے پچیس ہزار روپیہ لے گئے۔

تھانہ دار۔ اَیں! کہان سے لے گئے۔

دولت - بنگ گھر سے۔

تھانہ دار - کیا نواب صاحب نے لکھ دیا تھا۔

دولت - کیا جانے وہ تو کہتے ہین کہ ہمنے نہین لکھا اور بابو قسمین کھاتا ہی کہ نواب صاحب کے نام سے آسلر نجومی روپیہ لے گیا۔

تھانہ دار - کسقدر۔

دولت - پچیس ہزار۔

تھانہ دار - ٹھہرو ہم بھی چلتے ہین۔

تھانہ دار اور برقنداز اور دولت چلے۔

اَب سُنیے کہ ننھے مرزا اور بشیرالدین جو بنک کے صاحب کے بنگلے پر گاڑی پر سوار ہوکر پہونچے تو چپراسی نے روکا۔

چپراسی - کِس سے ملیے گا۔

بشیرالدین - صاحب سے ملنے آئے ہین ہزارون کا وارا نیارا ہوتا ہی تم پوچھتے ہو کس سے ملنے آئے ہو۔ اطلاع دو کہ بشیرالدین صاحب آئے ہین۔

چپراسی سمجھا کہ صاحب کے کوئی بڑے دوست ہین فوراً اطلاع دی صاحب کمرے کے باہر آئے حکم دیا کہ سلام دو بشیرالدین اور ننھے مرزا اُترے۔

صاحب - وَل سلام۔

بشیرالدین - آداب حضور۔

صاحب - کیا بات۔

بشیرالدین - خداوند نواب نصرت الدولہ نے بھیجا ہی سُنا ہی کہ کوئی آج اُن کے نام سے پچیس ہزار روپیہ لے گیا۔

صاحب - وَل بیشک نواب صاحب کے دستخط موجود ہین۔

بشرالدین - حضور جعل کر گیا۔

صاحب - یا نے جعل ہی۔

بشیر الدین۔ خداوند نواب صاحب کے فرشتونکو بھی خبر نہین۔

صاحب۔ اُف فوہ۔ یہ کیسا بات۔

بشیر الدین۔ ہائے افسوس۔ بس یہی پوچھنے آیا تھا۔ اب رخصت ہوتا ہون۔

صاحب۔ ہمکو رنج ہوا کل صبح ہم تحقیقات کرینگے۔

بشیر الدین۔ رخصت ہوے اور چلے آئے۔

اَب سنیے کہ دو صاحب ریل گھر بھی پہونچے اسٹیشن ماسٹر سے ملے۔ کُل حال بیان کیا۔ اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم ہم اَب کچھ نہین کرسکتے اور نہ ہم جانتے ہین کہ کون آیا اور کون گیا۔ یہ دونون بھی اپنا سا مُنھ لے کر چلے آئے۔

اَب سُنیے کہ لالہ جگت سنگھ خوش و خرم نواب نصرت الدولہ کے پاس آئے کہ کل صبحکو چلنے کی ساعت قرار پائی ہی۔ یہان آئے تو دیکھا کہ کُل رفقا چپ چاپ سناٹے مین بیٹھے ہین اور سب کے چہرون پر اداسی چھائی ہی۔

لالہ۔ کیون کیون خیریت تو ہی۔

بشیر الدین۔ کچھ پوچھیے نہین۔

لالہ۔ توبہ توبہ۔ کچھ تو کہیے بھلا۔

بشیر الدین۔ بھوت پریت کے پھیر مین لٹ گئے۔

لالہ۔ کیا۔

لالہ سمجھے یار لوگون نے ہمیروٹر مارا سخت گھبرائے۔

بشیر الدین۔ وہ نجومی چلدیا۔

لالہ۔ کیا کچھ لے دے کے چلدیا۔

ننھے مرزا۔ دیتا کیا جُل دے گیا۔

لالہ۔ توبہ اور لے گیا کیا۔

بشیر الدین۔ پچیس ہزار لے گیا۔ ایک کم نہ ایک زیادہ۔

لالہ۔ اور پتا کہین نہین۔

بشیر الدین۔ کہین نہین۔

لالہ - بھلا یہ ے کیونکر گیا - چوری کی -

ننھے مرزا - اجی ڈاکہ مارا -

دولت - بلکہ سینہ زوری کی -

تھانہ دار - یہ ہوا کیا ہماری سمجھ مین نہین آتا ہم جانتے ہین بنک والونکو دھوکا ہو گیا

بابو - نا - بنک والا اچھی طور جانچ کر لیا ہی -

تھانہ دار نے اشارے سے دکھا کر کہا ہم وجہ سمجھ گئے -

دولت - کیا سمجھے آپ صوبہ دار صاحب -

تھانہ دار - کہ دینگے نواب صاحب ہی سے کہ دینگے -

نصرت الدولہ - آئیے -

تھانہ دار نے نواب نصرت الدولہ کے کان مین کہا آپ برا مانئیے گا ہم جانتے ہین کسی کیفیت مین ہونگے آپ اور اُسنے دم دیکر لکھوا لیا ہوگا -

نصرت الدولہ نے کہا اُغاہ ارے غضب ! بس بس یہی بات ہی ہاے ستم بس - ترڑکا ہو گیا یہی بات ہی -

تھانہ دار - اَب بیان کیجیے اچھی طرح -

نصرت الدولہ - بخوبی تو کل امور مجھے یاد نہین مگر اس قدر خیال ہی کہ مین نے بہت کثرت سے پی تھی اور اُس بدبخت جعلساز نے مجھ سے لکھوا یا تھا -

تھانہ دار - کیا آپ انگریزی جانتے ہین نواب صاحب -

نصرت الدولہ - جی نہین یاد نہین کہ کس زبان مین اور کیا لکھوایا -

تھانہ دار - اُردو ہی مین شاید لکھوا لیا ہو -

بابو - نا - بہت اچھا انگریجی (انگریزی) جبان (زبان) مین لکھا ہی مگر ہاتھ کچا ہی بس اور سب ٹھیک بات -

تھانہ دار - کیا آپ انگریزی مین بنک کو لکھا کرتے تھے -

نصرت الدولہ - انگریزی کی صرف نقل مین کر سکتا ہون -

تھانہ دار - کبھی بنک کو انگریزی مین لکھا تھا -

نصرت الدولہ۔ ہان انگریزی خوان نے جو لکھدیا اُسکی نقل اُتار دی۔

تھانہ دار۔ بس لکھوا لیا جو جی چاہا اُسکا۔

ننھے مرزا۔ ہائے افسوس۔

بشیر الدین۔ بڑا مزوّر نکلا مردک۔

بابو۔ وہان کے بابو لوگ کو دس دس گیارہ گیارہ روپیہ دیا کہ جلدی مین ہمکو روپیہ ملے گا اور ہم ریل بھاگ کر جاویگا۔

تھانہ دار۔ کیا باپ کا مال تھا۔

بشیر الدین۔ این گل دیگر شگفت۔

تھانہ دار۔ لاحول ولا قوۃ۔

ننھے مرزا۔ مگر واللہ آپ کی تشخیص صحیح ہی۔

دولت۔ برسون سے انسپکٹری کرتے ہین صاحب برسون سے۔

ننھے مرزا۔ اسمین کیا شک ہی۔

نصرت الدولہ۔ خوب یاد آیا۔

تھانہ دار۔ کیا یاد آیا جناب۔

نصرت الدولہ۔ اُس کمرے مین جا کر دیکھو کوئی کاغذ پڑا ہی جسقدر کاغذ ہون سب اُٹھا لاؤ ایک کاغذ نہ باقی رہے۔

خدمتگار۔ حضور ردیان وغیرہ تو صاف کردی گئی ہونگی مگر دو پرچے مین نے مسند کے نیچے رکھ دیے تھے وہ لے آیا ہون۔

نصرت الدولہ۔ یہ انگریزی ہی آپ تو انگریزی سے واقف ہین تھانہ دار صاحب۔

تھانہ دار۔ جی ہان لائیے۔

تھانہ دار نے کاغذ لے کر پڑھا تو چونک اُٹھے۔

نصرت الدولہ۔ ہی وہی نہ۔

تھانہ دار۔ اُف۔ اُف۔ جُل دیگیا ستم ڈھایا۔

نصرت الدولہ۔ کیا لکھا ہی بتاؤ تو۔

تھانہ دار۔ بس اسی کی آپ نے نقل کردی۔

نصرت الدولہ۔ ضرور۔

تھانہ دار۔ اسمین باضابطہ لکھا ہی کہ ہمین بذریعۂ مختار عام مسٹر ٹی آسلر اسی دم پچیس ۲۵ ہزار روپیہ منجملہ ہمارے زرجمع شدہ کے بھیجدیجیے کہ ضرورت اشد ہی۔

نصرت الدولہ۔ ارے غضب۔

تھانہ دار۔ مگر کوئی لائق بیرسٹر ہو تو بنک کی بھی خبر لے۔

دولت۔ اُسکی آنکھین کہے دیتی تھین کہ دغاباز جعلساز ہی۔

ننھے مرزا۔ ہمکو تو اُسکی صورت سے نفرت تھی۔

تہور علی۔ ایک ہی بدذات تھا۔

ایک رفیق۔ سخت مزوّر۔

خورشید علیخان۔ اب سب کہتے ہین مگر پہلے بجز بشیر الدین صاحب کے اور کسی نے نہ کہا

بشیر الدین۔ جی بس کچھ پوچھیے نہ۔

ننھے مرزا۔ خداوند۔

بشیر الدین۔ چپ رہو بس۔

تھانہ دار۔ ہان اَب سب کہین گے۔

بشیر الدین۔ جی ہان خوشامدی نابکار۔

نصرت الدولہ۔ سب ہماری عقل کا فتور ہی وہ لوگ۔

خورشید علیخان۔ ہان مگر یہی سب تو بانی مبانی ہین۔

نصرت الدولہ۔ کچھ کہتے سُنتے بن نہین پڑتی بات۔

بشیر الدین۔ افسوس صد افسوس۔

تھانہ دار۔ بس اس کاغذ کو رہنے دیجیے یہ بطریق شہادت پیش ہوگا۔ چلتے کہان ہین بچّا گرفتار ضرور ہونگے یہ ممکن نہین کہ بچ نکلین۔

نصرت الدولہ۔ دیکھیے۔

نصرت الدولہ کی رہی سہی امید اور بھی جاتی رہی اُدھر پچاس ہزار سے زیادہ کی نالش مہاجن نے کی اُدھر بلون پر بل آنے لگے اور پچیس ہزار نلوہ مین اُڑ گئے۔

لالہ جگت سنگھ نواب صاحب کے یہان گئے۔

لالہ۔ حضور کچھ نصرت الدولہ بہادر کا حال سُنا۔

نواب۔ ہان سُنا۔ بہت سا بکھیڑا ہی۔

لالہ۔ حضور بکھیڑا تو جیسا تیسا وہ جو نجومی بنا تھا وہ بڑا غچا دیگیا۔

نواب۔ این! کیا۔

امام الدین۔ یہ ہمنے بھی نہین سُنا تھا۔

جھمن۔ کیا کچھ لے کے لمبا ہوا۔

میر گلباز۔ اور اُسکے بشرے سے ہم سمجھ گئے تھے کہ ہماری ہی ٹکر ہی کے قابل ہی۔

نواب۔ (ہنسکر) مگر وہ آپ کا بھی اُستاد نکلا۔

میر گلباز۔ ہان حضور۔

نواب۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہی۔

میر گلباز۔ اب خداوند مین بھی کچھ بگڑا آپ کے یہان کردون تو اُسکا دادا پیر کہلاؤن۔

امام الدین۔ کہی تو اچھی خداوند۔

جھمن۔ ہان بعد مُدت۔

نواب۔ اور کیا لے گیا لالہ جگت سنگھ۔

لالہ۔ حضور پچیس ہزار کا بگڑا کیا نلوہ پورے پچیس ہزار لیگیا۔ سُنیے ہوا یہ کہ ایک آدمی نے آنکر کہا کہ خداوند آپنے آج کچھ روپیہ منگوایا تھا بنک گھر سے اُنھون نے کہا نہین تو اُسنے کہا واہ بابو تو کہتا ہی کہ آج تمھارے نوابصاحب نے پچیس ہزار روپیہ منگوایا بابو کو بُلایا اُسنے کہا ہان آپکے دستخط سے صاحب بنک کے پاس گئے اُنھون نے کہا ہان ہمنے پچیس ہزار روپیہ نواب نصرت الدولہ بہادر کے نام سے دیا مگر ہمارے پاس آڈر موجود ہی کل تحقیقات کرینگے اور نجومی کا پتا ہی نہین کہین نہ بیگ نہ اسباب نہ کچھ نہ کچھ

نواب - لاحول ولا قوۃ - سوے پر سو درے -

اماص الدین - جی ہان خداوند -

بشیر الدین سے کہا کہ اب ہم رخصت ہونگے مگر کل صبح کو کہین جانا نہین ہین تڑکے ہی منھ اندھیرے پہونچونگا - نصرت الدولہ نے کہا کہ اک ذرا تامل کیجیے تو گاڑی کو حکم دون تاریک رات مین کہان پیدل ٹھوکرین کھاتے جاؤ گے خالی لالٹین سے بھلا کیا ہوتا ہی حکم دیا کہ گاڑی نکالو نقرہ گھوڑی جوتو لالٹین روشن کرو فوراً تیار ہوئی -

خدمتگار - تیار ہی حضور -

نصرت الدولہ - لے جائیے -

بشیر الدین - رخصت -

نصرت الدولہ - فی امان اللہ -

بشیر الدین کل صبح کو ضرور -

نصرت الدولہ - ہان - ہان -

بشیر الدین تو گھر پہونچے اور یہان نصرت الدولہ بہادر نے حساب لگایا تو دس ہزار کی کمی ہی - دس ہزار اور ہون تو کل قرضہ بیباق کردین - اور پاس ٹکا نہ رہے سوچے کہ اگر کل روپیہ دے دیا تو بھی دس ہزار کمی رہی اور اگر گھوڑے اور بگھیان اور اسباب اور جائداد غیر منقولہ کے کوڑے کیے تو ہمارے پاس کیا رہے گا نہایت شش و پنج مین تھے دو بجے تک نیند نہ آئی دو بجے آنکھ لگ گئی -

صبح کو اٹھے تو پریشان - اتنے مین بزاز آیا -

بزاز - خداوند ہماری کوڑی آج ہی دے دیجیے -

مہاجن کا آدمی آیا کہا لالہ نے بھیجا ہی کہ بکل تفسی اتھی ہین ہر کہ روپیہ بیباق کردین ورنہ نالش تو کر ہی چکے ہین -

ایک سوداگر کا چپراسی آیا - خداوند صاحب خفا ہوے اور کہا کل روپیہ آج

وصول کر لاؤ جیسا حکم ہو۔

عطر والا آیا۔ خداوند دس تولے دے گیا تھا دام نہین ملے آج پرورش ہو جائے۔

ننھے مرزا نے سب کو ڈانٹا چلو ہٹو نالایق پاجی تڑکا ہوا اور موجود مہاجن کا آدمی ذرا اڑ آیا تو ننھے مرزا نے دو تین چپتین رسید کین اور کہا جا ہٹ لالہ سے کہہ نالش کر دین۔ بڑا لالہ بن کے آیا ہی۔ عطر والا بھاگا بزاز دیکھ رہا۔ نصرت الدولہ بہادر کی حالت قابل افسوس ہی۔ یہ وہ نصرت الدولہ ہین جنکی دھاک بندھی تھی جنکے نام سے مہاجن دس دس اور بیس بیس ہزار روپیہ بلاتمسک دے دیتے تھے جنکی ملاقات کے اچھے اچھے رئیس متمنی تھے۔ اب وہی نصرت الدولہ بہادر ہین کہ ایک ایک ادنی ادنی انکو ڈپٹتا ہی سوداگرون کے ملازم بل دکھا کر ڈانٹ بتاتے ہین۔ دوست منہ چھپاتے ہین یار نہ مددگار نواب امین الدین حیدر جنسے اس قدر تپاک تھا صلاح دیتے ہین کہ بھاگ جاؤ۔ وہ مہاجن جنکے باپ دادا تک نصرت الدولہ کے بزرگون کے درم ناخرید غلام تھے اب بات نہین کرتے جو لوگ انکے در دولت پہ جانا باعث فخر و افتخار تصور کرتے تھے وہ اب انکی ملاقات کے روادار نہین جو لوگ فخریہ مصاحبت کرتے تھے وہ اب دور دور رہتے ہین ہائے انقلاب زمانہ وائے انقلاب زمانہ مگر خود کردہ را چہ علاج۔

مصاحبون نے انگلیون پر نچایا۔ رفیقون نے خوب الو بنایا آسل صاحب نے کئی بار بھوت دکھایا اور ان حضرت کی آنکھون پہ شیطان نے ایسی پٹی باندھی کہ آپ نے بھوت دیکھنے کی تقریب سعید مین جلسہ منعقد فرمایا اس درجہ چوندھیا گئے کہ احباب کے نام جو خطوط بھیجے ان مین نواب نصرت الدولہ بنجومی، اپنے کو لکھا ع

بدین عقل و دانش بباید گریست

مگر اب البتہ آنکھین کھل گئین اب کیا ہو سکتا ہے -

یہ وہ نصرت الدولہ ہین جنکے پاس نقدی کے علاوہ لاکھون کے جواہرات تھے اور آج دس ہزار کے مقروض ہین ع -

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب کوئی پوچھے کہ یہ زر کثیر حضور نے کیون اور کس بات مین خرچ کیا - حج کے لیے گئے یا سَو دو سَو مسلمانون کو حج کا خرچ دیا ہے - کربلائے معلی کی زیارت کو گئے - مسجدین بنوائین - خیرات خانے قائم کیے - سررشتہ تعلیم کو مدد دی - آخر کس امر نیک مین اس قدر زر کثیر صرف کیا ہان ڈھاڑیون نے البتہ حضور اور خداوند کہکر روپیہ لوٹا - حضور کی نگاہ بہت دور ہے حضور بایان بجاتے ہین - خداوند وہ سورداس چکارے والا حضور کا بہت مداح ہے - کہتا ہے ایسا گلا کسی نے کاہے کو پایا تھا ایسے ایسے بھرے دیئے کہ معاذ اللہ نواب صاحب چنگ پہ چڑھ گئے - ابلہ را تا ایش پسند مے آید - نواب صاحب سمجھ بیٹھے کہ ہم نایک کے بھی گرو ہین - تان سین اور بیجو کی ہمارے مقابل مین کیا حقیقت ہے - ارباب نشاط مین نصرت الدولہ بہادر کا نام شیطان سے زیادہ مشہور تھا - چوک مین اُنگلیان اُٹھتی تھین کہ وہ نصرت الدولہ جاتے ہین کسی سے نوک جھونک کسی سے مزاج پرسی - کسی کمرے پر دو گال ہنس بول آئے خوشامد خورون نے روپیہ اُنکی بدولت پایا - حافظ مولوی متشرع باکمال آدمی کا اُنکے ہان گذارا ہی نہ تھا - صحبت مین جب دیکھیے گرگے اور لُچّے اور شُہدے بھرے ہوئے کوئی چانڈو پیتا سرنگون کوئی چرس کی لو آسمان تک پہونچاتا ہے - کوئی گانجے کے دم لگاتا ہے - شرابخواری کی اس درجہ کثرت ہوئی کہ الامان الامان ۵

دن رات گفتگو ہی شراب و کباب کی
کیا منہ لگون نے یار کی صحبت خراب کی

صبح کو جام - دوپہر کو جام - شام کو شراب - رات کو شراب - ہردم مخمور ہر لحظہ چور

جب دیکھو سیہ مست خراب جب دیکھو آنکھوں مین لال ڈورے ہیں ہیں اور تیس تیس مفت خورے ساتھ پی رہے ہین۔ پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ اور سو سو روپے کی شراب ایک ایک دن مین اُٹھ گئی ہ

ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد / زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

یہ چرخ آئے کہان سے۔ اِسکے لیے تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہ سمجھا جاتا ہان اور سب مین ایک بشیر الدین البتہ سچے دوست تھے اور ہین یہی شخص نواب نصرت الدولہ بہادر کو صلاح دیتا تھا کہ اِس فضولی کا انجام بُرا ہی اب سنبھلو ورنہ پچھتاؤ گے اور پھر کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑے گی۔ ہ

دوست آنست کو معائب دوست / ہمچو آئینہ روبرو گوید
نہ کہ چون شانہ باہزار زبان / پس سرِ رفتہ مو بمو گوید

اِس نازک وقت مین بھی نصرت الدولہ بہادر کے شریک حال تھے صلاح سے مشورے سے زر سے کسی امر مین بند نہ تھے۔

باقی سب نام کے دوست اور اپنے مطلب کے یار تھے۔

ننھے مرزا کے ڈپٹنے سے وہ سب تو بھاگ کھڑے ہوئے مگر نواب نصرت الدولہ کے دل پر چوٹ لگی کہ آج ہمنے یہ روز بد دیکھا ٹکے ٹکے کے آدمی ہم پر شیر ہین۔ بزاز کا لڑکا آنکھیں نکالتا تھا مہاجن کا نوکر کہتا تھا کہ بھل منسی اسی مین ہی کہ ہمارے حوالے کردو۔ لالہ بہت خفا ہین وائے ناکامی افسوس صد ہزار افسوس۔

نصرت الدولہ۔ بھائی بشیر الدین اب ہماری دلی خواہش ہی کہ ہم تارک الدنیا ہو جائین۔

بشیر الدین۔ سنیے حضرت گو اَب وہ ثروت آپ کے پاس نہین ہی مگر اَب بھی ہزارون بلکہ لاکھون سے آپ اچھے ہین ہماری تو رائے یہ ہی کہ آپ بفراغت تمام کُل قرضہ ادا کرکے جو کچھ جائداد پاس رہے اُس مین بسر کیجیے۔ مانا کہ یہ بگھی اور گھوڑے اور فٹن اور رفقا اور خدمتگار نہ ہونگے مگر عمدہ طرز پر آپ رہ سکین گے۔

نصرت الدولہ۔ بھلا ہمسے رہا جائیگا۔

بشیر الدین - مجبوری کو کیا کیجیے گا -

نصرت الدولہ - ترک دنیا -

بشیر الدین - اچھا اب فرمائیے کہ تارک الدنیا ہو کر فقیر ہو جائیے گا نہ یا کچھ اور فقیری بھی تو مشکل ہی - جب خوش باشون کی طرح آپ نہین رہ سکتے تو فقیرون کی طرح کیونکر بسر کر سکیے گا -

نصرت الدولہ - آپ ہین کس خیال مین فقیری کیسی -

بشیر الدین - پھر ترک دنیا کیا معنے -

نصرت الدولہ - بالکل قطع تعلق یعنے دنیا سے کچھ واسطہ نہین -!

بشیر الدین - کیا واسطہ ہی نہین ؟ -

نصرت الدولہ - مطلب یہ کہ خدا کی قسم اب زندگی سے دل تنگ ہو گیا -

بشیر الدین - اجی خدا خدا کیجیے - جوانمردی کے خلاف یہ بات آپ نے کہی -

نصرت الدولہ - کیسی جوانمردی -

بشیر الدین - اب آپ پھر تبدیل آب و ہوا کے لیے کہین چلیے اور تھوڑا تھوڑا قرضہ سب کا ادا کرتے جائیے -

نصرت الدولہ - میری عقل ہی ٹھکانے نہین کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون -

بشیر الدین - تو پھر ہماری راے پہ چھوڑ دیجیے -

نصرت الدولہ - بہتر سیاہ و سفید کا تمکو اختیار دیا -

کار خویش را بخداوند کارساز
سپردہ ایم تا کرم او چہا کند

بشیر الدین - اللہ پر شاکر رہنا چاہیے ان اللہ مع الصابرین والشاکرین ۵

نشین ترش تو از گردش ایام کہ صبر
گرچہ تلخست ولیکن بر شیرین دارد

نصرت الدولہ آبدیدہ ہو گئے تو یہ بات ٹالنے کے لیے بشیر الدین نے اور ذکر چھیڑ دیا -

بشیر الدین - میر وزیر علی صبا بڑے شاعر گذر گئے ہین -

نصرت الدولہ - ہان ہان جی تم تو اس طرح پہ کہتے ہو کہ جیسے صبا سے کوئی

واقف ہی نہین۔

بشیر الدین۔ ایک مشاعرے مین اُنھون نے اپنی غزل پڑھی تھی خدا کی قسم قلم توڑ دیے سبحان اللہ سبحان اللہ ؎

مہندی ملکر ہی چوٹ مرجان پر
ہاتھ لانا نگار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ نگار مہندی کے لیے خوب لائے اور روزمرہ تو صبا کا حصہ تھا

بشیر الدین۔ خواجہ صاحب کے شاگرد تھے کہ بائین ؎

برق بھی در کنار رہ جائے
ہان دل بے قرار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ ہان کی لفظ نے جان ڈال دی۔

بشیر الدین۔ زبان کو دیکھیے اور روزمرہ کو ؎

بحث گریہ مین ابر بول گیا
دیدۂ اشکبار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ابر بول گیا بحث گریہ مین ابر بول گیا۔ زبان اور روزمرہ تو خواجہ صاحب کے گھرانے پر ختم ہی یہ اسی غزل کا شعر شاید ہو گا۔

کہہ تو للکار لین رقیبون کو
بات کہہ لے نگار کیا کہنا

ہاے کیا لطف زبان ہی سبحان اللہ سبحان اللہ۔

بشیر الدین۔ ہمکو تو دیوان صبا کی ہر غزل مرصع معلوم ہوتی ہی ؎

جوش الفت مین اور ضبط اے دل
جبر پر اختیار کیا کہنا

اور سنیے غزل کیا دلھن ہی ؎

یون تو جو گل ہی خوب ہی لیکن
تیرا اے گلعذار کیا کہنا

اور اس شعر کے بیساختہ پن کو ملاحظہ فرمائیے ؎

سختی عشق جھیل لی اے دل
واہ رے بُردبار کیا کہنا

شعر تو سب سُن چکے آپ مگر اس شعر کی زبان کو ملاحظہ فرمائیے گا۔

مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا
وہی تیور ہین یار کیا کہنا

نصرت الدولہ۔ واہ واہ جی خوش ہو گیا خدا گواہ ہی کیا خوب فرمایا ہی ؎

مرگئے ہم مگر نہ رحم آیا
وہی تیور ہین یار کیا کہنا

بشیر الدین - مقطع تو سنیے قبلہ ؎

اے صبا دعوے انا الحق ہی
خوب سوچے ہو یار کیا کہنا

نصرت الدولہ - پھر جنون سر پر سوار ہوا ترک دنیا کا پھر خیال آیا پھر جسم سے شعلے نکلنے لگے اوہ ہم کیا تھے اور اب کیا ہین افسوس صد افسوس

بشیر الدین - بھائی واسطے خدا کے اِن امور کا خیال نہ کرو - اچھا فرخندہ کو بلواؤ وہ دو گھڑی غم غلط ہوگا - ننھے مرزا آدمی بھیجدو -

ننھے مرزا نے آدمی بھیجا وہ بیرنگ واپس آیا -

ننھے مرزا - آئین -

سپاہی - کون -

ننھے مرزا - کہان بھیجا تھا -

سپاہی - وہ تو گالیان دینے لگین کہ اُنکے پلّے بھی کچھ ہی یا بلاتے ہی ہین مثل مشہور ہی کہ گانٹھ گرہ مین کوڑی نہین سگٹّے ڈالے ہوت -

نصرت الدولہ نے جو یہ کلمہ سُنا تو از بس افسردہ ہوے اور سوچے کہ اللہ اللہ جسکو ہمنے ہزارون روپے دیے جس کی ہمنے اتنی خاطر کی اور جسکو ہم تہِ دل سے پیار کرتے تھے وہ ہم سے اس قدر خلاف حکم ہو جائے ہاے مفلسی واے مفلسی ؎

ای زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

نصرت الدولہ - بھائی بشیر الدین کچھ سُنا -

بشیر الدین - اجی اِن بیسواؤن کے کہنے کا کیا خیال ہی -

نصرت الدولہ - کلمہ تو سنو اُنکے پلے کیا ہی جو بُلاتے ہین -

بشیر الدین - اجی یہ ن - خ - ہین -

نصرت الدولہ - واہ اچھے ن - خ - ہین -

بشیر الدین - کیا غلط کہتا ہون -

نصرت الدولہ - بس اب دنیا ہی کو سلام ہے ؎

عشق کا اختتام کرتے ہین
دل کا قصہ تمام کرتے ہین
چلے دنیا سے ہم پئے عقبیٰ
کوچ بہر مقام کرتے ہین

اسکے بعد پھر نصرت الدولہ کا کسیکو حال نہ معلوم ہوا کہ کہان چلے گئے کسیکو مرتے دم تک صورت ہی نہ دکھائی -

دور سترھوان

کسی کا انجام بخیر نہ ہوا

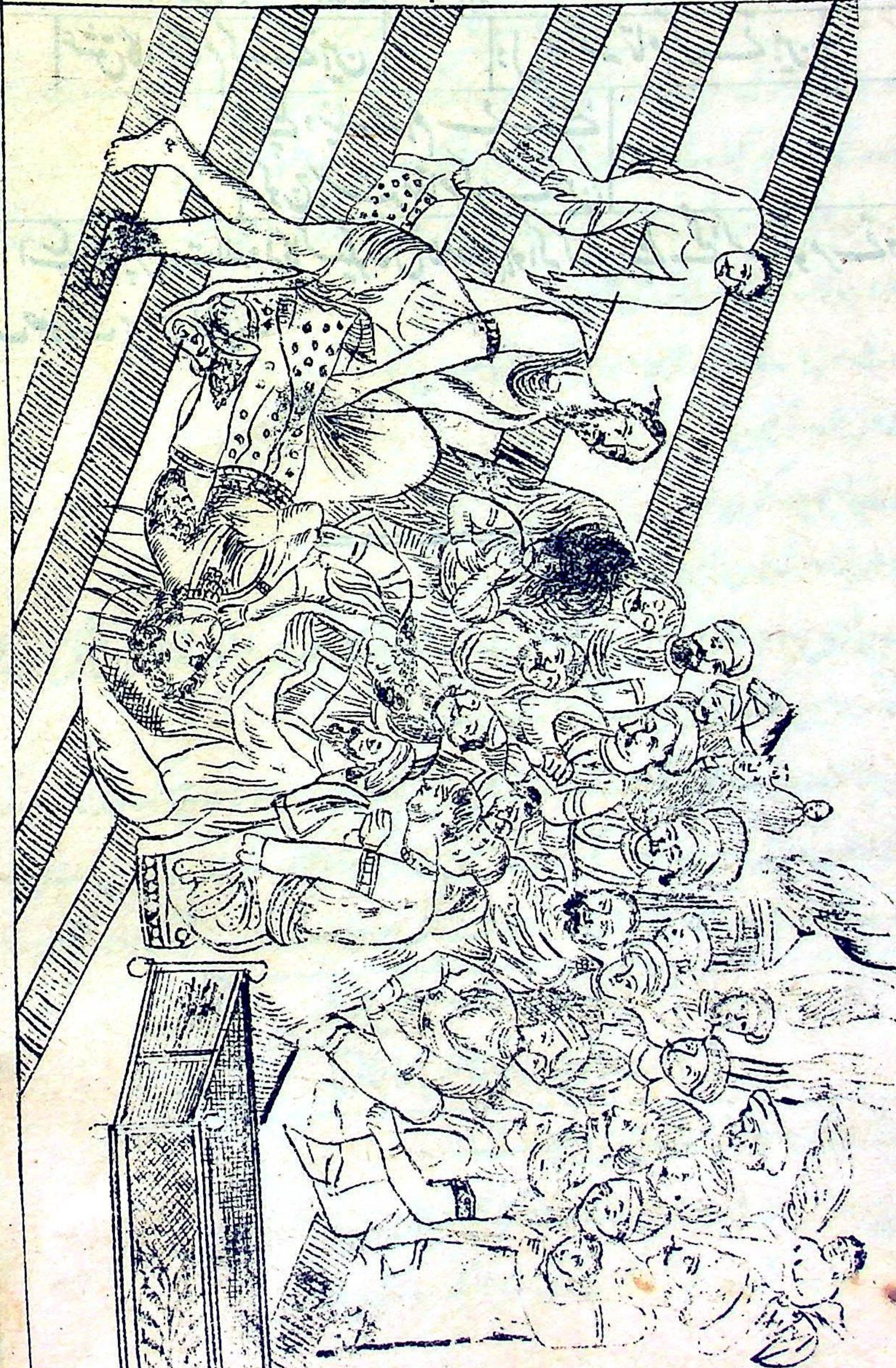

ناظرین کتاب کو حیرت ہوگی کہ یہ سیٹھ گوجرمل صاحب اس روز جلسے سے کہان غائب ہوگئے۔ اُنکا کچھ پتا ہی نہین کہ کہان چلدیے۔

واضح ہو کہ مِس للی نے کہ ایک نازآفرین مہ جبین یوروپین رقاصہ اور ایکٹرس تھی جو سیٹھ جی کی فیاضی اور سیرچشمی اور نشہ بازی اور امارت اور ٹھاٹھ دیکھے تو سوچی کہ اگر اُنکو جھانسا اور فقرہ دے کر انکی بیوی بنجاؤن تو قسمت کھل جائے اس تماشے والے صاحب کے ساتھ رہنے سے زندگی خراب ہونے کے سوا اور کیا فائدہ ہی۔ سیٹھ جی کو پٹی پڑھائی کہ اسوقت ہم تم یہان سے چلدین تو یہ صاحب دو چار روز رو دھو کے اپنا سا مُنھ لے کر چلا جائے گا اور پھر ہم تم تمام عمر مزے سے بسر کرینگے۔ اسکا ہمپر کسی طرح کا زور تو ہی نہین پھر وہ ہمارا کیا کرسکتا ہی یہ تو اُس زہرہ تمثال شمع قد پر لٹو ہو ہی گئے تھے اِس صلاح کو ہزار غنیمت سمجھے اور لالہ نتھومل تک کو خبر نہ کی اور مِس للی کو لے کر روپوش ہوگئے۔ صاحب بیچارہ رو پیٹ کے دو چار روز مین چلا گیا۔ مگر یہ پورے ڈیڑھ برس کے بعد لکھنؤ واپس آئے اور آتے ہی سب سے پہلے نواب نصرت الدولہ کے پاس آدمی بھیجنا چاہا۔ مگر لالہ نتھومل نے کہا (سرکار وہ تو کسو سے ملتے ملاتے نہین۔ ایک صاحب اُنکے گھر ہین ٹکا تھا۔ سو نجوم کے بہانے لاکھون کھا گیا اور لے دے کے چل دیا۔ کہین کھوج کھبر نہین۔ اور جادو سیکھنے کا بھی سوک (شوق) ہوا لوگ کامروپ کمچھیا بھیجے۔ وہان بھی لاکھون ہی لوگون نے مارے۔ اب جب کھکھل ہوے تو روپوش ہوگئے ٹکا پاس نہین رہا۔ بڑا ابتلا حال ہو گیا۔ پتا ہی نہین کہان ہین مل ایک چٹھی آپ کے نام بند کر کے لالہ ہینگا مل مہاجن کے پاس رکھ گئے ہین)۔

سیٹھ جی حیرت اور عبرت کے ساتھ اِس سانحہ دردانگیز اور واقعہ جگر دوز کا حال سنا کیے اور جب کُل مفصل حالات نتھومل کی زبانی سُن چکے تو فوراً مہاجن کے ہان سے خط منگوایا اور پڑھا۔ وہو ہذا۔

بے اعتدالیون سے سبک سب مین ہم ہوے
جتنے زیادہ ہوگئے اُتنے ہی کم ہوے

حضرتنا۔ بھائی میرا تو دوالہ نکل گیا۔ یہان ایک بے ایمان آدمی آیا تھا جو اپنے کو نجومی مشہور کرتا تھا۔

کوئی دو گھڑی دن رہے سیٹھ جی فٹن پر سوار مِس للی معشوقہ پری چہرہ کو بغل مین بٹھائے نواب امین الدین حیدر بہادر کے ہان گئے اطلاع ہوتے ہی نواب صاحب بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کو آئے۔ مِس للی سے ہاتھ ملایا۔ گول کمرے مین جاکر متمکن ہوے۔

نواب۔ مردِ خدا ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سِر سے سینگ۔

سیٹھ۔ ہم بڑی دور ہو آئے۔ سیلون تک گئے تھے۔

نواب۔ کہیے میم صاحب حضور کا مزاج تو اچھا ہی۔

للی۔ ہان نواب صاحب آپ تو اچھا رہا۔

سیٹھ۔ ارے یار نصرت الدولہ کا حال سُنکر بڑا افسوس ہوا۔

نواب۔ بھائی صاحب اُس شخص نے جادو اور نجوم کے پھیر مین اپنے آپ کو ایسا ستیاناس کیا کہ کہین کا نہ رکھا۔ اَب خدا جانے کہان ہین۔ پاس ایک جھنجھی نہین ہی۔ نوکری کے کام کے نہین۔ واللہ اعلم کس حالت مین ہین۔

سیٹھ۔ ہماری طبیعت کوئی پانچ مہینے سے بہت علیل ہی۔ لاکھ لاکھ علاج کرتے ہین مگر غذا جزو جسم نہین ہوتی۔

نواب۔ کیون کیون خدانخواستہ کیا عارضہ ہی۔ مین پوچھنے ہی کو تھا کہ یہ آپ اسقدر دُبلے کیون ہو گئے ہین اور آواز سے بھی ضعف پایا جاتا ہی

سیٹھ۔ یار چلتے ہوے چکر آتے ہین اور زینے پر چڑھتے ہوے ہانپنے لگتا ہون اور قلب کے پاس میٹھا میٹھا درد ہوتا ہی۔ اور دست روز آتے ہین کوئی دن رات مین آٹھ دس۔ اور غذا بہت کم ہو گئی ہی۔ اور جسم کی پھُرتی بالکل جاتی رہی ہی۔

نواب۔ کہیے میم صاحب اَب اسوقت آپ کی کیا تواضع کرون شامپین حاضر ہی۔